UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226242
UNIVERSAL
LIBRARY

"مین"

(آریہ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۴ - دیباچہ) اس جگہ کوئی لمبا چوڑا بھڑک دار دیباچہ لکھنے کے لئے تیار نہیں ہوں - سچ پوچھئے تو رشی کے الفاظ سے بڑھکر مجھے اپنی کتاب کے لئے کوئی بھی اعلےٰ دیباچہ نہیں سوجھا وہ الفاظ مین نے بجنسہ کتاب کے شروع مین لکھدیے ہین اصلی دیباچہ وہی سمجھنا چاہیے - یہان پر مین صرف اتنا بتانا چاہتا ہون کہ جن لوگون نے میرا الحجہ ترک اسلام پڑھا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ مین نے اسلام کو کیون چھوڑا - گو اسکا دوہرانا فضول ہے مگر اتنا کہدینا ضروری ہے کہ مین نے اسلام کو سالہا سال کی چھان بین کے بعد اپنے دل و دماغ عقل و فکر کا مہلک دشمن پاکر ۱۴ جون سنہ ۱۹۰۳ع کو ڈاڑھی مونچھ کے ساتھ رخصت کردیا - یہ جدائی کسی تحسین و آفرین شور و غل لمع لالچ کی خاطر نہین تھی محض دھرم کی خاطر تھی کون سا دھرم وہ دھرم کہ جسکے مقابلے مین دنیاوی حشمت مال و دولت شان و شوکت بالکل ہیچ ہین "

ذوالفقار حیدری

شعر

کیا ہے کبر عدو میری تواضع کے حضور	سرکشی دم مین مٹا دیتا ہے خم شمشیر کا

لفظ "مین" کیسا کلمۂ غرور ہے جس کی بدولت شیطان راندۂ درگاہ مردود و ملعون ہوا چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین - **شعر**

تکبر عزازیل را خوار کرد	بزندان لعنت گرفتار کرد

لنکاپتی راون کے دس سر اسی "مین" نے کٹوائے - سونے کی لنکا خاک مین ملوائی

فرعون بادشاہ مصر کو مع لشکر اسی مَین کی بدولت غرق دریائے نیل ہوا۔ اسی مَین کی بدولت اصحاب فیل بادشاہ حبش کی فوج کو ابابیل ایسے حقیر جانور سے ذلت ملی اور برباد و ہلاک ہوئی۔ اسی مَین نے نمرود سے بادشاہ متکبر کو ایسی ذلت فاش دی کہ مچھر سے کم حقیقت نے اُس کے دماغ میں گھس کر تاحیات قیام کیا جب تک جیا بغیر سر کوبی آرام نصیب نہوا۔ شعر

CHECKED 1951

ہاں ہم اچھے ہیں کبھی یہ نہ تصور کرنا
ہمیشہ نخل ترقی ہے تکبر کرتا

اسی مَین نے مہابھارت کی لڑائی میں جرجودھن چکرورتی راجہ کا نام ونشان باقی نہ رکھا۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے اسی مَین کی بدولت حرام موت پائی۔ دیانند سرستی نے اسی مَین کی بدولت بنارس اور کنبھ کے میلہ ہردوار میں اور ڈیرہ دون وغیرہ میں ہار کی تالی بجوائی۔ اور انجام کار بدن بگڑ کر دو تا پائی غرض جس نے مَین کی وہ دنیا و آخرت دونوں میں روسیاہ ہوا ہزاروں مغروروں کو دیکھا مگر کسی کا پھل بڑا نہ لگا۔ دور کیوں جاتے ہو ہزاروں بھیڑ بکریاں۔ اسی مَین کی بدولت روز چھری کے نیچے آتی ہیں۔ چنانچہ مشہور مثل ہے۔ کہ مَین کی گردن پر چھری۔ جس انسان کے دل سے مَین دور ہوئی۔ ادنے سے اعلےٰ ناپاک سے پاک۔ اندھے سے بینا۔ دوزخی سے بہشتی ہو گیا چنانچہ اسی بارے میں وچھن شاہ فرماتے ہیں۔ ؎

جو مین مَین دل سے چھٹے اور تین تن کا لاگے تا
وچھن ترت سائیں ملے تنک نہ لاگے بار

ناظرین۔ دھرم پال جی کی لیاقت اور غرور اسی مَین کے لفظ سے ظاہر و آشکار ہو رہی ہے کیونکہ لکھا کتب دنیا میں موجود ہیں ہر ایک مذہب وملت کے علماء نے لکھی ہیں۔ کسی نے بسم اللہ سے شروع کیا ہے۔ کسی نے سری گنیش آئیمہ سے ابتدا کی ہے۔ کسی نے اوم اوم سے کسی نے ع

سادی ہی جگہ چھوڑدی دیوان میں اپنے

مگر اس کلمہ تکبر "مین" سے آج تک کسی نے ابتدا نہیں کی۔ ہمارا یہ دعوے نہیں ہے کہ فروتنی و تواضع صرف اسلام ہی پر ختم ہے۔ نہیں بلکہ ہر قوم وملت کے شریف باکمال بمقتضا

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

ہمیشہ تکبر و غرور سے اجتناب کرتے اور تواضع کو اپنا شعار بناتے ہیں۔

شعر

خمیدہ کرتا ہے انسان کو جوہر شرافت کا
اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے

وہی زمانے مین ہوتے ہین پست جل جلکر | جو مثل شمع زمانے مین سر اُٹھاتے ہین
محیط دہر مین یہ زندگی ہے نقش برآب | صدا یہ دیکے حباب اپنے سر اُٹھاتے ہین
ہے انکسار سلامت روی سے کام نفیس | نہ پاؤن رکھتے ہین بیجا نہ سر اُٹھاتے ہین

دوسرے - برہمچاری جی اس نحیف نے آپ کا لکچر اور تہذیب الاسلام کی جلدین بھی دیکھین اور مین خوب جانتا ہون کہ آپ نے اسلام کیون چھوڑا ہر چند کہ پردہ دری غیر مناسب ہے لیکن اتنا کہدینا بھی خالی از مصلحت نہین کہ حضرت آپ نے اسلام کو بہ طمع دنیا و بہ امید نیوگ (ناجائز تعلق) اور بوجہ نافہمی و کم علمی چھوڑا ہے - نہ بربنائے صداقت مذہب - یہ جو آپ بناوٹی باتین اور ملمع سازی کی گفتگو کر رہے ہین یہ سراسر دروغ اور کذب پر مبنی ہے - طبیب سے مرض چھپانا - سورج کو چراغ دکھانا عقلمند کا کام نہین - اچھا اگر آپکا یہ فرمانا صحیح ہے کہ آپ نے سالہا سال کی چھان بین سے ویدک مذہب کو حق اور اسلام کو باطل سمجھکر ترک کیا ہے تو برائے مہربانی بیان فرمائیے کہ آپ نے کیا چھان بین کی ہے ویدون کی تعلیم آپ نے کس گرو سے پائی - زبان سنسکرت آپ نے کون سے پاٹشالہ مین حاصل کی - عربی مین فضیلت کی پگڑی کس مدرسہ مین آپ کے باندھی گئی ویدون کی صداقت کے واسطے کون کون وید خوان اور سنسکرت کے عالم سے کہان کہان آپ نے تحقیق کی مگر افسوس اسکا جواب آپ بجز کھین نہین کے اور کچھ نہین دے سکتے - پھر یہ بتلائیے کہ آپ نے کس طرح اسلام کو باطل اور ویدک دھرم کو حق جانا -

اگر کوئی پوچھے کہ جو شخص عربی اور سنسکرت نہ پڑھا ہو یا ان علمون مین دستگاہ تامہ نہ رکھتا ہو تو کیا وہ تصدیق و تحقیق مذہب نہین کر سکتا ؟ برہمچاری جی تو ٹوٹی پھوٹی انگریزی اور اُردو بھی پڑھے ہوئے ہین - کیا اسقدر علم تحقیق دین کے لئے کافی نہین ہے - ؟ اس کا جواب مین کیا ہر ذی شعور یہی دیگا کہ نہین کیونکہ اسقدر کم علم آدمی اگر کچھ بھی عقل سلیم رکھتا ہے تو وہ اپنے آبائی مذہب مین استحکام و مضبوطی پیدا کر سکتا ہے دوسرے مذہب کی اچھائی برائی اُسے ہرگز نہین معلوم ہو سکتی - ہم دیکھتے ہین کہ ہزارون مسلمان بھائی انٹرنس - ایف - اے - بی - اے - انگریزی اسکولون اور کالجون مین بلکہ مشن اسکولون مین پڑھے اور ڈگریان پائین لیکن وہ بجائے تبدیل مذہب کے اپنے ہی مذہب مین با عقیدت اور ثابت قدم رہے - ہماری رائے مین تو کوئی شخص جب تک ویدونہ پڑھے اور اُس کے مطالب نہ سمجھے ہرگز غلط یا صحیح ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا -

اگر یہ کہا جائے کہ مہاراج دیانند سرستی نے سب ویدون کا ترجمہ کیا ہے کیا - وہ قابل اطمینان نہین اور اسکو

پڑھکر آدمی پنڈت نہین بن سکتا اور حق و باطل کی تمیز نہین کرسکتا

یہ مانا کہ مہاراج دیانند سرستی نے کچھ ویدون کا ترجمہ کیا جو اب آریون مین موجود ہے۔ لیکن برہمچاری جی نے کس طرح معلوم کیا کہ یہ ترجمہ صحیح ہے۔ حالانکہ یہ کھُلی ہوئی بات ہے کہ بمقابلہ علماء قدیم دیانند سرستی کے ترجمہ کی زیادہ وقعت نہین ہوسکتی کیونکہ اوّل تو دیانند جی مین کوئی علمی لیاقت بمقابل اُن کے نہ تھی۔ مہاراج نے متھرا مین مہاراج ویر جانند سورداس سے صرف ویاکرن (علم صرف و نحو) پڑھی تھی۔ اس کے سوا تحقیق نہین کہ اور کوئی علم اُنھون نے کہین پڑھا یا نہین۔ پس صرف ویاکرن کے پڑھنے سے کوئی شخص ویدون کا صحیح ترجمہ نہین کرسکتا۔ دوسرے مہاراج حد درجہ کے ضدی اور طماع تھے ایسے شخص کے ترجمہ کا ہرگز اعتبار نہین ہوسکتا۔

ان وجوہات سے تو ثابت ہوتا ہے کہ برہمچاری جی یا تو پیٹ کے دُکھ اور بطمع نیوگ یا بباعث کم علمی و نافہمی آریہ ہوے ہین۔ ورنہ ویدک دھرم بمقابلہ اسلام کچھ وقعت و حقیقت نہین رکھتا۔ آپ جس طرح چاہین تحقیق کرین۔ ہر صورت سے اسلام حق اور ویدک دھرم باطل ٹھہریگا۔ ــــ

در سفسطۂ حکمت بقراط و فلاطون | | طفلی بزرند طفل دبستان محمد

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۵۔ سطر ۲۔ لیکچر چھپ گیا۔ ایک گلے سے اُتری مگر مجھے یہ علم نہین تھا کہ بلی کے بجاے اونٹ گردن سے لپٹ جائیگا۔ لیکچر کا نکلنا تھا کہ اسلامی اخبارون نے بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ موتھ آئی کہنے لگے۔ مین یہ سب کچھ دیکھتا تھا مگر خاموش تھا اخبار دنیا کا طوفان کم ہوا۔ تو رسالون کی باری آئی۔ خوب گھوڑ دوڑ مچی۔ میرے لیکچر کی تردید مین کتاب پر کتاب نکلنے لگی۔ **جھوٹا۔ جاہل۔ ناپاک باطن۔ شریر۔ احمق۔ بیوقوف۔ شیطان۔ شریر النفس۔ گستاخ۔ جلدباز۔ خودغرض۔ زہریلا سانپ۔ مرتد۔ مردود۔ کمبخت** ۔ وغیرہ وغیرہ خطابات کا مجھے مستحق گردانا گیا۔ مین پھر بھی خاموش رہا۔ جب نصف درجن کے قریب کتابین نکل چکین۔ تو بعض علماے اسلام نے کھلم کھلا کہنا شروع کیا کہ اب وہ بزدل تارک اسلام کہان چھپ گیا ہے ہماری کتابون کا جواب کیون نہین دیتا مین اُن کی تحریرین پڑھتا تھا اور خاموش تھا۔ قتل و غارت کے گمنام خطوط کا سلسلہ جاری ہوا کچھ عرصہ چلکر بند ہوگیا۔

ذوالفقار حیدری۔ یہ الفاظ جو آپ کی نسبت اہل اسلام نے کہے آپ کو ان الفاظ پر غصہ کرنا نہین لازم تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بباعث اسلامی ہمدردی کے آپ ان سب لوگون کے بھائی تھے۔ دنیا مین محبت کئی قسم کی ہوتی ہے چنانچہ ایک محبت ایمانیہ بھی

ہے - اور یہ محبت بہت زبردست ہے - جب آپ نے آریہ ہوکر ڈاڑھی مونچھ کا صفایا کرایا اور ... مُنڈے بنے یعنے سینگ کٹا کے بچھڑون مین مل گئے - توخیال فرمائیے کہ آپکی اس بیہودہ حرکت سے اہل اسلام کے دلون پر کس قدر اثر ہوا اور رنج وصدمہ ہوا ہوگا - پس اگر اُنھون نے چند سخت الفاظ آپ کی نسبت کہے تو کیا برا کیا -

کیا آپ کو یاد نہین کہ جب آپ کے اطوار پرائمری تعلیم کے بعد بگڑ گئے تھے - تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو کس قدر سخت سُست کہا تھا - کیا یہ دشمنی تھی نہین بلکہ خاص محبت - اسی طرح اہل اسلام نے بھی جو الفاظ آپ کی شان مین کہے وہ دشمنی سے - نہین بلکہ محبت برادرانہ و تعلق مذہبی کیوجہ سے

یہ قاعدہ ہے کہ جب لڑکا نصیحت زبانی پر عمل نہین کرتا - تو تنبیہاً مان - باپ - گرو - اُستاد - بذریعہ چھڑی یا بید کے اصلاح کرتے ہین - لیکن ہماری راے مین یہ آپ کی خوش نصیبی ہے کہ جو آپ ایسی تنبیہ سے بچ گئے

الزامی جواب

اگر اسمین آپکو شبہ ہو تو اپنے گرو کیحالات کو دیکھئے جن کے بنائے ہوے مذہب پر آپ چلتے ہین جب اُن کی بہن کا انتقال ہوا تو مہاراج کی آنکھین نمناک نہین ہوئین حالانکہ سارا خاندان رنج وغم سے نالہ وزاری مین مصروف تھا - اسپر لوگون نے ان پر کس قدر لعنت ملامت کی تھی -

جب گھر سے بھاگے ایک بیراگی جو آپ کا جان پہچان تھا ... مین ملا اُسنے بھی آپکی اس حرکت پر بے حد لعنت ملامت کی -

آپ کے والد نے آپ کو گرفتار کیا اور آپکی ہتک کی اور لفظ ... گھاتک ... دشنام وغیرہ اور سخت کلامی سے برتاؤ کیا مگر مہاراج نے اُن سختیون پر ذرا بُرا نہین مانا - اور ایک بات کی بھی پروا نہین کی - اور اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئے - کیا ان سب لوگون نے عداوت سے مہاراج کو لعنت ملامت کی - بُرا بھلا کہا - نہین ہرگز نہین بلکہ دوستی سے - اسی طرح اہل اسلام یعنے آپکے دینی بھائیون نے بھی آپ کو لعنت ملامت کی - مگر ازراہ محبت نہ کہ دشمنی سے - آپ کے اس رونے دھونے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی لالچ سے آریہ ہوے ہین - افسوس آپ نے ابھی مہاراج کا جیون چرتر بھی نہین دیکھا - ورنہ ویدون پر ڈاڑھی مونچھ کا صفایا کرادینا سچ ہے - بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ - جواب دو - جواب دو کی صدا بلند ہوئی مین نے کچھ توجہ نہ کی بعض دوستون نے مجھ سے درخواست کی - کہ مین اُن کو اسلامی کتابون کے جواب لکھنے کی اجازت دون مین نے اُس کو بھی نامنظور کیا یہ سمجھکر کہ بادل گرج کر خود ہی بند ہو جائیگا - جواب کی ضرورت نہین مین خاموش ہو رہا - مگر اندیشہ کا زور بڑھتا گیا - در جن کے قریب کتابین نکل گئین - اپنے بیگانے گرد ہو گئے - کہ اپنی پوزیشن صاف کرو - تنگ آید بجنگ آید مجھے حفاظت نفس کی خاطر شمشیر قلم اُٹھانی پڑی -

ذوالفقار حیدری - ہمنے بہت غور کیا مگر برہمچاری جی کے اس فقرہ کا صحیح مطلب ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ **"مجھے شمشیر قلم اُٹھانی پڑی"**

ناظرین - غالباً آج ہی آپ نے سُنا ہوگا - کہ جُلاہے بھی تلوار اُٹھاتے ہین - تلوار کا اُٹھانا شریف قوم اور چھتریون کا کام ہے نہ کہ "نورباف" جلاہون کا - کسی تواریخ مین سلف سے آج تک نہین دیکھنے اور سننے مین نہین آیا - کہ کسی لڑائی مین جُلاہون نے بھی جوہر شجاعت دکھلائے ہون یا کوئی مہم سر کی ہو - امرا اور روسا - تعلقہ داران و راجگان وغیرہ بھی کبھی اس قوم کو حفاظت یا پہرہ چوکی کے کام پر ملازم نہین رکھتے - کیونکہ یہ ذات دل کی نہایت بزدل اور بودی ہوتی ہے - ہمنے تو کہین نہین سُنا کہ کسی جُلاہہ نے سپہ گری یا بہادری کی ہو یا کسی قلعہ مین کسی فوجی دفتر و متعلقین انھین کوئی خدمت تفویض ہوئی ہو - پھر ہمارے برہمچاری کس طرح فرماتے ہین کہ **"مجھے شمشیر قلم اُٹھانی پڑی"** یہ دعوے سراسر تجربہ کے خلاف ہے - پرائے ہتھیار کا نام لینا چھوٹا منھ بڑی بات ہے شاید اردو لکھنے کے لئے حال مین جو شمشیر نب ایجاد ہوئے ہین - اُسی کو آپ نے شمشیر قلم استعارۃً استعمال کیا ہے - اگر ایسا ہے تو البتہ ایک حد تک صحیح ہو سکتا ہے حالانکہ حقیقتاً ان قلم سے بھی آپکو تعلق نہین ہے - ؎

پھر کون اس اداپہ نہ مر جائے اے خدا	لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۵ - سطر ۱ شروع فقرہ - مگر ایک دقت پھر پیش آئی - درجنون کتابین کس کس کا جواب لکھون - مین نے کاٹ چھانٹ شروع کی - بعض رسالون کے مصنف تو سڑی ہوئی نالی کے کمزور کیڑے دن کی طرح ذاتی حملون کمینہ خیالات - بدکلامی دشنام دہی کے کیچڑ مین رینگتے ہوئے نظر پڑے - ایسے سڑیلون کی بات کا نوٹس لینا سڑیل پن کا ثبوت دینا سمجھکر اُن کو وہین رینگنے دیا کہ موج کرو تمھارا ٹھکانا بہت اچھا ہے - بعض مصنف تبت کے

لٹھ باز لالاؤن کی طرح پُرانی لکیر کو پیٹتے نظر آئے۔ ایسے نہتے لوگون پر شمشیر قلم اُٹھا کر دوڑنا میرے نزدیک بزدلی ہے۔ مین نے اُن کو بھی اُن کی پُرانی غارون ہی پڑا رہنے دیا کہ چین کرو۔ میرے تجربہ کا مشن تھا کہ ملک مین اُسکا نشان سمجھتا ہے۔ غرضیکہ تمام آلا بلا مین صرف دو کتابین ایسی نکلین کہ جنکے مصنف نئی روشنی کے نئے آلات سے آراستہ و پیراستہ ہوکر میدان مین نکلے ہین۔ ان کے علاوہ باقی جتنے جواب دہندہ ہین سب کے سب برساتی کیڑون کی طرح تھوڑی دور تک رینگ کر رہ گئے ہین۔ ایسے لوگون کی کسی تحریر کا نوٹس لینا ان کو بیجا وقعت دینا ہے جسکے وہ کسی صورت مین بھی مستحق نہین ہین۔ کہین وہ اس وہم مین نہ پھنس جائین کہ اُن کی ردّی کتابین لاجواب ثابت ہوئین۔

ذوالفقار حیدری - ہمکو اس امر کا نہایت افسوس ہے۔ کہ ضرور اور بلا شک آپ بے سمجھے بوجھے آریہ ہوئے ہین۔ اور مین جانتا ہون کہ ابھی تک آپ آریہ مذہب کے اصولون سے واقف نہین ہین۔ سُنئیے مسئلۂ تناسخ اسلام مین نہین مانا گیا۔ بلکہ اسلام اس مسئلہ کو اچھی طرح سے بدلائل عقلیہ و نقلیہ رد کر چکا ہے۔ اور بوجہ اس مسئلہ لغو کے وید کو بھی معقول نہین سمجھتا۔ اسلام سراسر اس مسئلہ کا مخالف ہے۔ پس جبکہ اسلام اس مسئلۂ تناسخ کا مخالف ہے تو ہرگز ہرگز اُس کے اہل پر کیڑون کی مثال نہین کھپتی۔ بلکہ ایسی مثال دینا آپ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ ذرا متوجہ ہوجیے سیدھے الفاظ مین ہم آپ کو سمجھاتے ہین۔ سُنئیے مسئلۂ تناسخ کا پورا پورا عقیدہ آریون مین ہے۔ اس سے آپ کسی طرح انکار نہین کر سکتے اور اس کے بھی آپ قائل ہین کہ جب انسان کے اعمال خراب ہوتے ہین تو اُس کا جنم ایسی خراب چیزون مین ہوتا ہے۔ یہ تو تمام انسانون کے ثمرۂ اعمال کے متعلق ہے مگر جو کوئی رشی منی۔ عابد پرہیزگار ہوتے ہین اور اُن سے کوئی خطا گناہ ہوتا ہے تو انھین عوام سے زیادہ سزا ملتی ہے۔ اس خیال سے اور اسی مسئلۂ تناسخ کی رو سے یہ سب کیڑے آریہ بھائی ہین اور عوام بھی نہین بلکہ خاص رشی منی۔ سنیاسی۔ برہمچاری۔ وید خوان مہاتما سوامی ہین۔

آپ نے اُن کو جو پڑا رہنے اور رینگنے دیا تو بہت اچھا کیا۔ اُن کو اپنے پچھلے جنم کا پاپ بھگتنا ہے۔ جب سب اعمال بھگت لین گے تب دوسرا جنم ملیگا یہ آپ کی رعایت اُن کے ساتھ ہمدردی قومی کا سبب ہے۔ جسکا تمام آریون کو مشکور ہونا چاہیے۔

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱ سطر ۹

نہین اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جس کی وہ مستحق تھین۔ اور بس باقی رہے دو مسلمان ان دونون نے کسی قدر عقل و فکر سے کام لینے کی کوشش کی ہے وقت پڑے پر بعض اسلامی عقائد کو

بھی خیرباد کہدیا ہے۔ لغاتون۔ تفسیرون وغیرہ کو خوب ڈھونڈھا ہے جہانتک ہوسکا ہے۔ حاشیہ فزائی اور مغالطہ دہی کی کوشش کی ہے۔ ان دونون صاحبان کا طرز تحریر بھی نسبتاً کم خراب وکم ناشائستہ ہے۔ ان مین سے ایک صاحب تو ابوالوفا مولوی محمد ثناء اللہ صاحب امرتسری ہین۔ انھون نے رسالہ "ترک اسلام" بر ترک اسلام لکھا ہے۔ دوسرے صاحب حکیم الامۃ حکیم نورالدین صاحب قادیانی ہین۔ ان کے رسالہ کا نام "نورالدین" ہے۔ پہلے صاحب اہل اسلام کے نامی گرامی مولوی ہین۔ دوسرے صاحب مرزا غلام احمد صاحب المعروف بہ مسیح موعود یا مہدی موعود یا کرشن گوپال کے طبقہ اول کے شاگرد رشید ہین۔ مین نے "یتھا یوگیہ" برتاؤ کو مدنظر رکھکر جواب دیے ہین۔

ذوالفقار حیدری۔ واہ برہمچاری جی واہ۔ سچ ہے۔ جادو وہ سر پر چڑھ بولے۔

زجاہل نیاید جز افعال بد	اگر وشنو جز باقوال بد

سنئے یتھا یوگیہ کے معنے ہین کہ جس لائق جیسا شخص ہو اُس کو ویسا ہی جواب دینا۔ یا یون کہو کہ جو جیسا ہوتا ہے ویسے ہی اُس کی گفتگو بھی ہوتی ہے۔ یا جو جیسا ہوتا ہے وہ دوسرون کو بھی ویسا ہی سمجھتا ہے۔ **ع**

بُرے جو ہین سدا نیکون کو بد کہتے ہین دنیا مین	جو اچھے ہین بُرون کو بھی وہ سب اچھا سمجھتے ہین

ہم کو آپ کی بدکلامی وناشائستہ گفتگو اور بدتہذیب باتون کی کوئی شکایت نہین۔ کیونکہ ہرچہ از دوست میرسد نکوست۔ لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ بجائے جواب دینے کے آپکو تہذیب کا سبق پڑھانا پڑا۔ سُنیئے **یتھا یوگیہ** جواب دینا جاہلون اور نااہلون کا کام ہے۔ جس کا جیسا دل ودماغ اور مادہ ہوتا ہے اُس سے ویسی ہی باتین ادا ہوتی ہین۔ ناپاک دل سے پاک باتین۔ اور پاک دل سے ناپاک باتین غیر ممکن ہین۔ مہذب آدمی سے بدکلامی اور ناشائستہ آدمی سے معقولیت کی تقریر محال ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ **یتھا یوگیہ** کا برتاؤ ہم آپ کے ساتھ کرتے ہوے غیر معقول سمجھتے ہین کچھ آپ ہی کا یہ قاعدہ نہین ہے۔ بلکہ تمام آریون کا یہی شعار ہے کہ ہارے تو چلے ناپیارے۔ معقولیت تو اس کی مقتضی تھی کہ علم وتحقیق سے کام لیتے نہ کہ سخت زبانی وبدکلامی کرکے اشتعال طبع کے محرک ہوتے ہین اس لئے تاکہ اشتعال سے اختلال حواس ہوجائے اور ہم بازی لیجائین۔ یہ چالین ہم خوب سمجھتے ہین

ہم خوب سمجھتے ہین جو ہے آپکے دل مین

مُحبّت

محبت کیا ہے میلانِ طبیعت
بجلب نفع رجحانِ طبیعت

محبت کا جو پوچھو ٹھیک مبدر
تو ہے بس قوت تحریک مبدر

یہ قوت باعث ہر خیر و شر ہے
محبت بھی اُسی کا اک اثر ہے

جو اُدھر خیر کے ہو گی محبت
تو ہوگا نفس منسوب سعادت

اگر شر کی طرف ہے نفس مائل
شقاوت اُس محبت کا ہے حاصل

محبت کوئی ایسی شے نہیں ہے جس کو کوئی نہ جانتا ہو۔ جاہل۔ عالم۔ عاقل۔ نادان۔ آدمی۔ اطفال۔ بوڑھے۔ جوان۔ سب اس سے واقف ہیں۔ **شعر**

یہی نور ہے چاند تاروں میں ثابت
ثوابت اور سیاروں میں ثابت

یہی محبت درحقیقت کلید جنت ہے۔ یہی محبت قربت بارگاہ صمدیت ہے۔ باعث مضبوطی ایمان ہے۔ مکمل ایقان ہے۔ چلتا ہوا نقش اول درجہ کا اسم اعظم ہے۔ جتنی تعریف کیجائے اُتنی کم ہے۔ دل کی صفائی کے لئے فرد ہے۔ اسی مہر سے مہرِ فلک گرد غیرت سے زرد ہے۔ اس کی صفت احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ یہی محبت حور و غلمان کا زیور ہے۔ پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کا سبب یہی محبت ہے۔ اسی محبت سے حضرت یونس علیہ السلام لقمۂ ماہی ہوکر سلامت رہے۔ محبت ہی سے حضرت لوط علیہ السلام کی عذاب سے جان بچی۔ محبت ہی سے حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی اور آدم ثانی کا خطاب حاصل کیا۔ محبت ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بلا عذر قربانگاہ پر لیجاکر قربانی کو تیار ہوئے جس کی یادگار آج تک چلی آتی ہے اور قیامت تک رہیگی۔ محبت ہی سے حضرت علیہ السلام پر آتش نمرود

گلزار ہوئی۔ اسی محبت سے خلیل اللہ کا خطاب پایا اسی محبت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون ایسے سخت دشمن کے گھر مین پرورش کرایا۔ اسی محبت کے سبب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کرائی۔ اسی محبت کے سبب سے بنی اسرائیل نے چالیس برس من و سلوے کھایا۔ اور تمام شاہان غیر قوم پر فتح پائی۔ اسی محبت کی بابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل شریف مین فرماتے ہین کہ "انسان خواہ کیسا ہی عابد و پرہیزگار ہو لیکن اگر محبت نہو تو ٹھنٹھناتی پیتل اور جھنجھناتی جھانجھ ہے"۔ اسی محبت سے حضرت عیسیٰؑ نے بقول نصاریٰ صلیب اور بقول اسلام چوتھے آسمان پر معراج پائی۔ اسی محبت نے حضرت نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خاتم المرسلین و محبوب رب العالمین کا خطاب دلایا۔ اور معراج سے قرب و شان حضرت کا ظاہر کرایا۔ اسی محبت مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا گھربار مع اولاد و اقارب راہ خدا مین لٹایا۔ اور خطاب سید الشہدا پایا۔ اسی محبت کے سبب کتنے ہی خاصان خدا آج تک طاعت الٰہی مین مستعد ہین۔ مقبول بارگاہ رب ودود ہین اسی محبت سے مہاراجہ ہریش چندر جیسے راجہ کو ڈوم کے گھر نوکری کرنا پڑی۔ اسی محبت کی وجہ سے راجہ رام چندر نے بن باس قبول کیا اور مصیبتین اٹھائین۔ اور مہاراجہ دسرت نے انکی مفارقت مین جان دی۔ اسی محبت مین راجہ راون سیتا کو ہر (نکال) لے گیا۔ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اسی محبت سے مہابھارت کی لڑائی مین دعین میدان جنگ مین ارجن ایسے تیرانداز اور پہلوان کو اپنے بھائیون کو دیکھکر ایسا جوش الفت ہوا کہ تیر و کمان زمین پر پھینکدی اور لڑنے سے انکار کیا۔ خلاصہ یہ کہ محبت کا ثمرہ ہمیشہ نیک ہے۔ بخلاف اس کے جن اشخاص کے دل مین محبت نہین ہے وہ ہمیشہ شیطانی حرکات کے باعث خسر الدنیا والآخرۃ ہوتے ہین۔ جیسا کہ برہمچاری دھرم پال جی نے اہل اسلام کے ساتھ اپنے والد بزرگوار کو اپنے مغز پر عناد کے پیکان زہرآلود کا شکار بنایا۔ "کمینہ" کے خطاب سے یاد فرمایا۔ اور لطف یہ کہ خود بھی کمینہ بنے۔ چاہ کن را چاہ درپیش کے مصداق ہوے۔ کیونکہ از روے قانون کوئی شخص تبدیل مذہب کے باعث ورثہ آبائی سے تو محروم ہو ہی نہین سکتا۔ پس جب تمام مسلمانون کی نسبت لفظ کمینہ استعمال کیا گیا۔ تو اُن کے آبا و اجداد بھی مسلمان ہونے کے باعث کمینے ٹھہرے۔ اور جب وہ کمینے ہوے تو بھلا برہمچاری جی اس خاندانی خطاب سے کیونکر محروم ہو سکتے تھے۔ اُن کو بھی یہی خطاب میراث مین ملا۔ چلو اچھا ہوا حق بحقدار رسید۔ اسی نامحبتی سے دیانند جی نے

خطاب مات گھاتک (مادر کُش) پایا۔ اور اپنے والدین کی خدمت و اطاعت سے گریز کیا۔ باوجود عروج وحشمت پانے کے بھی کبھی اُن کے حقوق کا لحاظ نہ کیا۔ اسی بے محبتی کے باعث مہابھارت کی لڑائی مین بھیم سین نے اپنے حقیقی چچازاد بھائی (دوساسن) کا ڈھائی چلو خون پیا۔ لہو سفید ہو جانے کی مثل کو پورے طور پر ثابت کر دیا۔ اسی بے محبتی سے آریون کا ایشور خطاب سرو ویاپک (محیط کل) حاصل کر کے عورت کے رحم مین سکونت پذیر ہوا۔ قادر مطلق کے باعظمت وجلال خطاب سے محروم رہ کر قانون قدرت کا محکوم بنا۔ غرض کہ محبت اچھے لوگون کا شعار ہے جس دل مین محبت نہ ہو وہ بیشک بیدرد جفاکار ہے۔ چنانچہ یہ بھی محبت ہی کا ایک کرشمہ تھا کہ جب کتاب **تہذیب الاسلام** جلد اول میری نظر سے گذری۔ تو یہ کیفیت پیدا ہوئی کہ روتے روتے آنکھون سے دریا بہہ گیا۔ تین ماہ تک یہی تار بندھا رہا۔ برھمچاری جی کے کلمات کفر۔ شان خدا مین گستاخانہ الفاظ۔ اور دریدہ دہنی و ناشائستہ تحریر نے طبیعت کو بے اختیار کر دیا۔ جواب لکھنے پر آمادہ وتیار کر دیا۔ افسوس جو برتاؤ برھمچاری جی نے اسلام کے ساتھ برتا ہے۔ وہ اُن کے مذہب کے بھی سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ رگوید مین لکھا صاف صاف ہے۔

رگوید بھومکا بھاشیہ صفحہ ۶۹۔ سطر ۱۲۔ "واک یعنے زبان کو علم و تربیت راست گوئی وشیرین کلامی وغیرہ نیک اوصاف سے آراستہ کرنا چاہیئے"

دیکھیے وید ناشائستگی و بدکلامی کو جائز نہین رکھتا۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۵۔ فقرہ ۵۲۔ "شیرین زبان سے ہمیشہ سچ ہی بولے"

اتھروید کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۷۔ "ہمیشہ شیرین کلامی اور سچ سے دوسرے کا فائدہ مند سخن بولے۔ ناگوار سچی بات یعنے کانے کو کانا نہ بولے ہمیشہ بھدر یعنے سب کی بھلائی والے کلام نکالے۔ خشک دشمنی یعنے بغیر قصور کسی کے ساتھ دشمنی یا جھگڑا نہ کرے۔" لیکن افسوس کہ برھمچاری جی نے نہ تو وید پر عمل کیا نہ دیانند جی کی تعلیم کو مانا تب ہی خرافات بکنے لگے۔ انہی پر موقوف نہین۔ کل آریون کا یہی قاعدہ ہے کہ بلا سمجھے بوجھے شیطانی باتین کیا کرتے ہین۔ ان دونون حوالون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ برھمچاری جی دلی عقیدت وتحقیق حق کے سبب آریہ نہین ہوے ہین۔ کیونکہ وہ اپنی ہی کتب مذہبی کے مخالف ہین۔ بلکہ اُنھون نے کسی دنیاوی طمع سے ترک مذہب کیا ہے۔

حاصل کلام روز بروز میری حالت ابتر ہوتی گئی - احباب سے مشورہ لیا تو اُنھوں نے یہ راے دی کہ ایسی کتابوں کا دیکھنا اچھا نہیں ہے - ہزاروں تدبیرین اصلاح طبیعت کے لئے کین - مگر کسی طرح جوشش طبیعت و حرارت کم نہیں ہوئی - بمصداق ع

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

کم ہو تو کیونکر کم ہو - یہ قاعدہ ہے کہ کوئی کیسا ہی نالائق ناخلف ناشائستہ کیون نہو - مگر جب اُس کے بزرگ کو کوئی بُرا کہے یا جھوٹا الزام لگائیگا - تو ضرور اُس کو جوش آجائیگا - اور وہ جوش اُس وقت تک کم نہیں ہو سکتا جبتک مدعی کے جھوٹے دعوے کی پوری تردید نہو جائے - ستم تو یہ ہے کہ برہمچاری جی نے دیدہ و دانستہ محض اہل اسلام کے دل دکھانے کو اپنی کم علمی اور جبلی شرارت سے اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں ورنہ مذہبی مباحثہ میں مخالفان اسلام نے بکثرت کتابین لکھی ہیں - مگر کسی نے ایسی لگاوٹ نہیں کی - جس سے اہل اسلام کی دل شکنی و اشتعال طبع ہو - کیونکہ ہم اچھی طرح واقف ہیں کہ اللہ خدا - گاڈ - ایشور - پرماتما - ایک ہی خالق (پیدا کرنے والے) معبود کے نام ہیں صرف بلحاظ اختلاف زبان کے نام بھی مختلف ہیں - آخر کار دل نے یہی عزم مصمم کیا - کہ اس کا جواب لکھنا چاہیئے - ایک روز اسی فکر میں بیٹھا تھا کہ اتفاقاً دل میں خیال آیا کہ ذرا قرآن مجید سے تو بطور فال مشورہ لو کہ آیا یہ دشوار کام میری انجام دہی کے قابل ہے یا نہیں - پس قرآن مجید مترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب رئیس دہلی اُٹھایا - حسب قاعدہ تفاؤل کیا تو ۵ - پ - سورۂ نساء - رکوع ۱۷ - ۲ - آیت - صفحہ ۱۲۸ - کے شروع اجراً عظیماً کا لفظ نکلا - پیچھے ورق اُلٹنے پر یہ آیت نکلی - وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا " اور یہ البتہ نیکی ہے) اور جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسے (نیک) کام کریگا تو ہم (قیامت کے دن) اس کا بڑا ثواب عطا فرمائیں گے "

اس آیت کریمہ کے دیکھنے سے دل کو پوری تقویت ہوئی - بسم اللہ کہکر ابتدا کی - شعر

درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

ایک طرح سے ہم برہمچاری جی کے مشکور بھی ہیں کہ اُن کے اعتراضون کے جوابات کی تحقیقات میں جو جو شکوک ہمیں اسلام میں تھے وہ بھی رفع ہو گئے - اور آریہ مذہب کی خوبی جو پہلے ہمارے دل میں تھی - بالکل دور ہو گئی - آریوں کی ساری قلعی اور دھوکہ بازی کھل گئی - اور پورے طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ مذہب کچھ نہیں محض دھوکہ کی ٹٹی ہے -

ریمانڈر

(تاکیدی یاددہانی)

ایک کُھلی چٹھی

مکرم و معظم بندہ جناب [illegible] حسین صاحب ایڈیٹر رسالہ النذیر دام عنایتکم

السلام علیکم۔ مزاج شریف! کل بندہ نے ایک کتاب آریہ سماج کی مسمّی بہ ”ترک اسلام“ پڑھی ہے۔ جس کے دیکھنے اور پڑھنے سے ہر عضو میں لرزہ پیدا ہوگیا۔ واقعی بموجب حدیث شریف وقت قریب آگیا ہے۔ آپ سے (براے خدا) میری صرف اس قدر التجا ہے کہ آپ بذریعہ ”النذیر“ کتاب ”ترک اسلام“ کے مصنف کو مطلع کر دیں کہ وہ ہمارے مذہب اسلام کا مقابلہ مجھ غریب و کم عقل و بے علم سے اس طرح کر لے کہ کسی مقام پر حاکم ضلع کے سامنے بندہ اور وہ شخص چالیس روز تک بے آب و دانہ علیحدہ علیحدہ مکانوں میں مقفل کر دیے جائیں۔ اور کنجی حاکم ضلع کو (جو کہ ہم دونوں کے خلاف مذہب ہو) دیدی جاوے۔ بعد چالیس روز کے ہم دونوں تمام مردمان خاص و عام کے روبرو باہر نکالے جاویں۔ اُس وقت جس کا مونھ مثل خنزیر کے ہو جاوے۔ اُس کا مذہب غلط ہے۔ اور جس کا مونھ منور نکلے۔ اُس کا مذہب برحق مانا جاوے۔ اگر اس بات پر وہ آمادہ ہوں تو مجھے اطلاع دیں۔ میں اقرار بالا پر جہاں وہ فرماویں حاضر ہونگا۔ اور اگر وہ آمادہ نہ ہوسے تو میں اُن کی جملہ بات لغو اور جھوٹ شمار کرونگا۔ اور حتی الوسع ہر جگہ مشتہر کرونگا۔

۳۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء۔

کمترین عبدالکریم خان ہیڈ ماسٹر مشن اسکول اسپارکس گنج بھڑائچ

(منقول از ترک اسلام صفحہ ۱۲۴)

حق تو یہ ہے کہ ہیڈ ماسٹر عبدالکریم خان صاحب بہادر نے ایسا سچا ثبوت صداقت اسلام کا پیش کیا ہے جسکی توصیف سے زبان قلم دو زبان عاجز ہے۔ ع

ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

ہیڈ ماسٹر صاحب نے یہ خط نہین لکھا بلکہ اسلام کے حق ہونے کا قطعی ثبوت دیدیا ہے۔ یہ خط برھچاری جی کی کتاب (تہذیب الاسلام) چارون جلدون کا ایسا شافی جواب ہے کہ نہ اُس کو کوئی رد کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کا جواب الجواب ہو سکتا ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کے ایمان و الیقان کی تعریف کرنے سے ہماری زبان قاصر ہے۔ حقا ابھی تک اسلام مین ایسے ایسے بہادر جان نثار موجود ہین۔ جن پر اسلام کو بھی ناز ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جان کا دینا آسان نہین ہے۔ جان ایسی پیاری شے ہے۔ اور انسان کو اس سے جس قدر محبت ہے۔ اُس سے ہر فرد بشر واقف ہے۔ اس کے بیان کی کوئی ضرورت نہین۔ اتفاقی واردات امر دیگر ہے۔ لیکن جان بوجھ کر جان دینا اور راہ حق مین قربان ہونا اعلی درجہ کی بہادری ہے۔ یہ بات بغیر فضل الٰہی حاصل نہین ہو سکتی۔ یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کا ارادہ کوئی دنیوی نفع پر مبنی نہ تھا۔ نہ آپ کو کوئی علاقہ اور خزانہ مل جاتا۔ نہ آپکی کوئی ڈگری بڑھ کر ترقی ہو جاتی۔ جس سے آپ کی طمع ثابت ہوتی۔ کیونکہ طمع ایسی چیز ہے کہ انسان اس کے فریب مین آہی جاتا ہے۔ مثلاً شاہ جاپان اور شاہ روس نے اسی زمانہ مین کیسی کیسی بہادریان دکھلائین۔ کہ جن کا ثناخوان ایک عالم ہے مگر صرف بطمع ملک۔ علی ہذا قوم بوئر نے کیا داد شجاعت دی۔ مگر اپنے ملک کے لئے۔ لیکن ہمارے نیک ہیڈ ماسٹر صاحب محض اظہار تصدیق اسلام پر جان نثار کرنے کے لئے مرد میدان بن گئے۔ ایسی مثالین مثل عنقا معدوم ہین۔

خداوند تعالے اُن کی نیت مین برکت دے اور اس ہمت مردانہ کا اجر جزیل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

ہمارے ناظرین خیال فرماتے ہونگے کہ اگر ہیڈ ماسٹر صاحب کی تحریر کو برھچاری جی منظور کر لیتے تو ہیڈ ماسٹر صاحب جان بحق ہو کر درجۂ شہادت حاصل کرتے۔ ہان شہادت تو ضرور ہی ہوتی۔ لیکن ہمارے خیال مین ہیڈ ماسٹر صاحب پر بھوک پیاس مطلق اثر نہ ہوتا۔ بلکہ منجانب اللہ بہشتی میوہ جات و اغذیہ لطیف سے بہرہ ور ہوتے۔ حوران بہشتی خدمت کو موجود رہتین۔ چونکہ اللہ جل جلالہ قادر مطلق ہے۔ ان اللہ علے کل شئ قدیر۔ پس وہ کبھی اپنے ایک سچے فرمانبردار

کو بھوک پیاس کی تکلیف نہین دیتا - اور اپنی قدرت کاملہ سے جملہ سامان آسائش اس بند حجرہ مین مہیا فرما دیتا - جیسا کہ بنی اسرائیل جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمراہ مصر سے نکلے - اور سفر کرتے کرتے ایسی جگہہ پہونچے - جہان دانے پانی کا نام و نشان نہ تھا - تو اللہ جل جلالہ نے اُنکے کھانے کو منّ و سلوےٰ آسمان سے نازل فرمایا - اور پتھر کی چٹانون سے پانی جاری کر دیا -

حضرت یشعیاہ نبی (علیہ السلام) کو پرند جانورون کی معرفت روٹیان پہونچائین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چالیس روز کا روزہ رکھنے کی قوت عطا فرمائی - حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو بہشتی خوان آئے - حضرت دانیال ع کی شیرون سے حفاظت کی - حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ نمرود کو گلزار گیا - اسی طرح ہر ایسے شخص کو جس کا ایمان اور ایقان اس درجہ پر ہو خداوند تعالےٰ نے بھوک و پیاس کی ہرگز تکلیف نہین دیتا -

برھمچاری جی آپ نے رسالہ "ترک اسلام" کا جواب تو بڑی دھوم دھام سے لکھا - ایک ایک لفظ کے جواب لاطائل مین صفحہ کے صفحہ رنگ ڈالے - مگر تعجب ہے کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کا یہ خط آپ کو نظر نہین پڑا - شاید آپنے اُس وقت پتھر کی عینک نہین لگائی تھی - خیر اگر اس وقت آپ کی نظر نہین پہونچی - تو اب جواب دیجئے - ہم دوبارہ اس خط کی نقل پیش کرتے ہین - براہ مہربانی اس کا جواب عنایت کیجئے - ہم کو کچھ لمبا چوڑا جواب بھی نہین چاہیے جو آپ کو تکلیف تحریر ہو - یا ایک ڈمری کا کاغذ و سیاہی خرچ ہو - صرف انکار یا اقرار کرکے ممنون فرمائین -

ہان خوب یاد آیا - آپ تو کتاب تہذیب الاسلام جلد اول صفحہ ۴۵ ۲ - سطر ۱۲ - سے ۱۶ تک جلی قلم سے تحریر فرماتے ہین - "دھرمپال اپنا پیارا پتا کا امرت پوتر ہے - اس کو تلوار نہین کاٹ سکتی - آگ نہین جلا سکتی - وہ امر ہے - مر نہین سکتا - مارا نہین جا سکتا - مورکھ آدمی تم ہلاک کروگے تو کس کو اُس کا ایک کرتہ پھاڑوگے تو اُس کے لئے دوسرا موجود ہے -"

اب دیکھئے کہ آپ ہی کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خدا کے بیٹے ہین - اور کسی طرح سے آپ مر ہی نہین سکتے - اسلئے براہ مہربانی اب بزدلی کو کام نہ فرمائیے - اور مرد میدان بنکر اس کا جواب دیجئے - ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے - کاہے کو دونون طرف سے کتابین سیاہ ہون -

---

گیدڑ بھبکی

آریہ - مسلمانوں کی بانگ بے ہنگام نے مجھے تہذیب الاسلام لکھنے کے لئے مجبور کیا - ورنہ میں کہاں اور یہ نامرغوب کام کہاں!! اگر یہ لوگ بیہودہ غل غپاڑہ نہ مچاتے تو میں انکے برخلاف قلم نہ اٹھاتا - اب بھی اگر اللہ میاں نے ان لوگوں کو عقل دی ہو تو چاہیئے کہ یہ لوگ اس قسم کی کمینہ حرکات اور کھکھڑ بازی سے پرہیز کرکے آدمیوں کی طرح بات کریں - ورنہ ابھی تہذیب الاسلام کا سلسلہ میں نے بند نہیں کیا - گو حسب وعدہ چار جلدیں نکل چکی ہیں - مگر ابھی کم از کم دو جلدوں کا گرم مصالحہ اور باقی ہے میں اس آخری گولہ کو فی الحال نہیں چھوڑونگا - بلکہ انتظار کرونگا کہ یہ لوگ شانتی سے کام لیں لیکن اگر انہوں نے پہلے جیسی دھن میں مچا کر مجھے دوبارہ تنگ کیا تو میں آخری کارتوس چلاکر دوبارہ بندوق بھرلونگا - ہاں اگر وہ شرافت سے کام لیں تو میں بھی اس قسم کی تحریروں کو یک قلم بند کرکے اپنے مرغوب کام میں لگا رہونگا - دونوں باتوں میں سے جس بات کو وہ پسند کریں میں اسی پر اپنی مہر لگا دونگا - اور بس!! دھرمپال

جواب

رباعی

ہم سے کوئی اہل کبر دعوا تو کرے
ہر عیب سے آپ کو مبرا تو کرے
کیا فاختہ بیٹھے گی بھلا بلبل سے
صاف اپنا دامن پہلے رو رو کر دھو لے

واہ وا! برہمچاری جی مسلمانوں کی بانگ نے آپ کا طائر خیال اڑا دیا - اور آپ کو خواب غفلت سے جگا دیا - لیکن اللہ اکبر کی صدا ایسی پر تاثیر ہے کہ اگر صدق دل سے آپ روز سنیں تو آپ کے قلب کی سیاہی دور ہو جائیگی - اسلام نے تو آپ پر کوئی جبر نہیں کیا - لیکن آپ کی طبیعت کا خاصہ یہی ہے کہ ہمیشہ نامعقولیت کی طرف رجوع رہتی ہے

خوئے بد در طبیعتیکہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست

نسبت یہ عقل کا پاڑہ صرف آپکی ذات سے ہوا۔ اگر آپ زبان درازی اور بدلگامی نکرتے تو اہل اسلام کو کیا غرض تھی کہ آپ سے کم سمجھ آدمی سے گفتگو کر کے اپنی تضیع اوقات کرتے۔ آپنے قلم پکڑا تو آپکی لیاقت کا اظہار ہوگیا اور اُلٹی موہنہ کی کھائی۔ اور آئندہ کبھی ع کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ✤ کیطرح کھائیگا۔ برہمچاری جی آپکا کیا کہنا سبحان اللہ اسلام میں عقل کہان عقل تو آپ ہی میں ہے کیونکہ بقول دیانندجی ایشور آپکے پیٹ میں اُترا ہوا ہے لیکن پنبہ غفلت کو اپنے کانون سے نکالکر ذرا ہماری ایک بات سُن لیجئے کہ اللہ جل جلالہ نے اسلام کو عقل سلیم اور خیال صادق عطا فرمایا ہے۔ اور آپکے ایشور نے جیساکہ وہ بوجہ سروویاپک ہونیکے ہر نیک و بد میں جاگزین ہے اُسنے علی ہذا کرم خوردہ عقل آپکو عنایت کی ہے۔ آپ خیال فرمایئے کہ کجا راست اور کجا ناراست کجا نیک کجا بد شعر

بجا سے ادب سے محتاج کجا شاہ کجا	سگ ناپاک کجا اور وہ درگاہ کجا

اور یہ جو آپنے از راہ عنایت اپنی کرم خوردہ عقل کیوجہ سے اہل اسلام کو کمینہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے یہ صرف آپکی عالی ظرفی ہے۔ اسلام کمینہ کے کہنے کا بُرا نہین مانتا۔ ہمنے سُنیے ہم اچھی طرح تحقیق کرچکے ہین کہ ابتدا آپکا نام عبدالغفور تھا اور آپ مسلمان تھے۔ آپ پیدائشی آریہ نہین ہین۔ بلکہ آپ بھی مسلمان تھے اور جب آپ مسلمان تھے تو خود بھی کمینہ ہوے۔ اور چونکہ یہ بھی ویدسے ثابت ہے کہ آپکے ایشور مین گناہ دور عیوب مٹانے کی عادت نہین ہے۔ لہذا یہ کمینگی کا دھبہ آپ کی پیشانی سے دور بھی نہین ہو سکتا۔

ع نہ چھوٹے گا چھوڑا کرا سکو اے قاتل نہ ین لڑکا

برہمچاری جی ہم نے آپکی چاروں پیش کردہ جلدین دیکھین مگر ہمین ایک بھی پسند نہ آئی۔ کیونکہ آپنے لیے ان جلدون کو ناراستی و کم فہمی۔ بدزبانی و سخت کلامی۔ دریدہ دہنی و بدلگامی سے آلودہ کیا ہے۔ البتہ اُن بقیہ دونون جلدون کے دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ کہ جن کا گرم مصالحہ آپکے پاس جمع ہے۔ براے مہربانی اُن کو راستی اور سچائی کا جامہ پہنا کے لائیے گا۔ کیونکہ راستی کی ہمیشہ فتح ہے۔

کیا برہمچاری جی آپکے پاس توپ بھی ہے۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ آپکی توپ چرنی ہے یا مرچکی یا پہاڑی ہے یا گھوڑ چڑھی۔ سونچ سمجھکر جواب دیجئے۔ ورنہ یاد رکھو ہم ڈکار۔ لیکن یہ توپین تو آپکے پاس ہو نہین سکتین۔ کیونکہ انکے رکھنے کی اجازت ہی نہین ہے۔ ہان کوئی چرمی توپ جسی چھپائی آپکے گھر مین ہو تو دوسری بات ہے۔ اچھا یہ بتایئے کہ وہ چرمی توپ کتنا وزنی گولہ کھاتی ہے اور گھنٹہ مین کتنے فیر داغتی ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ آپکی چرمی توپ بوجہ ناواقفیت زیادہ کام لینے سے پھٹ نہ جائے۔ کام سے نہ جاتی رہے آئندہ آپکو اختیار ہے۔ جسقدر چاہے گولہ داغئے۔ توپ مین چھوڑیئے۔

آپکے لفظ شانتی کا مطلب بھی ہم سمجھ گئے - یعنے آپ تو بیہودہ و خرافات بکا کرین - اور اہل اسلام
گونگے بنے سُنا کرین گہر ع این خیال است و محال است و جنون ٭ ہوش کی دوا کیجئے - اپنی
کرم خوردہ عقل کے ناخن لے ڈالیئے - سنیئے اسلام آپکا دبیل نہین - بلکہ اسلام فاتح اور آپ مفتوح
ہین - ایسی کمینہ پن کی باتین اور پھکڑ بازیان اپنی نئی برادری سے کیا کیجئے - اسلام تو صاف باطن
ہے - جیسا آپ فرمائینگے ویسا ہی آپکو جواب ملیگا - جیسا کہو گے ویسا سُنو گے -

تم ایک کہو تو ہم کہین دس

اگر آپ آدمیت سے تحریر و تقریر کرینگے اسلام آپکا مشکور ہوگا - اگر آپ اپنی جبلی عادت کو نچھوڑینگے
تو اسلام بھی آپ کے مقابل معارضہ کریگا - یہ میدان ہے یہ چوگان ہے یہ گو ہے --
دیکھئے جناب تنگ تو آپ خود ہی کرتے ہین - اور پھر خود ہی ٹین ٹین کا غل غپاڑہ مچاتے ہین -
پہلے یہ فرمائیے کہ بندوق آپکی دم کٹی ہے یا اوپر سے بھرنے والی - اُسکا موتھ یعنے تیر ۱۲ - نمبر کا ہے
یا اور کسی نمبر کا - آپ اپنی طبیعت کے موافق اپنی بندوق بھریئے - کارتوس چھوڑیئے ہمارا کیا - لیکن
اگر آپکی بندوق ویسی ہے تو ضرور پھٹ جائیگی - اور پھٹنے مین اندیشۂ جان ہے -
اب آپکو ہم دعوے سے اطلاع دیتے ہین کہ آپ اسلام پر جیسا جی چاہے اعتراض کیجئے اور
اپنے دل کا کوئی حوصلہ باقی نرکھیے - لیکن آپ حشر تک اسلام سے بازی نہین لیجا سکتے - اور مفتخوری
اور طمع دنیا کی جو آپکی عادت ہے - اس سے اسلام پر کوئی اثر نہین ہو سکتا - انشاء اللہ آپکا ہر ایک
اعتراض آپکے ویسے ہی سے رد کیا جائیگا - من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

گذارش - پیارے ناظرین اگرچہ بباعث کم علمی نیاز مند مصنف یہ رسالہ کسی قسم کی عبارت آرائی و نظم وغیرہ
سے آراستہ نہین ہے لیکن اس امر کا خصوصیت کے ساتھ لحاظ رکھا گیا ہے کہ جو کچھ لکھا جاوے مہذبانہ و
شریفانہ طریقہ سے لکھا جاوے بدتہذیبی و سخت کلامی کا ذکر نہ آبے - پس بموجب قول سوامی دیانند سرستی

" ہٹ اور ضد سے سچ کی تحقیق نہین ہو سکتی

بہت لوگ ایسے ضدی اور متمرد ہوتے ہین کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہین خصوصًا
مذہب والے - کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے انکی عقل تاریکی مین پھنسکر زائل ہو جاتی ہے "
(ماخوذ از دیباچہ ستیارتھ پرکاش) ہماری تمنا ہے کہ دیانندی آریہ اپنے گرو کے مندرجہ بالا قول
کو ملحوظ رکھکے ہمارے جوابات کو انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائین تاکہ حق و باطل کے امتیاز
[illegible]

مقالہ اول

پہلی شکل

حمد خدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کب بلبل خامہ نغمہ خوان ہی ۔ تحمید خدا مین تر زبان ہے
ظاہر ہے یہ رفرد و زبانی ۔ ہے آل نبی کی مدح خوانی

شاگرد ۔ اوستاد مہربانی فرماکر ذرا قرآن مجید کے خدا سے تعالی وحدہ لا شریک کی تعریف بیان فرمایئے ۔

اوستاد ۔ جب نبی یون کہین کہ اے مالک ۔ ما عرفناک حق معرفتک

تو میری کیا مجال ہی ۔ کیا حقیقت و بضاعت ہی جو اس معاملہ مین زبان ہلا سکون بڑے بڑے عالم ۔ فاضل ۔ حکیم ۔ رشی منی کوشش کرتے کرتے مر گئے مگر کسی نے اوسکا بھید نہ پایا ۔ مگر اسماے حسنیٰ باری تعالی کے جو ندکور ہین انمین سے چند نام جو نہایت مفید مطلب ہونگے تبلائے دیتا ہون بلکہ انھین حفظ کرلو ہر بلا سے محفوظ رہو گے ۔

شاگرد ۔ مین ضرور آپکی تعمیل ارشاد کرونگا زبان مبارک سے ارشاد فرمایئے ۔

اوستاد ۔ ہزار بار بشویم زبان بہ مشک و گلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال بی ادبیست

اللہ ۔ اولین اللہ اسم اعظم ست ۔ ہم مقام ہم بناہے عالم ست

اہل اسلام یہی نام ہر کام کے اول لیتے ہین یہی سبب ہی کہ بسم اللہ سے ہر کام کی ابتدا کرتے ہین ۔
قادر المطلق ۔ ہی جسکے معنی اس آیت سے ظاہر ہین انک علی کل شئ قدیر قادر مطلق اوسکو کہتے ہین جسنے زمین و آسمان اور جو کچھ انمین ہے کیا حیوانات کیا نباتات کیا جمادات سب ایک لفظ کن سے پیدا کر دیا ۔ اوسکی قدرت سے ہم چلتے

پھرتے اور کھاتے پیتے ہین -

اگر وہ چاہے تو اس سب مخلوقات کو ایک ہی اشارے سے نیست و نابود کر دے اور اگر پھر چاہے تو پھر اوسی حالت ہستی مین لے آئے اُسکی قدرت خیال و قیاس اور قوت ادراک سے کہین باہر ہے اوسکی پیدا کی ہوئی مخلوقات اس کثرت سے ہین کہ سبکے نام بھی پورے طور سے کوئی نہین بتلا سکتا - سچ ہے اُسکی قدرت خیال انسانی سے باہر ہے - نظم

	پر و صد بار گر در ارض و افلاک چہ بر بالا چہ بر پایین شتابد	بر یزند از میسرش بال ادراک و لے کہ حقیقت را نیابد
الرحمٰن	نام الرحمٰن کہ صاحب رحمت ست	ز و بد نیا و بہ عقبیٰ راحت ست

سب سے بڑا رحم کرنے والا اور دیالو یعنے دیا کرنیوالا - آپ فرماتا ہے تو اے والی سبقت رحمتی علی غضبی

القدوس	ہست القدوس نام پاک ہم	کو منزہ باشد از نقص و سقم

ایسا پاک جو پاک ہونیکا حق ہے جسمین کوئی برائی اور عیب نہین ہے -

الغفار -	جرم بخش خلق الغفار دان	باوی اغفر لی ذنوبی را بخوان

بہت بڑا بخشنے والا گناہونکا - ایسا بخشنے والا کہ جب گنہگار توبہ کرے تو جو اپنی ذات کے متعلق گناہ ہون اُنہین معاف کرنے والا اور جو گناہ دوسرون کے متعلق ہون اونکی سزا دینے والا -

الفتاح -	باز نام پاکش الفتاح شد	ہر مقفل کار را مفتاح شد

یعنے کشایش کرنیوالا - فتح و نصرت دینے والا - عقدہ لاحل کھولنے والا -

العدل -	نام العدل و ہم بعدل نکوست	عادل ست و کمال عدل در اوست

یعنے بڑا عادل انصاف کرنیوالا اور ظلم ظالم سے نفرت کرنیوالا -

الجلیل	الجلیل اسمیست باجاہ و جلال	در داو جاہست بہ بخشد لازوال

صاحب حشمت و جلال اور سبکو حشمت و شوکت و بزرگی دینے والا -

الکریم	الکریم آن کو کہ بخشش می کند	ہر کسے بر فیض وجودش مستند

یعنے بڑا صاحب بخشش بے انتہا دینے والا -

الاحد	الاحد ہم منفرد دان در اصول واحد اندر شرکت اعداد ہست	می شود اطلاق او بر ذی عقول این ز تکلیف حساب آزاد ہست

یعنے خدا واحد و لا شریک ہے کوئی اوسکا شریک ذات نہین ہے -

القیوم	ہست القیوم قایم دائما	ز و قیام ارض باشد ہم سما

یعنے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اور سب اشیائے عالم کا قیام و مدار اوسی کے اختیار مین ہے۔

الرزاق	نام الرزاق رزاق بیگمان		بے طلب مخلوق را روزی رسان	

ایسا رازق کہ ہر مشرک منافق۔ مخالف و موافق کو روزی بے منت دینے والا اپنی ہر مخلوق کے لیے ہر قسم کا رزق مناسب دینے والا۔ سامان رزق پیدا کرنے والا۔

العلیم	العلیمی آنکہ علم از وے کمال		عالم مستقبل و ماضی و حال	

یعنے بڑا صاحب علم۔ ہر ظاہر و باطن کا جاننے والا۔ ہر شے موجود و غیر موجود کا ایسا عالم کہ جو جاننے کا حق ہے اور جسے چاہے علم دینے والا۔

دوسری شکل
نعت سرور کائنات

شاگرد- آپنے اللہ جل شانہ کا ذکر فرمایا ہے مین اچھی طرح سمجھ گیا- براے مہربانی کچھ تعریف حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ارشاد فرمائیے۔

اوستاد- نبی کے معنے باخبر یعنے احکام خدا سے باخبر اور حق اللہ و حق العباد سے آگاہ- امر و نہی سے واقف اور رسول کے معنے پیغامی- احکام خدا مخلوق کو پہونچانے والا پس جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان خاتم النبیین سید الاولین و آخرین صاحب شریعت و رسول تھے اور حضرت کی بعثت تعلیم اخلاق و صلہ رحم و دفع شرک در ہدایت کے لیئے ہوئی

شاگرد- اچھا یہ بتائیے کہ نبی اور رسول کی کیا پہچان ہے اور کسطرح یقین ہوتا ہے کہ یہ رسول یا نبی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔

اوستاد- نبی و رسول ایسے کام کرتے ہین جو انسانی طاقت اور فہم و علم سے باہر ہے اسکو معجزہ کہتے ہین نبی اور رسول ہر علم اور ہر زبان مین جواب شافی دیتا ہے- ہر سوال کو سمجھانا اور شہادت کے لیئے عند الطلب معجزہ دکھانا اوسکا کام ہے- اور تمام اخلاق و استحسان عظیمہ وسہین پائے جاتے ہین بڑے سے بڑے حکما و عقلا اور عالم فاضل کسی زبان کے ہون اوسکے سامنے طفل مکتب اور مبتدی ابجد خوان معلوم ہونگے بہ نسبت اونکے وہ نبی اونکی شریعت سے زیادہ واقف ہوگا- تمام مخلوقات کے امور تصفیہ طلب کا فیصلہ موافق اونکے آئین و زبان کے کردیگا-

مثال معجزہ- مثلاً حضرت داود کے ہاتھ مین لوہا موم کی طرح نرم ہوجاتا تھا- کیونکہ اوسوقت مین آہنی اشیاء کی صنعت و حرفت کا زیادہ چرچا تھا حضرت عیسیٰ مردونکو زندہ کرتے تھے اور اندھون اور لنگڑونکو صحت دیتے تھے اسلیئے کہ اوس عہد مین طبابت کا بڑا دور دورہ تھا- تاکہ اطبا عاجز آئین اور سر تسلیم اونکے آگے جھکائین- اور حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے رہائی دلوائی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معجزہ شق القمر اور صدہا معجزہ حسب فرمایش دکھلائے اور معراج جسمانی ہوئی

اور کتب الٰہی قدیمہ مین آپکی پیشین گوئیان موجود ہین اور سب انبیا برابر خبر دیتے چلے آئے ۔ اور آپ نے توایسی کافی تبلیغ رسالت کی کہ جنکے بعد سلسلہ نبوت و رسالت منقطع ہوگیا ۔ وحدانیت کا جھنڈا گاڑ دیا ۔ ہدایت کا سکہ بٹھا دیا یہ سب کام جو اوپر بیان ہوئے انسانی قوت سے باہر ہین اسلیئے انکو معجزہ اور اسکے ظاہر کرنیوالے کو نبی یا رسول کہتے ہین ۔

شاگرد ۔ کیا حضرتؐ نبی آخرالزمان بنی آدم تھے یا اوتار یا جسطرح حضرت عیسیٰؑ کو عیسائی خدا کہتے ہین ۔

اوستاد ۔ مذہب اسلام مین شرک کو دخل نہین ہے حضرت محمدؐ بنی آدم تھے صرف فرق اسقدر تھا کہ سید ولد آدم اور حبیب خدا کا خطاب علاوہ سردار انبیاؑ ہونیکے ملا تھا چنانچہ حضرت کا انسان ہونا بنی آدم سے ظاہر ہے اور حضرت کا عبد و رسول خدا ہونیکا ثبوت اس کلمہ شہادت سے کافی ہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۔ اسلیئے تاکہ انکو بھی مثل عیسیٰ علیہ السلام خدا نہ کہنے لگین پس ہندو لوگ جو انسانکو خدا کا اوتار مانتے ہین اور عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو ابن خدا گردانتے ہین ۔ یہ شرک ہے ۔ اور اسی شرک کے دور کرنیکو خدا نے آپکو رسول مقرر فرمایا ۔

شاگرد ۔ حضرتؐ کے رسول ہونیکا ثبوت دیجیئے ۔

اوستاد ۔ حضرت کی نبوت و رسالت کا ثبوت دینے کی اس مختصر کتاب مین کسی طرح گنجایش نہین چونکہ مجکو برہمچاری جی کے سوالات کا جواب لکھنا ہے اسلیئے اس امر کو ثابت کرنا باعث طول ہوگا اور جواب باقی رہجاوینگے ۔ اگر تمکو رسالت کا ثبوت دیکھنا ہے تو اہل اسلام کی کتابون سے اپنا شک رفع کر سکتے ہو ۔

شاگرد ۔ جبتک آپ حضرت کی رسالت و نبوت کا ثبوت نہ دینگے اوسوقت تک آپکے جوابونکی کیا سند ہے ہر ایک جواب سوال نامکمل رہجائیگا بہت طول نہ دیجیئے مختصراً دو چار ثبوت دیدیجیئے ۔

اوستاد ۔ واہ واہ شاگرد تم تو چلتی ہوئی گاڑی مین روڑا اٹکا دیتے ہو بات وہ دریافت کرتے ہو جو میری سمجھ سے باہر جو امر بر کش (بدیہی) ہو اوسکا ثبوت کیا ۔ لیکن تمھاری یہ بھی حجت مٹائے دیتا ہون حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک بہت سے نبی گذرے ہین اور یہ سب انبیا خدا کی طرف سے آئے اور سب سچے تھے حضرت عیسیٰ کے چھسو برس بعد حضرت محمدؐ مبعوث ہوئے اور آپ ہی پر نبوت ختم ہوئی اور آپ ہی نبی آخرالزمان تھے توریت و انجیل اور صحائف انبیا مین برابر حضرتؐ کی پیشین گوئیان ہوتی چلی آئین جنکو مین آگے بیان کرونگا ۔

شاگرد ۔ اگر اگلی کتابون مین پیشین گوئیان حضرتؐ کی نسبت ہین تو پھر عیسائی اور یہودی حضرت کی نبوت کو کیون نہین مانتے اور حضرت کو نبی برحق کیون نہین جانتے ۔

اوستاد ۔ قائل کیون نہین سب قائل ہو چکے ہین اور ابتک قائل ہوتے جاتے ہین اسوقت دنیا مین پچیس تیس کرور مسلمان ہین اور اگر حضرت کے وقت سے ابتک شمار کیا جاوے تو تعداد نجانے کسقدر ہو چکے ہین مجکو تو علم حساب مین اسقدر دخل نہین کہ اوسوقت سے اسوقت تک شمار کر سکون ۔ اگر مہاراج دیانند سرستی زندہ ہوتے تو جسطرح مہاراج نے دنیا کی پیدائش

کا حساب کیا ہی اوسی قاعدہ سے یہ حساب بھی حل ہو جاتا۔ یہ جو بلا تعداد مسلمان ہو گئے۔ یہ کون تھے؟
سب یہودی عیسائی بت پرست تھے۔ دور کیون جاؤ ہندوستان مین جو مسلمان آئے اونکے ہمراہ ولایت سے عورتین نہین
آئین۔ کیونکہ فوج مین عورتونکا ساتھ معیوب ہی۔ یہ سب عورتین آریہ ورت ہی کی تھین اور اونکا مذہب بھی ضرور آریہ تھا ان
عورتون کے آریہ ہونیکا ایک یہ بھی ثبوت ہی کہ باوجود گذرنے صدیون کے ابھی تک مسلمان عورتون کے دلونسے رسم چھوت
چھیات (رسم آبائی) نہین گئی بڑے افسوس کی بات ہی کہ آریونکی خرابی نے اہل اسلام کو اسقدر تکلیف دی کہ ایسے دشوار گذار
راستون اور صعوبات سفر طے کر کے ہندوستان مین آکر شرک کو دور کرنا پڑا۔ اگر یہ مشرک نہوتے تو اہل اسلام کو اتنی زحمت اوٹھانی کیا ضرورت
تھی کیونکہ جب محمود غزنوی کی فوج معرکہ سومنات مین بیدل ہو گئی اوسوقت محمود غزنوی نے باواز بلند للکار کر کہا اے اسلام
کے جرار اور بہادر غازیو مین کچھ ملک کی لالچ اور روپیہ کی طمع سے ہندوستان مین نہین آیا ہون بلکہ جہاد کرنے اور ہندوستان سے
شرک کو دور کرنے اور اونکے بتونکو مسمار کرنے تم سب یکدل ہو کر آج سومنات کے مندر پر ایسا حملہ کرو کہ سومنات کے مندر
کو توڑ ڈالین اور بمدد ایزدی اوسی روز فتح ہوئی اور سومنات کے بت ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے اب ظاہر ہی کہ کوئی شخص
جسکی طرف خدا نہووے ایسے فتوحات متواتر اور بت شکنیان اور وحدانیت کا سکہ جما سکتا ہی اور شرک کا ناس کر سکتا ہی۔
اور جب خداوند مددگار ہی تو کار دشوار آسان ہی اور بالفرض اگر یونتو اپنے دلمین سب قایل والا جواب مین تعصب مذہب اوسی ہٹ
دھرمی کا کیا علاج۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔ **حوالہ توریت** کتاب استثنا باب ۱۸۔ آیت ۱۵۔
خداوند تیرا خدا تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیون مین سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا۔ ۱۸۔ **آیت** مین اونکے
بھائیون مین سے تجھسا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منہ مین ڈالونگا۔ اور جو کچھ مین فرماونگا وہ سب وہ اونسے کہیگا اور ایسا
ہوگا کہ جو کوئی میری باتونکو جنکو وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے لونگا۔
اس جگہ تیرے مانند اور تجھسا کے لفظ سے صاف ظاہر ہی کہ یہ پیشین گوئیان خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ہین بعد
حضرت موسیٰ کے کسی پر شریعت اوتری نہ کسی نے جہاد کیا خاصکر حضرت موسیٰ بھی امی تھے اور ہمارے حضرت بھی امی تھے حضرت موسیٰ نے بھی
ہجرت کی اور آپ نے بھی۔ ان وجوہات سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ پیشین گوئیان نبی آخر الزمان کے واسطے ہین اور اونھین پر منطبق
ہوتی ہین حضرت کے محض امی ہونیکا ثبوت یہ ہی سورہ اعراف ۱۹ رکوع ۲ الذین یتبعون الرسول النبی الامی
الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوریۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم
علیھم الخبائث **ترجمہ**۔ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہین رسول کی جو نبی ہی امی (ان پڑھ) جسکو پاتے ہین لکھا ہوا اپنے یہان
توریت اور انجیل مین حکم کرتا ہے اونکو نیک کام کا اور منع کرتا ہی اونکو برے کام سے حلال ٹھہراتا ہی اونکے لئے پاک
چیزین و حرام قرار دیتا ہی اونپر ناپاک چیزین۔ سورہ عنکبوت رکوع ۵ مین ہی وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا
تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون **ترجمہ** اور تو نہ پڑھتا تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے ہاتھ سے

ہاتھ سے اگر ایسا ہوتا تو شبہہ کرتے یہ جھوٹے (کہ آپ ہی بنالیا ہی یہ قرآن) ان آیات سے آفتاب کی طرح روشن ہی کہ حضرتؐ نے لکھنا پڑھنا حاصل نہین کیا تھا اگر آپنے تحصیل علوم کی ہوتی تو قرآن مین ایسا ذکر جو خلاف واقع ہو کبھی نہوتا اور کفار اِس اختلاف پر ضرور الزام دیتے اور سب جو آپ پر ایمان لائے تھے پھر جاتے اکتساب علوم تو کیا آپنے صحبت علما سی استفادہ نہین کیا ہو یہ بات ایکدو دفعہ کی صحبت سے حاصل نہین ہو سکتی بلکہ برسونکی تعلیم تعلم سی بہی اتنی واقفیت وہمہ دانی حاصل نہی ہوتی یہ زبانین غیر ملک کی تھی اصلاح اور ایجاد مذہب چھوٹی سی عمارت اور طفیل نہین جسکو امی (ان پڑھ) ناواقف جسکا خون کا پیاسا اور مخالف سارا ملک ہو تیار کرسکے ایسے دور و دراز کے سفر بھی آپنے نہین کیے جس سے ثابت ہو کہ آپ کہین سے سیکھ آئے کتب اہل اسلام سے ملک شام کو دو دفعہ جانا ثابت ہی ایک بار اپنے عمو جناب ابوطالب کیساتھ اوسوقت آپکا سن شریف نو برس کا تھا دوسری مرتبہ واسطے تجارت کے میسرہ کیساتھ جب آپکا سن بارہ برس کا تھا اور آپ سفر سے بہت جلد واپس بھی آگئے تھے چنانچہ ایڈورڈ گبن صاحب نے تاریخ روم باب ۵۰ مین اسکی تصریح کی ہی کہ ایسی عمدہ تعلیم اتنے قلیل زمانہ سفر مین کیونکر ممکن ہی وہ مورخ یہ بھی لکھتا ہی کہ اگر اس قسم کی خواہش بھی کی ہوگی تو بباعث نجاننے سریانی زبان کے پوری منوئی ہوگی اگرچہ بعض تواریخ مین آپکا سن بارہ برس کا لکھا ہی مگر علامہ ابن اثیر نے کتاب الکامل فی التاریخ مطبوعہ لندن مین نو برس کا سن لکھا ہوا ہی اور حلبی اپنی تاریخ مین اسی قول کو راجح بتلاتے ہین کہ عمر شریف آپکی اوسوقت نو برس کی تھی - فرض کردم اگر بارہ ہی سال کا سن ہو تو سفر کی حالت مین السنہ کیا سیکھ سکتا ہی خصوصاً ایسی قوم مین جہان علم کا بالکل چرچا نہو (دفع التلبیسات صفحہ ۷) سیرت حلبی مین لکھا ہی کہ حضرت دو دفعہ سے زیادہ سفر کو نہین گئے - علاوہ اسکے کہ حضرت نے کبھی کسی کی مدد نہین لی فریق مخالف بھی گواہی دیتے ہین سیل صاحب ترجمہ قرآن کے صفحہ ۴۶ باب ۲ مین لکھتے ہین کہ اس بات کا کامل یقین ہی کہ محمدؐ صاحب نے قرآن کو جمع کرنے مین کسیکی ذرا سی بھی مدد نہین لی - اب مسیحی اقوال درباب امی ہونے حضرتؐ کے بیان کرتے ہین تاکہ نصاری اور آریہ لوگون کی ہٹ دہرمی اور بے انصافی ظاہر ہو جائے - کیونکہ یہ دونون مذہب حضرت کے امی ہونے کے قائل ہین لیکن یہ نہین سمجھتے کہ ایسے شخص سے ایسی فصیح اور بلیغ عبارت جسکو دیکھکر فصحاے عرب ششدر ہوکر حیران رہ گئے نوبت بہ قتال و جدال پہونچی ذلیل ہوئے قتل ہوئے جانین گنوائین لیکن تین آیتونکی سورہ کے مقابل ایک سورہ بھی نہ بنا سکے اور اب تک عیسائی مذہب والے زبان عربی اعلے درجہ کی کوشش سے حاصل کرتے ہین اور بڑے بڑے فصحاے عرب زباندان بنتے ہین لیکن سب لوگ کلام اللہ کی شان دیکھکر خاموش اور حیران ہین گویا منہ مین زبان ہی نہین کہان کلام پاک اور کجا مشتے خاک پادری فنڈر صاحب میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۷ مین فرماتے ہین کہ اگرچہ محمدؐ صاحب نے توریت و انجیل کو نہین پڑھا تھا لیکن اوسکے مضمون سے اچھی طرح واقف تھے - گاڈفری ہگنس صاحب اپنی کتاب کی دفعہ ۲۳ مین تحریر کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض امی تھے - حمایت الاسلام صفحہ ۲۵ - دفعہ ۲۳ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈفری ہگنس صاحب مطبوعہ لندن اور لب التواریخ مطبوعہ عیسائی مشن صفحہ ۱ مین مرقوم ہی کہ حضرتؐ نے تعلیم نہین پائی - ہدایت المسلمین

مصنفہ پادری عماد الدین پانی پتی صفحہ ۳۶۶ سطر ۲۰ مین لکھتے ہین کہ حضرت امی تھے اور راڈول صاحب مترجم قرآن صفحہ ۱۹ مقدمہ ترجمہ قرآن مین لکھتے ہین کہ آنحضرت کے زمانہ مین توریت و انجیل کا ترجمہ عربی زبان مین نتھا ولیم میور صاحب کتاب شہادت قرآنی مین آل عمران رکوع ۹ تفسیر مین لکھتے ہین کہ اوسی توریت پر حوالہ دیا گیا جو یہودیان مدینہ کے ہاتھ مین تھی۔
مخفی نرہے کہ جب کفار عرب جناب رسول مقبول کو شب و روز تنگ اور نور حضرت کے اطفائے مین کوشش کرنے لگے اور آپکی تکذیب و الطال مین درزات ساعی ہوے تو اللہ نے یہ فرمایا کہ اے محمد یہ جو تیری تکذیب و اطفاے نور کرتے ہین تو انسے کہدے کہ اگر تم میری نبوت اور اس قرآن کے الہامی اور منجانب اللہ ہونے مین شک کرتے ہو۔ تو تم بھی بڑے فصیح و بلیغ ہو اور تمھین فصاحت و بلاغت کا ہر طرح دعوی ہے اسکے مثل ایک سورۃ انا اعطینٰک الکوثر ہی بنالاؤ مین تمھین مین رہا نہ کبھی تعلیم پائی نہ کبھی کسی اوستاد کی صحبت مین بیٹھا ہون نہ کبھی ہاتھ مین قلم لیا نہ کبھی اس قسم کا خیال تمنے مجھسے سنا ایک امی (ان پڑہ) آدمی ہون اور تمنے مدتون تک علم ادب کی کتابین پڑہین۔ فصاحت و بلاغت کے قاعدے سیکھے۔ اوستادون کی صحبتون مین بیٹھے مشقین کین۔ اصلاحین لین۔ اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑے نازان ہو تم جو کہتے ہو کہ مین خود سورتین بنالاتا ہون تو تم بھی مجھی ایسے انسان ہو کچھ ہی اسکے مثل بنالاؤ۔ سچے بن جاؤ۔ مجھے دعوے نبوت سے جھوٹا ٹھہرادو۔ پس اگر نہ بنا سکو اور حالانکہ کبھی نہ بنا سکوگے !! تو خدا سے ڈر کر ایمان لاؤ میری نبوت کی تصدیق کرو قرآن کو وحی الٰہی مانو علاوہ برین ہی زمانہ بھی تو بڑے بڑے عالم۔ فاضل عربی دان دنیا مین موجود ہین مگر ایک سورۃ بھی آجتک کوئی نہ بنا سکا نہ اب بنا سکتے ہین گو کہ آریہ بھی بڑے صاحب علم ہین اور انکو اپنی لیاقت کا دعوی ہے پس وہ ہی اسکی مثال مین کوئی سورت پیش کرین۔ یا کسی سے بنوالائین۔ اگر ایسا ہوا تو ہم بعد جانچنے کے معترض کے اعتراض کو تسلیم کر لینگے ورنہ صاف طور سے اعتراض معترض باطل اور رسول کی رسالت اور قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا ثابت
شاگرد۔ اوستاد یہ ثبوت تو یہود اور عیسائی کے مقابل مین پیش کیجئے۔ ہمتو جملہ انبیا اور اونکی کتابونکو برحق جانتے نہین جانتے۔ اسلیئے یہ ثبوت ہمارے واسطے ناکافی ہے۔
اوستاد۔ مین سمجھا کہ تم آریہ ہو کیا تم کچھ عقلی ثبوت چاہتے ہو۔ حالانکہ بدلائل عقلی و نقلی مین ثابت کر چکا ہون خیر ثبوت عقلی اور پیش کرتا ہون۔ واضح ہو کہ ایک امی۔ یتیم بیکس۔ بے زور۔ نے بازو جسکا سارا عرب مخالف اور چار گروہ یہود۔ کفار۔ مشرکین۔ منافقین۔ اور حضرت کے ہم قوم۔ جانی دشمن۔ خونخوار۔ اور دعوت نبوت اور زمانہ وہ کہ جسمین فصاحت و بلاغت کا زور شور۔ بھلا بے تائید الٰہی کبھی کوئی ایسا دعوی کر سکتا ہے حاشا ثم حاشا۔ کوئی عقلمند کبھی اسے باور نہین کر سکتا۔ انسان کو تو ایک ادنی سا دعوی ماہرین و کاملین کے سامنے کرتے ہوے شرم آتی ہے اور حضرت نے اتنا بڑا دعوی جسپر تصدیق نبوت کا مدار رکھا بار بار تمام فصحاے عرب کے سامنے کیا کوئی گم کردہ عقل اور مخبوط الحواس ہی ہوگا کہ جو سمجھے کہ اس بیکس امی نے بے تائید الٰہی کیا تھا اگر جو

نبوت آپکو منجانب اللہ نہوتا صرف شہرت اور نام آوری کے لیئے اپنی خواہش نفس ہی سے ہوتا تو معاذ اللہ اور ہزار دن حیلے کا نٹھتے مگر اُمی ہوکر ایسے زمانہ مین یہ دعویٰ ہرگز نکرتے جسمین جلد آدمی جھوٹا ہوکر مضحکہ و تشنیع و شمات کا موجب ہوتا۔ **دوم** یہ کہ آپکے عقلمند ہونیکے تو دشمن بھی مقر تھے اور ہین پھر بھلا دانشمند ہوکر ایسا دعویٰ کیونکر کرسکتے تھے جبکہ آپکو تمام روے زمین پر مذہب پھیلانے اور نبی ہونیکا دعویٰ تھا۔ ایک اُمی شخص کا ایسا دعویٰ تارعنکبوت سی بڑھکر زور نرکھتا۔ فوراً ٹوٹ جاتا۔ پس ان وجوہات سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف آپ پر خدا کی طرف سے الہام اور خدا کا کلام ہے اور آپ سچے نبی آخر الزمان ہین۔ **سوم** چونکہ حضرت خدا کے سچے نبیؐ اور رسولؐ تھے اللہ جل شانہ نے کس کس مصیبت مین آپکی حفاظت و مدد کرکے دشمنون پر فتح دی اور خدا نے ایسا عروج مرتبت عطا فرمایا کہ اسوقت تک قریب تیس کرور آدمی کے اونکا کلمہ پڑھتے ہین۔ کیا یہ ثبوت حضرت کی نبوت کو ثابت نہین کرتا **چہارم** بغیر سچائی کے اسقدر فتوحات کوئی حاصل نہین کرسکتا حضرت رسولؐ اللہ کے زمانہ سے فتوحات برابر قیامت تک ہوتے رہینگے۔

شاگرد۔ معترض کہتا ہے کہ یہ ترقی بزور شمشیر ہوئی نہ کہ از روے حقیقت و راستی اسلام۔

اوستاد۔ ترقی اسلام بزور شمشیر نہین ہوئی یہ محض افترا و بہتان ہے۔ اسلیئے کہ آپ تنہا تھے پس ایک اکیلا شخص لاکھون مخالفون کے مقابلہ مین سبقت کرسکتا ہے اور فتح پاسکتا ہے ہرگز نہین بلکہ جب مخالفین حملہ کرتے تھے اور چڑھائی کرتے تھے تو آپ اونکے حملونکو روکتے اور شر کو دفع کرتے اور دعوت اسلام کرتے تھے۔

جسوقت اسلام کی ترقی زیادہ ہونے لگی اور ہزارہا آدمی بلاجبر طرح طرح کے اسباب ہدایت سے اسلام قبول کرنے لگے۔ کیونکہ حضرت کا بیان فرمانا ایسا پر تاثیر اور شیرین حکمت سے بھرا ہوا ہوتا تھا کہ ممکن نہ تھا جو حضرت کا بیان گوش دل سے سُنے اور اسلام قبول نکرے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ ایک اُمی نبیؐ کی زبان اعجاز کا کام کرتی تھی۔ ماشاء اللہ سے آپکا زبان ہلانا بھی عجب شان کا تھا۔ ان وجوہات سے خاصتاً اہل مدینہ کا تو کیا ذکر دور دور شہرون کے رہنے والے اسلام کے تابع ہو گئے۔ بڑے بڑے مشرکین و منافقین یہود و عیسائی آپکے سامنے آتے تھے اور تصدیق رسالت کرتے تھے داخل اسلام ہوتے تھے۔ یہ ترقی اہل مکہ اور مخالفان اسلام کو ناگوار گذری اور آتش حسد سے جلکر خاک سیاہ ہوے سبنے اتفاق کرکے مخالفانہ و منافقانہ فوج کشی کی۔ اوسوقت حضرت نے بھی مدافعت کیلیئے تلوار اوٹھائی اور دشمنونکا قلع و قمع کیا۔ جو پیشین گوئی حضرت داؤدؑ نے زبور مین فرمائی حوالہ ۴۵۔ زبور آیت ۲۰۶۔ تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹونمین لطف بٹھایا گیا ہے۔ اسلیئے تجکو ابد تک مبارک کیا اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہی حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ۔ تیرا داہنا ہاتھ تجکو مہیب کام سکھلا دے گا تیر سے تیر تیز ہین۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہین وہ بادشاہ کے دشمنونکے دلونمین لگ جاتے ہین تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیے کہ یہ پیشین گوئی ہمارے حضرت پر حرف بحرف پوری ہوتی ہے خداوند عالم نے جو شئے جسکے واسطے بنائی ہو وہ اوسی کے واسطے زیبا ہے تلوار کا دھنی سوائے اہل اسلام کے کوئی ہوا ہے نہ ہوگا عیسائی مذہب والے آجکل بڑے بہادر اور اسلحہ سے آراستہ ہین دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتے لیکن توپ بندوق سنگین کے سپاہی ہین جب نوبت بہ شمشیر آجاتی ہو ساری بہادری رفوچکر ہوجاتی ہے اسلیئے تلوار اوٹھانا مردونکا کام ہے کچھ زنانہ مت مخنث صورت ڈرپوک فقرا کا کام نہین۔ تلوار کی آنچ دنیا مین مشہور ہے ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند * انھین لڑائیونکو "جو کہ نے خواہش نفسانی محض الی اللہ ہون" جہاد کہتے ہین۔

تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ اسلام پر غیر مذاہب کے ہزارون حملے ہوئے لیکن بعد ایزدی اسلام کا کچھ بھی نہ کرسکے۔ مورخ لکھتا ہے کہ بیت المقدس کی زمین مٹی کی نہین بلکہ خون اور گوشت اور ہڈی کی ہو یہ لڑائی بھی قیامت تک عیسائیون کو یادگار رہیگی ہندوستان مین جو مہابھارت کی لڑائی مشہور ہو یہ مہابھارت کی لڑائی سلطان صلاح الدین کی لڑائی سے کوئی نسبت نہین رکھتی۔ کیونکہ مہابھارت کی لڑائی دغابازی اور نفسانیت کی تھی اور اس لڑائی مین جتنے راجہ شریک تھے سب حرامی تھے۔ یہ قومی وجوہات ثابت کرتے ہین کہ حضرت خدا کے سچے نبیؐ اور رسول تھے۔

شاگرد۔ اگر ترقی ہی مذہب کی صداقت ہو تو آجکل آریہ مذہب کی بڑی ترقی ہورہی ہے۔ کیا یہ مذہب بھی سچا ہے۔ آریون کا قول ہو کہ تھوڑے زمانے مین تمام ہندوستان آریہ ہوجائیگا۔

اوستاد۔ ترقی کیا خاک ہوئی کچھ بھی نہین ہمکو یہ امید ہو کہ ایک ہی صدی کے اندر اس مذہب کا پتہ بھی نہ ہوگا کیونکہ جو انسان آسمان پر خاک پھینکتا ہے وہ خاک اوسی کے منھ مین پڑتی ہے۔ اس دنیا مین ابتدا سے گو اور مذہب باطلہ بھی ہوتے چلے آئے ہین لیکن کسیکو فروغ نہوا اور آج اون مذاہب کے ماننے والون مین سے کوئی بھی نظر نہین آتا اور اونکے نام بھی صفحہ دنیا سے مٹ گئے اور مذہب حقہ اسلام حضرت کے عہد سے آجتک اوسیطرح ترقی کرتا چلا آتا ہے۔

اور جو تم کہتے ہو کہ تھوڑے زمانہ مین آریونکی بڑی ترقی ہوئی ہمارے حساب سے تو یہ بات ثابت نہین ہوتی۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو۔ آئیے مقابلہ کرین۔ دیانندجی کے مذہب کو شروع ہوئے تخمیناً چالیس برس ہوئے اور ہمارے حضرت نے صرف بیس برس تبلیغ رسالت کی تو اب خیال کیجئے کہ بیس برس کی ہدایت سے اسوقت پچیس کروڑ مسلمان ہین اور چالیس برس کے عرصہ مین معدودے چند آریہ ہین جسطرح سمندر کے مقابل قطرہ۔ ستارونکے آگے ذرہ۔

شاگرد۔ جناب آپکا یہ حساب غلط ہو گو کہ آریون کے مذہب کی بنیاد چالیس برس سے ہو لیکن اسلام کو ۱۳۲۳ برس ہوچکے تو جب اسقدر مدت آریونکو بھی گزر جائیگی تو یقین ہو کہ اسلام سے بھی ترقی کرجائے۔

اوستاد - آریہ مذہب کی ترقی لاکھ برس مین بھی کبھی نہین ہوسکتی - کیونکہ یہ مذہب کمبخت اسکا انجام ہمیشہ تقطیر پر ہوتا ہی جو حساب تم نے اپنی تقریر مین بیان کیا ہی اوس حساب سے بھی ہماری جیت ہی اور ہم بہت خوشی سے تمھارے اعتراض کا جواب دیتے ہین خیال کرو کہ مذہب اسلام کی عمر کل ۱۳۲۳ برس ہوئی اور دیانندجی کا فرضی مذہب جسکو وہ ویدک دھرم کہتے ہین موافق قول دیانندجی کے وید دنیا کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئے اور آریہ کے حساب سے اونکے مذہب عمر ایک ارب چھیانوے کرور کئی لاکھ اور کئی ہزار برس کی ہوئی تو بموجب حساب اربعہ متناسبہ کے حساب کیا جاوے تو جو تعداد ہمنے پہلے نکالی ہی اُس سے بھی بہت کم ہوجاتی ہی کیونکہ دیانندجی سے پہلے روے زمین پر ایک بھی آریہ نہ تھا تو اسقدر مدت دراز مین بھی بجاے ترقی کے ایسا تنزل ہوا کہ ایک متنفس بھی آریہ مذہب کا پیرو باقی نہ رہا مثل دیگر مذاہب باطلہ صفحۂ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا - اور مہاراج کا جو یہ بیان ہی کہ پہلے مہابھارت کی لڑائی تک اور اوسکے بعد بھی ہندوستان مین کل آریہ تھے۔

تو جسطرح یہ مذہب اپنی خوبی سے بیشتر غارت اور بے نشان ہوا اوسی طرح اب بھی نابود ہوجائیگا - پس ان وجوہات سے کھلے طور سے ظاہر ہے کہ اسلام کا ہمیشہ بول بالا رہیگا - اور مذاہب باطلہ کا روز بروز ضعف و انحطاط بڑھتا جائیگا اس باعث سے مذہب اسلام حق اور اُسکے رسول سچے اور اوسکی کتاب کلام خدا۔

شاگرد - براے مہربانی کوئی ثبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا وید سے دیجئے۔

اوستاد - ہم وید سے ثبوت کسطرح دے سکتے ہین کیونکہ جو اصل وید ہی اوسکا پڑہنا تو درکنار کسی نے آنکھ سے بھی نہین دیکھا - آریہ جدید اور ہندو قدیم سب ویدہی وید پکارتے ہین مگر کسی نے وید نہین پڑھا - ویدخوان مثل عنقا کے دنیا سے معدوم ہین اور شاذونادر قدیم ہندو مین جو کوئی کچھ وید کا جاننے والا ہی بھی تو اوسکے دماغ نہین ملتے اگر اس سے کچھ پوچھیے تو وہ نہین بتاتا۔

وید ایک ایسی غیر ضروری چیز ہے کہ جسکی اوسکے ماننے والونکو کبھی موقع پر ضرورت ہی نہین پڑی خواہ وہ مورد نبی ہون یا دنیوی - اگر کوئی ہندو قدیم یا آریہ جدید کا بیٹا ہمکو یہ ثابت کردے کہ اوسکو یا اوسکے باپ دادا کو کبھی وید کی ضرورت پڑی ہی یا وید سے اُسکا کوئی کام نکلا ہی تو ہم قائل ہین انہین وجوہات سے لوگون نے ہمیشہ وید کا پڑھنا فضول سمجھکر چھوڑ رکھا ہی

تیسری شکل

وید مخزن ہر علوم نہین ہی

شاگرد - آپ کیا فرماتے ہین وید تو آجکل دنیا مین ایسا پھیل رہا ہی کہ جدھر جاؤ اودھر وید ہی کی آواز سنائی پڑتی ہے اور مہاراج دیانند سرستی وید کے علم مین کامل گذر گئے ہین - اونھون نے بہت سے ویدونکا ترجمہ زبان بھاکھا

مین کردیا ہی اور اونکے چیلون نے اُردو مین ۔

اوستاد ۔ مہاراج دیانند جی کی علمیت ایسی نہتی کہ وید کا ترجمہ کر سکتے علاوہ اسکے وہ ایک چھوٹے آدمی تھے اور جھوٹ بولنا ہر مذہب مین گناہ کبیرہ ہی اسلیئے جتنے ترجمے مہاراج نے کیے ہین وہ کسیطرح قابل اعتبار نہین ہو سکتے لیکن خیر تمھاری حجت مٹانیکو ہم اونھین ترجمون سے حضرت کی رسالت اور قرآن کا کلام خدا ہونا ثابت کرتے ہین ۔

دیباچہ رگوید آدھی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۴ مین ۱۹ سطر سے ۲۲ تک ویدون مین تمام علمی اصول کا آسان عبارت اور مختصر الفاظ کے اندر بیان ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہی کہ اونکا صانع ایشور ہی نہ کہ انسان ویدونکے سواے کسی اور کتاب مین یہ نشان نہین پایا جاتا کس انسان کی مجال ہی کہ صنعت لفظی کے کمال کے ساتھ نباہ سکے قرآن وغیرہ مین صرف مقفہ مسجع عبارت ہی عروض کا کچھ تعلق نہین اور نہ انجیل مین عروض کو کچھ دخل ہی بس جس صورت مین ہم عروض کو زبان کا کمال تصور کرتے ہین تو الہامی کتاب مین اوسکی عدم موجودگی کب گوارا ہو سکتی ہے ۔"

ناظرین اس فقرے کے دو مطلب ہین اول تو کلام الٰہی کو مخزن ہر علوم ہونا چاہیئے ۔ دویم کلام خدا نظم مین ہونا چاہیئے تو اول ہم وید کو دیکھتے ہین کہ مخزن ہر علوم ہی یا نہین منصفانہ نظر سے ملاحظہ کیجئے مصنف رگوید بھومکا لیغنے دیانند سرستی و مترجم اردو بابو بہال سنگھ کا یہ منشا ہی کہ کسیطرح وید کو کھینچکر جھوٹ سچ عبارت آرائی اور تقلب تصرف کرکے وید کو خدا کلام بنا دین ۔ لیکن یہ ممکن نہین ہی کیونکہ لوہے پر ملمع کرکے سونا نہین بنجاتا ۔ اسلیئے کلام مندرجہ بالا کو تصدیق کرنیکے واسطے وید پر نظر کرتے ہین کہ مخزن ہر علوم ہی کہ نہین ۔ ترجمہ رگوید بھومکا صفحہ ۹۲ مین بیان علم ریاضی اس بنا پر لکھا ہی کہ وید سے علم ریاضی کی پیدایش ہی چونکہ علم ریاضی مین کئی علم شامل ہین ۔ اسلیئے سب علمون کا بیان علحدہ علحدہ درج ہے ۔ **دفعہ اول** (علم حساب) واحد چیز کو ایک عدد سے ظاہر کرتے ہین ایک مین ایک جمع کرین تو دو ہو جاتے ہین ۔ اور ایک مین دو جوڑین تو تین ۔ دو اور دو چار ۔ تین اور تین چھ **یجروید ادھیای** ۱۸ منتر ۲۴ و ۲۵ " ان دو منترون سے وید مین علم حساب کا ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایک طرح کی کھینچ کھانچ ہے ۔ کیونکہ صرف گنتی گننا جاہل سے جاہل بھی جانتا ہے ۔ تو کیا ہر ایسے جاہل کو حساب دان شمار کر سکتے ہین ۔ ہرگز نہین یہ جو دو منترونکا خلاصہ اس جگہ مذکور ہوا ہی اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہی کہ اس سے زیادہ وید مین کہین ذکر نہین اگر ہوتا تو قوی دلیل کو چھوڑ کر سنے بنیاد ضعیف دلیل نہ پیش کرتے ۔ **دفعہ دوم** بیج گنت (جبر و مقابلہ) کا اشارہ بھی منترون مین پایا جاتا ہے ۔ اُ ۔ کُ اس قسم کے علامتون سے منترون مین بیج گنت پائی جاتی ہے ۔ بقول آپکے ایک منتھ دو کلج سوردن اوسا عرجہ کے لگانے سے بیج گنت مفہوم ہوتا ہے ۔"

دیکھیئے یہ بھی ملمع سازی ہے اول تو جبر و مقابلہ حساب مین شامل ہی کوئی علحدہ علم نہین دوسرے بیج گنت تخمیناً ہزار برس سے کم نہین ہے کہ بقول بعض شنکر اچاریہ و بقول بعض بھاسکر اچاریہ نے تحقیق کیا تھا اور اہل اسلام کے

خیال سنئے قریب تیرہ سو برس کے ہوے کہ یہ قاعدہ صاحب علم الکتاب اور باب علم (حضرت مظہر العجائب والغرائب) امیر المومنین مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے نکلا ہے۔ تو کجا وید اور کجا جبر و مقابلہ۔

اگر سورون اور اعراب سے جبر و مقابلہ تصور کیا جائے تو زبان عربی کی کل کتابت معرب ہے پس کل عربی جبر و مقابلہ ہو سکتی ہے۔ اس جبر و مقابلہ کے بیان سے مہاراج دیانند سرستی صرف جھوٹے ہی نہین ثابت ہوے بلکہ اونکی علمی لیاقت کی بھی قلعی کھل گئی۔ مصنف اور مترجم کو مناسب ہے کہ اس جبر و مقابلہ کا فتیلہ بنا کر کہین ایسی جگہ رکھین کہ ہوا نہ لگے۔ **دفعہ ۳۔** (علم مساحت) اس منتر مین لفظ (پردھی) یعنے "محیط" سے علم مساحت کی تعلیم مفہوم ہوتی ہے اور جوتش شاستر مین یہ علم تفصیل کے ساتھ درج ہے اور ویدونمین اس علم کے بیان کرنیوالے بہت سے منتر پائے جاتے ہین۔ رگوید آشٹک ۸۔ ادھیائی ۷۔ ورک ۸ منتر ۳" اس منتر مین جو حوالہ جوتش کا دیا ہے ہماری بحث متعلق وید نہ کہ جوتش سے۔ **شعر** بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا + جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا۔

افسوس صد افسوس ہم تو مہاراج دیانندجی کی بہت تعریف سنتے تھے لیکن مہاراج کو وہ باتین جو آجکل طفل مکتب بھی جانتے ہین معلوم نہ تھین لیکن اونکے فریب و جھوٹ کا یہ تینون علم خوب ثبوت دے رہے ہین۔

"محیط" کا لفظ وید مین خدا کی صفت ظاہر کرنیکو اکثر آیا ہے اکثر زبان دانون کا بموجب موقع و محل و محاورہ بھی ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ مہاراج نے اس منتر کی طنابین کھینچ کر "محیط" کو علم مساحت بنا دیا واہ واہ مہاراج دیانند سرستی تم تو مہارشی کے نام سے مشہور تھے تمکو ایسی دروغ بیانی زیب نہین دیتی۔ آپکو ابھی تک یہ بھی نہین معلوم کہ محیط کا تعلق اقلیدس سے ہے اور علم مساحت کے معنی کسی پٹواری ہی سے پوچھ لیتے۔ واضح رہے کہ علم مساحت کوئی خاص علم نہین ہے بلکہ "مینسوریشن" اور علم سروے کی شاخ ہے۔

اسیطرح مہاراج دیانندجی نے بہت علمونکی گنتی گنائی ہے بباعث طوالت اس جگہ نظر انداز کیے گئے۔ میرے لکھنے کی کوئی ضرورت نہین آپ خود سمجھ جاینگے کہ وید مخزن ہر علوم نہین ہے۔

شاگرد۔ آپ کا فرمانا درست ہے مگر کسی وید کے بڑے عالم کی سندی شہادت پیش کیجیے۔ جس سے ثابت ہو کہ وید مخزن ہر علوم نہین ہے۔

استاد۔ ہم ایسی شہادت پیش کرتے ہین کہ جو اس زمانہ سے چھ سو باسٹھ سال پیشتر کی ہے اور ایسا لائق ذی علم پنڈت کہ جسکے علم کی گواہی رگویدادی بھومکا بھاشئہ صفحہ ۱۳۱ دیباچہ کی سطر ۴ مین ہے "کہ سائن اور مادھو نے ملکر رگوید کی تفسیر لکھی ہے" اور سطر ۹ مین "مانا کہ سائن اچھا پنڈت تھا" درج ہے جس سے ظاہر ہوا کہ انکی لیاقت کے سب کیا بلکہ آریہ تک قائل ہین کیونکہ شہادت فریق مخالف سے بہتر اور شہادت نہین ہو سکتی۔

دوسرے یہ کہ رگوید آدمی بھاشئہ بھومکا صفحہ ۲۰۰ مین لکھا ہے "

ساٹن آچاریہ بیان کرتے کہ وید وغیرہ مین کوئی علم نہین ہو تمام وید صرف "کرم کانڈ" (اعمال یا رسوم) کو بیان کرتے ہین۔ یہ شخص ایک بڑا زبردست عالم سنسکرت کا تھا۔ اسنے بہت صحیح ترجمہ ویدونکا کیا ہو اور سب علما اسکے ترجمہ کی سند مانتے ہین اب اس شہادت سے ہمارا دعوی بالکل ثابت ہے کیونکہ فریق مخالف کی گواہی ہماری موید بیان ہو لینگ لوئی صاحب بینفی صاحب۔ پروفیسر ولسن صاحب۔ سٹیون سن صاحب۔ پروفیسر روتھ صاحب۔ پروفیسر بولسن صاحب۔ پروفیسر میکس میولر صاحب و پنڈت مہی دھر و ساٹن آچاریہ و پنڈت مادھو واس وغیرہ یہ سب مترجمان صاحبان ہمارے بیان سے اتفاق کرتے ہین۔ اور یہ بیان کرتے ہین کہ وید مین سواے عناصر پرستی اور اُپاسنا اور کرم کانڈ کے کوئی علم نہین۔ اسلیے ثابت ہوا کہ وید نہ مخزن ہر علوم ہے نہ کلام خدا ہے۔

چوتھی شکل

قرآن کے مخزن ہر علوم ہونیکا ثبوت

شاگرد۔ یہ آپنے ثابت کردیا کہ وید مخزن ہر علوم ہو نہ کلام خدا ہو۔ اب برائے مہربانی قرآن کو مخزن ہر علوم اور کلام خدا ثابت کر دیجیے۔

اوستاد۔ ہم قرآن مجید کو مخزن ہر علوم اور کلام خدا ثابت کرتے ہین۔

ناظرین ہمارے ثبوتونکو نظر انصاف سے دیکھنے کے بعد اچھی طرح سے جانچین اور جرح کرین ہم خوشی سے اجازت دیتے ہین کہ ہمین اطلاع دین تاکہ ہم صحت و عدم صحت کی پوری تکمیل اور اونکی لیاقت علمی کی تشخیص کر سکین کہ اونھون نے ہمارے معزز کلام کو کہانتک سمجھا ہو اور اونکی نظر مصنفانہ کہانتک وسیع و محقق ہے۔

واضح ہو کہ کلام مجید مین سب علم دینی اور دنیوی ایسے نہین ہین کہ جنکا ذکر اشارۃً نہ ہو۔ کلام مجید اخبار ماضی و حال و استقبال کا جامع ہے اور ہر درد لا دوا کے لیے شفا۔ اور زیادہ تر اسکی صداقت یہ ہو کہ ایک امی محض ایسے ملک مین

جہان عام تھی گمرہی و جہالت	نہ تھے علم اخلاق تادیب و حکمت

ایسے فصیح اور بلیغ عبارت مین زبان ہلاوے اوسکے کلام منجانب اللہ اور الہامی ہونیکا بدیہی ثبوت ہو۔ چنانچہ خدا تعالے خود قرآن مجید مین ارشاد کرتا ہو وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۵ ترجمہ۔ اور نازل کی ہمنے تجھپر خاص کتاب بیان کرنیوالی ہر شے کی۔ اسلیے چند علمونکا بیان مختصر طور سے کیا جاتا ہو۔ اول علماے سائنٹسٹ و جیالوجین نے تین سو برس کی محنت اور جانفشانی سے یہ تحقیق کیا ہو کہ یہ زمین اپنے کنارون سے سکڑتی جاتی ہے اول مادے کی کشش سے جو اوسمین موجود ہو دیگر اوسی کی گرمی کے پھیلاؤ کو سمندر کا پانی کم کرتا جاتا ہے۔ ان دونون وجہون سے یہ علما زمین کے کنارونکو کم ہوتا ہوا دیکھنے سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ کسی وقت مین زمین کی شکل تبدیل ہو کر دوسری

شکل کی ہوجائیگی سائنس علماء نے مدتون کی تحقیقات اور تجربہ سے یہ بات دریافت کی ہو۔ دیکھئے ہمارے نبی امی نے تیرہ سو برس پہلے یہ صداقت بیان فرمائی۔ سورۂ رعد رکوع ۵۔ آیت ۴۱۔ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ترجمہ کیا اونھون نے معلوم نہین کیا کہ ہم گھٹاتے آتے ہین زمین کو اوسکے کنارون سے۔ دیکھو (سورۂ ابراہیم) رکوع ۷۔ آیت يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ترجمہ اُسدن کہ بدلی جاویگی زمین سوا اُسکے اور آسمان بھی اور روبرو ہون گے اکیلے خدا غالب کے۔ اس بدلنے سے روز قیامت مراد ہو یہ حقیقت قرآنی مطابق علوم جدیدہ کے ہے۔

دوم۔ یونان کے ہیئت دان بہ نسبت ستارون کے یہ تحقیق کرتے تھے کہ یہ نجوم آسمان مین اسطرح جڑے ہوے ہین جسطرح انگشتری مین نگ اور چکنی مین ہیرے۔ لیکن زمانہ حال کی تحقیقات نے جسکے ساتھ تجربہ اور مشاہدہ بھی ہو اس امر کو بالکل غلط ثابت کیا ہو۔ جدید علم ہیئت کی یہ تحقیق ہو کہ یہ سیارے بباعث قوت جاذبہ معلق فضاے بسیط مین ہین لیکن ہمارے قرآن شریف نے ہمکو تیرہ سو برس پیشتر بتا دیا اور یونانی ہیئت دانونکی کچھ پروا نکی جیسا کہ سورۂ یونس مین ہو۔ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ترجمہ ہر ایک سیارہ بیچ ایک دائرہ کے تیرتا ہو مولوی شاہ عبد القادر دہلوی نے اپنے ترجمہ قرآن مین حاشیہ پر یہ لکھا ہو کہ سیارات آسمان مین جڑے ہوے نہین ہو بلکہ علیحدہ ہین اور یہ وجہ بیان کی ہو کہ اللہ تعالے نے سیارونکا اپنے گھیرونکے درمیان پیرنا فرمایا ہو۔ اگر جڑے ہوے ہوتے تو پیرنا نہ فرماتا۔

سوم۔ آجکل کے ہیئت دانون کا یہ خیال ہو کہ اگرچہ نظام شمسی مین آفتاب مرکز عالم ہے اور زمین اور سب سیارے اوسکے گرد گردش کر رہے ہین ورآفتاب بھی ساکت نہین ہو بلکہ سب سیارے اُسکے گرد اور وہ خود کسی اور کے گرد گردش کرتا ہو اسی خیال کے موافق قرآن شریف سورۂ یٰسین رکوع ۳ مین ذکر ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ترجمہ اور سورج چلتا ہو اوپنے قرار گاہ ون (منزلون) مین مقرر ہین اسطے اُسکی یہ حکم خداوند غالب دانا کا ہو دیکھو اوسی سورہ کے رکوع ۳۔ آیت ۳۹۔ ۴۰۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ ترجمہ اور چاند کو مقرر کردین ہمنے اسکی منزلین۔ یہانتک کہ ہوجاوے مانند شاخ کہنہ کے ۰ نہین سورج لائق ہو واسطے اوسکے یہ کہ پالیوے چاندکو اور رات آگے بڑھنے والی ہو دن کی۔ اور سب ستارے بیچ آسمان کے چلتے ہین۔

چہارم۔ علماے سابقین اور ہیئت دان پہلے اس بات کو مانے ہوے تھے کہ زمین ساکن ہو گردش نہین کرتی اب کہیں ہمہ اون سے یہ بات ثابت ہوئی ہو کہ زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہو اور گول ہو۔ ہمارے اُمی نبی برحق نے تیرہ سو برس پہلے ہمکو بتلایا کہ زمین گول ہو اور گردش کرتی ہو۔ دیکھو سورۂ حٰم سجدہ رکوع ۲۔ آیت ۱۱۔ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ترجمہ پھر کہا اس (آسمان) کو اور زمین کو چلے آؤ

تم دونون خوشی سے یا زور سے - وہ بولے ہم آئے خوشی سے" پس آنا بے حرکت کے نہین ہو سکتا -

پنجم - علم الٰہی - اوسکا ذکر تو قرآن شریف مین اسقدر شرح اور خوبی کے ساتھ ہوا ہے کہ جسقدر مذاہب چھوٹے بڑے زمانہ قدیم اور حال مین مروج تھے یا ہین - کسی نے مسئلہ توحید کو اس تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان نہین کیا سچ پوچھیے تو ہمارے ہی نبی آخر الزمان نے سکہ توحید بٹھلایا - اس بارے مین تمام مورخ و عالم غیر مذہب کلام مجید کی مدح اور گواہی سنے رو درعایت دے رہے ہین -

اول سیل صاحب مترجم قرآن اس امر کو بیان کرتے ہین کہ توحید کی حفاظت جسقدر قرآن شریف نے کی وہ لائق تعریف ہین دوسرے رسالہ النبی المعصوم مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۱ء پادری ہوری صاحب لکھتے ہین کہ قرآن شریف اقرار کرتا ہے کہ وہ خود خدا کا کلام ہے اور وہ آپکو موسوی و عیسوی شریعت کا مخالف نہین ٹھہراتا بلکہ بہت زور شور سے وحدانیت کو ثابت کرتا ہے - اسیطرح بہت سے مورخ بہ نسبت توحید کے گواہ ہین -

واضح ہو کہ مذہب عیسوی نے توحید مین تثلیث سے بٹا لگایا - مذہب دیانند سرستی نے بھی توحید کی نازک گردن پر کند چھری پھیری - کیونکہ بت پرستی کا سلسلہ ابھی تک موجود ہے - ونیز باپ - بیٹا - اور پرکرتی سے تثلیث ثابت ہے اور بانی مذہب دیانند سرستی بھی بت پرست تھے - ہمارے حضرت جناب سرور کائنات ایام پیدایش سے تا حین انتقال توحید ہی کے جان نثار رہے - اگر کوئی شخص تعصب سے قطع نظر کر کے انصافانہ خیال و غور کرے تو ایک حرف بھی قرآن مین توحید کے خلاف نہ پائیگا - دیکھیے قرآن شریف مین کثرت سے اسکی بابت ارشاد ہے مگر مین مختصراً ایک چھوٹا سورہ صرف چار آیت کا لکھتا ہون -

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ کہہ دے اے محمد جو تجھسے سوال کرتے ہین بابت توحید کے " ترجمہ - کہہ - وہ اللہ ایک ہے ۝ اللہ بے نیاز ہے ۝ نہین جنا اوسنے اور نہین جنا گیا وہ ۝ اور نہین ہے واسطے اوسکے کفو (برابری کرنیوالا) کوئی ۝

اس سورہ سے اعتقادات یہود و نصاریٰ و مجوس و مشرکین کی کھلی کھلی رد ظاہر ہے - پہلی آیت سے اثبات توحید - دوسری آیت سے مشرکین یہود کی تردید ہے - اسے نے نیاز یعنے وہ نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا اور فنا نہوگا ہمیشہ باقی ہے - تمام عادات و خواہشات و مرئیات و حسیات و حلول و حدوث سے مبرا ہے " تیسری آیت یہود کی رد مین ہے کہ اونکا یہ عقیدہ ہے کہ عزیر علیہ السلام اوسکے بیٹے ہین - اور نہ وہ پیدا کیا گیا کسی سے یہ نصاریٰ کی تکذیب ہے کہ وہ کہتے ہین عیسیٰ بن مریم خدا ہین - چوتھی آیت اور نہ تھا نہ ہے اوسکا کوئی کفو (برابری کرنیوالا) کہ مجوس اہرمن سے بت کو خدا (اوسکا ہمسر) کہتے تھے

ششم - علم بیان - یہ اظہر من الشمس ہے کچھ ثابت کرنیکی ضرورت نہین - تمام کلام مجید فصاحت و بلاغت سے مملو ہے ہر ایک تاریخ دان اور ہر مذہب کے عالم فاضل مقر اور سرنگون ہین - گاڈفری ہگین صاحب اپنی کتاب موید اسلام

کے صفحہ ۲۲۱ مین لکھتے ہین ”کہ جیسی عالی عبارتین قرآن مین پائی جاتی ہین اس سے عمدہ غالبًا دنیا بھر مین نہین مل سکتین“

جان ڈیونپورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۹ مین تحریر کرتے ہین ”کہ قرآن مجید کا معجزہ اوسکی عمدگی عبارت اور موزونی فقرات پر منحصر ہے۔ یہانتک کہ اگر کوئی عجمی بھی کسی شخص کو قرآن پڑہتے ہوے سُنے تو اوسے فی الفور معلوم ہوجائیگا کہ اُسنے تمام عربی عبارتون پر فوق ہو۔ اگر اس کتاب کی کسی آیت کو کسی اور نہایت فصیح عبارت مین داخلکردین تو وہ ایسی معلوم ہوتی ہو جیسے لعل چمکتا ہو اور اوسکی روشنی مثل اوس درخشندہ جوہر کے ہوتی ہو۔ جسکی تابندگی سے آنکھون کو خیرگی ہو اور اوسکی عبارت ایسی لاجواب ہو کہ تمام علما کو اسکے زمانہ رواج سے ابتک اسپر نہایت حیرت ہو۔ جیمبرس انسائکلوپیڈیا کی چھٹی جلد مین ہو۔

۷ ہفتم۔ علم تواریخ۔ اسکے ثبوت کی بھی ضرورت نہین۔ اس کلام خدا مین اکثر انبیاے اولوالعزم اور صاحبان شریعت ماضیہ سابقہ کے حالات بہت خوبی سے درج ہین۔ جسکا جی چاہے پڑہے اور دیکھے کہ کتنے طولانی واقعات کو مختصر عبارت مین کس خوبی سے بیان کیاہے۔

۸ ہشتم۔ علم الادیان۔ اسکا بھی بیان کلام خدا مین اس شرح وبسط سے ہوا ہو کہ تمام اصول مذہب وامر بالمعروف ونہی عن المنکر واحکام حلال وحرام آگئے ہین۔ کوئی چیز باقی نہین رہی ہے وید مین اس علم کا کہین ذکر بھی نہین ہو اور اگر ہے بھی تو منو کے شاستر مین کچھ ذکر ہے۔ پس نہ وہ الہامی کتاب مانی گئی ہو نہ ہماری بحث اوس سے متعلق ہے۔

۹ نہم۔ علم الحرب۔ اسکا ذکر بھی ہو۔ اسلامی فتوحات بھی اسکے شاہد ہین۔ اسکے متعلق احکام بھی ہین۔ جہاد بھی یہی ہو۔

۱۰ دہم۔ گو کہ وہ کتاب خدا اکثر علوم وفنون کی مظہر ہو۔ پس مین اون سب کے ذکر کو باعث طول جانکر صرف نام بعض علوم وفنون کے مختصراً لکھتا ہون۔ علم الاصول۔ علم اخلاق۔ علم روح۔ علم معاد۔ علم معاش۔ علم فرائض۔ علم طب جسمانی۔ علم طب روحانی۔ علم ہیئت۔ علم ہندسہ۔ علم حساب۔ علم کسور۔ علم نجوم۔ علم مجلس۔ علم تصوف۔ علم اطول التعبیر۔ علم جبر ومقابلہ۔ علم جغرافیہ۔ علم جیالوجی۔ علم سیاحت۔ علم خیاطت۔ فن شاعری۔ حدادت۔ غزل۔ نسج۔ علم فلاحت۔ صید۔ فن عمارت۔ صباغت۔ زجاجت۔ قحاز۔ ملاحت۔ کتابت۔ خبز۔ طبخ۔ غسل والقصارہ۔ بیع وشرا۔ کیالت والوزن۔ رمی۔ سیاست مدن۔ نکاح وتزویج وغیرہ۔ یہ سب علوم اشارتًا بیان ہوے ہین اب گر وید سے مقابلہ کیا جائے تو اوسکی جہالت ولاعلمی ظاہر ہوگی ہمین وید مین ان علوم کا ہرگز کہین پتہ نہین ملتا۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید ہی مخزن ہر علوم ہو نہ کہ وید۔ ازروے الہام کلام اللہ کی تصدیق۔ اور وید کی تردید ہوگئی۔ اب ہم دوسرے فقرے کو بیان کرتے ہین (کہ خدا کا کلام نظم مین ہونا چاہیے)

ناظرین دیکھئے اس شخص نے انصاف کی گردن پر کیسی کند چھری پھیری ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص علم عروض سے

بالکل ناواقف ہو وہی مثل ہے چاہے اپنی ناک کٹے مگر دوسرے کی بدشگونی ضرور ہو کیونکہ عروض زبان کا کمال نہین ہو سکتا اس سبب سے کہ عروض کے معنی "اصطلاح شعرا مین اور لغتہ طلاقت و ناطقہ کے نہین ہین مصنف رگوید کی غلط فہمی ہی بلکہ زبان کا کمال فصاحت و بلاغت و سلاست وغیرہ ہے نہ کہ عروض "

اور علم عروض اختراعی و تخئیلی ہی اور نظم حشو و زوائد و الفاظ رلبا وغیرہ سے معمور ہی - اور عیب ہے چند قواعد و ارکان و بحور پر پس اس سے یہ حاصل ہوا کہ نظم مین تخئیل ہوتی ہے - اور نثر اس سے مبرا ہی اسی سے کلام خدا مین نظم نہین ہے تاکہ تخئیل و تعقید و حشو و زوائد کا اوسپر گمان نہو سکے - بلکہ ہر مضمون و ہر صورت سے واقعیت کا یقین کامل ہو -

دوسرے خداوند عالم نے متعلقاً اپنے رسول کو شعر کہنا نہین سکھایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ۝ کیا یہ لوگ اتنی بات بھی نہین سمجھتے اور ہمنے اپنے پیغمبر محمد کو شاعری نہین سکھائی اور شاعری انکی شان کے لائق بھی نہین - یہ قرآن تو بس نری نصیحت ہی اور پڑھنے کے لائق - (پ ۲۳ سورہ یسین رکوع ۵) اور شعرا کی مدح کے بمصداق الشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝ ارشاد فرمایا - چونکہ کتب سابقہ بھی کلام نثر مین تھے اسی سے قرآن مجید بھی نثر مین آیا ہی - اور کلام نثر خلقی ہی اور کلام نظم غیر خلقی ہی اور تکلفاً ادا ہوتا ہی - اور نظم مین طوالت و پیچیدگی زیادہ ہوتی ہی جس سے اصلی مطلب کے ادا کرنے مین طول ہو جاتا ہے - اور نثر مین اختصار ممکن ہے اس لیے کہ شاعر کو ردیف و قافیہ و بحور و ارکان و قواعد کی مطابقت و متابعت لازمی ہی - اور کلام خدا - خدا سے کلام ہے اسکو کسیکا پابند و تابع نہونا چاہیئے -

تیسرے علم عروض مین کلام منظوم محدود گردانا جاتا ہے اور کلام نثر غیر محدود ہی پس خداے تعالے اور اوسکی قدرت و صفت غیر محدود ہے و اسیلئے غیر محدود کا کلام محدود نہین ہو سکتا -

غیر کلام مجید پر چاہے کیسے ہی سخت اعتراض ہون لیکن اوسکی خوبی اور سچائی اونھین اعتراضون سے صاف جھلکتی ہی اسکا ثبوت یہ ہے کہ جس زمانے مین قرآن شریف نازل ہوا ہی شعر و شاعری کا بڑا چرچا تھا اور بڑے بڑے انشاپرداز اور شاعر نامی موجود تھے اور فن فصاحت و بلاغت و عروض پر مدار فضل و کمال تھا شعرا و منشی اشعار و عبارات فصیحہ و بلیغہ لاتے تھے اور خانہ کعبہ مین مثل سبعہ معلقہ کے لٹکاتے تھے اور مجلس مین سناتے تھے تاکہ اونکی لیاقت علمی و تکمیل فضیلت سے لوگ واقف ہو کر مقر ہون جب ایک سورۃ اونکے کلام کے مقابل لٹکائی گئی تو سبعہ معلقہ اوسے دیکھکر اوتارے گئے تمام فصحاے عرب باوصف زبان دانی کے اوسکے جواب مین قاصر رہے - چنانچہ زمانہ قدیم سے بمقتضاے مصلحت خدا اسیطرح پر ہی کہ جس قوم مین جس امر کا چرچا ہوتا ہے اوس زمانہ کے پیغمبر کو اوسی قسم کا معجزہ عطا ہوتا ہی تاکہ اس بات کے یقین کرنے مین کچھ شبہہ و تامل نہو - پس بنابران اسوقت فصاحت و بلاغت کا بہت زور شور تھا خداے تعالے نے حضرت رسول کو معجزہ فصاحت عطا فرمایا - اور جو کتاب (قرآن شریف) اپنے نبی صلعم کی طرف نازل فرمائی اوسکی عبارت مین ایسے صنایع و بدایع و سلاست کا خاصہ رکھا کہ جسنے تمام فصحا و بلغا کا فخر و ناز مٹا دیا اور اونکی ترکی تمام کردی سچ الواقع چونکہ خداوند عالم اپنی ذات و صفات مین یکتا اور ممتاز ہی عند العقل مستحسن

بلکہ ضروری و انسب ہے کہ اوسکا کلام بھی انسانی کلام سے ممتاز اور برتر۔ احاطہ البشری سے باہر ہو۔ اسی سے خدا نے قرآن مجید کو اعلی درجہ کا فصیح و بلیغ عبارت مین نازل کیا جسکی مثال لانے سے کل بشری طاقتین عاجز ہین۔ لبید ابن ربیعہ شاعر چند آیتین سورۂ بقر کی سنکر ایسا شرمندہ اور متغیر ہوا اور یہ کہنے لگا کہ ضرور یہ آیتین الہامی ہین اور کلام خدا سے ہین اُسی وقت اُسنے اسلام قبول کیا۔

ہر زمانے مین بڑے بڑے فصحا و بلغاء عربی زبان کے ہوتے رہے کسی کو بھی اتنی جرأت نہ پڑی کہ مقدار تین آیت کے معارضہ کر دکھلاے بلکہ ہر ایک فصیح و بلیغ قرآن کی فصاحت و بلاغت سے عاجز رہا۔ چنانچہ ولید ابن مغیرہ شاعر نامی ایک آیت کو سنکر کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی یہ کلام بشر نہین ہے اور عتبہ نے جب آیت حٰم فصلت کو زبان رسول سے سنا اور باہر آکر کہا خدا کی قسم مین یقین کرتا ہون کہ ایسے کلام بندے کے بنے نہین ہو سکتے ہین۔

مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ ابن مقفع نے جو اپنے زمانے مین بڑا بے نظیر شاعر تھا اوسنے کچھ کلام قرآن کی طرز پر لکھا ایک روز کسی مکتب خانے کی طرف سے گذرا۔ ایک لڑکے کو آیت قِیلَ یَا اَرْضُ ابْلَعِی مَاءَکِ الخ پڑھتے سنا پھر وہانسے کے اپنے گھر مین آکر اپنے لکھے ہوے کو ڈھونڈ ڈالا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ کوئی شخص اس کلام الٰہی سے معارضہ نہین کر سکتا۔ پس اہل زبان کے تو یہ اقوال ہین۔ رہے غیر زبان والے اونکا علم و فضل اور اونکی لیاقت کس شمار مین ہے آجتک مخالفان اسلام نے کد و کوشش کی مگر ناکامیاب رہے برہا برس تحصیل علمی کی مگر پھر بھی مبتدی طفل مکتب۔

پس بدیہی طور سے قرآن مجید کلام خدا ثابت اور وید باطل اور مصنف رگوید کا قول جھوٹا۔

دوسرا مقالہ

پہلی شکل

دعا۔ اے اندھیری رات کے کالے کمبل پر کی کالی چیونٹی کو دیکھنے والے اے نقارخانہ مین طوطی کی صدا سن لینے والے اے پہاڑون کے سامنے ذرے سے بےخبر نہ رہنے والے اے سمندرون کے مقابل قطرۂ ناچیز کی طرف گوشۂ چشم لگائے رہنے والے خدا۔ تو ہی خوب جانتا ہے کہ تیری ناچیز مخلوق کس طرح گمراہ اور روحانی علاقون سے بےخبر ہو گئی۔ اور روز بروز ہوتی چلی جاتی ہے اور اسکا منبع علم سوائے محیط و مہاداد اور سردیا پک و تعصب و دروغگوئی کے آگے بڑھنے والا نہین رہا ان لوگون کے دل مین یہ خطرہ کبھی بھولون بھی نہین گزرتا کہ جب ایشور قادر مطلق نہین ہے اور قانون قدرت کا پابند ہے تو پھر کسطرح اس مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے انکے خواب و خیال مین بھی یہ بات نہین آئی کہ جب ایشور ایک قانون کا پابند ہے تو ضرور ہے کہ کوئی قانون کا بنانیوالا اوس سے بھی افضل ہوگا ناؤ منجدھار مین ہے اور اوسکا تختہ ٹوٹا چاہتا ہے۔ ناخدا کا ہونٹون پر دم ہے۔ طوفان کا سامنا۔ موج پر موج اوٹھ رہی ہے آب پر جوش تلاطم سنج ہے۔

خداپرستی۔حق شناسی حرف غلط کی طرح انکے دلوں سے مٹ چکی جدیدہ دیانندی مذہب کی چمک نے انکی چشم بصیرت سے وہ ساوک کیا ہے جو برق درخشان حس بصارت کے ساتھ کرتی ہے وہ ہٹ دھرمی اپنے پیچھے اچھی طرح جا چکی۔ یہ لوگ اپنی عقل اور علم آلہی کو اسطرح کھو بیٹھے جیسے گدہے کے سر سے سینگ اور گھوڑوں کے بازو لٹنے پر۔اپنی جہالت سے سرو پاپ کے مرکب پر سوار ہو کر سرپٹ اور بگٹٹ بھاگے۔چلے جاتے ہین۔ایک نگاہ بھی پیچھے پھر کر نہین دیکھتے۔اور بجائے خود مضحک بنتے ہین اور اپنے ہی منہہ میان مٹھو۔انکا یہ گھمنڈ کہ ہمنے اپنے دنیاوی اغراض اور نفسانی خواہشونکو پورا کرنیکو جھوٹے مسلے اور طرح طرح کے بناوٹی ڈھکوسلے گڑھ لیے ہین جو ہمارے مذہب کی پائداری اور ہماری فضیلتون کا رہبری شدہ تمسک ہے۔ درحقیقت ایک جاہلانہ اور طفلانہ تسلی ہے اگر یہ لوگ اپنے تحقیقات کے مرکب کو دو قدم اور آگے بڑھائین اور آنکھونسے تعصب و غفلت کا غبار جھاڑ پونچھ ڈالین تو دیانندجی کی حیلہ بازی اور جھوٹی قلعی کھلجائے اسلیئے تو مہربانی فرما کر انکی آنکھین کھولدے کہ یہ تیرے کلام پاک کو اچھی طرح سمجھین اور نظر انصاف سے دیکھین اور حق و باطل کی تمیز کرین۔آمین آمین۔

شاگرد۔ براے مہربانی کچھ اپنی تعریف کیجئے۔

اوستاد۔ خادم کا نام **بابو رام گوپال** ہے قوم اگروالہ ساکن سہارنپور محلہ کھلاے پار یہ شہر رڑکی سے قریب ہے اسی ضلع سے گنگا جمنا کی نہرین نکلی ہین۔رڑکی کالج اور ہردوار کا تیرتھ اسی ضلع مین ہے۔عہدہ محکمہ تعمیرات مین سپروائزر سب ڈویزنل آفسر حال پنشن یافتہ۔

شاگرد۔ آپکی قوم اگروالہ۔اصل متعصب ہندو۔اور اسوقت طرفداری آپ اسلام کی کرتے ہین۔اسکا کیا باعث۔

اوستاد۔ اس شعر سے مطلب سمجھ لو **شعر** کسکی ملت مین گنون آپکو بتلا اسے شیخ ٭ تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو۔ حق امر کی مدد کرنا۔حق اللہ و حق العباد کا ماننا۔ راہ حق مین کوشش و جہد کرنا۔جان و مال کو تصدق کرنا۔صاحبان عقل کا کام ہے

شعر۔ ملوکان کہ راہ خدا دیدہ اند ٭ خسک از سر راہ برچیدہ اند۔

شاگرد۔ یہ فرمائے کہ دیانند سرتی کون تھے۔مرگئے یا موجود ہین؟

اوستاد۔ یہ مہاراج بڑے مہاتما رشی (فقیر کامل) تھے۔اور علم سنسکرت کے عالم و فاضل۔ملک کھن کے رہنے والے۔قوم کے برہمن۔کتاب ستیارتھ پرکاش کے مصنف اور کچھ ویدون کا ترجمہ بھی زبان بھاشا مین کیا ہے۔۵۹ برس کی عمر مین انکا انتقال ہوا۔دیانندی مذہب انھین کی ایجاد ہے۔انکا مفصل حال انکے جیون چرتر (سوانحعمری) سے ہر اعتراض کے شروع مین منتخب کر کے بیان ہوگا۔اس جگہ مناسب نہین معلوم ہوتا۔

شاگرد۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کون تھے؟

اوستاد۔ پنڈت لیکھرام صاحب ایک بڑے نامی شخص جدید آریہ مذہب مین گذرے ہین۔انکے جیون چرتر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف گرمکھی پڑھے تھے اور پولیس مین ہیڈکانسٹبل تھے۔انکو علم سنسکرت و عربی و فارسی مین کچھ مداخلت نہ تھی۔

چونکہ پولیس کی ملازمت سخت ہوتی ہے اور لیاقت علمی بھی نہ تھی اسلیئے نوکری سے دست بردار ہوکر آریہ سماج مین داخل ہوگئے کھانے پینے سے اطمینان ہوا اہانت مذہب کے سبب یہ قتل کئے گیے جسقدر انکے قتل کا افسوس ہے اوس سے زیادہ قابل افسوس یہ امر ہے کہ آریون نے مقتول کی زوجہ سے از روے ہمدردی کے کوئی اولاد پیدا نہ کرائی جس سے آریہ مسافر کا آیندہ کو نام و نشان رہتا جب ویدمین نیوگ جائز اور مہاراج دیانند کا حکم قطعی تو پھر کیا سبب کہ ایسے اچھے کام کی تعمیل سے احتراز۔ بس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آریون کو پنڈت مقتول سے سچی محبت و ہمدردی نہ تھی۔ صرف ظاہری برتاؤ تھا کہ ہر جلسہ مین اونکے قتل کا دردناک ذکر ہوا کرتا ہے۔

شاگرد۔ آپ فرماتے ہین کہ انکو کچھ علم نہین تھا تو پھر یہ پنڈت کیون مشہور تھے۔

اوستاد۔ اسکی کیفیت یہ ہے کہ اضلاع پنجاب و سہارنپور وغیرہ مین یہ قاعدہ ہے کہ دو روپیہ ماہواری اور کھانے پر برہمنون کو کھانا پکانے اور کاروبار خانہ داری کے لیئے نوکر رکھتے ہین اور اونکو پنڈت جی و مہاراج کہکر پکارتے ہین۔ یہ [illegible] اور مہاراج جالندھری بھی [illegible] پنڈت جی مقتول بھی تھے۔

شاگرد۔ اچھا یہ بتایئے کہ شری برہمچاری دھرم پال جی کون ہین ؟

اوستاد۔ کیا بتاؤن جو کچھ یا جوال [illegible] بازار مین [illegible] ذکر تک نہین صرف ہیڈ ماسٹر [illegible] اسے لکھا ہے تو ہیڈ ماسٹر [illegible] کوئی شجرہ [illegible] ہے سکے ہے تھا کہ نام اونکے باپ دادا کا بتلادون۔ اپنے حسب و نسب و ذات کو بابو صاحب نے خوب چھپایا ہے [illegible] تھا کہ اپنے ذات وصفات اور خاندان کو تفصیل وار لکچر مین بیان کرتے کیونکہ اگر شریف ہوتے تو [illegible] کی زیادہ وقعت ہوتی اور اسلام پر بہت برا اثر پڑتا۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا خدا جانے کیون یہ بہت ضروری بات جو لکچر کی غرض ہونی چاہیئے تھی [illegible] کی گئی۔ اسلیئے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دال مین کالا ضرور ہے۔ میرے پیارے شاگرد جاؤ تم ہی [illegible] ان صاحب کا پتہ لگاؤ۔ نام سے تو مسلمان معلوم ہوتے ہین لیکن بعض ہندون کے بھی مولابخش۔ گروبخش۔ گنگابخش۔ وغیرہ نام ہوتے ہین۔ نام سے کیا خاک پتہ لگے۔

شاگرد۔ بموجب حکم آپکے تمام لکھنؤ چھان مارا پاؤن شل ہوگئے۔ دو تین روپیہ کرایہ مین صرف ہوئے کہین پتہ نہ لگا۔

اوستاد۔ اچھا تم سیدھے پنجاب چلے جاؤ۔ لاہور۔ امرتسر مین دریافت کرو یہ صدر مقام ہے۔

شاگرد۔ جناب مین پنجاب سے واپس آیا وہان مجکو ایک کتاب مولوی ثناء اللہ صاحب کی تصنیف جو انکے لکچر کا جواب ہے ملی۔ یہ حاضر ہے صفحہ ۳۔ نمبر ۱ کے نوٹ دیکھیے۔

اوستاد۔ مین نے پڑھا برہمچاری جی پہلے مسلمان تھے اور نام اونکا باپ عبدالغفور صاحب تھا۔

شاگرد۔ اور ذات کیا تھی !

اوستاد۔ نوربانت یعنے جولاہے۔

شاگرد۔ پیشہ کیا ہوتا تھا۔

اوستاد۔ عجب طرح کے آدمی ہو جولاہون مین سوا کپڑے بننے کے اور کیا ہوتا ہے۔ یہی دیسی سوت یا ولایتی سوت سے موٹے کپڑے

گزی یا گاڑھا دھوتر بن لیا اور گذارا کیا اور جو بنارس کے جولاہے ہین وہ زری اور ریشم کا کام بنتے ہین اسلیے وہ مالدار ہوتے ہین -

شاگرد - کیا انکی ذات مین پڑھنا لکھنا کچھ عیب ہے -

اوستاد - عیب تو کچھ نہین اگر عیب ہوتا تو بابو عبد الغفور صاحب بی اے تک کیون پڑھتے -

شاگرد - کیا اور کوئی پیشہ نہین کر سکتے -

اوستاد - کر کیون نہین سکتے لیکن اس قوم مین مادہ بزدلی اور سادہ لوحی کا بہت ہوتا ہے اسلیے کسی نوکری کے لائق نہین ہین - نہ اہل قلم نہ اہل سیف - کوئی جولاہہ بہت لائق ہوا - دو چار لڑکے جمع کر کے بسم اللہ پڑھانے لگا -

شاگرد - برہم چاری جی کے پتا (والد) کا کیا نام ہے -

اوستاد - اونکا نام سلطان محمد صاحب ہے - او وہان بھی کا بھی کام کرتے تھے یعنی چھوٹے چھوٹے لڑکونکو الف بے خالق باری وغیرہ پڑھایا کرتے تھے - اور پیشہ نوربافی بھی کرتے ہونگے - اور اونکے آریہ ہونے سے پہلے وہ انتقال کر چکے یہ بڑے نیک دل اور سادہ طبیعت کے آدمی تھے -

شاگرد - سکونت آپکی کہان ہے !

اوستاد - موضع بہنوا تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہوشیارپور - احاطہ پنجاب کے رہنے والے ہین -

شاگرد - انگریزی مین تعلیم کہانتک پائی ہے -

اوستاد - انگریزی پڑھنے کی یہ کیفیت ہے کہ انکے والد ماجد پر انگریزی تعلیم دیکر انسے ناراض ہو گئے - فرماتے تھے کہ مجھے اس لڑکے کے بگڑنے کا اندیشہ ہے لیکن بابو صاحب کے بہنوئی منشی عزیز الدین صاحب نے انکی تربیت کی ذمہ داری کر کے انٹرنس ورنیکلر سے کلاس تک پڑھایا اور انٹرنس تک پہونچتے پہونچتے آپکا عقیدہ اور ایمان رخصت ہو گیا آپ لڑکپن ہی سے آریہ ہو گئے تھے لیکن کھلم کھلا چودھوین جون سنہ ۱۹۰۳ء تارک اسلام ہوئے -

شاگرد - علم عربی کی تحصیل سے تو فارغ ہو گئے ہون گے -

اوستاد - عربی کا علم خاک دھول - بکائن کے پھول - مین جانتا ہون جیسا اہل اسلام شروع مین لڑکے اور لڑکیونکو قرآن شریف پڑھایا کرتے ہین - انھون نے وہ بھی اچھی طرح نہین پڑھا انکے والد ماجد کے گمان سے ظاہر ہے

شاگرد - انگریزی اور ریاضی وغیرہ ؟

اوستاد - بی اے فیل ہون گے یا شاید پاس ہون - کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب انکی تعلیم ایف اے تک لکھتے ہین اور پنجاب مین انٹرنس اور ایف اے کا بہت آسان امتحان ہے - ان درجون مین کوئی لیاقت علمی پیدا نہین ہوتی -

شاگرد - علم سنسکرت سے تو خوب ماہر ہونگے ؟

اوستاد - سنسکرت بیچاری خالہ جی کا گھر ہے جو ایسے ویسے کو آجاوے - پڑھنا تو ایکطرف سنسکرت کی کتابین بھی آنکھ سے نہ دیکھی ہونگی شاید دیوناگری بھی نہ پڑھی ہوگی - کیونکہ وہ خود ہی فرماتے ہین کہ مین ہیڈ ماسٹر شنکر - ا - او - ای - کا سبق پڑھ رہا ہون لیکن امید

ہے کہ اس محنت مین بھی انشاء اللہ کچھ نہ آویگا۔ اسلیئے کہ انکو اس سے پڑھنے کا وقت کہان ملتا ہوگا۔ دوسرے عمر زیادہ ہو گئی جسکے سبب سنسکرت پڑھ ہی نہین سکتے۔ میری رائے مین تو کتاب ستیارتھ پرکاش جو مہاراج دیانند سرستی جی کی بنائی ہوئی ہے اور جسکا ترجمہ اردو مین ہوا ہے۔ انھون نے کبھی اوس ترجمہ اردو کو غور سے نہین دیکھا جو آریہ مت کی خوبین کو صاف صاف طور سے ظاہر کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالے نے اُردو بھی سمجھنے کا مادہ نہین عطا کیا (کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹ رگوید منڈل ا سوکت ۱۵ منتر ۲ جو بے علم ہین وہ سنتے ہوے نہین سنتے۔ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے۔ بولتے ہوے نہین بولتے یعنے جاہل لوگ علم کلام کے راز کو نہین جان سکتے)۔

شاگرد۔ عقلمند تو بہت ہونگے کیونکہ جواب الجواب مین بہت تیزی دکھلائی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سب علوم مین پورے ہین۔

اوستاد۔ اول تو ماسٹر۔ مدرس۔ میاجی کی عقل لڑکے تقسیم کر لیتے ہین بک بک سے دماغ خالی ہو جاتا ہے اس سبب سے عقل مین ضعف آجاتا ہے پھر عقل چہ کی ست کہ پیش مردان بیاید۔

شاگرد۔ جب یہ سنسکرت عربی مین فاضل نہین فارسی مین لائق نہین اور انگریزی مین بھی اعلی درجہ کی قابلیت نہین تو پھر قرآن شریف اور وید کا کسطرح انھون نے مطلب سمجھا اور کسطرح قرآن شریف پر وید کو ترجیح دی کیونکہ جو بہت لائق۔ فاضل۔ عالم ہین وہ یہ نہین کہہ سکتے کہ کلام خدا کو ہم پورا سمجھ گئے ہین۔

اوستاد۔ تم یہ نہین جانتے کہ انکے پکھر اور جواب الجواب کے لکھنے والے بہت آدمی ہین آریہ سماج کے ممبر اور سماج والے آریہ ہمیشہ سے ایسی ہی کتابین اور واہیات مضمون کے بنانے مین بڑے مشاق ہین۔ پادری فنڈر اور پادری عماد الدین صاحبان کی کتابین میزان الحق وغیرہ کو دیکھ دیکھ کر لکھنا کیا مشکل ہے اونہین کتابونکے اعتراضات جنکے جوابات صدہا بار ہو چکے ہین اور جن سوالون کی بمقابلہ اسلام در اصل کچھ حقیقت نہین ہے۔ وہی بدل بدلا کر ملایا کرتے ہین۔ اسجگہ یہ مثل راست آتی ہے۔ پیران نمی پرند مریدان می پرانند اور سوا اسکے مہاراج دیانند سرستی جی کی بھی تعلیم کا یہی اثر ہے۔ یہ تو آریہ لوگون کو ایک مشغلہ مل گیا کہ برائے نام اس سادہ لوح آدمی کو ہمراہ لے کے انکی آڑ مین اس بدتہذیبی کی باتین کیا کرتے ہین وہی مسلمانونکا رونا دہی پرانا دکھڑا دہی ہجو لکھنا انکا شعار ہے۔ جسطرح محکمہ پولس مین کیسا ہی شریف۔ خدا ترس۔ منصف مزاج آدمی بھرتی ہو جاوے جہان وردی پہنی اور سرخ صافہ سر پر باندھا اور مونچھ پر تاؤ دینے لگے جھوٹ سچ کے مجرم بنانے ایمانداری کو اوٹھا کر طاق پر رکھدیا اسیطرح اس فرقہ کا حال ہے کہ جہان آریہ ہوے اور پراچیت دور ہوے دلپر سیاہی چھائی آنکھ بند کر کے بے تکلف دوسرے مذہبون پر برس پڑے اور تعریف یہ ہے کہ اپنے مذہب کے سخت سے سخت عیوب پر نظر نہین ڈالتے۔

شاگرد۔ آخر کچھ قیاس تو فرمایئے کہ بغیر سوچے سمجھے آریہ کیون ہو گئے کیونکہ کچھ وجہ تو ضرور ہے۔

اوستاد۔ ہان وجہ تو کچھ نہ کچھ ضرور ہے ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ طمع ہے کیونکہ برہمچاری جی کو بعد زر دطمع دیدہ ہوشمند۔

شاگرد۔ تو انکو آریہ ہونے سے زر کثیر گانون مکانات وغیرہ مل گئے ہونگے کیونکہ آریہ لوگ سب میر کبیر صاحب جائداد ہین

ـتو اے اسکے چندے کی رقم کیا کم ہے - جو بجائے کار خیر کے ایسے بیہودہ کامون مین خرچ ہوتی ہے اور مفت خورے نوش جان کرتے ہین -

اوستاد - کیا تم آریونکو دنیاوی معاملات مین بیوقوف سمجھتے ہو جو ایسے لوگونکو روپیہ - گاؤن - جاگیر بخش دیوین - علاوہ انکے خیرات اونکے مذہب مین عیب ہے عیسائیون کی طرح اول تو بہت بڑی چکنی چپڑی باتین کرکے ایمان لیا - اسنان دے دیا اور پھر کہا مانگ کھاؤ - پھر منہ سے بھی نہین بولتے - اپنے ہمراہ کھانا کھلانا اور برادرانہ برتاؤ کرنا تو ایک طرف نوکرونکی طرح برتاؤ کرتے ہین وہ بھی ولایتی نوکرون کیطرح نہین بلکہ نیٹو نوکرون کی طرح - اسیطرح آریہ لوگون نے پر جہت دور کر دیا اور ایک تو تار کا ڈورا جسے (جنیو) کہتے ہین یعنے "حلقہ غلامی" ڈالدیا اور ایک پانچ گز کی دہوتی اور ایک دوگز کا انگوچھا جاڑون کے موسم مین ایک مرزائی یا کرتہ سر منڈواکر ننگے سر ننگے پیر دھتا بتلادی - آریون کا حال بالکل مرچ کے دیس کی بھرتی کرنیوالون کی طرح ہے اول اول ایسے سبز باغ دکھلاتے ہین کہ کیا مجال انسان اونکا غلام نہو جاوے ایسی ایسی من گھڑت اور شیطانی باتون مین مشاق ہین کہ کیا ممکن ہے کہ بیوقوف آدمی انکے پھندے سے نکل جائے -

شاگرد - اچھا تو برہم چاری جی انکے جال مین کسطرح پھنس گئے -

اوستاد - اول تو کچھ ٹوٹی پھوٹی انگریزی کے سوا اور کسی علم مین دخل نہین جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے دوم ذات کے جولاہے مشہور ہے کہ اس قوم کی عقل گدی کے پیچھے ہوتی ہے اس قوم کے آدمی تھوڑی بضاعت مین امیر ہو جاتے ہین اور ہمچو ما دیگرے نیست کا دم بھرتے ہین اور قحط سالی وغیرہ مین سب سے پہلے فقیر ہو جاتے ہین اور بھیک مانگتے اور درختونکی چھالین کھانے لگتے ہین اور معمولی دو چار کتابین پڑھکر عالم فاضل کا دم بھرنے لگتے ہین - لڑائی مین بھاگنے والونکے آگے اور لڑنے والے سپاہیون کے پیچھے یہی بات ہمیشہ سے مشہور ہے سو اسی قوم کے ہمارے برہم چاری جی بھی ہین - سوم برائے نام ہیڈ ماسٹر ہونگے - تنخواہ بھی واجبی ہی واجبی ہوگی - ہمارے برادر انگریزی ملازم اس بات سے بخوبی واقف ہین کہ تنخواہ مین نہایت خرابی اور مشکل سے بسر ہوتی ہے - اسوقت برہمچاری جی کو یہ کیا کم ہے کہ بلا مشقت بغیر قید حاضری بلا فکر حلوا پوری گھی دودھ مٹھائی کھٹائی ہر نعمت ہر وقت موجود چہارم برہم چاری دھرم پال جی کا خطاب بھی کیا کم ہے - آریہ لوگ جسکو ملیچھ سمجھتے تھے اب اوسکو دیوتا سمجھنے لگے سنئیے ابھی لکھنؤ مین جو آریون کا جلسہ ہوا تھا اوسمین برہمچاری جی کے چار پانچ روز آنے سے پہلے ہی دھوم مچگئی تھی اور جب آگئے تو یہ آئے وہ گئے - آج کچھ ہے کل دعوت ہے بڑے بڑے رئیس آریہ دھرم والے مصاحبت مین ہین لارڈ صاحب جب کبھی تشریف لاتے ہین ایسی اونکے آنیکی بھی دھوم دھام نہین ہوتی - لکھنؤ مین لارڈ صاحب کا تشریف لانا اور تشریف لیجانا خاص خاص آدمیون ہی کو معلوم ہوتا ہے تمام ہندوستان مین انکا نام روشن ہوگیا اگر کوئی شخص لاکھون روپیہ صرف کرتا تو یہ بات نصیب نہوتی کہان خاک کجا افلاک - پنجم آریون مین ایک نیوگ کا مسئلہ ایسا ہے کہ ہم جسکا مفصل حال آگے کسی موقع پر بیان کرینگے برائے مہربانی آریہ لوگ اس مسئلہ نیوگ کے اشتہارات چھپوا کر چسپان کرادین اور میلون اور جلسون مین عموماً تقسیم کرادین تو بہت سے جاہل

مسلمان وقدیم ہندو آریہ ہوجائیں کیونکہ ابھی تو کسی کو یہ مسئلہ معلوم نہین اسلیئے ترقی مسدود ہے اور جب آریہ بہت ہوجاوینگے تو چندہ کی آمدنی کی بھی ترقی ہوجاوے گی تخمینا پچیس تیس برس مین جدہر دیکھو آریہ ہی آریہ نظر آوینگے تو برہمچاری جی کو اب کس بات کی فکر رہی۔

شاگرد۔ برہم چاری جی کے حالات کے بیان مین بہت وقت صرف ہوگیا براے مہربانی تھوڑی تکلیف اور کیجیے کہ برہمچاری جی سچ ہندو یعنے آریہ ہوگئے کیا یہ ممکن ہے۔

اوستاد۔ بھئی تم نے بڑا بھاری قصہ دریافت کیا زیادہ طوالت ہوگی کچھ مختصر بیان کیے دیتا ہون اول ایک حکایت مجکو یاد آگئی ذرا اُسے سن لو خالی از لطف نہوگا اور تمھارے سوال کا جواب بھی ہوجاے **حکایت** کسی شہر مین ایک میانجی لڑکے پڑھایا کرتے تھے بیچارے بہت نیک مزاج اور سادے سودے آدمی اور نیک خصلت تھے اسی تھوڑی سی آمدنی مین اپنی اوقات اچھی طرح بسر کرتے تھے اور صوم وصلوٰۃ کے بھی بہت پابند تھے پوشاک بھی بہت شرعی قاعدے کے موافق تھی اتفاق زمانہ سے ایک طالب علم کے باپ سے کچھ فیس کے حساب پر تکرار ہوگئی اور میانجی کو غصہ آگیا اور دانت کٹکٹانے لگے کہ جا بے ایمان مین نے تیرے لڑکے کو گدھے سے آدمی بنادیا تو بڑا احسان فراموش ہے کہ ذرہ معاملہ پر بے ایمانی کرنے لگا۔ اوسیطرف سے ایک کمہار کا گذر ہوا جو کسی ضرورت سے گدھے لیے ہوے اپنے گھر کی طرف جارہا تھا اسنے بھی مولوی صاحب کی تقریر سُنی کمہار اپنے جی مین خیال کرنے لگا کہ چلو اپنے کمہارنسے صلاح کرکے کچھ روپیہ دیکر ہم بھی ایک گدھے کو آدمی بنوالین۔ کیونکہ بے اولادی کا داغ دلپر شاق ہے اور یہ مال واسباب بغیر اولاد کے کس کام کا غیر ہی کھاوینگے یہ خیال کرتا ہوا اپنے گھر پہونچا اور اپنی پیاری بی بی سے مشورہ لیا عورتین ناقص العقل تو ہوتی ہی ہین اور خواہش اولاد آنکھو پر پردہ ڈالدیتی ہے بالآخر یہی صلاح قرار پائی کہ ایسا نہو کہ مولوی صاحب کہین چلے جاوین چلو آج ہی رات کو کچھ خرچ کرکے گدھے کو آدمی بنوالین شام کے وقت آگے آگے کمہار رسی گدھے کی ہاتھ مین روپیہ گانٹھ مین۔ پیچھے اوسکے کمہارن گدھے کو ہانکتی ہوئی مولوی صاحب کے مکان پر پہونچکر آواز دی مولوی صاحب اسوقت آرام مین تھے بہت شور وغل کے بعد مولوی صاحب کچھ بڑبڑاتے ہوے باہر تشریف لائے گدھا دروازہ پر باندہ دیا کمہار وکمہارن مولوی صاحب کے پاس آئے باتین ہونے لگین بعد ردوقدح یہ قرار پایا کہ چار سو روپیہ دو اور گدھا باندہ جاو ایک سال کے عرصہ مین آدمی بنادونگا۔ روپیہ دینے کے بعد کمہار وکمہارن اپنے گھر واپس آئے اور مولوی صاحب روپیہ کی پوٹلی باندھکر گھر مین داخل ہوے بیوی کے آگے سب روپیہ ڈھیر کردیا اور کمہار وکمہارن اور گدھے کا قصہ دُہرایا بیوی نے کہا کہ تم بڑے احمق ہو بھلا گدھے سے آدمی کیونکر بنادوگے اور اوسکا روپیہ دھوکے سے کیون لیا مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین احمق نہین ہون بلکہ تم احمق ہو تم نے یہ مثل نہین سُنی کہ خر ناس۔ ملا ناس ملک ناس۔ سال بھر کا وعدہ ہے اسمین خدا جانے کہ مین مرون یا کمہار مرے یا گدھا۔ ایک گھڑی زندگی کا بھروسا نہین تو یہ تو عرصہ کی بات ہے اور اگر خیریت سے سب بچے تو دیکھا جائیگا اسکے بعد مولوی صاحب نے کچھ روپیہ سے مکان کی مرمت کرائی

اور کچھ روپیہ سے اپنی حیثیت درست کی۔

چونکہ جیسا کہتا تھا ویسا ہی اوسنے بھی جگہ لقمہ منہ کو ڑے کر لیے - احباب کی دعوت کر دی بعد انقضا مدہ کمہار مکان پر حاضر ہوا اور بعوض گندھنے کے آدمی طلب کیا مولوی صاحب نے جواب دیا تو [illegible] اپنے اوسے ایسا قائل اور لاتق بنایا تھا کہ وہ آج ہی ترنج کو جو بیوی کا قاضی ہو جلا اکہ یہ [illegible] اور ایک چیلا آیا اور کہا ان سے کہا کہ تو وہ قاضی ہوگیا ہمیں پانچ روز مین [illegible]

یہ سنکر پیارے شاگرد اسی قاعدہ سے یہ بھی برہمچاری ہو گئے بھلا کہ مین مسلمان [illegible] وہان گرہ سے لیے جو بیوی کے قاضی کا خطاب یہان ماسٹر صاحب برہمچاری جی کا لقب [illegible] وہان [illegible] یہان جنیو ڈالا گیا - بھلا [illegible] ہو سکتا ہے اور [illegible] یقین [illegible] گوشت کھا کر رہا ہو اور [illegible] مین بھی تعلیم یافتہ نہ ہو - [illegible] بیٹھے ہو کر [illegible]

قرض کی بیچ میں تھے اور دلمین کہتے تھے کہ [illegible] ہماری [illegible] آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا چھوڑ دیے گئے کہ جدھر سینگ سمائے ادھر چلے جاؤ [illegible] ڈالا [illegible]

شاگرد- بھلا جو آریہ مذہب والے ہین برہمن - چھتری - ویش - سودان مین [illegible]

اوستاد- استغفر اللہ تمھارا بھی عجیب خیال ہے - یہ تو ہم سنتے ہین کہ [illegible] آریہ سماج والون نے انکی چھوئی ہوئی مٹھائی کھائی ہے - کیونکہ پنجاب کا کچھ حساب ہی نرالا ہے [illegible] رسوئین بھی انکی بنائی ہوئی کھالین تو کچھ تعجب کی بات نہین کیونکہ مین بھی پنجاب [illegible] رہا ہون - وہان کسی ذات مین شرابخواری وگوشت خوری عیب ہی نہین - بازارون مین روٹی دال کی دوکانین ہین ہندوانی تعصب برای نام ہی لیکن اگر لکھنؤ فیض آباد اجودھیا کاشی جی الہ آباد بانس بریلی وغیرہ مین جتنے آریہ لوگ سکونت رکھتے ہین سب عام جلسہ مین اونکی بنائی ہوئی رسوئین کھالیوین تو اسوقت ہمکو یقین ہو اکہ ہندوؤن مین ملگئے - اور مین اس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اگر یہ جلسہ لکھنؤ یا دوسری جگہہ کسی شہر مین ہو اور جتنے آریہ لکھنؤ اور فیض آباد وغیرہ کے ہین جمع ہو کر ایک لقمہ بھی برہمچاری جی اور تین آدمی جو یہان چیلے ہوے ہین ان چارون آدمیون کی بنائی ہوئی کچی رسوئین کھالین ممکن نہین اگر ایسا ہو تو مین اوس جلسہ کا مصارف بھی دینے کو موجود ہون جو آریہ سماج اُسکا خرچہ نہ دیسکین

شاگرد- آپ ان جھگڑون مین نہ پڑین اگر یہ سب کھسیان پن کی تیغ پر آجائین اور چھری پر گھونسہ مار کر کھا ہی لین تو آپکا بڑا نقصان ہوگا-

اوستاد- میرے خیالمین ایسا نہین ہو سکتا بلکہ یقینی نہین ہو سکتا کیونکہ ان آریون مین اسوقت دو فرقے ہین ایک

فرقہ کے آریہ گوشت کہاتے ہیں۔ جنکو ماس پارٹی اور دوسرے فرقہ کے آریہ گوشت نہین کہاتے جنکو گہاس پارٹی کہتے ہین
اب یہ خیال کرو کہ لکھنؤ و فیض آباد مین تقریبا ۱۰ ہین سب گہر تیمے ایک یا دو آدمی ہین وہ بہی مرد عورت شادی [illegible]
لڑکیان بہی اون کے ساتھ ہین اگر یہ لوگ مسلمان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی [illegible] جلسہ عام مین کہالین تو گہرون سے
نکال دیئے جائین۔ بیاہ شادی سب بند رشتہ داری سب بند۔ زندگی موت سب بند حقہ پانی سب بند جبر
تو یہ سب کہ رہین آریہ ہین مین اگر ہون بہی تو شاذ [illegible] کا تو یہ حال [illegible]
[illegible] آریون [illegible] قدیم شریک ہین وہ بہی برادری کے خوف سے اونکی رسومین [illegible]
ایک [illegible] آریون [illegible] خیراوری کو جلسہ عام مین [illegible] اون آدمیون مین
کسی [illegible] اونکو میں [illegible] بالکل نہ تہی
[illegible] ایک وقت بہی نہین تو کیا ہو سکتا ہے۔

شاگرد۔ کیا ان لوگون مین پردے کی ممانعت ہے جو جوان لڑکیون کو اسطرح مجمع مین بہا دیتے ہین یا یہ لڑکیان
یہ لڑکی یا تو بے زبان [illegible] ایسے شوہر کی بیرہ یہان ہندوستان مین تو لوگ ایسی بے شرم نہو گی۔
اوستاد۔ مین نے اسطرح سنا ہے کہ وہ لڑکی خود آریہ اور پڑہتی تہی بلکہ کوئی درجہ بہی پاس کیے ہوئے ہے اسکا شوہر اور
باپ بہی آریہ ہے۔ چونکہ آریون مین زمانہ قدیم مین بہی پردہ نہین تہا لہذا اس زمانہ مین بہی اگر انکا اختیار ہوتا تو بالکل پردہ
اوٹہا دیتے لیکن کرین کیا اپنے گہرون سے مجبور ہین غرض کہ جتنے آریہ اوس جلسہ مین تہے اونکا دل لگا تہا
لیکن جتنے ہندو مسلمان غیر تہے اونکی نگاہ کا حال نہین معلوم ہوتا کہ کیسی تہی کیونکہ آدمی کا آدمی شیطان ہوتا ہے
پردہ اور بے پردگی کے عیب و صواب سے ابہی یہ واقف نہین ہین۔ شعر مؤجد رضوی

مسمر بعد دل ہوتا ہی پہلے آنکہ لڑتی ہے	طبیعت رفتہ رفتہ مہر و الفت مین بگڑتی ہی

شاگرد۔ سالانہ جلسہ کے روز جو لکہنؤ مین تین شخص آریہ ہو گئے ہین اونکی تعریف بیان کیجئے۔
اوستاد۔ انکی مفصل کیفیت یہ ہے کہ بابو راج بہادر اور انکے دو صاحبزادے تہے۔ گذشتہ زمانہ مین یہ اگروالی تہے اور بہت شریف آدمی ہین انکے مسلمان ہونے کی کیفیت بہت طول ہے جسکا بیان ہمکو فضول ہے۔ یہی تینون صاحب آریہ ہوے۔
شاگرد۔ ان تینون کے آریہ ہونے کی کیا وجہ ہے ؟
اوستاد۔ بابو راج بہادر نے دینی تعلیم نہین پائی تہی موافق زمانہ حال کے انگریزی تعلیم ہوئی تہی اس سبب سے اپنی حقیقت مذہبی سے ناواقف تہے۔ آریونکا جال و فریب بڑا ہوا سمین ناواقف شخص گرفتار ہو ہی جاتا ہے

دہو کے کی ٹٹی رکہتے ہین نام کشان سبز رنگ	روغن قاز ملتے ہین چرب زبان سبزہ رنگ

بابو صاحب کو یہ حکم دیا گیا کہ مثل سابق کے پھر تم ہندو ہو کر کھانے پینے بیاہ شادی اور برادری مین شریک ہو جاؤ گے - افسوس کی بات ہو کہ جب آپ آریہ ہوئے تو آپکی چھوئی ہوئی ایک گلوری بھی کسی نے نہین کھائی - اسی روز انکے جلسے سے واپس آکر چند دوست احباب میرے یہان بیٹھے ہوئے تھے ... ایک صاحب کہہ گئے کہ خوب ہوا جو اس جلسے مین کھانے پینے کا کچھ ذکر نہین ہوا - پنجاب مین تو سنا ہے کہ عبدالغفور کی چھوئی ہوئی مٹھائی آریہ سماج نے کھائی لیکن یہان تو کوئی پان بھی نہ کھاتا - خوب ہوا کہ ذکر ہی دب رہگیا -

ہماری راے مین پر اچھوت دور کرنے اور جنیو پہنانے سے مسلمان آریہ نہین ہو جاتے ہم تو جب جانین کہ جو شریف آریہ ہین وہ اونھین اپنی بیٹیان دین بیاہ کرین - کھانا پینا ایک کرین جب یقین ہو - نہین تو یہ ہوا ہے جدید آریا نہ عزیز اقارب بھائی بند سبھی چھوٹے اور کوئی نتیجہ نہ نکلا وہی مثل ہوئی کہ دوانون دین سے گئے - پانڈے جلوا ملا نہ مانڈے

شاگرد - آخر انکے لڑکون کی بیاہ شادی کہان ہوگی - نہ تو ہندو بنے نہ مسلمان ہی رہے - بقول

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے

اوستاد - بیاہ شادی کی کون ضرورت ہو ابھی تو مدت تک برھمچریہ ہی رہینگے مثل آختہ گھوڑون کے دانہ گھاس کھایا کرینگے جب کبھی بعد مدت گرہست آسرم (خانہ داری) کا جھگڑا اختیار کرینگے تو لڑکیان اور بیوہ عورتین جو قحط سالی مین گری پڑی ٹوٹی پھوٹی سماج مین پرورش پاتی ہین انکے سر منڈھ دی جائینگی - اور انسے جو نسل پیدا ہوگی خدا جانے وہ کون سے ورن (قسم) ... کہلائیگی -

تیسرا مقالہ

شکل اول

دعوی

"دیانندی آریون کا پرمیشر فرضی و بیہودہ ہے - ہرگز پرمیشر خدا ہونے کی لیاقت نہین رکھتا -"

ثبوت دعوی

کہو ہن زبان سے سچا تمھین لاکھ بار کہہ دون	اسے کیا کرون کہ دلکو نہین اعتبار ہوتا

شاگرد - میری یہ گذارش ہے کہ براے مہربانی دعوی مندرجہ بالا کو از روے قاعدہ اقلیدس ثابت کر دیجیے لیکن کوئی بحث لفظی نہ پیدا ہووے - جیسا کہ برھمچاری جی نے اللہ کے لفظ پر بہت سے ورق رنگے ہین جس سے سواے اظہار لیاقت بیجا کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا اتنا کچھ بیان کرنے پر بھی بیان کی لغویت باقی ہو - اور غلطی پر دال ہو

مین اسے فضول سمجھتا ہون - سوا کتاب کا حجم بڑھ جانے کے اور کچھ فائدہ نہین -

اوستاد - واہ میان تمکو کیا ہوگیا [illegible] باتین کرتے ہو - مجھ جیسے ناچیز کی کیا حقیقت ولیاقت جو ایک دوسری مذہبی اقلیدس تصنیف کرون - اقلیدس [illegible] عالم فاضل پنڈت رشی منی مہاتما کی مجال نہین ہوئی [illegible] اقلیدس کی تکمیل سمجھا تو ہر ایک مذہب کے بڑے بڑے صاحبان علم [illegible] عاجز رہے - دور کی بات جانے دو [illegible] کی باتون [illegible] مہاراج دیانند سرستی جی ایسے مہاتما وید بھگتہ فاضل [illegible] تو کیسا بلکہ ایک نقطہ بھی پیدا کر سکے - تو میری کیا مجال ہے - کہان [illegible] -

شاگرد - میری یہ غرض تو نہین ہے کہ آپ [illegible] مہاراج دیانند سرستی جی جنکا علم کا اس زمانہ مین شہرہ ہے [illegible] مطلب ہے کہ [illegible] ثبوت [illegible] اقلیدس مین ہر اور یہ ہر ایک شکل کا ثبوت کیا اچھی طرح دیا ہے کہ جسمین کسی کو اعتراض نہین [illegible] علم ریاضی کی بنیاد اسی کتاب کو بتلایا اوسی طرح اوسی قاعدہ کے موافق آپ بھی ثابت کرین [illegible] اسلام کا اور تہذیب الاسلام کے جملہ سوالات کا اوسی قاعدہ سے جواب دیجئے [illegible] آجائے -

اوستاد - اچھا اگر تمھاری یہی ضد ہے تو مین اوسی طرح ثابت [illegible] طریق سے سمجھانا مجھ کم علم انسان کا کام نہین ہے کیونکہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل لیکن تمھاری [illegible] اوسی اللہ کے نام سے یعنے بسم اللہ پڑھکر قلم اوٹھاتا ہون یہی نام پاک میری مدد کریگا اور یہی اس خدمت [illegible] انجام [illegible] السعی منی والاتمام من اللہ بخیر کریگا وہی میر [illegible] کریگا - انشاء اللہ تعالیٰ اقلیدس کے اصول موضوعہ اور علوم متعارفہ سے اور شکلون سے اپنا دعوے ثابت کرونگا چاہے کوئی مانے یا نہ مانے ثابت کر دینا میرا کام ہے لیکن [illegible] اعتراض اور سوالات [illegible] غفلت نہ کرنا جسمین ناظرین کو لطف آوے اور مطلب بھی صاف ہو جاوے -

شاگرد - بہت اچھا آپکے [illegible] کرونگا - آپکے ثبوتون کی اچھی طرح [illegible] ہوگی لیکن اس وقت معاف [illegible] آپکی باتین [illegible] سر مین درد ہونے لگا خفیف حرارت بھی ہوگئی - وجہ یہ کہ مجھے کئی روز سے شب کو سخت بخار آتا ہے [illegible] اوتر جاتا ہے -

اوستاد - کسی ڈاکٹر یا حکیم کا معالجہ کرو [illegible] بخار کا رہنا اچھا نہین اسمین اندیشہ ہے -

شاگرد - دوا کھانے کی تو میری عادت نہین [illegible] بدمزہ ہوتی ہے حکیم اور ڈاکٹر ویسی ہی کڑوی اور بدذائقہ

دوا بتا دیتے ہین یہ چاہتا ہون کہ کوئی غذا ایسی بتا ئیے جو غذا کی غذا اور دوا کی دوا ہو۔ لیکن میرے مذہب کی رو سے حلال وحرام کا خیال رہے۔

اوستاد۔ حلال اور حرام کی بھی ایک ہی کہی تم تو بیمار ہو لیکن بہت آدمی ہٹے کٹے اسی پیٹ اور روٹی کے واسطے وہ وہ کام کرتے ہین کہ اپنی عزت وحرمت اور حرام و حلال کا لحاظ نہین رہتا۔

شاگرد۔ اچھا اوستاد ایسا کون انسان [illegible] نہین کرتا۔

اوستاد۔ اس دنیا مین بہت آدمی کیا [illegible] پرورش کیونکر کرین۔ انگریزون کو دیکھیے کہ [illegible] ہندوستان [illegible] کی ناموافقت ہزارون طرح کی مصیبتین وہ اور اونکے بال [illegible] برداشت کرتے ہین [illegible] اور یہ ملک گرم ہی۔ اسلیے اونکو بہت کلفت ہوتی ہو [illegible] اور [illegible] قول کو یاد کرتے ہین۔ السفر وسیلۃ [illegible] کرتے ہین۔ دوم ہندو مسلمان آریہ وغیرہ چوری [illegible] کرتے ہین۔ رشوت لیتے ہین اور ان سب سے سہل طریقہ پیشہ بھیک مانگنے کا ہی۔ اس پیشہ مین [illegible] یہ فقیری ایسا پیشہ ہی کہ بعضے اشخاص مان باپ کو داغ مفارقت دیکر [illegible] فقیر ہو [illegible] سنیاسی ہو جاتے ہین گھر مین تو کچھ نہ کچھ کام کرتے جب روٹی ملتی اب بالکل [illegible] کھانے لگے اور جو بیوقوف جاہل انسان ہین اونسے پوجا کرانے لگے۔

اسی روٹی کے واسطے کوئی مہاتما کوئی رشی منی بنجاتا ہے۔ دنیا بھر کے صدقے ہوتے پھرتے ہین اور پوچھو کمال تو ایک بھی نہین۔ جاہل اور کم عقل آدمیون نے خوب مہاراج اور سوامی جی کہلاتے ہین [illegible] خیال کرتے کہ خداے تعالی نے تمکو بھی ہاتھ پاؤن مثل اور آدمیون کے دیے ہین محنت ومشقت کرکے روٹی کیون نہ کھاوین سیکڑون رشی منی سوامی دیکھو کہ روپیہ کی [illegible] دنیا کا یہ حال ہی [illegible] کنوین مین گرے جاتے ہین فقیر اور مہاتما [illegible] اور روٹی کھانا الگ کھلا رہا ہی گماشتے یا ساجھی بیٹھے ہوے [illegible] کا حساب کتاب کیا کرتے ہین اور [illegible] مانگنے کی بو نہین جاتی۔ روپیہ کو ہاتھ سے نہین چھوتے مگر سود لیتے ہین کتابون کی سوداگری کرتے ہین اور پھر اچھے خاصے مہاتما سنیاسی [illegible] اور شاہ صاحب بے داغ بنے ہوے ہین۔ تو مراد یہ سب روٹی کے واسطے دغا فریب ہین کہ [illegible]

شاگرد۔ آپکا فرمانا بجا ہی لیکن مجکو صرف ایسی غذا بتلائیے جو ہم دوا و ہم غذا ہو یعنے ہم خرما و ہم ثواب۔

اوستاد۔ اچھا اول تو بتلاؤ کہ تمھارے منھ کا مزہ کیسا ہی۔ اپنی نبض اور زبان دکھاؤ۔ اور یہ بھی بتلاؤ

کہ تمھاری طبیعت کس غذا کیطرف رغبت کرتی ہے۔

شاگرد۔ اوستاد خفا نہ ہو جیسے گستاخی معاف از سینہ صاف۔ میرا جی تو گائے کا مانس (گوشت) کھانیکو چاہتا ہے۔

اوستاد۔ رام رام!! رام!!! ارے بیوقوف تو بڑا چنڈال ہے۔ رام رام!! رام!!! ارے بھائی کوئی ایسی خراب چیزین کھاتا ہے۔ طبًّا اس گوشت کے کھانے سے انواع واقسام کے امراض پیدا ہوتے ہین۔ جذام پیدا کرنے کا یہ گوشت سہل نسخہ ہے۔

اہل اسلام جب کوئی عمل پڑھتے ہین تو اسکا گوشت ضرور ترک کردیتے ہین اور یاد رہے کہ یہ جانور قابل عزت ہے اسکی حیات سے انسان کی حیات وابستہ ہے۔ اسکے فوائد اگر کل لکھے جائین تو ایک دوسری کتاب بنجاوے۔

دوسرے مہاراج دیانند سرستی جی فرماتے ہین کہ یہ چوپائے جانور جو تم کثرت سے دیکھتے ہو یہ سب اگلے جنم مین آدمی تھے بسبب بداعمالی کے یہ دوسرے جنم مین حیوانات ہوے ہین۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۳ سوال ۴۸

انسان اور دیگر حیوانات کے جسم مین جیو یکسان ہین یا جدا جدا قسم۔

جواب۔ جیو یکسان ہین مگر پاپ اور پن کی تاثیر سے پاک اور ناپاک ہوتے ہین۔

تو اس خیال سے کوئی اپنے ہمجنس کو کھاتا ہے آدمی کو آدمی شیر شیر کو کبھی کھاتے نہین دیکھا۔ اس جانور گو کو ماتا اور اوسکے شوہر یعنے نر گاؤ کو بیل بابا کہتے ہین۔ یہی بیل بابا ہمارے واسطے ہل مین جوتے جاتے ہین اور غلہ پیدا کرتے ہین اور ہماری سواریون کے بھی کام آتے ہین اسلیئے رام رام کہو اس حرکت سے باز آؤ۔

شاگرد۔ انگریز لوگ بیل کا گوشت بہت کھاتے ہین۔ دیکھیے افواج مین اسی راتب جاتا ہے۔ علاوہ انکے انگریزون کے کھانے مین ہزارون گائے روز صرف ہوتی ہین۔

اون لوگون کے تو سر مین درد بھی نہین ہوتا۔ اور طاعون کی بیماری بھی اسی گوشت کی برکت سے انگریزون کی کوٹھیون اور بنگلون سے کوسون دور رہتی ہے اونکے پاس آنا تو مشکل ہے آپ تو اس گوشت کو اکثر امراض کی بنیاد بتاتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپکا فرمانا تعصب سے خالی نہین۔

اوستاد۔ سنو برادر حضرت عیسی علیہ السلام کو کوئی شریعت جدید نہین دیگئی اور حضرت عیسی علیہ السلام کا عمل تا بہ حین حیات شریعت موسوی پر رہا اسلیئے یہ لوگ بے معرفت ہین انکے واسطے سب چیزین کھانا مباح ہے۔

دوم۔ زبردست کا ٹھینگا سر پر۔ کسکے منھ مین دانت ہین کہ زبان ہلاسکے۔ اور بیماریون کا حال یہ ہے کہ ہم ہندوستان کے آدمی رعایا ہین اپنے حاکم وقت کے جان نثار ہین اونکے عوض مین سب آئی ہوئی بلا۔ دکھ درد بیماری مصیبت ہم لوگ اوٹھا لیتے ہین۔ اون تک آنچ نہین آنے دیتے لاکھون جانین ہر سال اپنے شاہ وقت پر تصدق کرتے ہین جسطرح حضرت عیسی علیہ السلام نے اونکے سب گناہون کا بار اوٹھا لیا اور قربان ہو گئے اور اون لوگونکو

روح القدس ... کر پاک و صاف کرتا اوسی طرح دنیاوی بیماریونکا بوجہ یہ وفادار رعایا او ٹھالیتی ہے۔ اور اونکی ... آسانی ہو۔ جیسے ہمارا بادشاہ بھی ہماری حفاظت فوج سے اور پند و نصائح سے اور حکم ... ہم لوگ احسان فراموش نہین ہین اس مہربانی کے صلہ مین جانین حاضر کرتے ہین

شاگرد۔ آپنے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تاحین حیات پیرو شریعت موسوی رہے۔ اور شریعت موسوی مین تو حرام (یعنے ناخوردنی اشیاء) اور حلال (یعنے خوردنی اشیاء) کی تفصیل بہت واضح طور سے دی ہے اور صحیح تمیز بھی ہے۔ آپ ... کیونکہ آجکل کے عیسائی تو حرام اور حلال و حرام مین کچھ تمیز نہین کرتے۔

استاد۔ تمھارا ارشاد درست ہے۔ توریت کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو حرام و حلال اور نجس و طاہر کی بابت خداوند تعالیٰ نے بہت اچھی طرح صراحت سے تعلیم فرمائی ہے اور نجس و غیر نجس اشیاء اپنی قوم کو بتلادی ہے لیکن حضرت مسیح علیہ السلام نے انجیل شریف مین حکم دیا ہے کہ جو چیزین انسان کے پیٹ مین جاتی ہین وہ انسان کو ناپاک نہین کرتین بلکہ جو چیزین جو انسان کے دل سے نکلتی ہین مثلاً غصہ دروغ بدخیالات غیبت۔ فریب۔ ... وغیرہ ناپاک کرتے ہین۔ اسی تعلیم کی وجہ سے عیسائی لوگ حرام و حلال و پاکی۔ نجاست مین کچھ فرق نہین کرتے سب اشیاء موافق خواہش کھاتے پیتے ہین۔

شاگرد۔ بقول اہل اسلام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اولوالعزم تھے اور بقول عیسائیان ابن اللہ اور خدا تھے علاوہ اسکے حضرت نے اپنی زندگی بھر شریعت موسوی پر پورا پورا عمل کیا۔ کیا یہ حکم حضرت کا ہو سکتا؟ اسے سمجھا دیجیے۔

استاد۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی برحق۔ اور صاحب کتاب تھے۔ حضرت نے اپنے وقت مین لاعلاج بیماریان دور کین۔ مردون کو زندہ کیا جنکی کرامات سے بڑے بڑے کامل اطباء اوس زمانے کے عاجز تھے مجکو سخت تعجب ہے کہ حضرت باوصف نبی و صاحب اعجاز ہونے کے اتنی چھوٹی سی بات جسے کہ آجکل کے چھوٹے چھوٹے اطباء و حکماء اچھی طرح جانتے ہین نہین جانتے تھے کہ غذا (ماکولات و مشروبات) کا انسان کے جسم مین اثر عظیم ہو اور غذا ہی سے کل قوتین خواہ روحانی ہون یا حیوانی یا جسمانی۔ پیدا ہوتی ہین۔ اسی غذا سے انسان ضعیف طاقتور اسی کی بے اعتدالی سے تندرست انسان بیمار ہو جاتا ہی۔ چنانچہ غذائے کثیف و نجس و حرام سے خون فاسد و غیر صالح اور باقی اخلاط اور قوتین ناقص پیدا ہوتی ہین اور غذائے لطیف و طاہر و حلال اشیاء کی تاثیر سے خون صالح اور کل مادہ اور سب قوتین اچھی پیدا ہوتی ہین۔ بنابران لازمی ہو کہ حلال اور پاک اشیاء سے بوجہ صلاحیت کے اعلیٰ صفات و اخلاق و افعال انسانی یعنے خیر و احسان۔ رحم۔ خلق۔ حیا۔ عدل حلم۔ ادب۔ صداقت۔ راستی۔ مروت۔ شجاعت۔ عبادت وغیرہ وغیرہ حاصل ہونگے" اور حرام ناپاک اشیاء سے

بوجہ عدم صلاحیت - صفات وافعال ناقصہ وذمیمہ یعنے بدظنی و بدباطنی - بدخلق - ظلم - عداوت - حسد - غیبت
شقاوت - بزدلی - بے حیائی - فریب - جھوٹ وغیرہ وغیرہ پیدا ہونگے پس اس خیال سے ہم ایسی جہالت کے حکم کو
حضرت کیطرف نہین کرتے جس سے اونکی نبوت مین بٹہ لگتا ہے اور لاعلمی ثابت ہوتی ہے - اور بقول عیسائی الوہیت
مین نقص آتا ہے - اسی سے اہل اسلام انجیل شریف موجودہ کو تحریف شدہ جانتے ہین -

شاگرد - اچھا اوستاد بھیڑ بکری کا گوشت کھاوین یہ تو خاص شہر لکھنؤ مین تھا فی صد بیازا چھوڑ کے ایک روز
مین قریب ایک ہزار کے کٹتی ہین اور یونانی حکمت سے انکا گوشت سریع الہضم اور مقوی بھی خیال کیا جاتا ہے اور
کل حکما بھی اسکو بیماری کی حالت مین کھلاتے ہین -

اوستاد - افسوس افسوس صد افسوس!!! انکو گوشت ہی گوشت کی رٹ لگ گئی دیکھو دنیا مین چار طرح کے
انسان ہوتے ہین اول جو اپنا نقصان کرکے دوسرون کو نفع پہونچاتے ہین دوسرے [illegible]
مگر دوسرون کے فائدے کی کوشش مین رہین حتی المقدور دریغ نہ کرین تیسرے وہ جو اپنا فائدہ چاہین
نہ دوسرون کا نقصان کرین - چوتھے وہ جو دوسرون کا نقصان کرکے اپنا فائدہ حاصل کرین - ان چار قسمون
مین پہلے قسم کے انسان تو اس کلجگ مین پیدا ہی نہین ہوتے اور دوسرے قسم کے بھی بہت کم ہین اور تیسری
اور چوتھی قسم کے تو اس کلجگ کیواسطے مقرر ہی ہوئے ہین تو برادر تم خود ہی چوتھی قسم مین داخل ہوئے جاتے
ہو کیونکہ ایک جانور کی جان لیکر اپنا پیٹ بھرنا عقل سے بعید ہے پیٹ کیا ہوا قبرستان ہوا دوسرے یہی قول
مہاراج دیانند سرستی جی یعنے کلجگ کے رشی کا یاد کرو جسکا پیچھے حوالہ دیا ہے -

شاگرد - اچھا اوستاد - مرغ وماہی - کبوتر اور چڑیان وغیرہ کھائین کیونکہ انکا کھانا علاوہ مزہ دار ہونے کے انسان
کے واسطے مفید زیادہ ہے مرض ذیابیطس کی خاص دوا ہے -

اوستاد - جسطرح جان بھیڑ بکری مین ہے اوسیطرح ان چڑیون مین ہے - جب چوپایون کے کھانیکی ممانعت ہے
تو چڑیون کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے -

شاگرد - اوستاد - دودھ گای - بھینس - بکری - بھیڑ - گدھی وغیرہ کا کھائین - اطبا کہتے ہین کہ دودھ بہت
مقوی شے ہے - اور بلا ضرر اور خون صالح پیدا کرتا ہے - انسان صرف دودھ ہی پر اپنی گزران کرسکتا ہے - اگر اور
کوئی شے میسر نہو - علاوہ اسکے اور کوئی دوسری غذا ایسی نہین ہے جو صرف ایک ہی شے کھانے سے تندرستی قایم رہے -

اوستاد - درحقیقت دودھ کے فائدے بیان سے باہر ہین انسان کی بنیاد ہی دودھ پر ہے اور ہر دودھ کی تاثیر بھی علیحدہ ہے اور
دودھ ہی سے انواع اقسام کی مٹھائیان بنتی ہین اور سب دودھ غذا کیواسطے مقوی اور عمدہ ہین -

شاگرد - مین تو سمجھا تھا کہ سب دودھ ایک ہی قسم کے ہوتے ہین اور سبکی خاصیت ایک ہی ہوتی ہے -

اوستاد۔ نہین سب دودھ جداگانہ خاصیت رکھتے ہین مثلاً بھینس کا دودھ اس مین گھی زیادہ ہے اور بادی پن ہے۔ اسلیے نفخ و ریاح بہت پیدا کرتا ہے اور دیر ہضم بھی ہے۔ اسی باعث سے بچون اور بیمارون کو نہین دیا جاتا۔

گاے کا دودھ بہت عمدہ شے ہے۔ بیمارون کی دوا اور مبہی مقوی لیکن اسمین گھی بہ نسبت بھینس کے کم نکلتا ہے۔

بکری کا دودھ اس سے زیادہ مفید ہے اور مریض بچون کو بہت فائدہ کرتا ہے۔

گدھی کا دودھ تو مثل دوا کے اون بچونکو جنکو عارضہ ہزال (سوکھنا) کا ہوجاتا ہے اونکے لیے اکسیر ہے خاصکر یہ دودھ بچون کے واسطے بہت مفید ہے مگر کمیاب ہے۔ ڈاکٹر لوگ گدھی کا دودھ مصنوعی بھی بناتے ہین۔ اور وہ بھی مفید ہوتا ہے۔

شاگرد۔ اگر اجازت ہو تو مین گدھی کا دودھ پیا کرون کیونکہ مین دبلا اور کمزور بہت ہوگیا ہون۔

اوستاد۔ ہان دودھ کے فائدے تو مین بیان کرچکا۔ لیکن تم نے جو حلال و حرام کی شق لگادی ہے اس خیال سے ہرگز ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیے۔ انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کے کام کرے۔

شاگرد۔ اوستاد کیا دودھ حرام ہے ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ آریہ مذہب والے تمام دنیا دودھ پیتی ہے۔ ہندوون مین دودھ دیوتاؤن کو پڑھتا ہے۔ گئو ماتا کی بھی قدر اسی کے سبب ہے۔ بخلاف بیل یا باپ کہ اوسکی کچھ قدر نہین۔ ہندو لوگ بھی بیل کو بڑی تکلیف سے رکھتے ہین۔ مسلمانون مین بھی دودھ بڑے بڑے متبرک کامون مین صرف ہوتا ہے۔ آریون مین دودھ شدہ (پاک) غذا ہے۔ اور گھی انکے یہان ہوم مین بہت صرف ہوتا ہے۔ جو اونکے مذہب مین عین عبادت ہے اور مہاراج دیانند سرستی جی کی تو دودھ اور گھی زیادہ خوراک تھی۔ اسکی بدولت زیادہ موٹے تازے لمبے چوڑے اور خوبصورت جوان تھے اور بڑے بڑے پنڈت۔ رشی۔ منی اور قدیم زمانے کے اوتار جنکو خدا بھی کہتے ہین سب اسی دودھ کی بدولت پرورش پاتے اور کھاتے رہتے ہین۔

شوالون اور مندرون مین "چرنامرت" اسی دودھ دہی کا بنتا ہے۔ اسی دودھ کا ٹھاکر جی کو بھوگ لگتا ہے اور جب آریون مین دیانند سرستی جی کی خوراک اسی دودھ پر تھی تو پھر اور کسی کا کیا ذکر ہے۔ دودھ اور گھی کا کھانا وید سے جائز۔ پرانون سے جائز۔ دیانند جی کے حکم سے جائز۔ دنیا کے رواج سے جائز۔ اور اہل اسلام اور عیسائی وغیرہ مین تو جائز ہی ہے۔

اوستاد۔ ہان بیشک تمھارا کہنا صحیح ہے لیکن ہم تو دودھ کھانیکی کبھی اجازت نہ دینگے اگر تمھاری طبیعت

چاہیے تو پوشیدگی مین چھپا کر کھالیا کرو جسطرح بہت سے آریہ اور ہندو بخوف برادری گوشت ہر قسم کا کھاتے ہین اور ہنبیوں کی آڑ مین چھپ جاتا ہے مگر بری بلا ہے مین دودھ۔ گھی۔ مکھن کا کھانا ناجائز ہے اگر انسان ایشور سے ڈرے اور وید کو برحق جانے اور عمل کرے تو ان چیزون کو حرام سمجھے اور کھانا تو الگ چھونا بھی نہ گوارا کرے

اول۔ دودھ جو قدرت نے پیدا کیا تو بچھڑے اور بچے کا حق ہے کیونکہ جب جانور اور انسان کے حمل کے آثار نمودار ہوتے ہین اوسکے تیسرے یا پانچویں مہینے دودھ کی پیدایش شروع ہوتی ہے۔ اور بچہ پیدا ہونے کے وقت تک دودھ مکمل اور تیار ہو جاتا ہے اور یہی دودھ بچھڑے اور بچے کی غذا ہے کچھ ہندوون شیوون۔ بھیون۔ آریون۔ سینا سیون کے واسطے دودھ نہین بنتا تو فرمایئے جو معصوم بچے اور بچھڑے وغیرہ کا حق ہے اوسکو چھین کر اپنی شکم پروری کی اوسکا پیٹ کاٹکر آپنے اپنا پیٹ بڑھایا تو بڑے افسوس کی بات ہے اور ڈوب مرنے کی جگہ ہے وہی گوماتا جسکو آپ اسقدر عزیز جانتے اور جسکا مارنا اور کھانا آپ کے نزدیک مہا پاپ ہے اوسی کا رزق آپنے نوش جان فرمایا۔ اور بچہ بیچارہ سوکھتا اور لاغر ہوتا گیا اور آپ کے بدن پر چربی کے تودے اور دادا ہاتھ کی توند نکل آئی کیا اسی کا نام وید مین انصاف اور رحم ہے۔

دوم۔ دودھ گائے اور بھینس وغیرہ کے ماس (گوشت) کا رس ہے وہ بھی دو آتشہ اور سہ آتشہ کیونکہ تمام طبائے فرنگ و یونانی اور مصرانی وغیرہ اس امر پر متفق ہین کہ جو غذا شکم مین جاتی ہے زبان سے اوسکا عرق بذریعہ قدرتی مشین کے نکل کر خون بنتا ہے اور اوسی خون سے دودھ جب آپ نے دودھ کھایا تو گوشت اور خون ضرور کھا چکے۔ یہ تو ہو نہین سکتا کہ گڑ کھائین اور گلگلو نسے پرہیز۔ **سوم**۔ علم کیمسٹری (کیمیا) سے ثابت ہوا ہے کہ جو اجزا گوشت مین شامل ہین وہی اجزا کم و بیش دودھ مین بھی پائے جاتے ہین۔ اب گوشت اور دودھ مین کیا فرق رہا اور اسی وجہ سے اہل اسلام مین جب کبھی وظیفہ خوانی بطور عمل یا چلہ کشی کرتے ہین تو ترک جمالی و جلالی ضرور کرتے ہین اسمین سوائے گوشت ہر قسم کے مکھن۔ گھی۔ دودھ۔ دہی۔ چربی۔ لہسن۔ پیاز۔ چونہ سیپ وغیرہ کا سب چھوڑ دیا جاتا ہے۔ منصف مزاج ناظرین برادران آریہ سماج انصاف فرمادین کہ دودھ ایسی خراب شے کو وید کا ماننے والا کھا سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ دودھ کھاتے ہین اور گوشت سے پرہیز کرتے ہین وہ اول درجے کے جاہل اور بیوقوف ہین۔

شاگرد۔ اچھا مکھن اور گھی کھا دین اسمین تو کچھ شک نہین ہے۔ برائے مہربانی ارشاد فرمایئے۔

اوستاد۔ اللہ اکبر۔ پناہ تیری۔ مکھن اور گھی تو دودھ سے بھی زیادہ خراب ہے جسنے مکھن اور گھی کھایا اوسنے

گوشت اور چربی کھائی دودھ تک تو غنیمت تھا کہ جب سیر بھر دودھ خالص نوش کرے تو کئی چھٹانک بھر چربی پیٹ مین داخل ہوا اور مکھن گھی تو خالص نری چربی ہے - اگر گائے کا مکھن ہے تو گائے کی چربی ہے اور اگر بکری کا ہے تو بکری کی چربی مجکو مکھن اور گھی کے نام سے نفرت ہے اسکے کھانے سے دھرم سیتاناس ہو جاتا ہے -

اسلئے مین ایک نقشہ سب کھانون کے چیزوان کا پیش کرتا ہون جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ گوشت اور غلہ اور گھی - دودھ سب یکسان ہین اور یہ بات علم کمسٹری سے ثابت ہے -

نام اشیائے خوردنی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
گوشت	۴۹،۴۷	۲۰،۵۰	۳،۵	۰	۱،۶
ارہر کی دال	۱۱،۰۴	۲۵،۱۵	۱،۲۶	۵۹،۶۵	۱،۹۲
[illegible]	۱۱،۳۹	۲۲،۷۰	۳،۷۶	۴۹،۱۸	۲،۹۰
[illegible]	۱۵،۰۰	۱۱،۰۰	۲،۰۰	۷۰،۳۰	۱،۷۰
[illegible]	۱۱،۰۰	۱۰،۱۳	۴،۶۲	۷۱،۰۵	۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱،۵
[illegible] کا دال	۱۳،۵۰	۱۰،۰۰	۹،۱۷	۶۷،۰۵	۱،۴
مٹر	۱۲،۰۰	۱۲،۰۰	۲،۰۰	۵۳،۰۰	۲،۴
دودھ وزن میں تقریبا [illegible]	۸۶،۰۰	۴،۰۰	۳،۰۰	۵،۰۰	۱،۶
مکھن	۶	۱۲	۹۱،۰۰	۰	۰،۲ تخمینا
روٹی	۴۰،۰۰	[illegible]	۱،۵	۴۹،۱۲	۱،۳
شکر	۲،۰	-	-	۹۹،۵	۱،۵

نتیجہ - اچھا اب یہ ثابت ہے کہ روغنیات (مکھن، گھی) کا استعمال ہو یا تیل - السی، سرسون وغیرہ کے ان سب چیزون کا بیان تو ہر قوم اور تمام دنیا میں کھایا جاتا ہے -

اور دوسرا دنیا کی بات تو علاوہ ہے انکی وجہ سے بعض ہندوؤن کو تیل ہرگز نہین کھانا چاہئیے -

اول تو سرسون وتل وغیرہ کے کھیتون مین گو موت کی اور حیوانی کھاد پڑتی ہے اسطرح کی پیداوار کے لیے مہاراج دیانندجی کی ممانعت ہے۔ دوم بجائے پہلے جنم مین یہ چیزین انسان تھین یا حیوان۔ اس خیال سے سرسون وتل وغیرہ کو ان درختون کے انڈے تصور کرنا چاہیئے جس طرح مرغی اپنے انڈے کو گرمی پہونچا کر بچہ نکالتی ہے اوسی طرح زمین تخم کو گرمی پہونچا کر پودہ نکالتی ہے۔ جسطرح انڈے مین زردی وسفیدی ہے اوسی طرح تل اور سرسون وغیرہ مین تیل ہے۔ پس ان وجوہات سے تیل کا کھانا ہرگز درست نہین۔

شاگرد۔ اچھا اوستاد آلو۔ بھنڈی۔ ساگ۔ پات۔ بناتات وغیرہ کھائین کیونکہ آریہ اور ویدک دھرم والے ہندو مسلمان سبھی کھاتے ہین۔

اوستاد۔ آریہ مذہب کی تو بات ہی علٰحدہ ہے ہم لوگون کے دکھانے کے واسطے یہ سب قواعد بنائے ہین اور اپنے واسطے سب چیزین مباح کر رکھی ہین۔ جس طرح ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ ہماری راے مین ان چیزون کا کھانے والا بھی گوشت کھانے والے کے برابر ہے کیونکہ وید سے اور دیانندجی کے حکم سے کل ترکاریان کھانی بیجا ہیئین وجہ اول کتاب سیتارتھ پرکاش صفحہ ۳۵۷ سملاس دسوان۔ فقرہ ۲۲۔ مثلاً دھرم شاستر مین لکھا ہے کہ دوج یعنی برہمن۔ کشتری اور ویشون کو ناپاک یعنے بول وبراز وغیرہ کے میل سے پیدا ہوے ساگ۔ پھل۔ مول وغیرہ نہ کھانی چاہیئین افسوس کی یہ بات ہے کہ اس قسم کی ترکاریان جنمین کھاد نہ پڑی ہو ملنا ناممکن ومحال ہے۔ یہی کھاد کی پیدا کی ہوئی ترکاریان مہاراج دیانندجی کھاتے رہنے اور سب آریہ کھاتے ہین۔

دوم۔ کتاب سیتارتھ پرکاش سملاس نوان صفحہ ۲۳۸۔ جو شخص بدن جسم سے چوری اور دوسرے کی عورت سے مباشرت۔ نیک آدمیون کی ہلاکت وغیرہ وغیرہ بدکام کرتا ہے اوسکا جنم درخت وبناتات وغیرہ غیر متحرک قالبون مین ہوتا ہے۔

تو اس حساب سے آلو وغیرہ ترکاریان کس طرح کھانے مین آسکتی ہین۔

سوم۔ کھال۔ ہڈی۔ خون۔ جیسا کہ انسان کے جسم مین ہوتا ہے ویسا ہی ان مین بھی موجود ہے مثلاً گاجر۔ چقندر وغیرہ مین گوشت ہڈی خون اوسی طرح موجود ہے جس طرح انسان مین اسوقت اگر مہاراج دیانندجی زندہ ہوتے تو اونسے دریافت کرتے کہ اس قسم کے بناتات میوہ ترکاری غلہ وغیرہ کونسے ملک مین پیدا ہوتی ہین کہ جنمین کھاد نہین پڑتی دیانندجی بھی تو براے نام برہمن تھے اونکے کھانے کے واسطے ترکاریان او غلہ کہان سے منگایا جاتا تھا۔ یا آریہ سماج ہی بتادین کہ وہ بغیر کھاد کی ترکاریان

وغلہ وغیرہ کہان سے خریدتے ہین کیونکہ ہمارے دیس مین تو یہ نباتات پھول پھل ہم بوسون کے میلے اور کھاد سے پیدا ہو سکتے ہین۔
اونکے اٹون چیلون نے تو جو کچھ حکم اوسنین دیا بغیر چون وچرا مان لیا خواہ اوسکی تعمیل ہو سکے یا نہ ہو سکے یہ نہین خیال کیا کہ مہاراج دیانندجی کی عقل پر بھنگ کے نشہ نے کائی اورکھاد چڑھا دی ہے اسی سبب سے جو منہہ مین آتا ہے بک ڈالا لیکن ہم مہاراج کے حکم کو وید کا حکم مانتے ہین اسی لیے ہم کوئی ترکاری نہین کھا سکتے۔ چاہیے جان رہے یا جائے اسکی کچھہ پروا نہین راہ حق مین جان دینا مرتبہ شہادت ہے۔
شاگرد۔ بیشک یہ ترکاریان کھانیکے لائق نہین۔ اگر ارشاد ہو تو گیہون جو چنا وغیرہ کھایا جاوے۔
اوستاد۔ چندسال خدائی کردی گاؤ خر را انشاختی۔ برادر یہ بھی تو نباتات ہی ہین اور پچھلے جنم کے انسان یا حیوان ایک جو کی بالی (خوشہ) اوٹھاکر دیکھو یہ جو اس بال مین دانے ہین یہ پچھلے جنم کے حیوانونکے انڈے ہین اور جس اسیکر بال اور پوست (بھوسی) کھال۔ نیز گیہون۔ جو۔ مٹر وغیرہ کے اجزا وہی ہین جو گوشت کے اجزا ہین۔ علم کیمیا کے عالمون نے اسکی تشریح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان غلون کے فائدے مثل گوشت کے ہین نقشہ مندرجہ صفحہ ۱۰ ملاحظہ ہو۔
علاوہ اسکے ان سب غلونکے کھیتون مین پانس بھی پڑتی ہے اور سب دیہاتون مین مرد زنان کھیتون ہی مین پاخانہ پھرتے ہین تمام کھیتون کی زمین نجس ہو جاتی ہے ان وجوہات سے غلہ جات بھی قابل کھانے کے نہین۔
شاگرد۔ ہان اوستاد میری سمجھ مین آیا۔ پس مین آیندہ سے میوہ جات نارنگی امرود وغیرہ کھایا کرونگا۔
اوستاد۔ واہ رے عقل کے دشمن تم تو خاک بھی نہین سمجھے یہ میوہ جات کے درخت بھی تو پچھلے جنم کے انسان ہین۔ انسان کو انسان کا کھانا کسی حالت مین درست نہین۔ اگر پولس کا کوئی افسر تمھاری اس بے اعتدالی کی خبر پا جائیگا تو تمھارے اوپر تعزیرات ہند کی دفعہ قایم ہو جائیگی۔ اور یہ میوہ جات کے درخت بھی کھاد۔ کوڑے۔ پانی ہی سے پرورش پاتے ہین۔ اسی لئے ان پھلون کا بھی کھانا ناجایز ہے۔
شاگرد۔ بھوک کے مارے میرا کلیجہ بیٹھا جاتا ہے مجھکو حلال وحرام کی تمیز نہین رہی اسیلئے اگر آپ کہین تو سور کھا لیا کرین۔
اوستاد۔ مین بھی سنتا ہون کہ اسکا گوشت بہت مقوی ہے اور جو لوگ کھاتے ہین وہ اسکی بڑی تعریف بیان کرتے ہین۔ اگر دو تین قباحتین حائل نہوتین تو تمکو ضرور اسکا گوشت کھانیکی اجازت دیتا۔ اول اہل اسلام مین یہ جانور حرام اور نجس قرار دیا گیا ہے یہانتک کہ چھونے مین بھی کراہت آتی ہے۔ دوسرے بقول وید جس آدمی کے نہایت خراب اعمال ہوتے ہین اوسکا جنم سور کا ہوتا ہے اور دیانند سرسُتی کا حکم ہے کہ جسمین کھاد پڑے اوسکو نہ کھانا چاہیے تو یہ جانور محض نجاست ہی کھاتا ہے اسیلیے اسکا کھانا کسی طرح جائز نہین تیسرے جسقدر انسان یا حیوان چرند پرند اس زمین پر ہین

ان سب کا یہ خاصہ ہے کہ وقت جفتی کھانے کے اپنے رقیب کو نہین دیکھ سکتے - اسی بنا پر اکثر مارپیٹ او خون ہوتے ہین لیکن ان جانورون مین یہ خاصیت ہے کہ یہ اپنے رقیب سے محبت کرتا ہے - اگر دو چار رقیب ایک وقت مین ہون تو برابر ایکے بعد دیگرے جفتی کھاتے ہین - اس سبب سے یہ جانور بڑا بے غیرت خیال کیا جاتا ہے چونکہ غذا کی تاثیر انسان کو ضرور ہوتی ہے اس لحاظ سے اسکا کھانا اچھا نہین ہے بے غیرت ہو جاتا ہے -

یہ مسئلہ [illegible] مین ہے اوسکی پوری تعمیل ان وید سے ہوتی ہے کیونکہ یہ جانور [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ وید خوانون [illegible] تمام [illegible] گناہ سزا دوزخ ہین بوجہ عدل [illegible] بار بار [illegible] مین سزا پاتے [illegible] مسئلہ [illegible] تصدیق اس تور کے ڈیرہ [illegible] مشکل ہے - انھین وجوہات سے اسکا کھانا درست نہین ہے -

شاگرد - اب تو کھانے کی چیزون مین سے کوئی چیز باقی نہین رہی - شاید اگر مین کوئی چیز کھول [illegible] لیا ہون تو اوسمین بھی آپ کچھ نہ کچھ منطقی دلائل پیش کر دینگے اگر آپ فرمائین تو صرف پانی ہی پر زندگی بسر کرین -

اوستاد - اول تو خالی پانی سے زندگی بسر نہین ہو سکتی دوم پانی سب سے خراب شے ہے - علم [illegible] سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ایک قطرے مین پانی کے بیشمار کیڑے ہین جنکا شمار مشکل ہے تعریف یہ ہے کہ یہ سب [illegible] ہین جسوقت پانی کو گرم کرتے ہین یہ سب گھل جاتے ہین اور ٹھنڈا ہونے پر پھر بدستور موجود ہو جاتے ہین اس لحاظ سے یہ پانی جو تم دیکھتے ہو کیڑون کی گٹھری ہے - اس سے گوشت کھانا بہتر ہے مگر کیڑے کھانا گھنونا کھانا ہے -

شاگرد - اگر ارشاد ہو تو ہوا ہی کھا کر زندگی بسر کرین - کیونکہ اکثر امرا صبح و شام ہوا خوری کرتے [illegible] دن بھر ہوا کھایا کرون -

اوستاد - ہوا کھانے سے زندگی نہین بسر ہو سکتی - امرا صبح و شام اکثر جو ہوا خوری کرتے ہین اور اوس سے تفریح ہوتی ہے پیٹ نہین بھرتا ہے - یہ ہوا بھی کیڑون سے بھری ہوئی ہے - ہر سانس لینے مین سیکڑون کیڑے منھ کے اندر جاتے ہین اور باہر نکلتے ہین - جین مت والے بچارے اسی خیال سے منھ اور ناک پر کپڑا باندھے رہتے ہین لیکن بیفائدہ جب پانی گرم ہونے سے کیڑے گھل جاتے ہین تو ٹھنڈے ہونے پر پھر ہوا کے ذریعہ پیدا ہو جاتے ہین -

شاگرد - دنیا مین جو اشیاے خوردنی ہین سبکی ماہیت آپسے دریافت کر چکا اگر آپ ارشاد فرمائین تو مٹی کھا کر زندگی بسر کرون -

اوستاد - اول مٹی کھانے سے انسان زندہ نہین رہ سکتا لیکن اگر سانپ کو کوئی غذا میسر نہ ہو تو وہ مٹی کھا کر زندہ رہ سکتا ہے - دوم - اسی زمین پر بول و براز یا جتنی چیزین نجس ہین وہ سب اسی پر پھینکی جاتی ہین [illegible] متفاوت [illegible]

مین ہین سب اسی مٹی سے پیدا ہوتی ہین اور اسی مٹی مین مل جاتے ہین اور کل اشیا ہی سے پیدا ہوتے ہین اور سب اسی مین فنا ہوجاتی ہین ۔ اسلئے کھانے سے سمیت پیدا ہوتی ہے ۔

شاگرد ۔ جناب آپہی فرمایئے کہ کون شے کھانی چاہیے کیونکہ بغیر کھانیکے زندگی قایم نہین رہسکتی ۔ آپکے بیان سے تو جتنی اشیار روے زمین پر کھانیکی ہین اون مین کوئی چیز بھی قابل کھانے کے نہین ہے ۔

اوستاد ۔ اس امر مین میرا کچھ قصور نہین ہی اگر خطا ہی تو وید کی اور دیانند سرستی کی جو ایسے وید کے ماننے والے تھے ہم یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ مہاراج نے جھوٹ لکھا ہی بات مین سے یہ ثابت کردیا کہ کوئی انسان بلا گوشت کھائے زندگی بسر نہین کرسکتا اور جسکو آپ فرماتے ہین کہ ہم گوشت نہین کھاتے تو اونکی غلط فہمی ہی کیونکہ غلہ و میوہ و نباتات و پانی و ہوا بھی وہ سب گوشت ہی ہین جبکہ تحقیق ہوئی زمین سے کوئی بھی چیز کھائی وہ گوشت کھائیگا اور بقول دیانندجی وید مین گوشت کھانیکی ممانعت ہی بس اسجگہ یہ بات پیدا ہوتی ہی کہ اگر ہم کوئی چیز نہ کھائین تو وید کی پوری پوری تعمیل ہوگی اور بغیر کھانیکے انسان کی زندگی ممکن نہین اس جگہ اجتماع ضدین لازم آتا ہے ۔ اسلیئے وید جھوٹا اور الہامی کتاب نہین ۔

ناظرین غور فرمائے کہ وید کی تعلیم اور اوسکے حکم کیسے اولٹے پلٹے ہین اور وید کا خدا بھی کسقدر جاہل ورنہ علم ہی کا انتہا مخلوق پیدا کردی اور اونکی غذا ندارد ان وجوہات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وید مین جسکو خدا گردانا ہی وہ ہرگز خدا ہونیکی لیاقت نہین رکھتا بلکہ ایک انسان کم عقل اور بیوقوف کے بھی برابر نہین کیونکہ احمق سے احمق انسان جب ایک پاجامہ ستر پوشی کو بناتا ہی تو وہ اوسکے پہننے اور رفع حاجت کے لیئے ضرور راستہ رکھ لیتا ہی نہ کہ ایشور جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا وہ ایسی نامکمل ایجاد دنیا کی کرے جو ایک منٹ بھی نہ چل سکے ۔ اسلئے دعوی ہمارا ثابت ہوگیا کہ دیانندی آریوں کا پرمیشر فرضی اور نرے سودا ہی ہرگز ہرگز وہ ایشور (خدا) ہونیکی لیاقت نہین رکھتا ۔ اور وجوہات مندرجہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ وید کا خدا نہ قادر مطلق ہے نہ رزاق ہے نہ علیم ہے نہ رحیم و حکیم ہے نہ عادل ہے ۔

شاگرد ۔ یہ تو بخوبی ثابت ہوگیا کہ وید اور وید کا خدا ناقابل ہی تو اب یہ فرمائے کہ ہم انھین کس مصرف مین لائین

اوستاد ۔ کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس ۳ صفحہ ۵۳ سطر ۳ ۔ **سوال** ۔ کیا ان کتابون مین کچھ بھی سچ نہین ہی جواب تھوڑا سا سچ تو ہی لیکن بہت سا جھوٹ ملا ہوا ہی بس جیسے کہا گیا ہی کہ یعنی عمدہ سے عمدہ کھانیکی چیز بھی زہر آلودہ تو لائق پھینک دینے کے ہے ویسی ہی یہ کتابین ہین ۔

چونکہ مہاراج کا یہ قول مروقت کا ہی کہ ماننا چاہیے بموجب اوسکے وید اور وید کے ایشور کو کسی گڈھیا مین پھینکدینا چاہیے

شاگرد ۔ سبحان اللہ جزاک اللہ آپنے بہت اچھا ثبوت دیا ۔ وید کے ایشور (خدا) کی ساری قلعی اور ملمع سازی کھل گئی لیکن میری سمجھ مین جب آوے کہ آپ از روے اقلیدس کے میزان مین تول دیجیے ۔

اوستاد ۔ کتب ہاے عہد عتیق و عہد جدید کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ پرانے زمانے مین [illegible]

پیمانون کے حساب سے ہر قسم کی خرید و فروخت ہوتی تھی حضرت عیسیٰ سے تین سو برس پہلے حکیم اقلیدس گذرا ہے جب اپنے کتاب تحریر اقلیدس بنائی اس کتاب کی دسوین حد میزان کی بنیاد ہے۔ یعنے ایک سیدھے خط پر جب ایک سیدھا خط کھڑا ہو اور دونون طرف زاویہ برابر پیدا کرے تو اوس کھڑے خط کو عمود اور ہر ایک زاویہ کو زاویہ قایمہ کہتے ہین یہی کھڑا خط یعنے عمود میزان کا کانٹا ہے جب سے یہ میزان تیار ہوئی پیمانون کا رواج جاتا رہا۔ علماے انگلستان نے طرح طرح کی میزانین ایجاد کی ہین لیکن سب سے عمدہ میزان مروجہ ہے اسلیئے ہم اسی میزان سے کرہ زمین مع مخلوقات اور ویدکے ایشور (خدا) کا وزن کیئے دیتے ہین۔ فرض کرو (الف) میزان ہے ایک طرف میزان کے پلہ مین کرہ زمین مع مخلوقات اور دوسری طرف آریونکا ایشور (خدا) نمبر ۱ سے نمبر ۴ تک وہ اشخاص ہین جنپر وید کا الہام ہوا ہے بقول دیانند سرستی جی "نمبر ۵ مہارشی برہما جی ہین بقول ہندوان قدیم یہی مصنف وید مین" اور یہی ایشور دیلک پیدا کرنیوالے ہین۔ نمبر ۶ مہاراج دیانند سرستی موجد جدید مذہب آریہ ہ

شاگرد - براے مہربانی میزان اوٹھایئے اور وزن کرکے دکھا دیجیے۔

اوستاد - اخاہ - آریون کے ایشور کا پلہ تو بہت اوپر چڑھ گیا - بہت ہی ہلکے ٹھہرے۔

ایشور - ارے بھیئی، مین گرا، مین گرا - مجھے سنبھالو!!

باشندگان زمین - یا ایشور تم تو رزاق کہلاتے ہو ہم سب لوگ بھوک سے مر رہے ہین اگر آپ ہماری خوراک نہین پیدا کرسکتے تو ہمکو کیون پیدا کیا؟ مرے امرے!!

ایشور - اے اہل دنیا مین رزاق اور خود مختار نہین ہون بلکہ قانون قدرت کا پابند ہون - بغیر مدد جیو (انسان) پرکرتی (مادہ) کے کچھ بھی نہین کرسکتا - مجھ مین یہ بھی قدرت نہین کہ از خود ایک مکھی بھی بنا سکون - یہ جو چار وید ہین جنکا آجکل دنیا مین بڑا شہرہ ہے یہ میرے الہام کیئے ہوے نہین ہین سنتا ہون سری برہما جی نے یہ وید بنائے ہین اور اونھین نے سب سرشٹی (**مخلوق**) کو پیدا کیا ہے۔

معترض - قانون قدرت کس کا بنایا ہوا ہے جسکے آپ پابند ہین - اور بلا قدرت آپ نے یہ سب مخلوق کسطرح بنائی - یہ تثلیث کیسے جیو و پرکرتی و ایشور یہ کیا معنے؟

ایشور - مین اور جیو و پرکرتی تینون ازلی ہین اور ہم تینون مین تعلق باپ بیٹے - اور مان کا ہے آپ سمجھ لیجیے کہ باعتبار زمانہ بھی ہم سب ایک ہی ہین - کسی کو تقدم و تاخر نہین - اور دور تناسخ مین بھی ہم سب مساوی درجہ مین شامل ہین،، اور ہم تینون برابر قانون قدرت کے پابند ہین - کسیکو کسی پر فضیلت نہین۔

معترض - جب آپ کا تعلق باپ بیٹے اور مان کا ہے - اور کسی کو ازروے زمانہ سبقت نہین ہے تو ضرور ہو کہ آپ کا بھی پیدا کرنے والا کوئی دوسرا ہوگا تو آپ اپنے باپ کا نام بتلایئے اور یہ فرمایئے کہ یہ قانون قدرت آپکے بزرگون سے اسی طرح چلا آتا ہے یا آپنے بھی کچھ ترمیم کی ہے۔

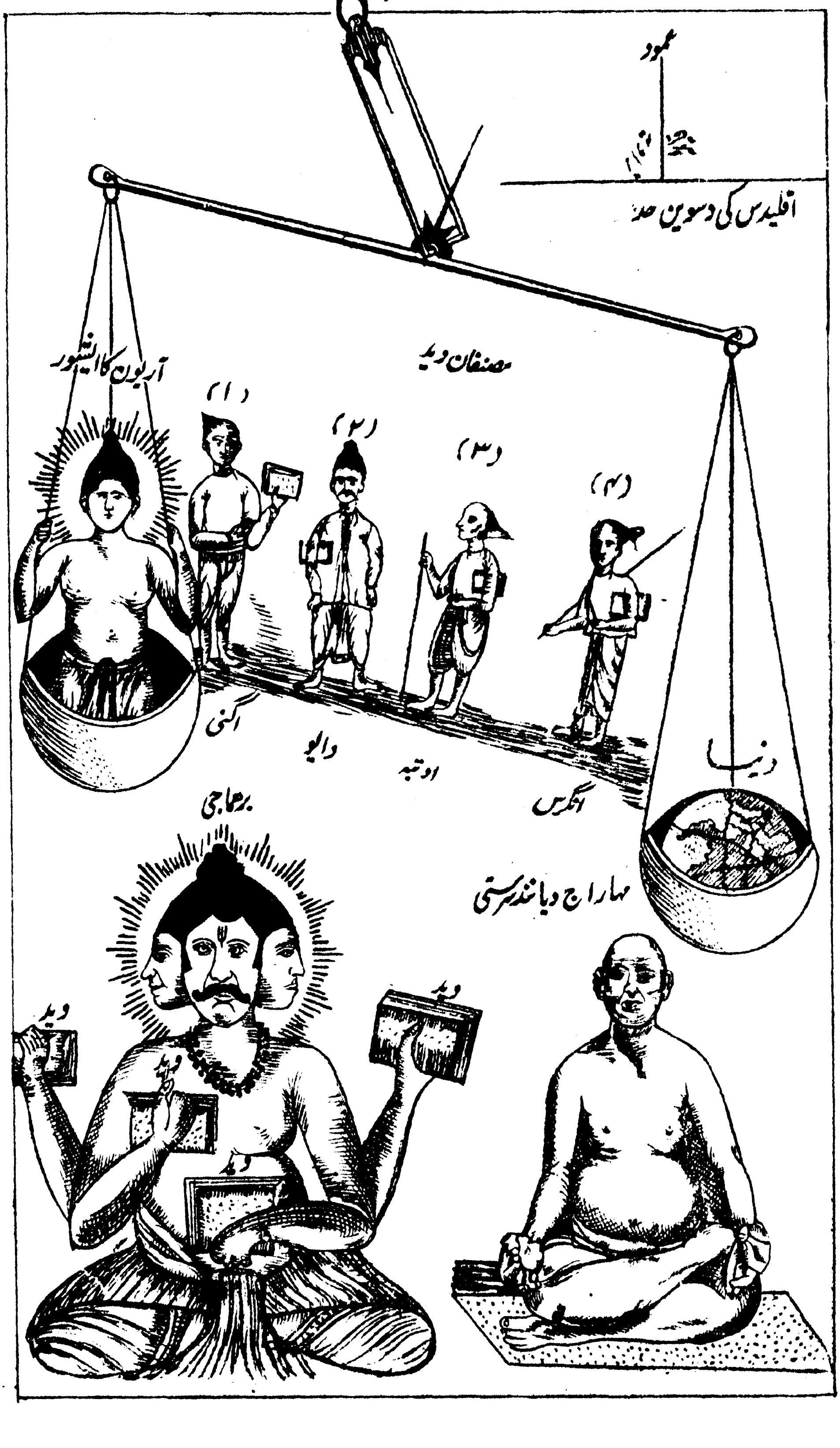
۱
عمود
اقلیدس کی دسویں حد
آریوں کا ایشور
مصنفان وید
(۱)
(۲)
(۳)
(۴)
اگنی
وایو
ادتیہ
انگرس
دنیا
برہما جی
وید
وید
وید
وید
مہاراج دیانند سرستی

ایشور۔ مہاراج یہ تو ہم نہین جانتے۔کہ ہمارے باپ دادا مان کا کیا نام ہے۔ہمین شبہ ہوتا ہے کہ ہم نیوگ سے نہ پیدا ہوے ہون؟ قانون قدرت کی بابت ہم کچھ نہین جانتے کہ کسکا بنایا ہوا ہی۔ اورکتے ہی

برھما۔ مہاراج یہ وید میرے ہی بنائے ہوے ہین۔چارورن یعنے (قسم ابھی آدمیون کے) ہم ہی نے بنائے ہین۔کسی کو منہ سے کسی کو ہاتھ سے کسی کو ران سے کسی کو پاؤن سے۔

دیانندجی۔ نہین دھرماتما یہ چارون وید انھین چار آدمیون کے بنائے ہوے ہین اور یہ چارون آدمی محتاج فقیر بے علم ہین۔ انھین پر وید الہام ہوا۔

چارون شخص۔ نہین مہاراج ہم کچھ نہین جانتے۔ہم فقیر بھیک منگے پڑھے نہ لکھے ہمنے وید کا نام بھی نہین سُنا۔یہ باتین جھوٹی مہاراج کے بھنگ کے نشے کی ہین۔

معترض۔ مہاراج دیانندجی آپکا فرمانا غلط ہی اور مہاراج برھماجی کا فرمانا درست معلوم ہوتا ہی کیونکہ انکی گواہی ہمیشہ سے کرورون آدمی دیتے آئے ہین۔ تو اب آپ مہربانی فرماکر سچ سچ بتلادیجیے ایمان نہ چھوڑیے کہ آپنے مذہب قدیم ہنود کو کیون گڑ بڑ کردیا۔آپ اگر ذرا سا بھی جھوٹ بیان کیجیے گا تو آپ پر "ایشور" کا بڑا عتاب ہوگا"

دیانندجی۔ ایشور کا نام تو ہمنے چلایا ورنہ وید مین تو بہت سے ایشر ہین۔لیکن ہمارا بنایا ہوا ایشور بے قدرت ضرور ہی۔ اسلیے ہمکو اوسکا خوف کچھ بھی نہین ہی۔ اور اگر آپ انصاف اور دھرم سے دریافت کرتے ہین تو ہمنے اپنا نیا مذہب ایجاد کرنے کی غرض سے یہ سب کچھ کیا تاکہ ہمارا فائدہ ہو اور بہت سے لوگ ہمارے جال مین پھنس گئے۔ہماری عمر نے وفا نہ کی اس سبب سے ایک لاکھ روپیہ کی تمنا تھی اگر چند سال اور زندہ رہتا تو بمبئی کے سیٹھ کی کوٹھی مین آٹھ آنہ سیکڑی پر جمع ہوجاتا۔یہ بھی یاد رہی کہ کرنی (اعمال) کا پھل ضرور ہوتا ہے۔ اِسوقت ہم بڑی تکلیف مین ہین۔

معترض۔ اسوقت آپکو کیا تکلیف ہی"؟

دیانندجی۔ ہمکو اس باتکے بتلانے کی اجازت نہین۔کچھ بتا نہین سکتے لیکن بڑے دکھ مین ہین۔ ایک لاکھ روپیہ کا قلق ابھی دل سے نہین گیا"

معترض۔ برھماجی آپ بھی از روے ایمان کے سچ سچ بتلائیے۔دیانندجی نے رگوید بھومکا بھاشیہ صفحہ ۵۰ مین لکھا ہی۔"پرجاپتی برھما" جو چار منہ والا آدمی تھا اپنی بیٹی "سرستی" کے پاس بہ نیت بد گیا۔یہ بات سچ ہی کہ جھوٹ؟—

برھما۔ مہاراج ہم جو کہ ہین جھوٹ نہین بولتے آپ ہی خیال فرمایئے کہ دنیا مین سب انسانونکا ایک منہ ہوتا ہی

ہوا وہ مومن بنا - اسے ایک بیٹی کبھی نہیں ہوا تو ہمارے چار منھ میں ہماری بیٹی کسطرح سے بھری مجھ سے ضرور یہ حرکت ہوئی لیکن مینے وید اور نیوگ کے مسئلہ کی خلاف نہین کیا - اسکی اصلی حقیقت یہ ہی کہ یہ لڑکی پچھلے جنم مین ہماری جورو بی بی بھی تو اس جنم مین کسطرح اپنی جورو نہ بناوین جسکو پہلے رکھا اب کیون نہ رکھین - انھین عیوب کے چھپانے کو ہم نے ویدمین مسئلہ تناسخ جاری کر دیا - یہ مسئلہ تناسخ ایسا مفید ہی کہ دنیا بھر کے تمام عیوب اسکی آڑ مین چھپ جاتے ہین کون کسکی ماں اور کون کسکی بیٹی اور کون کسکی بہن - ع گر ضرورت بود روا باشد "

معترض - برہما جی آپ یہ فرمایئے کہ آپ انسان ہین یا خدا -؟

"برہما" ہمکو خدا کہنا بیجا ہے - ہم اوسکی ادنی مخلوق ہین - وید ہماری مفید مطلب گپ ہی - ہمارے چار منھ ہین راون کے دس منھ تھے - منھ کے زیادہ ہونے سے خدا نہین ہوسکتا - دنیا ہماری پیدا کی ہوئی نہین ہی صرف چار ورن یعنے چار ذات کی امتیاز ہمنے بنائی ہے "

ایشور - "رور رو کر" ارے بھائی مجکو میزان سے آتار دو - مین گرا " مین مرا " نہ مین خدا - نہ مین ایشور نہ قادر مطلق نہ علیم ہون - دیانند نے مجھے زبردستی لٹکا یا - جال مین پھنسایا ہی "

ناظرین ہمارا دعوی بہرصورت ثابت ہی - قول دیانند سرتاسر جاً باطل -

شکل دوسری (دعوی)

وید کا ایشور یعنے (خدا) ناری ہے !!

رحم کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا | موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا

شاگرد - کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس پہلا صفحہ ۱۲ فقرہ ۲۴ - "سوریہ" بموجب اس قول یجر وید کے جسقدر جگت یعنی (متنفسان) ذی عقل و متحرک یعنے چلنے پھرنے والے ہین اور تستھوش (یعنی غیر متنفسان) یعنی اسکی ذیروح اشیاء پر تھوی (زمین) وغیرہ ہین چونکہ ایشور اون سبکا آتما (محیط) اور بذات خود نور مجسم روشن و روشنی بخشنے والا ہی - اسلیے اوسکا نام سوریہ ہی "

اس فقرہ "نور مجسم" کے معنی میری سمجھ مین نہین آئے براے مہربانی سمجھا دیجیے -

اوستاد - نور مجسم کا مطلب یہ ہی کہ قدیم اہل ہنود اسی وید کی رو سے سورج (آفتاب) کو بڑا بھاری دیوتا بلکہ ایشور خیال کر کے پرستش کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہین - اور اس وید کے منتر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ منتر سورج کی تعریف مین ہی - لیکن مہاراج دیانند جی نے اولٹ پھیر کر کے خدا کا نام بنا لیا - اگر سورج ہی رہنے دیتے تو آفتاب پرستی "یعنے بت پرستی ثابت تھی اور دھوکا دینے کیواسطے یجر وید کا قول لکھ دیا - پورا حوالہ یجر وید کا اسی سبب نہین دیا کہ شاید کوئی شخص وید پڑھکر جھوٹا نہ بنا دے "

تاؤلہ ہین زبان سنسکرت مین "سوریہ" کے معنی سورج کے ہین نہ کہ خدا کے اگر مہاراج صحیح ترجمہ اسکا سورج کرتے تو قدیم ہنود کے اعتقاد کی مطابقت ہوجاتی چونکہ مہاراج کو پرانے مذہب کی تردید منظور تھی اسلیے سورج کی بجائے نور مجسم ترجمہ کرکے خدا بنا دیا۔ یہ خیال نہین کیا کہ جھوٹ بات بنانے سے مطلب والٹا ہوجاتا ہی۔ اب دیکھیے مہاراج کی فلسفی بگڑ گئے خدا مجسم ثابت ہوگیا حالانکہ دیانندی بھی خدا کو مجسم نہین مانتے لیکن نور مجسم مین کوئی تاویل کی بھی ضرورت نہین۔ صاف صاف یہ ثابت ہوتا ہی کہ خدا نورانی جسم رکھتا ہی نہ ظلمانی (سیاھی) جسم رکھتا ہی نہ یا یکہ خدا کا نور کا جسم لکھتا ہی جسطرح انسان اربعہ عناصر سے بنا یا گیا ہی اسیطرح ایک عنصر یعنے آگ سے وید کا خدا پیدا کیا گیا ہی مثل خلقت جنات کے کہ وہ بھی جسم اور ناری ہین۔

شاگرد۔ نور مجسم کی کوئی مثال دیجیے۔

وستاد۔ نور مجسم کی مثالین بہت ہین لیکن تمہارے سمجھنے کو دو چار کافی ہین۔ دن کو آفتاب۔ رات کو ماہتاب اور جگنو۔ بجلی۔ ایسے ہی ہمکو لیمپ گیس کی روشنی۔ غریبون کے گھرون مین لیمپ۔ شمع۔ چراغ۔ یہ چیزین کی آگ یہی سب چیزین نور مجسم ہین۔ اور انہین کو انکے سابق وحال کے ہنود قابل پرستش جانتے تھے اور اب بھی پوجتے ہین لیکن دیانندیون نے صرف آگ کی پرستش کو قایم رکھا اور سورج وغیرہ سب کی پرستش ترک کردی۔

شاگرد۔ تعجب کی بات ہی کہ دیانندیون کے مذہب مین بت پرستی منع ہی اور آپ فرماتے ہین کہ آتش پرست ہین۔

وستاد۔ مہاراج دیانند سرستی نے آگ کی پرستش کو یعنے "ہوم" جائز رکھا ہی کل فرقہ دیانندی اگر دو وقت نہین تو ایک ہی وقت اشنان (غسل) کرکے ہوم (یعنے آگ کی پرستش) کرتے ہین۔ اور اگنی دیوتا کی رضامندی کے واسطے وید کے منتر پڑھتے ہین میوہ جات اور رنجورات اور گھی چڑھاتے ہین۔ ہاتھ جوڑتے اور ڈنڈوت (یعنے سجدہ) کرتے ہین۔ اور کھانا کھانے کے وقت تھوڑی تھوڑی سب چیزین آگ کی نذر کرتے ہین یہی تو ہی کہ پرستش اور کسے کہتے ہین۔ اسیطرح قدیم ہنود بھی عذر کرتے ہین کہ ہم مورتی کو ایشور خدا نہین سمجھتے بلکہ خیال جمانے کو مورت کو سامنے رکھ لیتے ہین اور اسیطرح دیانندی بھی کہتے ہین کہ ہم بغرض پرستش ہوم نہین کرتے بلکہ صفائی آب وہوا کی نظر سے ہوم کرتے ہین تاکہ دنیا کو فائدہ پہونچے۔ اگر ہم دیانندیون کے اس قول کو مان بھی لین تو یہ اعتراض پیدا ہوتے ہین

اول۔ وقت ہوم کرنے کے وید کے منتر پڑھنے کی کیا ضرورت ہی۔

دوم۔ اشنان (غسل) کرنے کی کیا حاجت ہی۔ اور اگر بسبب علالت نہا نہین سکتا تو وہ ہاتھ پاؤن دھوکر دھوتی (لنگی) بدلکر کارروائی کرتا ہی۔

سوم۔ اور بہت سے قواعد ہوم ہین کہ جنہین صفائی آب وہوا سے کچھ تعلق نہین ہی اونکا پابند ہونیکی کیا ضرورت ہے وجوہات متذکرہ بالا کے علاوہ اور بھی وجوہ ہین جو بنظر طوالت نظر انداز کیے گئے۔ پس انسے ثابت ہوتا ہے

کہ ہوم اپرستش ہی - نہ کہ بغرض صفائی آب وہوا -

ہوم سے صفائی آب وہوا کی نہین ہوتی بلکہ کثیف ہوجاتی ہی اسے ہم آگے بیان کرینگے "

شاگرد - کوئی دوسرا ثبوت اور دیجیئے -

اوستاد - کتاب ستیارتھ پرکاش پہلا سملاس صفحہ ۴ فقرہ - ۱۲۶ اگنی) بذات خود متجلّی ہونیکے باعث اگنی ہے چونکہ اول سورج کو "نور مجسم" خیال کرکے اوسکا نام ایشور رکھا گیا - اور آگ بباعث متجلّی ہونیکے پرماتما (خدا) تصور کیگئی "

ان باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ ویدمین بت پرستی کی تعلیم ہی نہ کہ خدا پرستی - علاوہ اسکے اسی آگ کو ایسا سرچڑھایا ہی کہ ہرکام کے شروع مین اول اگنی کا نام لینا لازم ہی - دیکھو کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس پہلا صفحہ ۲ "اگنی" "اِٹ" "اگنی" "لے تری شیتا" الفاظ چارون ویدون کے شروع مین لکھے ہین "

(رگوید صفحہ ۴ سطر ۱۲ سے آخر صفحہ تک) اسی طرح آگ وغیرہ مین بھی جسقدر چیزون کو روشن کرنیکا گن یا تجربات علمی کی کارآمد باتین ہین - اتنے حصہ مین اسکو دیوتا مانا جاے تو کچھ بھی ہرج نہین ہی - کیونکہ جہان جہان ویدون مین اپاسنا (عبادت) کرنیکی ہدایت ہی وہان وہان دیوتا سے ایشور ہی مراد ہی "

دیگر - رگویدادی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۲ - (۸) اسی اگنی کو بزرگ وجلیل آتما (پرمیشور) کہتے ہین - یہی ایک آتما - (پرمیشور) کو دانشمند - اندر - متر ورن وغیرہ نامون سے پکارتے ہین - (نرکت ادھیاے ۷ کھنڈ ۱۸)

شاگرد - اگر وید کے شروع مین بجای بسم اللہ کے یہ نام لکھے ہین تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اگنی بھی ایشور (خدا) ہے -

اوستاد - اگنی - یا آگ - آتش - ایک ادنی مخلوق خدا کی ہی اسلیے اگنی خدا کا نام نہین ہوسکتا - ہرگز اسم خالق مخلوق کا نہین ہوسکتا - گوکہ بباعث اختلاف زبانون کے اوسکے نام علیحدہ علیحدہ ہین لیکن کسی زبان مین - آگ یا پانی اینٹ - پتھر خدا کا نام نہین ہی - بنظر انصاف دیکھیے کہ مذہب اسلام مین اسکے نامون سے جلال اور شان ظاہر ہوتی ہی - اور اگنی وغیرہ کی نامون سے خدا کی حقارت اور دھوکہ بازی ثابت ہوتی ہی - ان وجوہات سے ہمارا دعوی بخوبی ثابت ہی -

شکل تیسری (دعوی)

آریون کا ایشور قادر مطلق نہین بلکہ مجبور ہے "

تو ہے وہ توانا کہ اگر ہو منظور	ہر مور کو قوت سلیمان بخشے

شاگرد " سبحان اللہ ! آپنے آریون کے ایشور کے ناری ہونیکا بہت اچھا ثبوت دیا وید کے خدا کی ساری ملمع سازی اور قلعی کھلگئی - براے مہربانی دوچار ثبوت آریون کے خدا کی شان مین اور دیجیئے تاکہ میرا اطمینان کامل ہو "

اوستاد - ایک بہت عمدہ ثبوت تیسری شکل کا مختصر بیان کرتا ہون "

" کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس پہلا صفحہ ۱۲ - فقرہ ۵ - ۲۹ - پرمیشور صاحب قدرت کو ایشور کہتے ہین جو قادرون

مین (پرم) یعنے افضل ہی۔ وہ پرمیشور ہے یعنے جو قدرت والون قدرت والا ہو۔ اور جسکے برابر کوئی بھی نہو۔ اسکا نام پرمیشور ہے۔

اب دیکھیے اس فقرہ سے خدا کا قادر مطلق ہونا بالکل ثابت ہے۔

یہ کتاب ستیارتھ پرکاش مہاراج دیانند سرستی نے تصنیف کی ہی۔ اوسکے شروع مین خداوند عالم کے سنو نام لکھے ہین۔ جسمین سے ۲۹ نام پرمیشور کا ہی چونکہ مذہب اسلام مین خدا قادر مطلق مانا گیا ہی۔ اسلیے مہاراج نے بھی پرمیشور کو کھینچ کھانچکر قادر مطلق بنایا ہی۔ لیکن کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی چال بھولا اوسی کتاب صفحہ ۲۳۵۔ فقرہ۔ ۱۶ مین لکھا ہی۔

سوال۔ ایشور سرو شکتی مان یعنے (قادر مطلق) ہے یا نہین۔ **جواب**۔ ہے۔ لیکن جسطرح تم لفظ سرو شکتی مان یعنے (قادر مطلق) کے معنی سمجھتے ہو۔ اوسطرح پر نہین ہی۔ "خلاف قانون قدرت یا جو چاہے۔ کر نہین سکتا"

"ناظرین" ملاحظہ فرمایئے۔ کہ قادر مطلق کے ہونٹین بھی ایسی پتیسی لگادی۔ وید کی رو سے خدا قادر مطلق نہین ہے اول شروع کتاب مین تو مہاراج نے صفت قادر مطلق کی مثل اہل اسلام کے قایم رکھی۔ جب دیکھا کہ خدا کی اس صفت کے سے زوال آیا جاتا ہی۔ تو اوسوقت قادر مطلق مین ایک شاخ پیدا کی تاکہ تفریق ہو جاے۔ پس اسکا حاصل یہ ہوا کہ آریوں کا خدا قادر مطلق نہین ہی جسطرح انسان مجبور ہے اوسیطرح وہ بھی مجبور ہی۔ مختار نہین ہی بلکہ پابند ہے۔

شکل چوتھی (دعوے)

(کوئی غیر مجسم شے شکل مجسم کو نہین ڈھانک سکتی)

مری تعمیر مین مضمر ہے اک صورت خرابی کی	ہیولا برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

شاگرد۔ یہ ثبوت جو آپنے دیا بہت مختصر اور قوی ہی۔ براے مہربانی دوسرا ثبوت دیجیے۔

اوستاد۔ کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۔ فقرہ۔ ۴۔ ۲۔ وشنو۔ مصدر۔ وش۔ (بمعنی محیط) پر علامت "نو" لگانے سے لفظ "وشنو" مشتق ہوا ہی۔ جو متحرک اور غیر متحرک عالم مین محیط ہو رہا ہی۔ وہ وشنو ہے"

کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس پہلا صفحہ ۱۳۔ فقرہ۔ ۳۲۔ کو وید مصدر "کوی" (بمعنے ڈھانکنا) سے لفظ کوید مشتق ہوتا ہے۔ جو محیط ہو کر سبکو ڈھانک رہا ہی۔

"کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس پہلا صفحہ ۱۲۔ فقرہ ۲۷۔ آتما۔ "اَت" (بمعنی بلا مزاحمت پہونچ) سے لفظ آتما مشتق ہوتا ہی جو محیط ہوتے آتما ہی یعنے جو تمام جیو وغیرہ دنیا مین بلا حد فاصل محیط ہو رہا ہی"

کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس پہلا صفحہ ۱۵۔ فقرہ ۴۰۔ نارائن۔ پانی اور جیوون کا نام نارا ہی۔ چونکہ وہ اسکے "اَن" یعنے جاے قیام ہین اسلیے سب جیوون مین جو محیط پرماتما ہی" اوسکا نام "نارائن" ہے"

شاگرد۔ ان حوالون کو تو مین سمجھا۔ مگر "محیط" اور "محیط کل" کے معنی سمجھایئے"

اوستاد۔ یون تو دیانندی وید محیط اور محیط کل سے بھرا ہوا ہی۔ اور مذہب "ویدانت" کے یہ سب مسئلہ مین

لیکن مہاراج دیانند جی نے مذہب ویدانت کو تو رد کیا اور اوسکی شاخین اپنی مذہب جدید کی پودھی مین ملا دین - اس پیوستگی سے
اصل مطالب بھی جاتا رہا - اور اس پیوند سے ویدانت مین بدنما ایک دھبہ لگ گیا - ع - عیب بھی کرنیکو ہنر چاہیئے
اس جگہ ہم نے بباعث اختصار صرف چار حوالہ وید کے دئے ہین - اب ہماری بحث محیط کے لفظ سے شروع ہی - دیکھنا
چاہیئے کہ محیط کے معنی کیا ہین - (گھیرنے والا) علم ریاضی کتاب اقلیدس مین "محیط" ایک خط پرکاری کو کہتے ہین اور خط طول
رکھتا ہی نہ کہ عرض - پس یہ ناممکن ہی کہ ایک خط مدور تمام کرون اور کل مخلوقات کو کسیطرح ڈھانک سکے -

چونکہ خدا تعالی جسم و جسمانیات سے مبرا ہی - اسلئے اوسپر محیط کا اطلاق نہین ہو سکتا - یہ بات علم ریاضی مین بخوبی ثابت ہی
کہ غیر مجسم شئے مجسم شئے کو ہرگز نہین ڈھانک سکتی "

شاگرد - براے مہربانی مجھکو سمجھا دیجیے کہ خط محیط تمام دنیا کو کسطرح گھیر سکتا ہے ؟ اور ایشور کی گھوڑ دوڑ کا سرکل (چکر)
کسطرح قرار دیا گیا " ؟

اوستاد - میری عقل حیران ہی کہ مہاراج دیانند جی نے بھنگ کی ترنگ مین کیا گڑ بڑ مچائی ہی - بباعث بے علمی کے جو دلمین
آیا لکھدیا - ممکن و محال کا خیال نہین کیا - اگر ہم ایک خط روی زمین کے اس سرے سے اوس سرے تک کھینچدین تو بسبب
گولائی زمین کے وہ خط گول تو ضرور ہوگا - لیکن تمام روی زمین تو علیحدہ ایک چھوٹے سے چھوٹے کانٹے بلکہ ایک چھوٹی سی
یا ایک چیونٹی کو بھی نہین ڈھانک سکتا -

فرض کرو کہ ہم روی زمین کی ابتدا سے انتہا تک ایک پنسل کی لکیر یا پھاوڑے سے نشان کھینچ دین تو جو کوئی اوس نشان کو
دیکھیگا یہی سمجھیگا کہ یا کوئی سڑک ہی یا نہر یا کلیکی یا ریل - لیکن کوئی جاہل سی جاہل بھی یہ نہ کہیگا کہ اس خط یا نشان نے دنیا کو ڈھانک لیا -
دوسرے - فرض کرو - کہ ہم تمام روی زمین پر ایک کپڑے کا غلاف چڑھانا چاہتے ہین تو ضرور کپڑے ہی کی چادر سے تمام روی زمین کو ڈھانک
سکتے ہین - لیکن کپڑا - ایک خط نہین - سطح نہین بلکہ ایک شئے مجسم ہی کیسا ہی مہین کپڑا کیون نہو کچھ نہ کچھ دبازت ضرور
ہوگی - اس سے ثابت ہوا - کہ مجسم ہی شے کرہ زمین کو ڈھانک سکتی ہی "
سیوم - ایک چھوٹی سی مثال اور دیجاتی ہی - اس سے تم بخوبی سمجھ جاؤ گے - فرض کرو کہ مندر یا مینار پر ہمکو سفیدی یا پلاستر
یا رنگ کرنا منظور ہی جسمین اوسکا عیب چھپ جائے - تو سفیدی یا رنگ یا پلاستر کی موٹائی کچھ نہ کچھ ضرور ہوگی - سفیدی
و پلاستر وغیرہ خیالی نہین ہو سکتے -

اس سے ثابت ہوتا ہی کہ آریون کے ایشور کا کسی قسم کا جسم ضرور ہی جب جسم ہے تو خدا نہین "

شاگرد - یہ ثبوت آپکا ایسا سچا ہی کہ کوئی سمجھدار انسان اسکا جواب نہین دیسکتا - جاہل اور ہٹ دھرم سے
تو کچھ بحث ہی نہین - براے مہربانی دیانند جی کے کلام سے بھی کچھ ثبوت دیجیے "

اوستاد - دیانند جی کو بھنگ کے نشہ مین اپنی تقریر کے آغاز و انجام و بغرض کلام کا بالکل خیال ہی نہین رہتا تھا

آمد سخن مین بے تامل و اندیشہ کچھ کا کچھ ہوجاتا ہے تعجب کی بات نہین۔ ویسی ہی انکے نالایق چیلے اونکی تقریر بغیر سوچے سمجھے ہان مین ہان ملانیکو اسطرح جیسی جی کے اسیسر میونسپلٹی کے ممبر۔ امرا کے خوشامدی مصاحب" جو خود "کتاب ستیارتھ پرکاش ملاس پہلا صفحہ ۱۳۴- آخر سطر جسطرح گولر کے پھل مین کیڑے پیدا ہوتے اور فنا ہوتے ہین اسیطرح پرمیشر"

اس بیان سے دعویٰ ہمارا ثابت ہی اسلیے کہ گولر کا پھل جس سے تشبیہ دی گئی ہی وہ مجسم ہی اور کیڑے جس سے مراد مخلوقات ہی وہ بھی مجسم ہین۔ تو ایک مجسم شئے دوسرے مجسم شئے کو ڈھانک سکتی ہی جیسا حوالہ مین ذکر ہوا۔ پس اس سے یہ ظاہر ہی کہ آریون کا ایشور مثل گولر کے پھل کے مجسم ہے۔ اور آریہ اوسکے کیڑے"

دویم "رگوید بھومکا بھاشیہ صفحہ ۱۰۵ سطر ۱- بیان پیدائش۔ صبح کے وقت کوہرہ دہوین کیطرح پڑتی ہی اوسمین خفیف سی رطوبت ہوتی ہی جسطرح اوس رطوبت سے زمین نہین ڈھنک سکتی نہ ندی و نالے چل سکتا ہی کیونکہ اوسمین پانی کتنا ہوتا ہی اور کیا اوسکی بساط ہوتی ہے۔ جو کسی چیز کو ڈھانپ سکے"

چونکہ اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہی کہ ایشور کا جسم بسبب ڈھانکنے کے کوہرے سی بھی زیادہ ثقیل ہی کیونکہ وہ تمام دنیا کو ڈھانکے ہوے ہے۔ اور ڈھانکنا بغیر جسم کے ممکن نہین پس ثابت ہوا کہ آریون کا ایشور مجسم ہے۔ اگر مجسم ہی تو خدا نہین ہوسکتا"

شکل پانچوین

(دعویٰ)

خداوند تعالی عورت کے رحم اور مرد کے مقعد مین سکونت اختیار نہین کرسکتا۔

حافظ بخود نپوشید این خرقہ مے آلود	اے شیخ پاکدامن معذور دار مارا

شاگرد۔ محیط اور کوور کے معنی اچھی طرح سمجھ مین آگئے "کتاب ستیارتھ پرکاش" مین لکھا ہی کہ خدا ہر خلا اور ہر نشیب و فراز مین محیط ہی۔ اور سبکو سہارا دیے رہا ہی حتی کہ عورت کے رحم اور مرد کی مقعد مین موجود رہتا ہی"

براے مہربانی اس آخر فقرہ کا مطلب سمجھا دیجیے۔

اوستاد۔ اسکا مطلب کیا سمجھاؤن۔ مجھے شرم معلوم ہوتی ہی جس شخص نے یہ مسئلہ ایجاد کیا ہی وہ بڑا بے سمجھ اور بڑا بے شرم انسان تھا۔ اصل یہ ہی کہ دیانندجی اور اونکے چیلون نے خداوند تعالی کی پاک ذات کو باعث بے علمی کے بہت عیب لگائے ہین گو کہ دل نہین چاہتا کہ کسی کا عیب کھولا جائے لیکن مجبوری کچھ بیان کرتا ہون۔ اول دیکھنا چاہیے کہ کون کون مقامات خلا ہین اور وید کا خدا کہان موجود رہتا ہی مثلاً مکان۔ دکان۔ سڑک۔ بازار۔ کوچہ۔ شہر۔ جنگل۔ پہاڑ۔ ان سب جگہ موجود سمجھنا چاہیے۔ اور انسان کے جسم مین جو مقامات خلا ہین اونمین بھی مثل رحم مین۔ مقعد مین۔ شکم مین۔ منھ مین۔ حلق مین۔ کان مین۔ ناک مین۔ آنکھ مین۔ عورت و مرد کے

آلہ پیشاب کے سوراخ مین - علاوہ اسکے باغات مین جنگلون اور کوٹھیون مین چوطھون مین - گھڑیون مین سنڈاس مین - پاخانہ کے پاٹ مین - رنگریزون کی ماٹ مین - وغیرہ وغیرہ سب جگہ ہر وقت موجود رہتا ہی واضح ہو کہ انسان وحیوان کی جسم مین جتنی رگ وریشہ اور مسامات ہین - سب مین خلا ہی - یہ بات ریاح کے دورے سے بخوبی ثابت ہے -

دویم جب انسان کی ہر رگ وریشہ مین بسبب خلا کی خدا کی سکونت ہی اور حصہ بالا کے اجسام کو بھی گھیرے ہوی ہے - تو پھر انسان کو خدا کہنے مین کیا عیب ہی -

حضرت عیسیٰ اور رام چندر جی کے قطع نظر ہر انسان کو خدا ماننے مین کیا نقص ہی -

سیوم - پتھر - اینٹ - لکڑی وغیرہ مین جب خدا موجود ہے تو بت پرستی کو کیون ناجائز سمجھتے ہین -

چہارم چونکہ یہ اونکا مسئلہ ہی کہ مرد وعورت کے اعضای تناسل مین بباعث خلا کی خدا موجود ہی اور بسبب محیط ہونیکے اوپر بھی لپٹا ہوا ہی - تعجب خیز یہ امر ہی کہ جسوقت مرد وعورت بغرض قربت یکجا ہوتے ہین - تو دیانندجی کا خدا ان ناجائز حملون کی کسطرح برداشت کرتا ہی - اگر ہم کسی رنڈیون کیطرف خیال کرین تو ہماری دانست مین اُس جگہ سے دیانندی وید کا خدا - کان پر جنیو رکھکر - دھوتی سنبھالتا ہوا ضرور بھاگتا ہوگا - توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد

پانچوان - اس حساب کے ماننے سے خدا کی جزبھی ہو جاتے ہین کیونکہ جب ہم پاخانہ یا پاٹ مین واسطے رفع ضرورت کیسے گئے - تو وہان سی دیانندی خدا کا مادہ ضرور غلیظ کی زور سے ہٹ جاتا ہوگا - یا جب ریل یا جہاز گاڑی گھوڑا یا حضرت انسان چلتے پھرتے ہین تو ضرور اوس مادہ کے ٹکڑی ہو جاتے ہونگے انسانون کے بوٹ - حیوانون کے سم بھی اوس مادہ کو ٹھکراتے چلتے ہونگے -

شرم کی بات ہی کہ خداوند تعالیٰ جو قدوس اور ہر عیب سے مبرا ہوگا وہ ایسی اہانت - کثافت - وحقارت پسند کریگا جسے ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کبھی گوارا نہین کرسکتا - مذہب اسلام مین اگر انسان ناپاک ہو اور لباس نجس ہو تو وہ بغیر طہارت جسم ولباس عبادت خدا نہین کرسکتا کیونکہ خدا کثافت شک ونجاست کو ناپسند کرتا ہے - چہ جائے کہ دیانندجی کا خدا جو اگھوریون کا بھی مہاگرو ہی - اور اسلام کا خدا اقدوس جو پاک و پاکیزہ ہے - دونون مین کیا نسبت ہی -

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ششم - جبکہ خدا انسان کے ہر عضو ومسامات مین موجود ہی اور چارون طرف سے لپٹا ہوا سہارا دے رہا ہے تو ہمسے جو کچھ کام نیک وبد ہوتے ہین - وہ خدا ہی کرتا اور کراتا ہی - انسان ہرگز ہرگز مجرم اور گناہگار نہین ہوسکتا - اور کتاب ستیارتھ پرگاش مین بہت جگہ لکھا ہی کہ دیانندی خدا

ایشور ہماری جلال و حشمت والا ہی - تو کیا مہاراج آپ اسی کو جلال و حشمت کہتے ہین - اور یہی گندہ مقام آپکے خدا کا دار السلطنت ہین -

شکل چھٹی (دعویٰ)

خدا کسی مین حلول نہین کرتا - اور نہ اوسمین کوئی حلول کرتا ہے -

در مکان و جہت مدان او را	نیز بیرون سے حلول نیست مر او را

شاگرد - پنڈت لیکھرام کا جیون چرتر (سوانح عمری) میری نظر سے گزری - مجھے سمجھ مین کچھ نہین آتا - جسکی عبارت جیون چرتر کی عرض کرتا ہون - مہربانی فرما کر سمجھا دیجئے - (جیون چرتر صفحہ [illegible] سطر [illegible]) مقام [illegible] مین ایک بنگالی نے لیکھرام پر سوال کیا - کہ کیا آکاش (آسمان) بھی "ویاپک" ہی اور برہم بھی پھر دو - ویاپک کسطرح اکٹھے رہ سکتے ہین - چونکہ اوسوقت لیکھرام کو ویدک دھرم کی واقفیت اچھی طرح نہ تھی اسواسطے اوسکا کچھ جواب نہ دیسکے - اوسوقت یہی سوال لیکھرام نے سوامی جی سے پوچھا - انھون نے بطور مثال پتھر اوٹھا کر دکھایا - کہ اسمین آگ ہے یا نہین لیکھرام نے جواب دیا کہ ویاپک ہی - پھر سوامی جی نے پوچھا کہ مٹی - کاش - اور جو اسمین یہ آگ ویاپک ہی یا نہین - پنڈت لیکھرام نے جواب دیا کہ ویاپک ہی - پھر سوامی جی نے پوچھا کہ پرماتما بھی اسمین ویاپک ہی یا نہین - پنڈت لیکھرام نے کہا کہ وہ بھی ویاپک ہی - اسپر سوامی جی نے فرمایا کہ دیکھو یہ کتنی چیزین ہین اور یہ سب اسمین ویاپک ہین - پھر سوامی جی نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہی کہ جو چیز جس سے سوکھشم ہوتی ہی وہ اوسمین ویاپک ہوسکتی ہی - برہم چونکہ سب سے زیادہ سوکھشم ہی اسلیے کہ وہ سرو ویاپک ہی"

اوستاد - واہ واہ مہاراج دیانند سرسوتی جی آپکو - اور آپکے ماتا پتا کو معلوم ہوتا ہی کہ شاید آپ اندھے کے شاگرد اور جس تعلیم مین آپنے پایا ہے وہ درون کے لونگ سے ندرونی ہے اور بھیک مانگ کر اوقات بسر کی ہی - اور آپکا علم بھی طوطے کا علم ہے جیسے ع

تعلیم طوطے کو دیا کیونکہ وہ حیوان ہی

یہ بات ٹھیک ہی کہ اندھا اندھے کو راہ نہین دکھا سکتا - چونکہ آپکا گرو نابینا تھا - اسلیے اوسکے فیض صحبت سے آپکے چیلے کی آنکھین بھی روشن ہوگئین -

رباعی

رہتے ہین سدا ہوش بجا بینا کے	روشن ہون نہ کیون قلب سوا بینا کے
نافہم کے سامنے ہی یون نیکی دینا	جسطرح چراغ آگے نابینا کے

اس جگہ ہم آپکی بہت تعریف کرتے ہین بنگالی کے سوال کا جواب آپنے ایسا معقول دیا ہی کہ بایدو شاید

آپنے پتھر مین خدا ثابت ہی کردیا اور پھر پتھر کے پوجنے کی ممانعت بھی کردی ہی ہم آپکی لیاقت کے قایل - اتی سوکھشم جو ایشور کا سروپ آپنے بیان کیا ہی اس سے ایشور کا جسم ثابت ہوگیا - خواہ لطیف ہو یا کثیف - کیونکہ اتی سوکھشم نہایت ہی چھوٹے - سوکھشم - باریک کے معنی ہین ایسا قلیل المقدار کہ جسکے ٹکڑے نہوسکین اور سے حدود اول اقلیدس کے نقطہ ہوگیا - اور نقطہ سُن کو کہتے ہین یعنے کچھ نہین خدا تعالی کو آپنے فرضی اور ہر جسم مین حلول کرنیوالا بنا دیا -

کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹ - فقرہ - ۵۴ - مین آپ ہی کا قول ہے "

اور ایشور کا جنم لینا دلیل سے بھی ثابت نہین ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص اس لاانتہا آکاش کو کہے کہ حمل مین آیا یا مٹھی مین رکھ دیا گیا تو ایسا قول کبھی سچ نہین ہوسکتا - کیونکہ آکاش غیر متناہی اور محیط کل ہی - اسی واسطے نہ آکاش باہر آتا ہی نہ اندر جاتا ہی - اسیطرح پرمیشور کے غیر متناہی اور محیط کل ہونیکے وجہ سے اوسکا آنا اور جانا کبھی ثابت نہین ہوسکتا "

ناظرین - جاے غور ہی کہ اسجگہ تو آپ لکھتے ہین کہ ایشور غیر متناہی (لاانتہا) ہی اور بباعث غیر متناہی ہونیکے کسی جسم مین نہین آسکتا - اور پہلے آم کو آپنے سمجھا یا کہ خدا پتھر مین موجود ہی ... نہین ہی کہ جسکے سبب سے یہ گمان ہو اور آپکے قول سابق کی مطابقت ہو یہان اجگہ اجتماع نقیضین لازم آتا ہی جسکے سبب خلاف عقلی اور باعث بطلان قول ہی - اسیلیے ثابت ہوا کہ دیانندجی کی تمام تعلیم ... اور سراسر جھوٹ ہی جسکا نتیجہ نکلتا ہی کہ خدا حلول نہین کرتا کسی جسم مین نہین سماتا - ہم یہی بنظر انصاف ... کہ اسکا کیا کوئی جواب شافی مہاراج دیانندجی نے نہین دیا بلکہ اٹکل پچو تیر نہین تو تکا سا جواب دیدیا - جب مہاراج کو جواب دیتے نہ بن پڑا تو اب ونکے الیت چیلے کیا جواب دینگے -

تسکل سالویں (دعویٰ)

مسئلہ تناسخ (آواگون) جو آریون مین مانا گیا ہے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے " اور خدا کی قدوسیت اور انصاف مین بٹہ لگاتا ہے "

رباعی منشی لکھنوی

رہ جاین جو ہوں شکوہ سنج تبدیل بدن
آئیں کتے - گدھے - سور - سوامی جی
وہ کون ہین فرمایئے تو شفقت سے
رہتے ہین سب ... جو سلے مین کون

شاگرد ... صفا ... آریہ کا یہ قول ہی کہ جب انسان مرجاتا ہی تو ... اسکا دوسرا جنم ہوتا ہے کسی کا حیوان کا - کسی کا نباتات کا - اور یہ جو انسانون مین اندھے لنگڑے کانے کوڑھی

[illegible] غریب - عالم [illegible] وغیرہ وہین یہ سب کچھ [illegible] کے [illegible] ہین - اور یہ [illegible] اعمال کی سزا و جزا ہی اگر اسپر [illegible] تو خداوند تعالیٰ [illegible] ایک شخص کو [illegible] دوسرے کو بینا [illegible] کسی کو امیر اور کسی کو شاہ کسی کو فقیر پیدا کرے - کیونکہ خدا پر سبکا حق برابر ہے [illegible] اس بے قاعدہ تقسیم [illegible] کا عدل قایم نہین رہتا ہے دلیل سے ثابت ہوتا ہی کہ انسانون کے اعمالون کا نتیجہ ہے ۔

دوسرا - [illegible] اعتراض [illegible] سزا کے یہ معنی ہین کہ انسان تنبیہ ہوکر خراب اعمال اور بدفعالی سے باز رہی - [illegible] کی سختی [illegible] فعال نہ کرے اور تبدیل جسم کے بعد انسان [illegible] کچھ علم نہین ہوتا کہ کونسا گناہ ہم سے ہوا ہی جسکے عوض مین یہ سزا و جزا ہے جبتک ہمین یہ معلوم نہو کہ یہ سزا ہمین [illegible] کے باعث ملی ہے - تو اوس سزا سے ہمین اس جنم مین کیا فائدہ ہوسکتا ہی اسوجہ سے مسئلہ تناسخ درست نہین ہی ۔

تیسرے اگر حیوانات و نباتات اور پانی کھانیکے خرچ مین نہ آوین تو انسان کی زندگی دشوار - کیونکہ خداوند تعالیٰ نے دنیا مین ایسا ہی انتظام کیا ہی کہ ایک جاندار کو دوسری جاندار کی خوراک گردانا ہی مسئلہ تناسخ کے ماننے سے سب جانور اور نباتات مین جیو یعنے روح انسانی ہی تو اس حساب سے بے شمار خون روز ہوتے ہین قانون قدرت بتا رہا ہے کہ خون کی سزا خون ہے - تو اسوجہ سے یہ محال لازم آتا ہے کہ اگر ہم کوئی شے نہ کھائین تو زندگی نہین ہوسکتی اگر کھاتے ہین تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہین پس اجتماع ضدین کے سبب ظاہر ہی کہ مسئلہ تناسخ باطل ہی

چوتھے مسئلہ تناسخ کے ماننے سے خدا کے قادر مطلق اور رحیم ہونے مین بٹہ لگتا ہی کیونکہ اوسنے خود ہماری زندگی ایسی مشکلات مین ڈالدی کہ اگر ہم کھاتے ہین تو سزا کے مستحق ہوجاتی ہی اور اگر نہین کھاتے ہین تو بھوکون مرتے ہین - اگر یہ سب حیوانات و نباتات دراصل مین انسان ہین تو ہمارے کھانے کے واسطے کوئی دوسری شے کیون نہ پیدا کی -

بقول صفی لکھنوی

اس جسم سے نکلے جو نسیم اوس جسم مین جان | بس اسکے سوا اوسمین نہ قدرت ہی نہ شان
خیالی ہے نہیا ہے آریون کا ایشر | اس کوٹھی کے اوس کوٹھی مین بھرتا ہی دھان

چہارم - اللہ جل جلالہٗ نے یہ دنیا جو پیدا کی تو سب سامان ضرورت حسب ضرورت ہر قسم کی اشیاء اچھی اور بری - امرت - زہر - دودھ - موت - کڑوا - اور میٹھا موافق احتیاج اور ضابطہ کے پیدا کیا ایک کو اندھا دوسرے کو بینا - ایک کو بیمار دوسرے کو تندرست - یہ سب اوسکے جلال کی باتین ہین ہمکو یہ حق نہین ہے کہ اوس سے دریافت کرین کہ کیون ایسا پیدا کیا جسطرح کمہار ایک ہی چاک ایک ہی مٹی اور ایک ہی ہاتھون سے سیکڑون برتن بناتا ہی اور ایک برتن مین منہ بھر اچھا تا ہی کسی مین [illegible] اور ایک مین [illegible]

مین بدلو - تو برتن کا یہ اختیار نہین ہو کہ کمہار سے کہے کہ مجھکو ایسا - اور دوسرے کو ویسا کیون بنایا اس سے ثابت ہوتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور قدرت سے دنیا کو اچھے انتظام کے ساتھ حسب ضرورت پیدا کیا - اگر اسطرح کی تفریق نہ کرتا تو دنیا کے کاروبار مین خلل پڑجاتا اب کوئی عقلمند یہ نہین کہہ سکتا کہ خدا نامنصف وطرفدار ہے "

پنجم - اب ہم تھوڑی دیر کے واسطے فرض کیے لیتے ہین کہ ایشور نے سب انسانون کو ایک قسم کا بے عیب امیر وکبیر پیدا کیا اب اگر آپ چراغ لیکر ڈھونڈھین تو آپ کو غریب مفلس اندھا لنگڑا - بیمار - دنیا مین نہ ملے - تو یہ فرمایئے کہ جب ایسے بہشت کی کیفیت ہو تو مکان وغیرہ کون بنائے کاشتکاری کرکے غلہ کون پیدا کرے گھوڑون کے لیے سائیس کہان سے آوے - مہاراج دیانندجی کے لیے کھانا کون پکاوے پانی کون بھرے - اونکے ہاتھ پاؤن کون دابے اونکے سونیکو نواڑی پلنگ بچھا کر تکیہ اور بچھونے سے کون آراستہ کرے - دودھ - ملائی - شکر - گھی - چاول وغیرہ کھانیکو کہان سے آئین - اور گاڑھی گاڑھی بھنگ کے لوٹے کون بھر بھر کر پلاوے - مہاراج کو کون گرو بناوے اور کون چیلہ بنے کسکو غرض ہوگی جو مہاراج کی تعریف کرے - اور کسکا سر پھرا ہو کہ مہاراج پر لعنت کرے - اے برادران آریہ خداوند عالم کے کامون مین ہماری عقل کی رسائی نہین ہوسکتی اوس سے کوئی بات بغیر سوچے سمجھے نہین ہوئی وہ قادر مطلق اور علیم کل ہے اس سبب سے آپکا اعتراض کہ تناسخ کے نہونیسے خدا عادل نہین ٹھہرتا غلط ہو بلکہ یہ ثابت ہوتا ہو کہ تناسخ باطلون کا خام خیالی ہے -

ششم - اگر ہم مسئلہ تناسخ بفرض محال تسلیم بھی کرلین - تو خدا کی قدوسیت مین دھبہ لگتا ہو اور دنیا مین بالکل تباہی کامل ہوجاتا ہو - اور جملہ کاروبار ادب ولحاظ بند ہوجاتے ہین - فرض کرو کہ تمام دنیا مین جسقدر انسان ہین مسئلہ تناسخ کے پابند ہین اور یہ بھی تسلیم کرلیا کہ پچھلے جنم مین ہم کوئی شخص تھے لیکن ہمکو یہ شبہ ضرور رہیگا کہ یہ جو ہماری جورو ہے شاید پچھلے جنم مین اماں جان ہون اور یہ جو دختر نیک اختر ہین شاید پچھلے جنم مین جورو ہو - اور یہ جو ہماری دادی ہین شاید انھون نے ہم سے نیوگ کرکے اولاد جنوائی ہو - تو یہ شبہ کسطرح ہمارے دل سے دور ہو اگر ہم مثال دین تو بہت سی ایسی ہی مثالین ہین جو آریون کے یہان موجود ہین مگر بوجہ طول بیان کرنا بہتر نہین ہے -

ناظرین - اس بیان سے دو باتین پیدا ہوتے ہین یا تو انسان تارک الدنیا ہوجائے دنیا مین شادی بیاہ ہی نکرے تو قطع نسل ہو اور ایک ہی پشت مین خاندان کا خاتمہ - یا ماں بہن بیٹی وغیرہ کی مثل حیوانات اور بہائم کے تمیز نکرین - اور سب مثل بھیڑ بکری سور کے ہوجائین اور جس سے چاہین مباشرت کرین -

رباعی صفی لکھنوی

بیٹا تھا ہو کے ہوا سمجھے کیون باپ
جو سمجھے تناسخ کا اولٹ پھیر اگر
استاد ہی اسمین آپ [illegible] عیب چاپ
[illegible] بنے کرے اپنے بار کے باپ ہوا آپ

ہفتم یہ کہ زمانہ جاہلیت میں مہابھارت کی وحشیانہ لڑائی جسکو ابتک بھی جاہل آریہ دھرم کی لڑائی کہتے ہین جب
ارجن اپنی جنگی رتھ پر سوار ہو کر میدان جنگ مین گیا اور سب دیکھا کہ دونون طرف بڑے بڑے سورما اور یودھا درمیان جنگ
مین جمع ہین اور اپنے چچا زاد بھائیون کیطرف خیال کیا کہ ہماری فوج کے سپاہ سے بھی موجود ہین - فوراً تیر وکمان زمین
پر رکھدی اور مہاراج سری کرشن سے گویا ہوا کہ جناب ایک دنیوی جزبات کے واسطے مین اپنے بھائیون اور چچا کے
لڑکون اور اونکا خون بہا دون تو خدا کو کیا منھ دکھاونگا اور یہ بات چھتریون کے دھرم کے خلاف ہی - اگر یہ دنیا کی
سلطنت اونھین کے قبضہ مین رہی تو کیا ہرج اونکی سلطنت میری سلطنت ایک ہی ہی اونکے خاندان سے میرا خاندان
ہی - اونکا دشمن میرا دشمن - تف ہی میری زندگی پر جو اپنے عزیزون اور بھائیون سے چند روزہ سلطنت
کیواسطے لڑون - مہاراج سری کرشن نے جب یہ کلام سنا تو اپنے دلمین بڑا افسوس کیا اور خیال کیا کہ ہم نے کیسی
جانفشانی اور کیسے کیسے فریبون سے لڑائی کرائی اور ارجن کی نیت بدل گئی ہمارا سب فریب ورد ہوا کہ خاک مین ملا
تو یہ سوچکر مہاراج نے جواب دیا کہ اے ارجن یہ بات محض نامردی کی ہی اور چھتریون کے دھرم کے خلاف اور جو تمکو
بھائیون کی محبت معلوم ہوتی ہی یہ بات بالکل بے اصل ہی کیونکہ دنیا مین انسان کتنے جنم لیتا ہی اسکے حساب سے کون
کسکا بھائی اور کون کسکا چچا - اور کون کسکی مان بہن غرض اسیطرح سے بہت سی باتین سمجھا کر ارجن کو پھر
لڑائی پر آمادہ کیا - اور ان باتون کا نام بھگوت گیتا ہی جسکو تمام آریہ جہیدار اور اونکے گرو دیانند جی بہت مستند
جانتے ہین اگر اسیطرح سب عورتین اور مرد خیال کرین کہ کون کسکی مان اور کون کسکی بہن اور کون کسکا باپ
اور کون کسکا بھائی سب سے صحبت روا رکھی جاوے تو جملہ انسان حیوان سے بدتر ہو جاوینگے خاصکر پنجاب مین - اور
زمانہ جہالت مین بھی یہ رواج آریون مین تھا کہ مرد کو جو عورت پسند آئی خواہ کوئی ہو اوس سے زنا کیا کوئی عیب نہین
ایسا ہی عورت نے جس مرد کو پسند کیا اوس سے منھ کالا کرالیا - اور عورتون کی اسی بیحیائی کے کام سے اوسکے رشتہ دار
گھر والے سب خوش - اور شوہر تو جامہ مین پھولے نہین سماتے کہ ہماری عورت بڑی کار گزار ہی میرے بیان کی تصدیق
کتاب مہابھارت پڑھنے سے ہو سکتی ہی جسکو آریہ بھی سچی کتاب سمجھتے ہین - اگر یہ کتاب جھوٹی ہی تو دھرم کی لڑائی کیون کہتے ہین
ناظرین - انصاف زیبا ہی کہ ایسی بیحیائیان کس مذہب مین ہین یہ سب باتین وید اور مسئلہ تناسخ وغیرہ کے
سبب سے ہین اب ہم پورے طور سے کہہ سکتے ہین کہ مسئلہ تناسخ بالکل غلط وید اور وید کا خدا دونون ناقابل تسلیم -
ہشتم - مہاراج دیانند سرستی کھلے طور سے صاف صاف کہتے ہین اور سب آریون کو اس بات پر بڑا ناز ہی کہ
جب وید کی تعلیم وید کا مذہب تمام دنیا مین پھیلا ہوا تھا - تو اوس زمانہ مین پاپ نہین تھا بلکہ دھرم کا مذہب تھا -
ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ آریہ لوگ پاپ کسکو کہتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ اس مذہب مین پاپ کو پاپ اور ثواب
کو ثواب نہین سمجھتے ہین - برعکس اسکے نامزدگی کا فوٹو مہابھارت کی لڑائی اور اوسکے پیشتر بھی جب

وید کا دہرم تھا جو باعث تعلیم مسئلہ نیوگ و مسئلہ تناسخ اور روح مادہ انادی ہونے کے نہ ماننے اور قادر مطلق جاننے
کے [illegible] وغیرہ [illegible] کام ہوا ... دنیا ملاحتی اور آتش پرستی اور
[illegible] جو نفسانی خواہش [illegible] بت پرستی [illegible] العوام
[illegible] خاندان [illegible] فطرت [illegible] کی اصلی [illegible]
[illegible] انہیں لوگوں کی [illegible] نفرت کرکے مذہب حقہ اسلام کو
[illegible] بعد [illegible] شمشیر [illegible] مسلمان ادا کیا اور
[illegible] مثال [illegible]
[illegible] یہ شخص کسی زمانہ مین زبان
سنسکرت کا [illegible] اور وید کا [illegible] تو بسبب تعصب مذہبی انکے اصلی [illegible] ترجمہ سے
اعراض کرکے [illegible] حمایت [illegible] (یعنی
[illegible] گویند کہ اسے سبب من در جہم
[illegible] آدمی یا [illegible] تو ہم [illegible]
[illegible] یہ مسلم الثبوت ہے کہ [illegible] نفس پرستی کا
[illegible] وغیرہ ہی
غرض [illegible] پائے جاتے ہونگے [illegible] یاد آیا [illegible] رگ [illegible] مین [illegible] دیا
[illegible] ملک [illegible] آکا [illegible] جو اکثر پڑھے
[illegible] تو عجب نہین کہ وہان کے آدمی
باعث [illegible] اس کام کے [illegible] رشی منیون اور امیرون نے
[illegible] ہون -
افسوس اسی وید [illegible] تعلیم پر آریون کو [illegible] ہے -
ہم آریون کا [illegible] کہ انسان کا جنم سب جنمون سے افضل ہے اور اسی جنم مین اگر انسان
کی مکتی (نجات) ہوتی ہے - مذہب اسلام [illegible] بھی یہ بات ظاہر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن
جب انسان مین مادہ بہروپ بدلنے کا بھی مان لوگے یعنے [illegible] تناسخ سے کبھی گھوڑا کبھی کتا کبھی

[illegible] ہون - یعنے ہم جو مذہب آریہ کی پرستش و طریقہ عبادت ہو ۱۲۰

درخت کبھی گندم کبھی جو کبھی کھیرا کبھی ککڑی ہو سکتے ہیں۔ آپ کے اشرف المخلوقات ہونے کی فضیلت جاتی رہی۔
نیز خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات ضرور پیدا کیا لیکن جس قدر تکلیفیں انسان کے جسم میں ہیں۔ دوسرے جسم میں
نہیں۔ حضرت انسان کی ہوس اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ کسی بات کا انکار ہی نہیں۔ شب و روز جھگڑے
بکھیڑے اور معاملات پیش آتے ہیں کہ جس کے سبب عبادت الٰہی اور توکل میں زندگی بسر نہیں کر سکتا۔
انہیں وجوہات سے سیکڑوں کی حق تلفی اور گناہ صغیرہ و کبیرہ سرزد ہوتے ہیں۔ میری سمجھ میں بادشاہ
فقیر تک کا ایک گھنٹہ بھی بے فکری سے بسر نہیں ہوتا۔ دو چند رہتی تو برائے نام رکھی ہے تو آپ فرمائیے
کہ انسان کے جسم میں کیا اچھائی ہے۔ دیانند جی سب سے خراب جسم حیوانات و نباتات کا بتاتے ہیں۔ کسی کو خیال
کیجیے اور انسان کے چال چلن سے مقابلہ کیجیے باعث [illegible] ان کی پوری خصلتیں یعنی الٰہی حالتیں انسان سے
بڑھی ہوئی ہیں۔ اسی طرح کل جانور توکل پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور حضرات انسان کے کام میں جانور
صرف ہوتے ہیں۔ اگر حیوانات وغیرہ نہ ہوتے تو انسان کی زندگی غیر ممکن تھی۔ اب نباتات میں ایک
درخت آم کا ہے اس سے انسان کے کتنے فائدے ہیں۔ سایہ سے فائدہ پتے سے فائدہ
پھلوں سے فائدہ۔ لکڑی سے فائدہ۔ نقصان [illegible] ان درختوں سے نہیں ہوتا
بلکہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے اسی طرح کل نباتات کا حال ہے۔ اور تعریف یہ ہے کہ مخلوقات سے کچھ
فائدہ پہنچاتی ہے اور اس کو کچھ تکلیف نہیں [illegible] ہر وقت اوس کے تسبیح اور توکل پر زندگی بسر
کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں انسان کے جسم سے ان کا جسم اچھا ہے۔ اور مہاراج دیانند جی باعث
کم علمی اور وید کی تعلیم کے الٹا بیان کرتے ہیں۔ اگر انسان کا جسم باعث [illegible] کے ایسے [illegible]
[illegible] انسان اشرف مخلوقات [illegible]
وحیوانات و نباتات [illegible] بلکہ کل مخلوقات سے افضل [illegible] ان کے لیے پیدا
کی گئی ہیں تاکہ فاضل و مفضول کی تشخیص ظاہر ہو۔
دوم - یہ بات ظاہر ہے [illegible] علامت انسان [illegible]
آپ کے آپ نے ترقی کی تو گناہ [illegible] کی اور [illegible] انسان کے پاپ
بڑھ جاتے ہیں تو اس کا جسم حیوانات و نباتات کا ہوتا ہے [illegible] بھی اعمال
کے نتیجے سے پیدا ہوتے ہیں [illegible] آریوں کے [illegible] کی پیدائش [illegible] غور کا مقام
ہے کہ جو ایک [illegible] میں باعث [illegible] انسانوں کی [illegible] حیوانات اور نباتات کی ترقی
ہونا چاہیے اس حساب سے ایک انسان بھی [illegible] باقی نہ رہتا اگر کہیں حیوانات و نباتات

کی ہوتی ہے تو اس سبب سے کہ یہ انسان کے کھانے کے صرف مین مختلف طریقون سے آتے ہین ۔ اگر یا نہ جی کا حکم مان لیا جاتا ۔ تو یہ خرچ بھی نہ باقی رہتا ۔ اور انسان کا خاتمہ ہو جاتا سارا کرہ زمین درندون و چرندون اور نباتات ہی کا جنگل ہوتا ؎

یازدہم ۔ مسئلہ تناسخ کے ماننے سے خدا ظالم بھی ٹھہرتا ہے ۔ (از مہابھارت) فرض کرو کہ ایک مہا رشی عالم فاضل وید خوان انسان کے جنم مین تھا ۔ اور ہمیشہ وید خوانی اور عبادت الٰہی مین اوقات بسر کرتا تھا اتفاق سے ایک روز کہین جانیکا اتفاق ہوا راستے مین ایک دریاے عظیم حائل ہو گیا پار اوترنے کیواسطے ایک کشتی مین سوار ہوا اوس کشتی کو ایک ملاح کی لڑکی مچھودری نام کھیتی تھی جو نہایت خوبصورت و حسین تھی لیکن اوسکے جسم کی بدبو اسقدر آتی تھی کہ ایک میل تک ناک دینی دی جاتی تھی دماغ پریشان ہو جاتا تھا ۔ مہا رشی کی طبیعت اوسکے حسن پر مائل ہوئی ضبط نہ ہو سکا اور ہم بستری کی درخواست کی ۔ اوس لڑکی نے جواب دیا کہ مجھے منظور ہے اگر آپ میرے جسم کی بدبو کو خوشبو سے مبدل کر دین ورنہ نہین ۔

رشی مہاراج نے اپنے جوگ کے بل سے بدبو کو خوشبو سے تبدیل کر دیا اور وعدہ وفائی کی درخواست کی ۔ اوس لڑکی نے کہا کہ اس جگہہ انسان بہت ہین اگر کچھ پردہ ہو جاوے تو بہتر یہ سنکر رشی مہاراج نے اپنے جوگ کے بل سے اسقدر اندھیرا کر دیا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین دکھلائی دیتا تھا ۔ آخر رشی مہاراج نے اس اندھیری مین اپنا مقصد کالا کیا[1] ۔ خداوند تعالیٰ خواہ کوئی ہو گناہ کی سزا ضرور دیتا ہے ۔ اسلیے رشی مہاراج کا جنم بعوض اس گناہ کے نباتات یعنی ایک درخت کا ہوا جب تعداد سزا ختم ہوئی اور مہاراج بالکل پاک صاف ہو گئے جسطرح میل ہوتا ہے صابن سے صاف ہو جاتا ہے اسیطرح مہاراج سزا بھگت کر پاک اور صاف ہو گئے ۔

اب از روے مسئلہ تناسخ پھر خداوند تعالیٰ کو اس رشی کا جنم انسان کا دینا چاہیئے ۔ یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ گناہ حضرت انسان سے ہی سرزد ہوتے ہین درخت وغیرہ گناہ نہین کرسکتے تو اس قاعدہ سے خدا بے انصاف ٹھہرتا ہے کہ ایک شخص پاک صاف کو پھر انسان کا جنم دیوے جسمین پھر گناہ کرے اور پھر سلسلۂ تناسخ جاری ہو اگر کہو کہ خدا کو کیا معلوم تھا کہ یہ شخص پھر گناہ کریگا ۔ اس عذر سے خدا علیم نہین ٹھہرتا بلکہ آریون کے ایشور نے باوجود علیم ہونے کے جان بوجھکر اوسکو پھر گناہ کرنے کے واسطے پیدا کیا اسلیے آریون کا ایشور ضرور ظالم اور بے انصاف ثابت ہوا اور جب خدا مین صفت عدل و علم کی نہین ہے بلکہ ظالم ہے تو وہ کسیطرح خدائی کے لایق نہین ہے ۔ ان وجوہات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ تناسخ محض غلط اور ناسمجھی کی بات ہے اور تعلیم وید ہے اسلیے وید اور وید کا بھی ناقابل تسلیم ۔

دوازدہم ۔ ارشاد ۔ اب ہم اس ثبوت پر مسئلہ تناسخ کو ختم کرتے ہین یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو سا کنان

[1] اس کا حال دیکھو مہابھارت ادی پرب ادھیاے ۶۳

زمین و آسمان اور تمام جمادات کہ یہ سب مخلوقات چاند سورج زمین آسمان خداوند تعالیٰ نے پیدا کی ہے اسبات کو ثابت کرنیکی کوئی ضرورت نہین ہے۔

شاگرد۔ جناب استاد جی آپکی بات تسلیم کرکے دریافت کرتا ہون براہ مہربانی اسکی تشریح کیجئے کہ آریہ جو یہ بھی اسبات کو مانتے ہین کہ یہ سب مخلوقات خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہے یا نہین۔

استاد۔ ہان ابھی تک تو آریہ بیچارے اسبات کو مانتے ہین کہ اس سب مخلوقات کا خالق خدا ہے لیکن شاید بات بڑی منکر ہوجاوین یہ امر دوسرا ہے ہمین بار بار پوچھا جاتا ہے کہ اب ہم دریافت کرتے ہین یعنی روز ازل مین جو خدا نے خلقت پیدا کی تھی اسوقت سب انسان ہی انسان پیدا کئے تھے اور سب پاک صاف ہر گناہ سے مبرا تھے اور دولتمند تھے یا غریب تھے اگر ہم یہ خیال کرین کہ سب دولتمند یا غریب پیدا تھے تو کسطرح دنیا کا انتظام ہوا اور یہ حیوانات اور نباتات کسطرح پیدا ہوسکے کیونکہ تب تو کسی انسان کے اعمال موجود نہ تھے اور اگر یہ فرمایئے کہ نہین امیر غریب بیمار تندرست مفلس تونگر انسان اور حیوانات و نباتات و جمادات روز ازل ہی مین خلق ہوئے تو پھر آریونکے خدا نے بے انصافی کی اور یہی اعتراض ہوگا جو ہم کرتے ہین۔

ہماری غرض پچھلے جنم کے سنسکار سے (یعنے اس دنیا کی پیدایش سے) یہ ہے کہ ہمارا سوال اسوقت سے ہے کہ جبکہ پہلا جنم نہین تھا یعنی ابتدا جسکو روز ازل کہتے ہین اُس وقت سے مراد ہے اب دیکھئے دیانندجی نکل بھاگے اور ٹٹو کی لگام اسی جگہ سے پھیر دی جب دیکھا کہ یہ اعتراض باطل ہو جاتا تو نیا مسئلہ گڑھ کر یہ قرار دیا کہ دنیا اور ایشور کبھی پیدا نہین ہوئے ہمیشہ سے اسی طرح بنے بنائے ہین اور کایاپلٹ کرتے چلے آتے ہین اور جب ایک کلپ ہو جاتا ہے اسی دنیا کو خدا اپنے پیٹ مین رکھکر فنا یعنی غائب ہو جاتا ہے اور جب دل چاہتا ہے پیٹ سے دنیا کو جن دیتا اور دنیا قائم ہو جاتی ہے یہ پھر فرض کیا کہ یہی قول درست ہے تو اس بات کے ماننے سے ایک بڑا نقص علم ہوتا ہے کہ دیانندجی کا خدا مانا ہے وہ دنیا کا پیدا کرنے والا نہین ہے بلکہ وہ دنیا کے ہمراہ مخلوق ہے اور مثل ہماری ہے کیونکہ نہ انسان کبھی فنا ہوتا ہے اور نہ خدا کبھی فنا ہوگا اسلئے دونون برابر ہوئے انسان بموجب مسئلہ تناسخ ہمیشہ بھیس بدلتا رہتا ہے اور ایشور بھی ایک کلپ غائب اور ایک کلپ موجود رہتا ہے یہ تو وہی مثال ہوئی جیسا کہ مشہور ہے ایک وزیر ایک بندر کسی کا آئینہ اٹھا لایا کبھی اپنا منھ دیکھکر خوش ہوتا ہے اور کبھی چوتڑ کے نیچے دبا کر بیٹھ جاتا ہے اور جب چاہتا ہے پھر منھ دیکھتا ہے اور پھر اسپر بیٹھ جاتا ہے اس مثال سے ظاہر ہے کہ بندر آئینہ ساز نہین ہے بلکہ سخت شریر اور آئینہ کا دشمن ہے اسی طرح آریون کا ایشور دنیا ساز نہین ہے بلکہ مسخرگی سے کھیل رہا ہے جب چاہتا ہے دنیا کو پیٹ مین رکھکر غائب ہو جاتا ہے اور جب چاہتا ہے پھر دنیا کو جن کر شل بچون کے کھیلنے لگتا ہے سقیا رستہ پھر کا شش

صفحہ ۱۲ - فقرہ - ۳۱ - دیو ہی یعنی کھیلنے والا اور کھلانے والا لیجیئے آپکا تو کھیل ٹھہرا اور ہم لوگونکی خرابی ہوئی کہ کبھی آپکے جال سے رہائی نہین اور تناسخ کے اُلٹ پھیر نے مٹی خراب کر رکھی ہے جسکا نام مکتی ہے اُسکا ملنا نہایت دشوار ہے اگر کسی کو ہزار خرابی میسر بھی ہوئی تو وہ بھی قید تنہائی اور کال کوٹھری کا رہنا ہے الحاصل اس مسئلہ تناسخ کے ماننے سے خدا سب کا خالق نہین ثابت ہوتا ہے بلکہ کھیلنے والا بچہ۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مسئلہ تناسخ خدا کی قدوسیت مین بٹہ لگاتا ہے اور قابل تسلیم نہین ہے۔ مجکو نہایت افسوس ہے کہ ہمارے برادران آریہ کیسے کیسے لائق و فائق نیک و بد کے سمجھنے والے دیانندجی کو گرو اور وید کو کلام خدا جانتے ہین اگر جاہل ہوتے تو اعتراض کی کوئی بات نہ تھی اسجگہ قرآن شریف کی تصدیق ہوتی ہے کہ خدا جسکو چاہے عزت دے اور جسکو چاہے ذلت دے - وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علے کل شئی قدیر۔

شاگرد۔ واہ جناب کیا عمدہ آپنے ثبوت دیے ہین جنکی تعریف نہین ہوسکتی کوئی اعتراض کی جگہ نہین اور تعصب و ہٹ دھرمی کی بات تو علیحدہ ہے۔ مولوی روم رحمۃ اللہ کی مثنوی کا ایک شعر میری سمجھ مین نہین آتا براہ مہربانی اس شعر کا مطلب سمجھا دیجئے آپکا ممنون و مشکور ہونگا **شعر مثنوی مولوی روم رح**

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام	ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

یہ مثنوی اہل اسلام مین نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے دیکھیے پورا پورا ثبوت تناسخ کا ہے -

اُستاد- واہ وا شاگرد **شعر**

کس نیاموخت علم تیر از من	کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

تمھارا سوال بے موقع اور بے محل ہے یہ بات مشہور ہے کہ راون کا برادر مہاراج رام چندر سے مل گیا اور لنکا فتح کرائی اور بجائے راون کے تخت نشین ہوا سری کرشن جی نے راجہ یدھشٹر کو جنگ مین فتح دلوا کر سلطنت دلوائی مثل ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے بھید سے ہی چوری ہوتی ہے ورنہ چورونکو کیا معلوم کہ زر نقد اور زیور کہان رکھا ہے اسیطرح تم بھی گھر کے بھیدی ہو ہماری ہمینونکی محنت برباد کرائی جس امر کو ہم رد کر رہے ہین اُسی کو تمنے بخوبی ثابت کر دیا افسوس ہم مولانا صاحبؒ کی کلام پر اعتراض نہین کر سکتے اور نہ اس شعر کو مجذوب کی بڑ خیال کر سکتے ہین گو ہم مشکل و گرتہ گو ہم مشکل گر فی الحال تو ہمارا یہی جواب ہے کہ یہ شعر مجذوب کی بڑ ہے اسکو کوئی اعتبار نہین ہے۔

شاگرد- کیا خوب ماشاء اللہ حضور کی عقل اسوقت کہان ہے مثنوی شریف کے پڑھنے اور سننے کا مجکو بہت شوق ہے اور آپنے اکثر فرمایا ہے کہ اس مثنوی مین بالکل ویدانت یعنی معرفت بھری ہوئی ہے اگر آپ

اس شعر کے معنی نہین سمجھا سکتے تو تہذیب الاسلام کا جواب کیا دیجیے گا براہ مہربانی یا تو معقول طریقہ سے مجکو سمجھا دیجئے یا بندہ رخصت ہوتا ہے با لخیر دشما بسلامت لیجئے تسلیم عرض ہے -

اوستاد - ارے بھئی کہان جاتے ہو ذرا توقف کرو - دم لو - مین تمسے سچ سچ کہتا ہون کہ اس شعر کے معنی مشکل ہین - ذرا غور و فکر کرلون تو بیان کرون خدا کی عنایت سے تمکو بہت اچھی طرح سمجھا کر تمھارا اطمینان کر دونگا -

شاگرد - اچھا کچھ ارشاد فرمائیے - ابتو دیر ہوئی یقین ہے کہ آپنے فکر کی ہوگی اور مطلب حل کرلیا ہوگا -

اوستاد - سنئے مولوی صاحبؒ خدا رسیدہ آدمی تھے آپ کا کلام اسلام کے خلاف نہین ہے لیکن اس مثنوی کے سمجھنے کو تھوڑی عقل اور علم آلہی درکار ہے اس شعر کے معنی چندان مشکل نہین ہین اس کا جواب دو طرح پر ہے - ایک از روی عقل و مذہب اسلام - دوئم از روے تحقیقات جدید علما یورپ و امریکہ فرض کیجئے کہ ایک مرد مسلمان جان بحق تسلیم ہوا اور اُس کے رشتہ دارون اور اہل برادری سنے موافق رواج زمانہ کفنا کر قبر مین دفن کیا اور بعد سوال و جواب نکیرین روح تو عالم ارواح مین داخل ہوئی اور لاش قبر مین سٹری اور بباعث گرمی زمین کے خمیر ہوا اور بعد خمیر ہونیکے صدہا کیڑہ قسم قسم کے پیدا ہوے اور لاش کو خوب کھایا اور بہت رطوبت قبر کی مٹی نے جذب کی - اب دیکھئے پہلا جنم کیڑون کا ہوا - ان سے بہت زیادہ لاکھون کے شمار ہوگئے اب اُس مٹی مین جو رطوبت جذب ہوئی تھی اُس سے بہت اچھی سبز گھاس قبر پر پیدا ہوئی - یہ سبزہ کا جنم ہوا اب جب لاش ختم ہوئی اور کچھ باقی نرہا بہت سے کیڑہ لاش کے ہمراہ فنا ہوگئے اور بہت سے راستہ بنا کر قبر کے باہر آئے کچھ چڑیون نے کھائے اور کچھ چلتے چلتے کسی چشمہ یا چاہ مین اندر ہی اندر داخل ہوے اسی سبب سے علما و فرنگ قبرستان اور اُسکے نزدیک کے کنوؤن کے پانی کو مضر صحت بتلاتے ہین جس جس انسان اور حیوان نے ان کیڑون کو کھایا یہ سب جنم ہی خیال کرو از روے علم جیالوجی (علم طبقات الارض) بھی یہ بات ثابت ہے - رہی گھاس وہ چرندون نے چری اور انکو آدمی اور چیونٹی اور کوؤن وغیرہ نے کھایا - بس - انھین تغیرات و انقلابات و استحالات - کو مولوی صاحبؒ نے اس پیرایہ مین نظم کیا ہے - اور یہ بھی ضروری نہین ہے کہ لاش سٹرتی ہی ہے بلکہ نہین بھی سٹرتی - اور ویسے ہی جسم رہتا ہے - کیونکہ اسکے اسباب مختلف ہین جنکا بیان اسجگہ غیر ضروری ہے -

ناظرین یہ ہمارا بیان دیانندجی کے غپ شپ نہین ہے بلکہ جس شخص کا دل چاہے وہ قبرستان کی سیر کرکے تصدیق کرسکتا ہے -

اب اہل ہنود اور آریون کا حال بیان کرتا ہون فرض کرو کہ مہاراج دیانند سرستی نے اپنا چولہ چھوڑ دیا اور اُنکے چیلے ؛ ور احباب موافق آئین مذہبی نہلا کر اور کفنا کر ٹکٹی پر کس کر مرگھٹ مین لیگئے

یہ بھی ظاہر ہو کہ خواہ مرد مسلمان ہو خواہ کافر ہو نکیرین ضرور تشریف لاکر جواب وسوال کرینگے کافرون سے سوال وجواب اس عرصہ مین ہو جاتے ہین جسقدر وقفہ بعد مرنے کے مرگھٹ پر لیجانے اور پھونکنے مین ہوتا ہے اس قدر وقت نکیرین کو کافی ہوتا ہے لیجئے لاش جلاکر دریا مین پھینک دی گئی کچھوہ نکر گھڑیال اور مچھلیون نے کھایا صدہا جانورون کا جنم ہوا اور جو حصہ جلکر بذریعہ بدبو اور دھوئین کے ہوا مین شامل ہوا اوس سے ہزارہا کیڑے ہوا مین پیدا ہو گئے اور وہ کیڑے پرندون کی خوراک ہوئے ملاحظہ فرمایئے کہ مہاراج نے کس قدر قالب بدلے جنکا شمار نہین ہو سکتا!!

اب از روے علماء یورپ امریکہ اس شعر کے معنے بیان کرتا ہون ذرا غور سے سنئے حکماء یورپ اور امریکہ نے بہت زمانون سے تحقیقات اور تجربہ کرتے کرتے یہ بات ثابت کی ہے کہ جب عورت اور مرد کا نطفہ جمع ہوکر حمل قرار پاتا ہے تو اُس وقت سے تا بہ ایام ولادت تھوڑی تھوڑی دیر مین ہیئت تبدیل ہوتی ہے اور یہ بھی پایہ تحقیق کو پہونچا ہے کہ اس نو ۹ ماہ کی مدت مین سینکڑون شکل سے تبدیل ہوکر انسان بنتا ہے یہ نہین کہ یہ تبدیلی انسان ہی کی شکل مین واقع ہوتی ہے بلکہ طرح طرح کے چرند و پرند اور مچھلی اور کیڑون کی شکل مین ہوکر جب انسان ہوتا ہے۔ ناظرین یہ شل دیانند جی کی غپ کے نہین ہے کہ انسان کھیرہ ککڑی بیگن ساگ پات گدھا کتا اونٹ فیل مرنے کے بعد ہو جاتا ہے اگر پوچھئے کہ اسکا ثبوت کیا ہے یا آپ دیکھ آئے ہین کچھ نہین بتلا سکتے واہیات باتین دور از قیاس بتلاتے ہین اور ہمارا ثبوت بدیہی ہے جس کا جی چاہے امریکہ کے عجائب خانہ مین جاکر دیکھ آوے اہل اسلام اور عیسائی وغیرہ اس طرح کی کایا پلٹ مان سکتے ہین جو از روے تجربہ اور تحقیقات صحیح ہے۔ اور زیادہ تر سچا ثبوت اسکا یہ ہے کہ یہ جو بعض بعض عورتونکے بچہ عجیب المخلوقات "کوئی بشکل مار کوئی بشکل بز کوئی بشکل دیگر" پیدا ہوتے ہین اسکا سبب قرین عقل ہے کہ جب درمیان ورثہ انقلاب اشکال کسی شکل مین آیا اور کسی وجہ عارضی سے دوسری شکل نہ بدل سکا اور وہ اسی شکل پر خاتمہ ہو گیا۔ یہی قیاس سے درست ہو سکتا ہے کہ گنیش جی کی ناک ہاتھی [illegible] اور برہما جی کے چار سر اور راون کے دس سر اگر ہون تو کیا عجب ہے۔ چونکہ آریہ علوم سے بے بہرہ ہین [illegible] باتون کو غلط جانتے ہین۔ حالانکہ علاوہ تحقیقات علمی کے واقعاتی ثبوت بھی اسکے شاہد ہین۔ چونکہ اہل اسلام خدا کو قادر مطلق مانتے ہین اس لئے انکے نزدیک کوئی تعجب خیز قطعی و ناممکن نہین [illegible] ثابت ہو گیا کہ مسئلہ تناسخ بالکل غلط اور آریون کا ایشور خیالی ہے ماننے کے قابل نہین [illegible] اوس ایشور کے ماننے سے انسان جہنمی ہو جاتا ہے۔

شکل آٹھوین

دعوی

جو کتاب فسق و فجور کی تعلیم دے وہ کتاب الہامی اور کلام خدا نہین ہو سکتی۔

شعر	فسق مین ممکن نہین ہونا بخیر انجام کا ‖ بد مزہ کرتا ہے موںھ لگنا کیا ب خام کا

شاگرد۔ براہ مہربانی نیوگ کے معنی سمجھائیے اور یہ فرمائیے کہ نیوگ کرنے کا کیا مطلب ہے۔

اوستاد۔ مصدر "یوگ" (بمعنی جائز) پر لفظ "نا" لگا دینے سے "نیوگ" مشتق ہوتا ہے جسکے معنی ہوئے "ناجائز" جسطرح تعلیم فسق و فجور کا دینے والا ابنی نہین ہو سکتا" دروغ گو اور فریبی رشی اور سنیاسی نہین ہو سکتا" قصاب برہمن نہین ہو سکتا" نونار کا دوڑ یعنی جنیو پہننے سے پرا چھت دور نہین ہو سکتا" جبتک قادر مطلق اور علیم نہووے خدا نہین ہو سکتا" بلا دلیل سوال و جواب ہو نہین سکتا" بغیر تزکیہ نفس عابد و زاہد ہو نہین سکتا" انسان سے حیوان اور اوراطی سے آتب ہو نہین سکتا" نیوگ سے پیدا کیا ہوا لڑکا حلالی ہو نہین سکتا" نکاح اور شادی سے پیدا کیا ہوا لڑکا حرامی ہو نہین سکتا" جبتک تعصب اور ہٹ دھرمی دور نہو حق و باطل کا امتیاز نہین ہو سکتا" بھنگ کے نشہ مین عقل و ہوش بجا نہین ہو سکتا" توند بڑھانے سے جوگی (بے ریاضت) ہو نہین سکتا" طامع انسان راست گو شاکر ہو نہین سکتا" بغیر جاندار کے کھائے گذارا ہو نہین سکتا" مان باپ کی عدول حکمی کا گذارہ ہو نہین سکتا" منکر اسلام کا ٹھکانا بغیر جہنم ہو نہین سکتا"!!!

شاگرد۔ برہمچاری جی نے اپنے لکچر کے شروع مین بیان کیا ہے کہ مجکو لوگون نے دربارۂ نیوگ بہت سا خوف دلایا لیکن مین نے اسپر کچھ خیال نہین کیا۔ نیوگ کے لفظی معنی تو آپنے ارشاد فرمائے مگر اسکی تفصیل بھی کچھ بیان فرمائیے

اوستاد۔ ہان برہمچاری جی کا لکھا ہوا مین نے بھی دیکھا ہے۔ برہمچاری جی نے اور کس جگہ عقل سے کام لیا ہے جو اس مسئلہ مین بھی تکلیف فرماتے۔ یہ مسئلہ نیوگ کا ایسا مخت ہے کہ اگر بوجوہات دیگر آریہ مذہب پایہ تصدیق کو کبھی پہونچ جاوے تو بھی مسئلہ نیوگ کے باعث سے کیسا ہی بیغیرت انسان ہوگا اس مذہب کو قبول نکریگا اور ضرور اس مذہب اور اسکے بانی سے نفرت کریگا۔

شاگرد۔ گو کہ آپکا فرمانا بہت صحیح ہے لیکن ویدا اور دلائل عقلی سے ثابت توکیجئے۔

اوستاد۔ کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس چوتھا صفحہ ۱۴۵ تا ۱۵۷۔ نیوگ کا بیان ہے جسکا خلاصۃً ذکر کرتا ہون کہ جب ایکدفعہ کنوارے مرد اور کنواری عورت کی شادی ہو چکی اور اتفاق سے ان دونون مین سے ایک مرجاوے تو اسوقت مین مرد خواہ عورت کو دوسری شادی کرنا ناجائز ہے لیکن بغرض پیدا کرنے اولاد کے نیوگ

نیوگ ہو سکتا ہے اسجگہ نیوگ کے معنی آشنائی یعنے فعل ناجائز کے ہونگے - ایک عورت دس مرد تک سے اور ایک مرد دس تک عورت سے نیوگ کر سکتا ہے - لیکن انکا تعلق مثل زن و شوہر کے نہ ہے - بطریق آشنائی خفیہ رہے - بوقت مجامعت یکجا ہوں - بعدہ عورت و مرد علیحدہ علیحدہ رہیں اسطرح کہ گویا ظاہرا کوئی تعلق باہمی نہیں ہے -

شاگرد - جو آپنے فرمایا یہ درست ہے - بیاہ شادی نہ کرے آشنائی کرے - اسنے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی حرامی کہلاویگی آپ کھلم کھلا کیوں نہیں فرماتے کہ بیوہ عورت مطلق العنان ہے جہاں چاہے منہ کالا کرے -

اوستاد - نیوگ کا صاف مطلب یہی ہے کہ مرد خواہ عورت واسطے پیدا کرنے اولاد کے اپنی اپنی پسند کے موافق آشنائی کریں - اگر ایک آشنا سے اولاد پیدا نہو تو انتخاب کر کے ایک مرد سے دس مرد تک نوبت پہونچائیں غرض کاسۂ گدائی لئے در در بیچ مانگتی پھرے - کسی کا نطفہ تو جم ہی جائیگا -

ناظرین - سینکڑوں مذہب دنیا میں ہیں لیکن کسی مذہب میں ایسی بیحیائی دیکھی نہ سُنی کیسا ہی دیوث مرد ہو ایسی توہین گوارا نہیں کر سکتا - مزید براں کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس چوتھا صفحہ ۱۳۸ -

سوال - نیوگ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے یا خاوند کے جیتے جی ؟

جواب - جیتے جی بھی ہوتا ہے جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تو اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیکبخت اولاد کی خواہش کرنیوالی عورت تو مجھسے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب مجھسے تو اولاد نہیں ہو سکیگی - تب عورت دوسرے مرد کیساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے - لیکن اُس پرانے خاوند کی خدمتمیں کمربستہ رہے - یہ فقرات قابل غور ہیں مذہب کی بیحیائی ہر لفظ سے ظاہر ہو رہی ہے* توبہ توبہ - شرم شرم - کیا کوئی دنیا میں ایسا شخص ہو سکتا ہے جو اپنی منکوحہ عورت کو اس قسم کی اجازت دیگا - اور یا ایسی کوئی عورت ہو سکتی ہے جو کسی جوان مرد سے آشنائی کر کے پھر اُس بوڑھے دیوث مرد کی خدمتگذاری کریگی - اس قانون نیوگ کے جاری ہونیسے عرصہ پچاس برس میں نجیب الطرفین انسان کا ملنا ناممکن ہو جائیگا - سب حرامی ہی حرامی نظر آئینگے جیسا کہ وید کے پُرانے زمانے میں تھا - کہاں ہو آریہ - تمکو اسی مذہب اور اسی وید اور انھیں دیانند جی پر ناز ہے - بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ لوگ ایسے عقلمند اور دانا ہو کر ایسی خراب بات کو نظرانداز نہیں کرتے آپ لوگوں نے اپنی عزت اور غیرت و حمیت کو اُٹھا کر طاق پر رکھدیا - نیوگ ماننے والوں کی عورتیں کھلم کھلا آزادی سے زنا کرینگی - اور اُنکی خواہشوں کو وید کا یہی مسئلہ نیوگ پورا کریگا - کیونکہ ویدنے ناجائز فعل کو جائز کردیا - دیکھیے اس زمانے میں سب سے بڑھکر بیشرم اور بیحیا پارٹی دیوث یعنی بھڑووں کی وہ بھی اپنی لڑکیوں - بہنوں

* بلکہ سینکڑوں خون ایسی عورتوں کے پیچھے ہوا کرتے ہیں غیرتدار انسان اپنی جانیں حفظ آبرو کیواسطے قربان کر دیتے ہیں اور عورت بدکار کو زندہ نہیں چھوڑتے ۱۲

سے پیشہ کراتے ہین لیکن اپنی منکوحہ ازواج کا اسقدر پردہ رکھتے ہین کہ ہوا بھی نہین لگنے پاتی۔ کیا آپ لوگونکی عقل اور آنکھون پہ تعصب کا ایسا پردہ پڑگیا ہے کہ آپ وید کی ایسی بیہودہ تعلیم کو مان کر اُسپے بھی نمبر اول ہونا چاہتے ہین۔ ایسی بے شرم اور بیحیائی کی بات بھی آپ صاحبون کو نہین سوجھتی۔ میری تو کیا اصل ہے لیکن جسقدر غیر مذاہب کے لوگ دنیا مین ہین اگر وید کی سب باتین سچ بھی مان لین تو خاص اسی مسئلہ نیوگ پر وید اور وید کے خدا کو طلاق بائن دیدین گو کہ زمانے نے رنگ بدلتے بدلتے لاکھون پلٹے کھائے ہین مگر ابھی تک ایسی بے شرمی کی باتین دیکھنے اور سننے مین نہین آئین۔ کیا وید کا خدا قادر مطلق اور علیم و حکیم نہین ہے جو کوئی دوسری حکمت نہین سوجھی جو انسان اس بیحیائی سے بچتا اور سلسلہ توالد و تناسل بھی جاری رہتا۔ اسی ایک مسئلہ سے وید کے خدا کی خوبی اور اُسکی قدوسیت بالکل ہضم و اصل ہوئی جاتی ہے۔

شاگرد۔ مین آپکی مہربانی سے اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ گیا۔ اگر مسئلہ نیوگ نہ جاری کیا جاتا تو دنیا مین بیحیائی کسطرح پھیلتی۔ اور سلسلۂ تناسل کیونکر قائم رہتا میری راے مین ترکیب تو بہت اچھی ہے گو اسمین بیحیائی زیادہ ہے۔ اور جس حالتمین سب اسی قسم کے ہوجاینگے (ایک حمام مین سب ہی ننگے) ع مرگ انبوہ جشن دارد۔ کتاب ستیارتھ پرکاش مین یہ بھی تو لکھا ہے کہ بڑے بڑے چکرورتی راجہ اور بڑے بڑے مہا تما رشی نیوگ سے پیدا ہوے ہین آپکو اختیار ہے چاہے اُنھین حرامی کہیے یا نہ کہیے لیکن آپکی واقفیت کی جب ہی تعریف ہے کہ جب نیوگ سے کوئی اچھا اور حق قاعدۂ تناسل و توالد کا بتا دیجیے۔ جس سے آریون کے خدا کی بے علمی اور جہالت ثابت ہوجاے۔

اوستاد۔ یہ بات یاد رکھو کہ جب وید کے مذہب کی یہ کیفیت ہوئی کہ نہ حرامی کی شناخت نہ حلالی کی پہچان سب انسان مثل بہائم کے ہوگئے جزبات کے واسطے آپسمین لڑائیان ہونے لگین بھائی بھائی کے اور بیٹا باپ کے خون کا پیاسا ہوگیا تو اُسوقت خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم اور مصلحت وقت سے ضرورت سمجھکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اُسی ذوالفقار حیدری کی برکت سے یہ سب شیطانی انتظام دفع ہوگیا۔ وحدانیت کا نقارہ بجگیا۔ اسلئے دو ایک ترکیبین ایسی عمدہ بتلاتے ہین کہ بغیر ناجائز کام کرنیکے سلسلہ تولید قائم رہے

اول۔ جب عورت بیوہ ہوجائے تو اپنی برادری مین دوسری شادی کیون نکرے۔ کیونکہ شادی کرنےمین کوئی عیب نہین بلکہ نیوگ مین عیب ہے۔ اگر والدین بقید حیات ہین تو اُنکو مناسب ہے کہ اچھی جگہ اپنی عزت کے موافق تلاش کرین خواہ لڑکا کنوارا ہو یا دوہاجو اس سے کچھ بحث نہین ہے۔ شادی کرنیسے خدا اور رسول خوش دنیا خوش عصمت بھی قائم اگر دیانندجی کی ناخوشی ہوئی تو کچھ پروا نہین کیونکہ مہاراج جائز کام چھوڑا کر ناجائز کام کی ہدایت کرتے ہین۔

دویم- جو مرد بوڑھے اور ضعیف اور یا بباعث کسی عارضہ کے نامرد ہوگئے ہین - اُنکی بیبیان جوان یا ادھیڑ موجود ہین اور اولاد کا شوق ہے تو وہ کسی عمدہ ڈاکٹر یا حکیم یا بید سے علاج کرائین توالد و تناسل کیلئے کچھ زیادہ طاقت کی بھی ضرورت نہین ہے اکثر ڈاکٹرون کا قول ہے کہ بذریعہ پچکاری بھی نطفہ قائم ہوسکتا ہے - البتہ عیاشی اور بوالہوسی کی دوسری بات ہے - بر تقدیر اگر کوئی علاج و تدبیر فائدہ نکرے اور مرد بوڑھا یا نامرد ہو اور عورت اُسکی جوان ہو - علاوہ اولاد کے اُسکی سیری نہوتی ہو - یا دنیا سے محروم بالکل کسی کام کا نہو تو اُسکا نسخہ ہم ایسا بتلاتے ہین جو ہزارون سال سے تجربہ مین آرہا ہے - اور کبھی پٹ نہین پڑتا - کیونکہ یہ نسخہ کسی حکیم و ڈاکٹر و وید کا تجویز کردہ نہین ہے بلکہ اسلام کا خدا جو علیم و حکیم ہے اُسنے ارشاد فرمایا - اسّی ۸۰ برس کا مرد - ۱۵ سال کی عورت کو خوش کرسکتا ہے چونکہ آریون کا ایشور علیم و حکیم نہین ہے اور قدوسیت سے بھی خالی ہے اسلئے اُسکی تجویز اور حکم جاہلونکے مطابق ہین جسکی تصدیق مسئلہ نیوگ کرتا ہے -

ناظرین- ملاحظہ فرمائیے کہ طاقت تولید تناسل اہل اسلام مین بہ نسبت اور قومونکے بدرجہا زیادہ ہے غذا بھی وہی کھاتے ہین جو اہل ہنود کھاتے ہین - عیسائیون کو دیکھئے کہ ہر ایک قسم کی غذا مقوی اور طرح طرح کی قیمتی شرابین کھاتے پیتے ہین لیکن ایک عورت کو بھی خوش نہین کرسکتے یہی حال اہل ہنود کا ہے کہ ۲۵ سال کی عمر مین جو عین شباب کا وقت ہے نسخہ جات مقوی باہ ڈھونڈھتے پھرتے ہین - پھر مستورات نیوگ نکرین تو کیا کرین اگر ایسی ہی غذائین جیسی کہ ہندو اور عیسائی کھاتے ہین مسلمانون کو بہم پہونچین تو ہرگز ضبط قوت نہوسکے - اسی مزید قوت کے سبب سے خداوند تعالے نے حکم دیا ہے کہ چار نکاح اور زر خرید جتنی عورتین ہون اُن سے درست ہے -

اب دیکھئے کہ اسلام کا خدا کیسا صاحب حکمت اور صاحب جلال و صاحب قدرت ہے - "کتاب پیدائش باب ۱۷ - آیت ۱۵ سے ۱۷ تک - اور خدا نے ابراہام سے کہا کہ تیری جورو سری جو ہے اُسکو سری مت کہہ بلکہ اُسکا نام سارا ہے - اور مین اُسے برکت دونگا - اور اُس سے بھی تجھے ایک بیٹا بخشونگا یقیناً مین اُسے برکت دونگا - اور وہ قومون کی مان ہوگی - ملکون کے بادشاہ اُس سے پیدا ہونگے - تب ابراہیم منھہ کے بھل گرا اور ہنسکے دلمین کہا کہ کیا سو برس کے مرد کے لڑکا پیدا ہوگا"

اور اُسی باب کے ۲۳ - آیت سے ۲۴ تک - "تب ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ اور سب زر خریدونکو یعنے ابراہیم کے گھر مین جتنے مرد تھے سب کو لیا اور اُسی روز اُنکا ختنہ کیا جسطرح خدا نے اُسکو فرمایا تھا - جسوقت ابراہیم کا ختنہ ہوا وہ ننانوے ۹۹ برس کا تھا"

اور کتاب پیدایش باب ۲۱ - ۱ - آیت سے ۵ تک "اور خداوند نے جیسا کہ اُسنے فرمایا تھا سارہ پر

نظر کی چنانچہ سرہ حاملہ ہوئی اور ابراہیمؑ کے لئے بڑھاپے میں مقررہ وقت پر جو خدا نے اُسے کہا تھا ایک بیٹا جنی اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کا نام "جیسا کہ خدا نے اُسے حکم دیا تھا" اسحٰقؑ رکھا۔

اب ملاحظہ ہو کہ قوت تناسل و توالد کا سبب یہی ختنہ ہے جسکو خدا نے ابراہیمؑ کو فرمایا ہم اسلامیات کا دعوی اور ذمہ کرتے ہیں کہ جو کوئی نامختون بوڑھا یا ضعیف ہو یا جوانی کی بداعتدالیوں سے نامرد ہو گیا ہو مگر اسکی [illegible] سے زیادہ کیوں نہو ختنہ کرا لیوے اگر مثل جوان اٹھارہ برس کے قوت توالد نہو جاوے تو ہم ذمہ دار ہیں یہ کوئی بڑا اہم کام نہیں ہے صرف دس بارہ روز کی زحمت ہے۔

دیکھئے کہ اسلام کے خدا نے ذراسی ترکیب بتادی جسکا آج تک وہی اثر ہے اور دنیا کے قیام تک جاری رہیگا بیشک اسلام کا خدا قادر مطلق قادر المقدر علیم حکیم کل صفات سے موصوف ہے وہی اکیلا خدا قابل پرستش ہے۔

شاگرد۔ اب یہ فرمایئے کہ نیوگ کی ناجائز تعلیم سے دنیا پر کیا اثر پڑا تھا۔ اور جس زمانے میں ہندوستان میں ویدک تعلیم ترقی پر تھی اُس وقت آریوں کا کیا حال تھا۔

اُستاد۔ اس نیوگ کی خرابی نے آریوں کو بہائم بنا دیا تھا ایک مثال میں کتاب مہابھارت سے دیتا ہوں۔

(از گلدستہ بہار اودھ لکھنؤ نمبر ۲ جلد ۴)

اتنا سُنتے ہی ستوتی کو یقین کامل ہو گیا کہ بھیکم پتا اپنے قول کے پورے اور اپنی بات کے دھنی ہیں وہ ہرگز راج نکرینگے نہ شادی کرینگے اور اولاد پیدا کرینگے۔ اب بجز صبر کے اور کوئی چارا نہیں ہے۔ یہ سوچ کے ستوتی خاموش ہو گئی بھیکم پتا نے کہا اے ماتا ایک واقعہ اسی طرح کا اور بیان کرتا ہوں سنو۔ برہسپت جی کے بڑے بھائی اُتتھیہ نامی نے ممتا نامی ایک عورت سے کہ نہایت ہی خوبصورت تھی اپنی شادی کی اور کچھ دنوں بعد وہ حاملہ ہوئی اتفاقاً ایک روز وہ کسی کام کو گئے تھے اور گھر میں ممتا اُنکی استری تنہا بیٹھی تھی کہ یکایک برہسپت جی وہاں آئے اور اُسکے حسن خداداد پر عاشق ہو گئے اور اُسکے ساتھ بھوگ (یعنی جماع کرنا چاہا) اور راگ گیان کی آنکھ سے چھوٹ گئی۔ ممتا نے برہسپت جی کی خود رفتگی دیکھکر کہا کہ اے برہسپت تمہاری عقل جاتی رہی جو ایسی حماقت کرتے ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ میں تمہاری بڑی بھاوج ہوں اور بڑی بھاوج بجائے ماں کے ہوتی ہے علاوہ اسکے ہمبستر کرنا کسی حال میں واجب نہیں ہو سکتا علاوہ ہمیں حاملہ ہوں تمہارے سے بھوگ کرنے سے دوسرا لڑکا گربھ میں کہاں رہیگا۔ اور پیٹ میں دو لڑکے ہونے سے میری زندگی وبال ہو گی۔ برہسپت جی اُس وقت کام یعنی شہوت کے نشہ میں ایسے مست تھے کہ انہوں نے ممتا کے کہنے کا مطلق نہ خیال کیا اور زبردستی اُسکا ہاتھ پکڑ کے بیٹھی بلوٹ گئے پر برہسپت جی کا بیاد دھرم دیکھکر جو لڑکا کہ ممتا کے پیٹ میں تھا اُسنے کہا کہ اے بیوقوف چچا ذرا صبر سے

(۱) رحم ۱۲

کام تو تم نہین جانتے کہ اگر میرے باپ کو معلوم ہوا تو وہ تمکو ایسا سراپ (بددعا) دیگا کہ تم یونہین جلکر خاک ہوجاؤگے اور مین بھی سراپ دینے کی قوت رکھتا ہون اتنا کہکر اُس لڑکے نے اس خیال سے رحم کے موںھ پر اپنے بال سر کے رکھدیئے کہ برہسپت جی کا بیج اندر نہ آئے ورنہ دوسرا لڑکا میری مان کے یہان پیدا ہوگا برہسپت جی نے لڑکے کے کہنے پر مطلق توجہ نہ کی اور بے تامل ممتا کے ساتھ بھوگ کیا۔ بھوگ کرنیکے بعد برہسپت جی کا بیج زمین پر گرا جسے دیکھکر برہسپت جی نے کرودھ (یعنے غصہ) کرکے اُس لڑکے کو یہ بددعا دی چنانچہ وہ لڑکا اندھا پیدا ہوا۔ اور اُسکا نام "دیرگھ تما" ہوا یعنے جسکو سواے اندھیرے کے کبھی اُجالا نہ معلوم ہو۔ اسی لڑکے سے "گوتم" اور "دیرگ" وغیرہ لڑکے پیدا ہوے اور یہ اندھا محض بدچلن اور بُرے کام کیا کرتا تھا مگر اسکے بیٹے بہت ہی نیک اور اچھے کام کرنے والے تھے۔ اور اسی نابینا کی استری "دُمکتی" نام اُسنے تنگ تھین اور اداس رہا کرتی تھی ایک روز اس نابینا نے اپنی عورت سے پوچھا کہ تو کیون اداس اور ملول رہا کرتی ہے اُسنے جواب دیا کہ دنیا مین جتنی عورتین ہین اُنکی پرورش اور خبرگیری اُنکے شوہر کیا کرتے ہین اور مین ایسی بدقسمت ہون کہ اُلٹے مجھے شوہر کی خدمت کرنا پڑتی ہے۔ لہذا اسی دُکھ سے مین نے تجویز کرلیا ہے کہ اب تیرے گھر مین نہ رہونگی یہ سُنتے ہی اُس اندھے نے کہا کہ آج سے دنیا مین عورتین دوسرا شوہر کیا کرینگی اسوجہ سے تو نے دوسرے گھر مین جانا پسند کیا۔ جسوقت نابینا کے موںھ سے یہ کلام نکلا وہ عورت آتش غضب سے جلکر خاک ہوگئی اور اپنے بیٹون سے کہا کہ اس اندھے کو لیجاکر دریا مین غرق کردو تاکہ پھر کبھی ایسا کلام اسکے موںھ سے نہ نکلے چنانچہ اُسکے بیٹے اُس اندھے کو نہانے کے بہانے سے دریا کو لیگئے اور ایک تختہ پر بٹھلاکے بہا دیا اتفاق وقت سے عین اُسی وقت جبکہ یہ نابینا بہتا ہوا جارہا تھا راجہ بل نہانے کو گنگا جی کے کنارے پر آیا اور اس نابینا کو تختہ پر بہتے ہوے دیکھکر رحم آیا اور اپنے آدمیون سے نکلواکر اپنے ساتھ گھر پر لایا۔ اور دل مین یہ خیال کرکے کہ میرے اولاد نہین ہے شاید اسکے ذریعہ سے اولاد پیدا ہو اسکی بہت تواضع اور مدارات کی اور اپنی رانی سودیشنا کو اسکی خدمت کیلیے مقرر کیا اور کہا کہ دن رات اسکے پاس رہا کرو جب رانی اس نابینا کے پاس پہونچی بباعث نابینا ہونیکے اُسکی صحبت سے سخت نفرت ہوئی اور بجاے اپنے ایک لونڈی مقرر کردی کہ رات دن اسکے پاس رہا کرے اور خدمت کیا کرے کچھ دنون بعد اُس لونڈی سے گیارہ لڑکے پیدا ہوے۔ ایک دن راجہ بل سیر کرتا ہوا ایک رکھیشر کے استھان پر پہونچا اُسجگہہ یہ لڑکے کھیل رہے تھے اثناے گفتگو مین راجہ نے رکھیشر سے کہا کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ میرے فرزند بھی آپکے زیر سایہ کھیلا کرتے ہین راجہ کی یہ بات سنتے ہی رکھیشر نے کہا کہ راجہ یہ خیال غلط ہے یہ لڑکے تمھارے نہیں ہین بلکہ تمھاری لونڈی سے پیدا ہوے ہین یہ سنکر راجہ بہت ڈرا اور یہ خیال کیا کہ مین نے رانی کے کہنے سے انکو اپنا لڑکا سمجھکر کہا تھا کہین ایسا تو نہ ہو جھوٹ

ہونے پر رکھیشر مجھے بددعا دے اس خوف سے ڈر کر راجہ اپنے گھر پر آیا اور اپنی رانی کو ہمراہ لیکر پھر اسی رکھیشر کیخدمت میں پہونچا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میری رانی آپکی داسی (یعنے لونڈی) ہوکر آپکے پاس رہے رکھیشر نے قبول کر لیا رانی اسکے پاس رہنے لگی اور اسی رکھیشر سے رانی کے پانچ فرزند پیدا ہوئے اور ان پانچون سے جت [illegible] اور یہ سب راجہ ہوتے چلے آئے۔"

ناظرین یہ قصہ اس زمانے کا ہے جب وید کی تعلیم چارون طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اور وید کے دھرم پر سب کا عمل تھا۔ [illegible] یہ سب خرابیان اور بے شرمیان وید کے ماننے والون مین تھین۔ راجہ لوگ برہمن [illegible] سے اولاد جنواتے تھے اور [illegible] کا یہی برتاؤ تھا۔ اور یہی [illegible] ہم پورے طور سے کہہ سکتے ہین کہ وید کے ماننے والے انسان بےغیرت ہو جاتے ہین [illegible] بےغیرت آریہ ہین کہ جو ایسے گھنونے کام کرتے مر نہین جاتے [illegible] وید کی تعلیم خدا کی [illegible] بٹہ لگاتی ہے کیونکہ خداوند تعالے ایسے کامون سے نفرت کرتا ہے۔ اور [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ وید کلام خدا نہین بلکہ شیطانی کلام ہے کہ فسق و فجور کی طرف مائل کرتا ہے۔ زیادہ ثبوت کی ضرورت نہین بس اسیقدر کافی ہے۔

چوتھا مقالہ

شکل اول

دعوی (دنیا مین سب سے بڑا فریبی کون ہے۔)

شعر

رقیب سیہ رو ہوا اوڑتا ہے ہم سے	لگالے ہین چونٹی نے پر رفتہ رفتہ

مقدمہ اول (۱)۔ التماس۔ ہم پہلے چند شرطین توضیح مطالب قرآنی کے لئے ضروری سمجھکر لکھتے ہین کہ جو شخص بنظر تحقیق مخالفانہ طریق سے قرآن شریف کا مطالعہ کرے اگر شرائط مندرجہ ذیل کی ناقابلیت رکھتا ہوگا تو اصل مطلب کے سمجھنے سے محروم رہیگا

اولؔ۔ انسان عاقل اور اپنے اصول مذہب کا پابند و واقف ہو۔

دوسرے۔ غور سمجھ۔ عقل۔ دلیل سے کام لے۔

تیسرے۔ متعصب۔ ہٹ دھرم نہو۔ صفائی دل اور انصاف سے تحقیق کرے۔

چوتھے۔ مقدم اور موخر سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو۔

پانچوین - سورون اور آیات کے معنی و مطلب سمجھنے مین شان نزول کا خیال رکھے -

چھٹے - علم عربی مین اعلے درجہ کی لیاقت - اور ملک عرب کے محاورات سے بخوبی واقف ہو -

ساتوین - سورہ یا کسی آیت کو یکبار سرسری نظر سے دیکھکر ترجمہ نا جائز ہے بلکہ اول اور آخر کے مناسب - بعد و ماقبل کے رابطہ کو دیکھکر معنی کرنا چاہیے - اور علماے اسلام نے جو تفاسیر لکھی ہین اُنسے بھی مشورہ لینا چاہیے -

آٹھوین - علم کلام سے بخوبی ماہر ہو -

نوین - انسان شریف ہو - دغاباز - جاہل نہو - کیونکہ رذیل قوموں مین عقل سلیم - اور [illegible] نہین ہوتی ہے - **شعر**

	نہ محقق بود نہ دانشمند	چارپایے بر وکتابے چند	

ہم یہ ثابت کرتے ہین کہ آریون کا فرنپی - دھوکا دینے والا - سب سے [illegible] کون ہے ؟

صبح کا وقت ہے اللہ اکبر کی صدا ہر طرف گونج رہی ہے - نسیم سحری کے جھونکے چل رہے ہین [illegible] ایک جوان حسین عمدہ پوشاک شاہانہ دربر و تاج طلا کا بر سر پانچ گھوڑے پر سوار ہوا - کہ سوارون کا جو منتظر تشریف آوری اُس آزادہ کا تھا جوان نے سلامی دی - نقیب نے آواز ہوشیار باش بلند کیا یہ سب آہستہ آہستہ نسیم سحری کا لطف اُٹھاتے ہوئے دربار شاہی پر پہنچے ارکین دولت جو قبل سے حاضر تھے آداب شاہی بجا لائے یہ جوان گھوڑے سے اوترکر تخت پر بیٹھ گیا اور کسی کی آمد کا انتظار کرنے لگا جب انتظار کرتے کرتے بہت دیر ہوئی - ارکین سلطنت نے مودبانہ گذارش کیا کہ حضور مہاراجہ دسرتھ ابھی تک تشریف نہین لائے اور ساعت تاج پوشی مین تھوڑا عرصہ باقی ہے آپ خود محل مین تشریف لیجائیے - اور مہاراجہ کو ہمراہ لے آئیے - راجہ رام چندر یہ بات سنتے ہی محل مین داخل ہوئے کیا دیکھتے ہین کہ پدر والاقدر شرم سے آب بسان ابر گوہر بار اشکبار ہین - رام چندر جی پریشان ہوکر مستفسر حال ہوئے - راجہ دسرتھ نے باعث شرم و ندامت کچھ جواب نہ دیا لیکن رانی کیکئی نے ارشاد کیا - **نظم**

	کہ از دسرتھ دو وعدہ داشتم پیش	کنون بہر وفاے وعدۂ خویش	
	بفرق بھرتھ باید داد بس تاج	ترا تا چاردہ سال است اخراج	

رام نے جب یہ کلام حسرت انجام اپنی سوتیلی والدہ سے سنا بعقیدت تمام مودبانہ عرض کی کہ اسے والدہ بزرگوار واسطے اس کام بیمقدار کے دلگیر و غمگین نہو جئے - اور سینہ بے کینہ کو ناخن غم و الم کی خراش سے

بجائے کیونکہ مجھکو حکم آپکا بہتر ہزار جان سے ہے اور مجھ ایسی ہزار جان آپکے اس ارشاد پر قربان ہزار سلطنت یہ فرمان واجب الاذعان کہیں بہتر ہے۔

نظم

نکو [illegible] دنیا [illegible] بہر خود باد	کہ صد جانم فدائے عہد تو باد
بجو [illegible] اندر رضائے تو سعادت	اطاعت دانم از طاعت زیادت
اگر رخصت دہی رخصت [illegible]	بگیرم ورنہ فرمان تو بر سر
بسا [illegible] سر برین خاک کف پا [illegible]	نشاید سوئے صحرا از زمین جائے

آخر کار باپ سے رخصت [illegible] تمام ماجرا عرض کرکے اپنی والدہ کی بہت تسلی و تشفی فرمائی اور ارادہ سفر مصمم کیا لچھمن جی برادر خورد تاب مفارقت نہ لاکر ہمراہ ہوئے اور سیتا جی زوجہ رام چندر تاب مہاجرت و شدت آلام فرقت کی نہ لاکر مانند سایہ ساتھ ہوئیں آخر کار ان تینوں مصیبت زدوں نے [illegible] تمام اہل شہر و اعزا کو نالان و گریان چھوڑ کر راہ پراگ راج یعنی الہ آباد کی اختیار کی

شعر

[illegible] جنگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

[illegible] تعمیل حکم اپنے والد بزرگوار کی فرمائی باوجودیکہ صدہا وجوہات اُنکے عذر کی تھی [illegible] قصران [illegible] سلطنت نے آپ کو بہت سمجھایا کہ آپ ایسے راجہ کے حکم کی پروا نہ کریں اور تخت نشینی اختیار کریں مگر رام نے ہندوستان کے راج کو مقابلہ فرمان والد بزرگوار ہیچ سمجھا۔ مہاراجہ رام چندر آپ سے بڑی بہادری اور استقلال سے اپنے والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل کی

آفرین [illegible]

شاگرد۔ کیا [illegible] آریہ تھا [illegible] آریہ بتلاتے ہین۔

اُستاد۔ تمھاری عقل مین بھی فتور آگیا جو ایسا خیال کرتے ہو۔ کیونکہ آریون کا ایسا سچا چال چلن اور مان باپ کے تابع فرمان ہونا ثابت نہین ہوتا جسقدر رام چندر کا چال چلن قابل تعریف تھا اسیقدر آریونکا چال چلن لائق نفرت ہے۔

شاگرد۔ کچھ ثبوت دیجئے ورنہ۔ دعوے بے دلیل قبول خرد نہین۔

اُستاد۔ ہان بہت عمدہ ثبوت ہم دیتے ہین۔ اور ناظرین سے انصاف طلب ہین۔ "دیانند سرسوتی جو آریون کے گرو گھنٹال اور بانی آریہ مذہب کے ہین۔ اور دیانندی فرقہ جنکو رام چندر پر فضیلت دیتا ہے پس ہم دیانند جی کے چال چلن سے ثابت کرتے ہین کہ مہاراجہ رام چندر جی کا چال چلن قابل تعریف

تھا اور اُن کا مذہب آریہ نہتھا۔ بلکہ رام کا مذہب اسلام سے بہت قریب تھا۔

شاگرد۔ اچھا یہان فرمایئے۔ رام کے زمانہ کو بہت عرصہ گذرا اُسوقت اسلام کہان تھا؟

اُستاد۔ واہ واہ تمنے بھی خوب کہا۔ شروع دنیا سے اسلام ہے اور بہت سے انبیا علیہم السلام سلسلہ وار ہوتے چلے آئے ہین ضرور ہے کہ اُسوقت مین کوئی نبی ہو۔ اور اُس کی تعلیم ہدایت کا فیض ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعد انتقال نبی شریعت کا خاتمہ یا ہدایت حقیقی مثل اصحاب کہف کے انکو پہونچائی ہو۔ کیونکہ ع دل گذرگاہ جلیل اکبر ہست

مہاراج دیانند جی کے جیون چرتر حصہ اول کے صفحہ ۱۵ سے یہان لکھا ہوا ہے آپ سِدھ پور کارتک کے میلے مین جاتے تھے۔ راستے مین ایک بیراگی جان پہچان سے ملاقات ہوئی اول تو مہاراج دیانند جی اُس بیراگی سے ملکر خوب روئے بعدہ مہاراج نے اپنا کل حال بیراگی سے بیان کیا بیراگی نے سب حال سُنکر دیانند جی کو بہت لعنت ملامت کی۔

مصنف کہتا ہے یہ لعنت ملامت ویسے ہی ٹھیک تھی جیسی چھپا نہ چھپ سکی کیونکہ جو کوئی اس جیون چرتر کو پڑھیگا اُسکا بہت لعنت ملامت نکلے گی۔ مہاراج نے کوئی ایسا ہی خراب کام کیا تھا جسکو بیراگی نے سُنکر لعنت ملامت کی۔ ورنہ گھر سے چلے آنا لعنت ملامت کا سبب نہین ہو سکتا۔"

الغرض اُس بیراگی نے یہ سب حال دیانند جی کے والد کو لکھ بھیجا اور مہاراج سِدھ پور مین نیل کنٹھ مہادیو کے مکان پر جہان بہت فقیر ٹھہرے ہوئے تھے مقیم ہوئے بیراگی کی تحریر پر سوامی جی کا باپ مع سپاہیون کے اُس میلے مین پہونچا۔ بعد تلاش بسیار سوامی جی کو گرفتار کیا اور ان کا لباس فقیرانہ اور تونبہ ہاتھ مین یعنی کشکول چھین لیا۔ ٹھیک جس وقت زوال ہوگیا اور وہی لعنت ملامت اور کلام سخت و سُست جو مہاراج کے نصیب مین لکھے ہوئے تھے بہت سُنائے۔ رنگے ہوئے کپڑون کی دھجیان دھجیان کر ڈالین اور تونبہ ہاتھ سے چھینکر چکنا چور کر ڈالا اور کہا کہ اے مات کلھنک (ماں کو کلنک لگانے والے) لڑکے تو ہمارے خاندان مین کلنک کا ٹیکا پیدا ہوا ہے۔ اور تمام خاندان مین تو نے داغ لگایا۔ ایسا ننگ خاندان اور ناخلف کسی نے نہین دیکھا۔ سوامی جی نے اپنے باپ کی بہت منت و سماجت اور بظاہر گھر کے چلنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ اس میلے کے بعد میرا خود ارادہ گھر کے جانیکا تھا لیکن مہاراج کے والد نے ان فریب کی باتون پر کچھ خیال نہین کیا۔ اور مہاراج کو ڈیرہ پر لیجاکر نظربند کیا۔ اور حوالات کے سپاہیون پر بہت شد و مد سے تاکید کی کہ اسکی سخت نگرانی کرو۔ کہین بھاگنے نپائے۔

آخر سوامی جی کا داؤ یعنی مکر و فریب چل گیا۔ رات کو ایک بجے پہرے والے کو غنودگی آگئی مہاراج

وقت کو غنیمت سمجھ کر اور کسی سپاہی کا ایک لوٹا چرا کر فرار ہو گئے وہان سے آدھ کوس کے فاصلہ پر کسی باغ مین ایک مندر جسکے پاس ایک درخت عظیم تھا مہاراج اُس مندر پر لوٹا ہاتھ مین لئے مثل بندر چڑھ گئے اور مندر کی چوٹی پر اُس درخت کی شاخون کی آڑ مین اوندھے لیٹ گئے اپنے تئین اس قدر چھپایا کہ ڈھونڈھنے والے مندر تک آئے لیکن مہاراج کہین نظر نہ آئے۔ مجبور ہو کر ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر سوامی جی کا باپ کلیجہ پکڑ کر گھر چلا گیا رات کے وقت مہاراج درخت سے اُتر کر ٹیڑھے سیدھے راستے سے کہین چلدیئے۔

ناظرین اس موقع پر اسقدر حال کافی ہے۔ اب آئیے مہاراجہ رام چندر کی چال چلن سے دیانند جی کا چال چلن ذرا ملائین تو۔

۱	مہاراجہ رام چندر جی نے کبھی کوئی کام قابل نفرین ناشائستہ نہین کیا کسی کی سخت کلامی نہین سُنی۔	۱	دیانند جی نے اُس براگی اور اپنے والد کی لعنت ملامت سُنی۔
۲	رام چندر نے بمقابلہ حکم اپنے والد کے سلطنت پر لات ماری۔	۲	دیانند جی نے اپنے باپ کے حکم کی کچھ عزت نہین کی اور ہمیشہ نافرمانی کرتے رہے۔
۳	رام چندر نے اپنی سوتیلی مان کا ادب لحاظ حقیقی مان سے زیادہ کیا۔	۳	دیانند جی اپنی اصلی والدہ کو قتل کر کے گھر سے فرار ہوئے۔ اور اسی سبب سے اپنے والد سے خطاب "ماتا گھاتک" یعنے مادر کُش کا پایا۔
۴	رام چندر نے اپنے والد کے حکم سے لباس فقیرانہ پہنکر بن کا راستہ لیا۔	۴	دیانند جی نے اپنے والد کو دھوکا دینے کی غرض سے اور مجرم ہونیکی وجہ سے فقیرانہ لباس پہنا اور سر منڈوایا کہ جسمین کوئی پہچان کر گرفتار نہ کرے۔
۵	مہاراجہ رام چندر نے نہایت مصیبت مین مردانہ طریق سے عبادت الٰہی کی جسقدر کام کیے سب ایمانداری اور بہادری سے کیے۔	۵	مہاراج دیانند سرستی پر اول تو کچھ مصیبت ہی نہین پڑی۔ بطمع دنیا فریب و دغا کرتے رہے جب اپنے والدین سے فریب و مکر کیا تو دوسرے کی کیا ہستی ہے۔
۶	راجہ رام چندر نے اپنی تمام عمر مین کسی کا	۶	دیانند جی جب اول دفعہ گھر سے بھاگے

۶	ایک تنکا بھی نہین چرایا۔ نہ کبھی اپنے گھر مین چوری کی۔ اور جب گھر سے نکلے تینون آدمی خالی ہاتھ تھے۔ صرف ستر پوشی کو جو کپڑا تھا نہ پوشاک تھی اور حفاظت جان کو تیر و کمان	۶	تو زر و زیور چرا کر بھاگے جسکو راستہ مین ٹھگون نے لیا۔ اور وقت نظر بندی یعنے حراست کے سپاہی کا لوٹا لیکر بھاگے۔
۷	رام چندر نے کبھی اپنا نام نہین تبدیل کیا وہی ایک نام جو مان باپ کا رکھا ہوا ہے اور جو آج تک مشہور ہے۔	۷	سوامی جی نے اپنا نام دو مرتبہ بخوف گرفتاری و بجرم مات کھانے (مادر کشی) تبدیل کیا۔ اول "ادما شنکر" سے "سدھ چیتن" پھر "دیانند سرستی" بنے۔

نیز سر دیانند جی ایسے بانی کا چور تھے کہ مندر کی چوٹی پر بلا مدد رسی و سیڑھی لوٹا ہاتھ مین لئے ہوئے چڑھ گئے۔ اور چورون کی طرح سب سپاہیون کی نظر سے مخفی رہے۔ واہ واہ کیا کام کیا ہے زمانہ سابق مین لکھنؤ کے نامی چور چھپکلی کی چڑھائی کی طرح بے سیڑھی چکنی دیوارون پر چڑھ جاتے تھے۔ مہاراج نے اُن نامی چورون کے بھی کان کاٹے۔ اور یہ تو سنتے اور دیکھنے مین آیا ہے کہ نامی چور اور ڈاکو فقیرانہ لباس مین سب آفتون سے محفوظ رہتے ہین۔ اور مہاراج مین یہ بھی خوبی تھی کہ فریب دینے کے واسطے اپنا نام حسب ضرورت کے وقت بدل ڈالا کرتے تھے۔

مہاراجہ رام چندر کے چال چلن اور اُنکے بہادرانہ خیال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراج اُس زمانے مین اوتار تھے لیکن اوتار کا ماننا مذہب اسلام مین شرک ہے اس لئے آپ کو اول درجے کا لائق عابد پرہیزگار انسان کہنے سے ہم کسی طرح باز نہین رہ سکتے۔ اور مہاراج دیانند سرستی کو انکا جیون چرتر مندر کی چوٹی اور درخت کی سب سے اونچی شاخ پر کھڑے ہوکر آواز بلند پکار رہا ہے کہ فریبیونکا فریبی چالبازون کا چالباز سب سے بڑھکر دھوکا دینے والا سب سے عمدہ مکر کرنیوالا سب سے اعلیٰ داؤ کرنے والا "ادما شنکر یعنے سدھ چیتن مہاراج دیانند سرستی ہے"

افسوس! صد افسوس!! جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ ہلاکو نکلا۔

سوئم۔ آریہ (کتاب تہذیب الاسلام حصہ اول **صفحہ ۵**) **لیجئے** صاحب سوال حل ہو گیا۔ پتا لگ گیا کہ فریبیون کا فریبی۔ چالبازون کا چالباز۔ سب سے بڑھکر دھوکا دینے والا۔ سب سے عمدہ

نوٹ لہ تعزیرات ہند دفعہ ۳۷۸ سرقہ جو کوئی شخص بد دیانتی سے کوئی مال منقولہ کسی شخص کے قبضہ میں سے اسکی بلا رضامندی لینے کی نیت سے اس مال کی تبدیل جا کرے تو کہا جائیگا کہ شخص مذکور نے سرقہ کا ارتکاب کیا۔

مکر کرنے والا سب سے اعلیٰ داؤ کرنے والا کون ہے؟ آسمانی وحی بتا رہی ہے۔ پارہ نہم سورۂ انفال رکوع ۴۔ یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (ترجمہ) "لوگ فریب کرتے ہین یا کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا ہے یا کرتا تھا اور اللہ بڑھکر ہے تمام فریب کرنیوالون سے" یوریکا! یوریکا!! (پالیا! پالیا!!) تمام سائنس دان ٹکرین مارتے تو اس سوال کا حل نہو سکتا مگر آسمانی وحی نے اسکا فوراً حل کر دیا اور بتا دیا کہ تمام فریب کرنیوالون سے اللہ بڑھکر ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہو "کہ اللہ فریبون کا فریبی ہے"

یہ اعتراض جو برھمچاری جی نے فرمایا ہے غلط ہے۔ اور آنکے تعصب و ہٹ دھرمی اور کم علمی پر مبنی ہے۔ ہم اس اعتراض کا جواب کلام مجید" اور محققانہ طریق" سے اور نیز الزامی جوابون سے دیتے ہین۔

جواب اعتراض اول

دفعہ۔ اول۔ جب ہم یہ بدلائل ثابت کر چکے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کی رسالت منجانب حق ہے اور دیانندی ایشور مین لیاقت خدا ہونیکی نہین اور نہ قابل تسلیم ہے اور وید بھی کلام الٰہی نہین۔ اسکے باعث سے ہمپر دوسرا جواب دینا فرض نہین ہے کیونکہ قرآن شریف کی سچائی خود بخود اور وید کا بطلان بہمہ وجوہ ہو جاتا ہے۔

دوم۔ جو شرطین ہمنے قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے لکھی ہین۔ اُن شرطون مین سے ایک شرط بھی برھمچاری جی پر صادق نہین آتی) ایک شخص جاہل المعرفت و ناواقف اصول مذہب کو جواب دیتے ہوے ہمین خود شرم آتی ہے۔ کیونکہ ع جواب جاہلان باشد خموشی"

شاگرد۔ آپ کا فرمانا بجا۔ درست ہے کیونکہ آپ کے بیان سے سب اعتراضات خود بخود رد ہو گئے۔ معترض کی بھی بیخ کنی ہو گئی۔ تاہم سب اعتراضون کے جواب آپ پر فرض ہین۔

اُستاد۔ اعتراض ماسبق کچھ ایسا مشکل نہین ہے جسکا جواب شافی نہو سکے لیکن ع مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے۔

ہم اس اعتراض کا جواب صاحبان آریہ کی خدمت مین پیش کرتے ہین۔ اور یہ بھی التماس ہے کہ اپنے گرو دیانند جی کے حد کلام سے باہر قدم نہ رکھین تو بیشک اس اعتراض کے جواب سے لطف حاصل ہوگا۔ اور جب اپنے گرو کے کلام اور نیز اپنی کتابون ہی کو نہ مانینگے تو مجبوری۔

عالم ہی علم کلام سے حظ اٹھا سکتے ہین جاہل نہین — کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس صفحہ ۸۹ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۷۱ منتر ۴۔ جو بے علم ہین وہ سُنتے ہوے نہین سنتے اور دیکھتے

ہوے نہین دیکھتے بولتے ہوکے نہین بولتے۔ یعنے جاہل لوگ علم کلام کے راز کو نہین جان سکتے۔

(کتاب ستیارتھ پرکاش سمّلاس پہلا صفحہ ۳۔ سطر ۲۔ سے ۳ تک) کہ جہان جس معنی کو لینا واجب ہو وہان اُسی کو لینا چاہیے۔ تو اندرین صورت ہمکو اور سبکو ایسا ہی ماننا اور عمل مین لانا چاہیے۔

(پنڈت جی کے اس کلام پر نظر کرکے ہمارے جواب منصفانہ ملاحظہ ہون۔

شاگرد آپ بیان فرمائیے ناظرین ضرور اس وید کے حوالہ کا خیال رکھین گے۔

اُستاد سُنیے۔ قرآن شریف زبان عربی مین ہے۔ اور جسقدر ترجمے ہوے ہین وہ لفظی ترجمے ہوے ہین مذہب اسلام مین کوئی لفظ تبدیل کرنا یا خلاف ترجمہ کرنا گناہ کبیرہ سمجھا گیا ہے۔ صحت قائم رہنے کی غرض سے ترجمہ تحت لفظی لکھا گیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ترجمہ تحت لفظی سے مطلب اچھی طرح واضح نہین ہوتا یہ دقت رفع کرنیکی غرض سے تفسیر لکھی گئی ہے۔ اس آیت کا مطلب بیان کرنیسے پہلے ہم یہ بھی بتاتے ہین کہ معترض نے پوری آیت نہین لکھی ہے صرف مغالطہ دینے کے لئے ایک ٹکڑا لے لیا ہے **تفسیر خُلاصة المنہج** تصنیف ملا فتح اللہ کاشانی رحمت اللہ مطبوعہ مطبع اعجاز محمدی اکبرآباد صفحہ ۵۰ سورۂ انفال منزل ۲۔ پارہ نہم وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور یاد کرو اسے محمد جسوقت مکر و فریب کیا تم سے کافرون نے لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ کہ قید کرین تمکو یا قتل کرین تمکو یا شہر بدر کرین تمکو۔ یَمْکُرُوْنَ اور (کفار قریش) مکر و فریب سے خفیہ خفیہ دل آزاری کی تدبیرین کیا کرتے تھے وَیَمْکُرُ اللّٰہُ اور سزا مکر و فریب کی دینا جانتا ہے خدا۔ (اس مین شک نہین کہ ٹھیک ایسا ہی ہوا ہجرت سے پہلے قریش منصوبہ گانٹھ رہے تھے کہ محمدؐ کو قتل کردو یا قید کرو بدرین پروردگار عالم نے قریش کو مکہ سے نکالکر مقام بدر مین پہونچا دیا یہ تو دیس نکالا خود انہین کا ہوا رہا قتل و قید کا وبال سو جنگ بدر مین شمشیر اسلام سے قتل ہوے اور بدست اسلام قید بھی ہوے۔ شوکت اور کثرت کا گھمنڈ کہ ہم لشکر اسلام کو خاک مین ملا دینگے۔ ایسے غارت ہوے کہ پتہ نہ لگا اب یہ وقت ہے کہ مکہ مین انکا نام لینے والا بھی کوئی نظر نہین آتا) وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ اور خدا ٹھیک سزا دینے والا ہے دغاباز فریبیون کو۔

دوسرا حوالہ تفسیر حسینی اردو مندرج حاشیہ قرآن کلان مطبوعہ میو پریس دہلی سنہ ۱۳۰۵ھ صفحہ ۲۲۶۔ منزل ۲۔ پارہ ۹۔ سورہ ۸۔ انفال اِذْ یَمْکُرُ بِکَ اور یاد کر تو اُسکو کہ مکر کیا تیرے ساتھ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اُن لوگون نے کہ کافر ہوے لِیُثْبِتُوْکَ کہ تو صبر کرین تجھے اَوْ یَقْتُلُوْکَ یا مارین تجھے۔ (شمشیر ہاے مختلف سے) اَوْ یُخْرِجُوْکَ یا باہر کرین تجھکو مکہ سے) وَیَمْکُرُوْنَ اور وہ بد اندیشہ کرتے ہین وَیَمْکُرُ اللّٰہُ اور جزا دیتا ہے خدا اُنکو مکر اُنکے مکر کی وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ اور خدا بہتر

جزا دینے والا ہے مکارون کو۔ (۲) اور جزا وہ ہے کہ مکر ان کا اُنھین پر رد کرتا ہے اور اُن کو اُس کنوئین مین کہ دوسرے کے لئے کھودا ہے گراتا ہے"۔

ناظرین - غور و انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ ان دو تفسیرون کی عبارت سے خدا کی شان مین مکاری کا دھبہ کس طرح لگ سکتا ہے بلکہ جو شخص ایسا کہے وہ خود ہی مکار ہے -

جواب از روے محاورہ لغت عرب

۳- آیت معترضہ مین جو تکرار لفظ مکر ہے - اس کو صنعت اشتقاق کہتے ہین - کلام مین یہ بھی ایک قسم کی خوبی ہے - لفظ "مکر" کے گیارہ معنی لغات مین ہین جن مین سے صرف ایک ہی معنی ہر جگہ معترض نے استعمال کئے ہین - جو وقت مین ایک ہی معنے محل ہر جگہ خلاف منشاء کلام کے لئے جائینگے تو ساری خوبی اور صنعت [illegible] بھی نہ رہیگی بلکہ قبیح متصور ہوگی - اور معترض کے اظہار جہالت کے علاوہ قول وید منتر سچی کی [illegible] پوری پوری مخالفت ہو جائیگی - اس لئے دوسری جگہ مکر کے مناسب اور برمحل معنی جو کئے ہین - واقعہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے اور [illegible] کرتی ہے اور مطابقت منشاء متکلم بھی ہوتی ہے - پس اسکے منافی معنی لینا سراسر جہالت و نادانی ہے -

چونکہ یہ پنڈت جی علم کلام سے ماہر نہین ہین اور علم عروض و صنائع و بدائع وغیرہ سے واقفیت نہین رکھتے ہین - اور آخری شرط بھی اُن پر صادق آتی ہے - اور آریہ مت مین بھی بوجہ ناواقفیت علم مستشکک ہین - اور جو کتابین آریہ مذہب کی زبان اردو مین ہین اُنھین بھی بنظر تحقیق نہین دیکھا ہے - اسلئے معترض ہین - اگر علم مین بہرہ ہوتا تو ایسے بیجا اعتراض نہ کرتے - ع جو ظرف ہے خالی وہ صدا دیتا ہے -

اس پر طرہ یہ کہ انصاف پسندی و حق گوئی بھی دل مین نہین ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی پر بھی تُلے ہوئے ہین - اگر از روے تحقیق و انصاف غور کیا جائے تو محل اعتراض نہین ہے کیونکہ اسکے شواہد بکثرت موجود ہین - مگر اسجگہ صرف دو شاہد پیش کئے جاتے ہین -

کسی زبان کی کوئی عبارت نظم ہو یا نثر اُسکی خوبی علاوہ فصاحت و سلاست و بلاغت صنعات کے یہی ہے کہ با محاورہ بول چال روزمرّہ ہو - نظر بران قرآن مجید کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ "باوجود حسن بلاغت و فصاحت و سلاست و مقفّہ و مسجع و مرجز و معنویت جامعیت واقعات و اوامر و نواہی و خیار و مخزن علوم و فنون و توحید وغیرہ وغیرہ کے"۔

باعتبار زبان و محاورۂ روزمرہ - خاص اہل عرب جو جو اسوقت مین عالم فاضل - ادیب - منشی شاعر موجود تھے ایک چھوٹی سی آیت کے مقابل مین بھی لاجواب رہے -

اب ہم اسکی مثال و شہادت خاص اہل زبان کی کلام سے پیش کرتے ہیں - منقول از سبعہ معلقہ - کلام عمرابن کلثوم التغلبی (شعر)

اَلَا لَا یَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَیْنَا ۞ فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِیْنَ

(ترجمہ) آگاہ ہو نہ جہالت کرے کوئی ہمسے (پس اگر کوئی جہالت کریگا) تو جہالت کرینگے ہم زیادہ جہل سے جاہلون کے -

دیکھئے جہالت کیسی بُری چیز ہے مگر جزاءً اپنی طرف منسوب کیا ہے کس نے ایسے نامی شاعر کامل ادیب نے کہ جو شعراے سبعہ معلقہ مین سے ہے - اس شعر کے مضمون سے بدیہی اعتراض باطل ہوتا ہے اور جہالت معترض ثابت ہوتی ہے -

دیگر منقول از باب الحماسہ - کلام ابی الغول طہوی (شعر)

هم منعوا حمى الوقبى بضرب	يؤلف بين اشتات المنون
فنكب عنهم درء الاعادي	وداووا بالجنون من الجنون

شاعر نے کچھ لوگونکی مدح کی ہے اُسی نظم سے یہ دونون شعر ہین - یہ شاعر بڑا مشہور اور اہل زبان گذرا ہے - پہلے شعر کا یہ مطلب ہے "کہ اُن بہادرون نے حمایت کی سبزہ زار وقبی کی ایسی ضرب سے جو جمع کرتی ہے متفرق موتون کو" دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے "پس دور کیا اُن سے دفع اور ظلم کو دشمنون کے اور دوا کی اُنھون نے جنون کی جنون سے" مشابہ اس امر مین ہے کہ مراد یہ ہے کہ جزاء جنون دی اُنھون نے نہ یہ کہ وہ خود مجنون ہوگئے - اس لئے کہ پہلا شعر ظاہر کر رہا ہے کہ شعر دوسرا مقام مدح مین کہا گیا ہے نہ مقام مذمت مین - پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقام افادۂ جزاء مین اہل عرب کا محاورہ ہے

چونکہ قرآن مجید زبان عربی مین نازل ہوا ہے پس ضرور تھا کہ یہ مطابق محاورۂ اہل عرب ہو اگر ایسا نہو تو کلام کے علاوہ اور خوبیون کے جو نہایت اعلی صفت تھی وہ نرہتی - اور کلام شعراء زمانہ پر اسے کبھی فضیلت حاصل نہوتی نہ الہامی و معجزہ مانا جاتا - اسی محاورہ عرب کی بنا پر خدا نے آیت معترضہ ارشاد فرمائی جس سے برہمچاری جی کی جہالت ظاہر ہوتی ہے اور اعتراض کی تردید -

۴ - جواب تحقیقی یہ ہے - کہ ہر زبان مین بعد سو دو سو برس کے کچھ نہ کچھ تغیر ہوجاتا ہے اس سورہ کو نازل ہوئے عرصہ ۱۳ سو برس کا ہوا قرآن مجید اُس زمانے کے محاورات کے موافق ہے جس ملک کی جو زبان ہوتی

ہے اُسی ملک والے اُس کے عیب و ہنر اور محاورہ کو خوب سمجھتے ہین دوسرے ملک کا رہنے والا اس کی باریکیون کو اچھی طرح نہین سمجھ سکتا۔ مثلاً ایک ہندی شخص سوا اپنے ملک کی زبان کے اور کسی زبان کے عیب و ہنر و محاورات سے اچھی طرح واقف نہین ہو سکتا۔ اسیطرح عربی زبان کی فصاحت و بلاغت اور محاورات کو مثل اہل عرب نہین سمجھ سکتے۔

اسی واسطے اہل عرب اپنے مقابل مین تمام غیر زبان والون کو باعتبار فصاحت و بلاغت عجم د گونگے کہتے ہین۔ مثلاً انگریز لوگ اُردو زبان پڑھتے ہین بولنے کی مشق کرتے ہین امتحانون مین بھی پاس ہو جاتے ہین لیکن پھر بھی ایک جاہل اہل زبان کے برابر نہین بول سکتے۔ ہان ٹوٹا پھوٹا مطلب سمجھ سکتے ہین۔ اور جب کسی سے گفتگو کرتے ہین تو پہلے اپنے دل مین انگریزی عبارت کا تصور کر کے اُسکا ترجمہ اُردو مین کر دیتے ہین۔ اگر اسی قیاس سے اس آیت کے معنی اُس زمانہ مین حسب منشا معترض ہوتے تو مذہب اسلام مین بڑا رخنہ پڑ جاتا کیونکہ اُسوقت مین بڑے بڑے نکتہ چین اہل زبان عالم و فاضل مخالفان اسلام موجود تھے اور رشب و روز اسی کد و کوشش مین رہتے تھے کہ کوئی خردہ گیری و گرفت سے حضرت کی رسالت کا ابطال کرین لیکن سب بوجہ صداقت اپنے ارادون سے مجبور رہے اور تعجب ہے کہ اسلام لائے۔ پیر ہمچاری جی کی کیا ہستی حقیقت ہے جو زبان ہلا سکین۔ **شعر**

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا	[illegible] ہین دیتے [illegible] گالیان صاحب

اگر پر ہمچاری جی کے موافق بھی لفظ مکر کے ایک ہی معنی سب جگہ لئے جائین تب بھی کوئی مضائقہ نہین معلوم ہوتا کیونکہ مکر اُن مکارون کا جو دل آزاری و بداندیشی کی فکر مین تھے مذموم تھا اور جو مکر خدا کیطرف معترض نے راجع کیا ہے وہ ممدوح تھا۔ اسلیئے کہ بمقام مکر شناسی اور بدافعت ضرر و حفاظت باطنی و بہی خواہی پر مبنی تھا جو از روے تفرس واقع ہوا ہے۔ جیساکہ مثال ذیل سے ظاہر ہوگا۔

مثال ۔ مثلاً کوئی شخص بباطن ہمارے ساتھ دشمنی اور بظاہر دوستی رکھتا ہے۔ اور ہمین کوئی زک پہونچانے یا مکر و فریب و کید سے کوئی تکلیف و ضرر دینے کی فکر مین ہے۔ اور اُس نے مطابق قصد عمل کیا۔ مگر ہم نے از روے فراست و فہم کے اُس کے قصد سے واقف ہو کر اُسکے ضرر سے بچنے کی خفیہ تدبیر کی تاکہ مخالف پر ہمارا علم بھی ظاہر نہو اور ہم ضرر سے بھی محفوظ رہین تو گویا ہمارے اس فعل سے یہ ثابت ہوا کہ ہمنے بھی اُسکا مقابلہ ویسا ہی کیا۔ تو ایسی صورت مین دھوکا دہی طرفین کی طرف عائد تو ہوئی یعنی اُس نے بھی دھوکا دیا اور ہمنے بھی کہ اپنی تدبیر کو اُس سے چھپایا مگر ہماری دھوکا دہی ممدوح اس لئے کہ ہمنے ضرر سے بچنے اور اپنی حفاظت کے لئے جو تدبیر کی تھی وہ مستحسن تھی

اور مخالف کا فریب جو اول بطور شرط مذکور ہوا وہ مذموم تھا یعنی اُس کی فکر ایذا رسانی - بداندیشی و بدنیتی کے ساتھ بھی - علیٰ ہذا اس صورت مین لفظ مکر جو خدا کی طرف مضاف ہوگی تو جزا ہوگی - پس اس مثال سے بھی معنی جزا کے ثابت ہوتے ہین جس سے اعتراض بدیہی طور سے باطل ہوتا ہے -

شاگرد - آپ کا بیان قابل تعریف ہے - براہ مہربانی کوئی الزامی جواب بھی دیجئے -

(الزامی جواب)

اُستاد - جواب الزامی بھی ممکن ہین اول تو مخالفان اسلام یعنی آریون مین چند کتابین جنکی کچھ سند نہین دیانندجی کی گپ شپ اور اُن کے چیلون کی اناپ شناپ گفتگو ہے کوئی کتاب ترجمہ وید پرانے عالمون سے نہین ہے - دیانندجی کی کسی کتاب اور ترجمہ کا کوئی عقلمند اعتبار نہین کرسکتا - مہاراج محض فریبی اور جھوٹے تھے - اور علم الٰہی سے جاہل محض تھے - اُن کے لائق چیلون نے اُس پر بہت رنگ چڑھایا ہے آخر کو ایکدن فریب کھل جاتا ہے اور رنگ اُتر جاتا ہے - ایسا ہی ہوا - انھین کچے رنگ کی رنگی ہوئی کتابون سے دو چار ثبوت دیتا ہون - دیکھو دیباچہ رگوید آدی (۱) بھاشیہ بھومکا صفحہ ۴۱ - فقرہ - ۴ - ۶) اگرچہ اس منتر کا ترجمہ اول پروفیسر میکس مولر صاحب نے خود کرکے دکھلایا ہے اور اُس کے بعد سائن آچاریہ کا ترجمہ دیا ہے مگر چونکہ ہم سائن کو یورپ کے سنسکرت دانون کا گرو سمجھتے ہین اسلئے اول اُسی کا ترجمہ کرینگے میکس مولر صاحب نے سائن کا ترجمہ مختصر طور پر لکھا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ اہل یورپ معمولی کتابون کی طرح وید کے منترون کا ترجمہ فقرہ فقرہ کا کرتے ہین یعنی منتر کے ایک ایک لفظ کے مقابل مین ایک ہی ایک لفظ انگریزی رکھدیتے ہین - خواہ وہ لفظ منتر کے معنی کو پورا پورا ادا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو اسکے خلاف آریہ ورت کے پنڈت ہر لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک فقرہ کرتے ہین تاکہ مطلب پورا پورا ادا ہو نہین کمی نرہے اسلئے ہم سائن کا ترجمہ بھی سوامی جی کے ترجمہ کیطرح اُن کی اصلی سنسکرت سے لفظ بلفظ کرینگے -

اس فقرہ پر ہمارے دو تین اعتراض ہین -

اول یہ کہ میکس میولر صاحب نے جو ترجمہ لفظی کیا ہے بموجب آپ کے فرمانے کے اُس سے پورا پورا مطلب حاصل نہین ہوتا ہے تو حضور دھرمپال جی آپ پھر کس طرح لفظی ترجمے سے قرآن شریف کا مطلب حاصل کرسکتے ہین -

دوسرے یہ کہ علماے متقدمین نے وید کے جتنے ترجمے کئے ہین آریونکے ادہر کے بیان سے

وہ سب غلط ہیں اور دیانندجی کا ترجمہ صحیح ہے۔ پس یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ سب علما تو غلط اور ایک شخص دیانندجی باوصف ورد غلگوئی سچے۔

آپ ہی کے گرو کے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظی ترجمہ سے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا اور یہی ہمارا مطلب ہے۔

تیسرے یہ کہ حوالۂ سبق مندرجہ آغاز عبارت کے مطابق بھی آپ اپنے گرو کے حکم سے باہر ہو گئے۔ اور بربنائے قول دیانندجی کہ جو کوئی کسی راجہ یا گرو کی عدول حکمی کرے وہ جہنمی اور قابل قتل ہے۔

دوسرا الزامی جواب۔ دیکھو کتاب **ستیارتھ پرگاش** صفحہ ۱۲ - فقرہ ۲۲ - مین (سوریہ) نام خدا کا لکھا ہے۔ اور زبان سنسکرت مین سوریہ کا لفظی ترجمہ سورج ہے۔ پس اگر ہم بغیر سمجھے بوجھے اور بلا مطالعہ تفصیل و تشریح کے باعتبار لفظی ترجمہ یہ کہنے لگین کہ آریہ مذہب مین سورج کو خدا مانتے ہین جو ایک ادنی مخلوق خدا ہے۔ تو اصل مطلب سے کسقدر دوری ہو جائیگی۔ اور ہمکو بھی مثل برہمچاری جی کے سب بیعقل و جاہل تصور کرینگے۔

تیسرا الزامی جواب۔ کتاب ستیارتھ پرگاش صفحہ ۷ مین "اگنی" بھی ایک نام خدا کا ہے پس بلا توضیح و تشریح اسی چولھے کی آگ" جس سے کھانا پکاتے اور حقہ پیتے ہین" کو خدا ماننے لگین تو کیا آریہ لوگ مثل برہمچاری جی کے لا یعقل ہمین بھی نہ کہینگے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

ناظرین۔ مین پہلے اعتراض کا جواب شافی دے چکا۔ امیدوار ہون کہ تعصب کو دفع کرکے ازراہ انصاف ملاحظہ کیجئے۔ اور جو برہمچاری جی نے صفحہ ۱ سے ۸ تک مجذوب کی بڑ ہانکی ہے اس سے صرف ضخامت و حجم کتاب کے سوا اور کوئی منشا نہیں پایا جاتا۔

اے صاحبان آریہ آپ کی وہی مثل ہے کہ کانا اپنا ٹینٹ نہ نہارے اور کی پھلی نہارے اسجگہ یہ بھی صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے مذہب کی کتابین تو ایک طرف اپنے مذہب کی بھی کتابین آنکھ بند کرکے پڑھتے ہین کیا رگوید بھاشیہ بھومکا اور ستیارتھ پرگاش کی دو سطرین بھی آپ کی سمجھ مین نہین آئین۔ کیا یہ ذراسی بات بھی آپ کے دماغون مین نہین سمائی کہ لفظی ترجمہ سے بلا توضیح و تشریح مطلب سمجھ مین نہین آتا۔

میرے پیارے برہمچاری جی آپ کی آنکھون پر تو خدا نے جہالت کا پردہ ڈالدیا ہے بقول دیانند سرستی کے آپ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے سنتے ہوے نہین سنتے بولتے ہوے نہین بولتے۔

شکل دوسری

دعوی "پولیسی کیا ہے"؟

مین زبان سے تمکو سچا لاکھ بار کہہ دون	اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

شاگرد۔ یہ فرمائیے کہ پولیسی کیا شئے ہے اور یہ بھی ثابت کر دیجئے کہ کیونکر نیوالا فریبی دھوکہ باز سب سے بڑا کون ہے؟

اُستاد۔ (**دفعہ اوّل**) از **جیون چرتر** مصنفہ پنڈت جگن ناتھ داس مراد آبادی صفحہ ۱۔ واضح ہووے کہ سمبت ۱۹۴۵ مین مہاراج دیانند سُرستی نے اپنا جیون چرتر لکھا کر رسالہ تھیاسوفسٹ مین چھپوایا تھا۔ لالہ دلپت رائے جگرانوان والے نے اُسکو زبان انگریزی سے اردو مین ترجمہ کر کے بطریق کتاب لاہور مین طبع کرایا۔ جسکے دیکھنے سے اصلی حالات مہاراج کے معلوم ہوتے ہین۔

معلوم ہو کہ مہاراج دیانند سُرستی سمت ۱۸۸۱ بکرمی علاقہ راج میوڑی مین جو کاٹھیاوار کے ایک صوبہ مین ہے ایک اونچ ذات کی برہمنی کے بطن سے پیدا ہوئے لیکن باپ کا نام ظاہر نہین کیا۔ اسکا کیا سبب ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کسی چھتری یا ویش یا اور کسی نیچ ذات کے یہان بذریعہ نیوگ لہ پیدا ہوئے کیونکہ جسکے باپ ہوتا ہے وہ کبھی یہ بیان نہین کرتا کہ مین اپنی مان کے یہان پیدا ہوا ہون کوئی شخص چاہے کیسا ہی کم ذات ہووے لیکن اپنے باپ کا نام نہین چھپاتا۔

شاگرد۔ اُستاد ذرا سوچ سمجھ کر ارشاد فرمائیے۔ مہرشی دیانند سرستی اور نیوگ کی اولاد۔ رام رام رام!!! دنیا کا عجیب حال ہے۔

اُستاد۔ بھئی تم تو نیوگ کا نام سُنکر گھبرا گئے۔ ذرا میری طرف متوجہ ہو کر سُنو وید مین نیوگ کی ناجائز اولاد بمنزلہ اصل اولاد کے مانی گئی ہے۔ تمھارے ملکی رواج کی رو سے حرامی نہین کہلاتی۔ بڑے بڑے رشی منی مہاتما اور راجہ چکرورتی نیوگ سے پیدا ہوئے ہین جسکا مشرح بیان آگے کسی موقع پر کرینگے۔ ناجائز اولاد بڑی اُتم (عُمدہ) ہوتی ہے۔ اور مہاتماؤن کی اکثر یہی بنیاد ہے۔ مثلاً جب کسی آنب کے درخت مین قلم لگائی جاتی ہے تو اُس درخت کا آنب کیسا بڑا اور لذیذ اور میٹھا بے ریشہ ہوتا ہے۔ اسیطرح نیوگ سے حاصل کیا ہوا لڑکا صاحب قسمت طاقتور۔ موٹا تازہ۔ خوبصورت۔ تو ندیلا جوان۔ مہارشی عالم فاضل ہوتا ہے۔

یہ میری آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہے کہ جب مقام سہارنپور مین گھوڑون کا اسٹنٹ تھا ایک

نوٹ۔ لہ تعلق ناجائز یعنے زناکاری ۱۲

یوروپین افسر نے امتحان کیا ہے کہ اگر گھوڑی ولیر ہے تو اُس پر عرب کا گھوڑا چھوڑنے سے جو بچہ حاصل ہوا وہ نہایت مضبوط اور قابل تعریف ہوا بہ نسبت اُسکے جو ایک ہی قوم کے گھوڑون سے بچے پیدا ہوئے اس خیال سے عقلمند اور مہاتما رشی منی پیدا کرنیکے واسطے نیوگ کا عجیب و غریب نایاب نسخہ ہے۔

جب سوامی جی نے خیال کیا کہ میرے بیان سے لوگون کو گمان فاسد ہوتا ہے تب یہ حیلہ پیش کیا کہ اول جو مین نے اپنے باپ کا نام نہین بتلایا تو اُس کا یہ سبب تھا کہ شاید میرا باپ میری خبر سُنکر اور مجکو ڈھونڈھکر پکڑ لیجاتا۔ اور مجکو روپیہ ہاتھ سے چھونا اور ماں باپ کا مطیع خدمت ہونا پڑتا۔

شاگرد۔ کیا یہ بیان صحیح ہے؟ کیونکہ ہمارے خیال مین قابل اعتبار نہین ہے۔

اُستاد۔ ہان۔ بالکل صحیح ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

اوّل۔ کوئی شخص اپنے نامی گرامی کے بارے مین ایسی کریہ خبر نہین چھاپ سکتا۔ اگر اسکی کچھ اصلیت نہوتی تو یہ بات کبھی مشتہر نہ ہوتی **شعر**

بیخودی بے سبب نہین غالب	کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

دوئم۔ از روے "جیون چرتر" مصنفہ **آریہ سماج** بھی ٹھیک پتہ لگتا ہے گو کہ آریہ سماج ہر سال ایک نت نیا جیون چرتر تصنیف کرکے اُسکے عیوب پر پردہ ڈالتے ہین اور مٹاتے ہین۔ لیکن باوجود اسکے پھر بھی اُسکے نقص ظاہر ہوتے ہین۔ چنانچہ **جیون چرتر** مصنفہ آریہ سماج صفحہ ۲ باب اول فصل اول مین اسطرح لکھا ہے "سوامی دیانندجی کی اصل جاے پیدایش اور اُن کا اصلی نام تحقیق سے معلوم نہین اپنی جاے پیدایش کی بابت صرف اسیقدر بتلایا تھا کہ وہ گجرات دیس مین پیدا ہوئے"۔

اس فقرے سے صاف ظاہر ہے کہ مطلب مندرجہ بالا بغرض بدنامی چھپایا گیا ہے۔ کوئی عقلمند کبھی اسے باور نکریگا۔ کہ ایسے نامبردار وہ مشہور شخص کے نام و نشان کا پتہ نہ ہو۔ غیر ممکن۔ ۵۹ سال کی عمر ہوئی۔ ہندوستان ہی مین رہے۔ یہین وفات پائی۔ اور پنڈت لیکھرام خاص اسی کام کے واسطے متعین ہوئے اور اُنھون نے تحقیقات بھی کی مگر پھر بھی متحقق نہوا۔ کیا باعث؟ اگر کوئی معمولی مجہول الحال آدمی بھی ہو تو پتہ لگ جاتا ہے۔ نہ کہ جنکے باپ دولتمند امیر کبیر۔ زمیندار۔ تحصیلدار ہون اور اُن کا نام و نشان اُسی صوبہ مین کہ جو اُن کا وطن ہو نہ معلوم ہوا۔ ضرور معلوم ہوا بلکہ خود آریون نے بطور اہل عار روانہ بسبب اہانت سوامی جی "جسطرح بلی اور کتا اپنے بول و براز پر خاک ڈالکر چھپاتا ہے اسیطرح" عمدًا یہ بات پوشیدہ کی۔ **شعر**

[illegible] اے قاتل نہ ہو بیکار کا	وفاداروں کے خونکا داغ کیا دھبہ ہے کیچڑ کا

ان وجوہ سے بخوبی ثابت ہے کہ پنڈت جگن ناتھ داس مرادآبادی کا بیان بہت صحیح ہے۔

شاگرد۔ اس ثبوت سے مجکو سچائی پنڈت جگن ناتھ داس کی دریافت ہوئی۔ مگر ابھی تک یہ نہین معلوم ہوا کہ سوامی جی نے کیا کید و مکر کیا۔ اسکا بھی ذکر فرمائیے۔

اُستاد۔ اس جیون چرتر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراج نے پولیسی کی کہ اپنے باپ کا نام و مقام جگہ پیدائش کو چھپایا۔ اس سبب سے کہ آپکی پیدائش نیوگ سے تھی۔ اور اسکے بیان کرنے مین اہانت و ذلت تھی عقلا کے نزدیک سچ بات کا بھی چھپانا کید و مکر ہے۔

دوسرے جب سوامی جی نے سمجھا کہ میرے اصلی بیان سے لوگون کا خیال بدہوتا ہے تو اس وقت یہ مکر و کید کیا کہ باپ مجکو پکڑ لیجاتا اور دہان ماں باپ کی خدمت کرنا پڑتی اور روپیہ ہاتھ سے چھوڑنا پڑتا۔ اس بیان سے اُن کا مکر و کید اور زیادہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ سوامی جی نے روپیہ چھوڑنا تو کیا بمبئی کے سیٹھ کے یہان آٹھ آنہ سیکڑہ پر ہزارون روپیہ جمع کیا۔ اور ہزارون روپیہ کتابون کی سوداگری مین اپنے چیلون سے ٹھگا۔ اور منشی اندرمن کا جائز روپیہ دیدہ و دانستہ غصب کیا۔ کیا یہ سب بیانات مکر و کید و طمع ظاہر کرنے والی ہین۔ اور جب نام چھپایا تو بغرض پولیسی جھوٹ بولے۔

تیسرے "ماں باپ کی خدمت کرنا پڑیگی" واہ واہ! مہاراج دیانند سرستی جی یہ کلمہ تو آپنے ایسا فرمایا کہ جسکی تعریف نہین ہوسکتی۔

جتنے دنیا مین مذہب ہین اور جسقدر انسان ہین وہ سب کے سب اپنے ماں باپ کی خدمت و اطاعت کو اپنا فخر اور سعادت دارین سمجھتے ہین۔ اور آپکو ماں باپ کی خدمت سے عار و نفرت کہ اپنے محض اس خیال سے گھر ہی ترک کر دیا۔

بباعث اس کاست جھوٹ کے آپ کا خون بھی سفید ہوگیا۔ کہ ماں باپ کے حقوق کی ناشکری کی اور اطاعت سے دریغ کیا۔

اس سے پایا جاتا ہے کہ آپ مات گھاتک (مادر کُش) سنر دہوے ہین۔ اگر ماں مقتول اور باپ قرض رہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ ایسا عالم شخص یہ عروج پاکر کبھی بخیال شفقت والدین اپنے ماں باپ کی درشن (قدمبوسی) کو آتا۔ جو نعمت غیرمترقبہ تھی۔ اس سے زیادہ ثبوت پولیسی و رکید و مکر کا کیا ہوسکتا ہے۔

شاگرد۔ ابھی اچھی طرح اطمینان نہین ہوا۔ برائے مہربانی کوئی اور ثبوت دیجئے۔

اُستاد۔ اس امر کے اتنے ثبوت میرے دل مین ہین کہ اگر سب کو لکھون تو ایک کتاب ضخیم ہوجائے۔ جبتک تمھارا اطمینان نہوگا مین برابر ثبوت دیے جاؤنگا۔

دفعہ دوم نمبر اول - جیون چرتر (**مصنفہ آریہ سماج صفحہ ۱۴۰**) مگر اس خیال سے کہ برت (روزہ) کا مہاتم (اجر) نجاتا رہے مول شنکر یعنے دیانند سُرستی اپنی آنکھوں پر پانی کے چھینٹے ڈالکر غنودگی کو دور کرتا اور جاگتا رہا - جب رات زیادہ گئی اور سناٹا ہو گیا ایک چوہے نے بل سے نکلکر جو چیزین مہادیو پر چڑھائی گئی تھین کھالین یہ وہی مہادیو ہے جسکی بابت کتھا مین بیان کیا گیا ہے کہ وہ آدمی کیطرح ایک دیوتا ہے جو ہاتھ مین ترسول اور ڈمرو بجاتا ہے - اور کیلاس پربت کا مالک ہے اور جس سے خوش ہوتا ہے اُسکو دعا دیتا ہے اور ناراض ہونیکے وقت سراپ (**بد دعا**) دیتا ہے - **لیکن یہ مورت** ناچیز ایک چوہے کے بھی ہٹانیکی طاقت نہین رکھتی سمت ۱۸۹۴ بکرمی ماگھ بدی چودس کو ایک چھوٹا بالک رات کو جاگا اور شیو (**مہادیو کی مورت**) نے دعا دی کہ اے مول شنکر دیانند سُرستی - اُٹھ اور تحصیل علم کر دیدون کا معائنہ کر اور لوگون کو سمجھا مول شنکر نے اپنے کانون سے یہ الفاظ نہین سُنے اور نہ پتھر کی زبان سے کسی نے بیان کئے لیکن اسمین شک نہین کہ اُنکے دل پر یہ کلمات پورے طور سے نقش ہو گئے - سوامی ... صاحب فرماتے ہین کہ یہ مہاراج پر الہام ہوا - ... مہاراج کا ضبط ... فوراً اپنے باپ کو جگا کر دریافت کیا کہ آپ میرے شک کو رفع کیجیے کہ یہ مہادیو کی مورت جو اس مندر مین ہے وہی ہے جسکا بیان پرانون مین لکھا ہے - انھون نے خشم آلودہ ہو کر کہا کہ تو کیون پوچھتا ہے سوامی جی نے جواب دیا کہ اس پتھر کے مہادیو پر چوہے دوڑتے ہین اور اُسکو خراب کرتے ہین یہ بت نہ چوہون سے اپنی حفاظت کر سکتا ہے بلکہ سرتک بھی نہین ہلا سکتا اسلیے اس بت کے ذریعے سے خدا حاصل نہین ہو سکتا۔

توضیح - عبارت مندرجہ بالا سے صاف ... ہوتا ہے کہ یہ بیان مہاراج کا بالکل بنا وٹی اور مکروکید کا ہے جسکا ثبوت ہم کئی طرح سے ہدیہ ناظرین کرتے ہین -

۱ - یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مہادیو کے مندر جسقدر ملک ہند مین ہین کسی مندر مین مہادیو کی مورت نہین رکھی جاتی - صرف مہادیو کے لنگ (**عضو تناسل**) کی پوجا ہوتی ہے - اگر کوئی آریہ لائق ہو تو ہمکو بتلاوے کہ کس مندر مین مہادیو کی مورت ہے ؟

پس یہ اصلی بات نہین ہے - چونکہ مہادیو کی مورت نہین ہوتی اسلیے مہاراج نے غنودگی مین مورت اور چوہون کا خواب دیکھا ہے۔"

مہاراج کا یہ بیان کہ "وہ اپنے باپ کو جگا کر دریافت کیا" کیا شیو راتری کے روز مخصوص دیانند جی ہی برت سے تھے اور وہی جاگ رہے تھے اور انکا باپ جو انسے اُسوقت ہر لحاظ سے افضل تھا وہ سو رہا تھا - اور برت سے نتھا - اور اُس جگہ کوئی بھی برت سے نہ تھا نہ جاگتا تھا" یہ بھی خلاف عقل ہے -

"اور یہ بُت سر تک نہین ہلا سکتا" جب سر ہوا تو ہاتھ پاؤن بھی ضرور ہونگے اس حساب سے پوری پتھر کی مورت معہ ترسول وغیرہ کے ثابت ہو گئی - اور ہمارے ادیب کے بیان سے یہ بات ناممکن ہے - اگر یہ واقعہ راست راست ہوتا تو کبھی دیانندجی مہادیو کے سر ہلانے کا اظہار نکرتے کیونکہ مہادیو کی مورت نہین ہوتی اسلیے ثابت ہوا کہ دیانندجی نے اپنے آپکو الہامی شخص ثابت کرنے کے واسطے یہ من گڑھت باتین کید و مکر اور فریب کی بنائی ہین - اور یہ اُنکی پولیسی تھی -

۴ - جب آریہ سماج والے مہادیو کو دیوتا نہین مانتے اور اُسکی پرستش کو شیطانی کام تصور کرتے ہین اور شیو پران یعنے مہادیو کے بیان کی کتاب کو سراسر جھوٹا اور لغو سمجھتے ہین تو دیانندجی کو یہ دعا کس نے دی کہ وید پڑھکر لوگون کو منادی کرو - اور رات بھر کے جاگنے کی محنت سے کون خوش ہوا اور بے زبان پتھر کا لنگ کس طرح گویا ہوا - ہان یہ البتہ ممکن ہے کہ بقول آریون کے یہ شیطانی کام ہے اور بیا عث دیانندجی کی محنت کے شیطان خوش ہوا اور موقع پاکر آپکے گھٹ (دل) مین سما گیا - اور آریون کے ایشور کو وہان سے بھگا کر اپنا پورا قبضہ کر لیا - اور اس مقدمہ مین سرسید احمد خان صاحب کی یہ شہادت پیش کی ہے اگر کوئی دُنیوی امر ہوتا تو اُسمین بھی غیر متشرع کی گواہی مستند نہین اہل اسلام کے نزدیک معتبر نہین ہے - نہ کہ معاملات دینی مین - بقول اُنکے وہ بھی الہامی شخص تھے ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو + اور جو سوامی دیانندجی کی نسبت لفظ بالک جیون چرتر کی عبارت مذکورۂ بالا مین استعمال کیا ہے - تو کیا اچھا معلوم ہوتا ہے کہ بیس بائیس برس کے شخص کو جسے بیٹا کہنا چاہیئے تھا جوان کہنا چاہیئے بالک کہا ہے - کیا مہاراج دودھ پیتے تھے - نادان بچہ تھے - یا از روے مہاورۂ پنجاب کے منڈہ تھے

ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس روز دیانندجی پورے پورے شیطان کے مرید ہو گئے - اور وہی مثل ہوئی کہ ایک تو کڑوا کریلا دوسرے چڑھا نیب -

مہاراج جب سے سن تمیز کو پہونچے کوئی کام دھرم کا اُنسے سرزد نہین ہوا -

یہ بات ہم از روے تعصب نہین کہتے بلکہ ہم اپنے قول کی اسی رسالہ ذوالفقار حیدری مین ثابت کر دینگے - اب ہمارا ادیب کا بیان باواز بلند پکار پکار کے کہہ رہا ہے کہ تریمبون کا فریب - مکر اور کید کرنیوالا سب سے اعلی درجہ دیانند سرستی ہے -

دیگر - از جیون چرتر (مصنفہ آریہ سماج صفحہ ۱۴۸) اپنی عمر کے بیسوین سال کے ختم ہوتے ہی سنت ۱۹۰۰ مین دیانندجی نے اپنے والد سے تقاضا کرنا شروع کیا کہ وہ اُنھین کاشی جی بغرض حصول تعلیم بھیجین تاکہ وہ اس جگہ (یا کرن) جوتش وید کے گرنتھون مین تعلیم پائین - اس (۲)

بات مین انکی ماتا اور خاندان کے سب آدمیون نے مخالفت کی۔ اور کہا کہ گھر ہی مین جہانتک ہوسکے پڑھو۔

۱۔ یہ بات بھی سراسر جھوٹی اور بناوٹی ہے کیونکہ اگر سوامی جی کو برضامندی والدین کے گھر سے جانا ہوتا تو مات گھاتک کس طرح ہوتے یہ تو اپنے داؤن گھات اور تاک مین وقت کے منتظر تھے کہ کب موقع ملے اور اپنی پیاری مان کو مار کر اور زر و جواہر چرا کر کہین کا راستہ لون ورنہ یہ سوال اس راوے کے خلاف ہے۔ اسلیے۔ کید و مکر اور جھوٹی بات ہے۔ اگر دیانند جی کا ارادہ تحصیل علم کا بنارس مین ہوتا تو [illegible] گھر سے بھاگے تھے سیدھے بنارس ہی جاتے۔ کون سی بات اسوقت بنارس جانیمین سدراہ تھی اور کیون اپنی عزیز عمر کے قابل قدر چند سال لنگاردن۔ ٹھگون۔ بدچلن فقیرون جنگلون پہاڑون مین بلا سبب بت پرستی کرتے ہوے۔ بھاگتے چھپتے پھرے۔ اسبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ باعث جرم مات گھاتک اور چوری بخوف جان چھپتے اور نام بدلتے ہوے فقیرانہ لباس مین بھاگتے پھرے۔ جیسا کہ زمانہ حال مین مجرم لوگ اسی طرح زندگی بسر کرتے ہین۔ انہین سے بعض بذریعہ سراغرسانی گرفتار ہوکر سزا پاتے ہین اور بعض بچ جاتے ہین۔

اسلیے ثابت ہوتا ہے کہ بیان سوامی جی کا محض غلط اور دروغ ہے۔ مہاراج کا مکر و کید اور فریب اور حیلہ بازی ظاہر۔

دیگر۔ (ایضاً صفحہ ۴ سطر ۱۵) "ان حالات کو دیکھکر سوامی جی پر دہشت طاری ہوئی مارے ڈر کے اپنی جگہ سے اٹھکر والد کے پاؤن پر گر پڑے اور کہا کہ لوگون کے بہکانے سے مین دھوکے مین آگیا ہون آپ خفا نہوجیے مجھے معاف فرمائیے یہانسے میرا ارادہ گھر کی طرف جانے کا تھا۔ اچھا ہوا کہ آپ بھی تشریف لے آئے۔ مین آپ کے ساتھ جانیکو راضی ہون"

واہ واہ رے ننھے منے بالک شیرخوار بچے آپنے مکر و کید کی تعلیم ماں کے پیٹ ہی مین پائی تھی۔ آپکی تو اور فریب مین عقل کے دشمن ہی پھنس جاتے ہین اگر آپکا ارادہ سچ مچ گھر جانیکا تھا تو حوالات سے توڑ چرا کر کیون بھاگے۔ ؟ اور وہ کون شخص ہے جسنے آپکو بہکا کر بھاگنے پر آمادہ کیا تھا جنس اور قسم انسان مین سے تو کوئی نہین ہے۔ نہ جیون چرتر مین ذکر ہے البتہ آپکی طمع اور بدچلنی اور دغابازی نے گھر سے نکالا۔ ورنہ گھر کے اور باہر کے لوگ آپکے باہر نکلنے پر راضی نہ تھے بلکہ مخالف تھے۔ براہ مہربانی بہکانے والے کا نام بتلایئے۔

ان باتون سے آپکے مکر و کید اور فریب بخوبی ثابت ہین۔ برہمچاری جی غور کیجیے کہ مین سچائی دل اور صاف نیت سے بلاتعصب یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ گرو جیون کا فریبی۔ ہمیشہ اور ان کا مکار۔ اعلیٰ درجہ کا کید کرنے والا۔ بدچلن۔ ۲۱ برس کا جوان۔ لیکن بالک ننھا منا۔ دیانند سرستی ہے۔

شاگرد - آپ نے بہت جلد نتیجہ مندرجہ بالا نکال دیا - میری سمجھ مین اچھی طرح نہین آیا - گزارش یہ ہے کہ "جیون چرتر" (**مصنفہ آریہ سماج** صفحہ ۱۴۵) مین جو یہ فقرہ لکھے ہین انکا کیا مطلب ہے "اِس تشویش مین رونا پیٹنا کسکو سوجھتا ہے حتیٰ کہ اُنکی والدہ اور باپ نے طعن سے کہا کہ یہ لڑکا بڑا سنگدل ہے - لوگون نے بھی جو وہان رو پیٹ رہے تھے لعنت ملامت کی - مگر لاکھ لعنت ملامت کرو سوامی جی پر کچھ اثر نہوا" فقط براے مہربانی اس عبارت کے معنیٰ سمجھا دیجئے - اور یہ بھی بتا دیجئے کہ لعنت کسے کہتے ہین - اور کیسے شخص پر لعنت کرتے ہین - ؟

اُستاد - یہ عبارت اُس جگہ کی ہے کہ جب سوامی جی کی بہن نے انتقال کیا اور اُسکے رنج سے سوامی جی کی آنکھین نم نہوئین - تو جسقدر آدمی اپنے اور غیر وہان موجود تھے سب نے آپکو لعنت ملامت کی - آپنے اپنے بچپن اور شباب مین کسی روز آفرین اور شاباشی حاصل نہین کی - موقع مندرجہ بالا پر مان باپ اور سیکڑون آدمیون نے لعنت ملامت کی - راستے مین جان پہچان بیراگی نے لعنت ملامت کی - گرفتاری کے وقت باپ نے کسقدر لعنت ملامت کی معلوم ہوتا ہے کہ مہاراج دیانند جی کی گردن مین اس لعنتی طوق کا پڑنا بدا تھا ع

اینچہ نصیب است ہم میرسد - چاہے ہمارے آریہ بھائی کسیقدر تدبیرین کرین شب و روز کتابون کی ورق گردانی کرین کیسی ہی تاویلین کرین - لیکن جبتک یہ دنیا قائم ہے اور جیون چرتر مین آپکا نام ہے - یہ لعنت آپکا پیچھا نہ چھوڑیگی - جو کوئی اس جیون چرتر کو پڑھیگا اُسکے مُنھ چڑھکر بولیگی -

افسوس صد افسوس جب جیون چرتر ہی ہمکو لعنت کا سبق سکھلا رہا ہے تو ہم مجبور ہین - بقول شخصے نقل را چہ عقل - ہم یہ بھی بتاتے ہین کہ لعنت کسپر ہوتی ہے - چور پر - قاتل پر - جھوٹے پر - مکار پر - فریبی پر - ظالم سنگدل پر - مان باپ کے عدول حکم پر - اللہ تعالیٰ کی جناب مین گستاخی کرنیوالے پر - لالچی اور طامع پر - اپنے فائدہ کے لئے دوسرونکی گردن کاٹنے والے وغیرہ وغیرہ پر -

ہم مہاراج دیانند جی کے لحاظ اور ست دھرمی اور صدق سے کچھ نہین کہ سکتے - لیکن انکا جیون چرتر ہی خود شہادت دے رہا ہے اور جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے ہر صفحہ کے حوالے مع اصلی عبارت کے نقل کر دیے ہین جسکا جی چاہے مطابق کر لے -

اعتراض نمبر ۲ (کتاب تہذیب الاسلام حصہ اول صفحہ ۱ تا ...) مذکورہ بالا کہانی کے پڑھنے اور قرآنی آیتون غور کرنیسے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے کہ کیند کیا بلا ہے - در حقیقت ناپاک منصوبے بہتان اتہام - چالبازی فریب - بے ایمانی - وغیرہ ہی کا نام کیند ہے اب ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ کیا اللہ میان بھی اس مرض مین مبتلا ہے یا نہین - اللہ خود اس پاک **عادت** کا اقرار کر رہا ہے - اور کہ رہا ہے

دپارہ ۔ ۳۰ سورۂ طارق) تحقیق وہ بھی فریب یا دھوکھہ یا پولیسی۔ یا منصوبہ بنا رہے ہین (اللہ) مین ۔ بھی فریب یا دھوکھہ یا منصوبہ بنا رہا ہون اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ میان بھی دھوکھہ یا پولیسی کی اُدھیڑبُن مین غلطان و پیچان ہے ۔ قرآن پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میان دوسرون کو جھوٹ بولنا سکھاتا ہے معلوم نہین حضرت خیرالماکرین صاحب کو یہ بیماری کب سے دق کر رہی ہے ۔

جواب از روئے کلام مجید!

ذوالفقار حیدری دفعہ ۲ اول ہم ثابت کر چکے ہین کہ پہلا اور دوسرا اعتراض ایک ہی ہے ۔ لیکن بغرض رفع حجت دوبارہ بیان کرتے ہین ۔ اور یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ برہمچاری جی بموجب ہماری شروط مندرجہ سوال اول قرآن فہمی کی لیاقت نہین رکھتے ۔ مگر حتی الامکان جواب ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔

از تہذیب الاسلام حصہ اول صفحہ ۱۵ ۔ سطر ۱۹ ۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا (پارہ ۔ ۳۰ ۔ سورۂ طارق) (ترجمہ) "تحقیق وہ کرتے ہین ایک مکر ۔ اور مین بھی کرتا ہون ایک مکر"

ہم پہلے سوال مین لکھ چکے ہین کہ تکرار الفاظ بھی مستحسن ہے اور اسے صنعت اشتقاق کہتے ہین ۔ ویسے ہی یہان بھی ۔ جو علم کلام اور ادب سے ماہر ہین وہ بخوبی واقف ہین کہ لفظ کثیرالمعنی کی جب کسی خاص جگہ تکرار ہوگی اُتنے ہی معنے مختلف لیے جاینگے ۔ بنابراسی خیال کے تفسیر حسینی سے مشورہ لیتے ہین ۔

(تفسیر حسینی) "تحقیق کہ معاندان قریش مکر کرتے ہین" "مکر کرنا دارالندوہ مین میرے پیغمبر صلعم کے واسطے یہ مکر کرینکی خبر ہے حق سبحانہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ کفار یہ مکر کرینگے ۔ (وَاَكِيْدُ كَيْدًا) "اور جزا دیتا ہون مین اُنکے مکر کی آہستہ آہستہ اُسکے مناسب جزا"

پس عبارت بالا سے خداوند عالم کا کید کرنا ثابت ہوتا ہے ۔ جنھین علم کلام سے بہرہ ہی نہین ہے اُنکا ذکر ہی کیا وہ جو کچھ جی چاہے فرمائین ۔

دفعہ ۴ ۔ آریہ تہذیب الاسلام صفحہ ۴۵ ۔ دیکھیے صاحب اللہ نے یوسف علیہ السلام کو کیسا داؤ بتلایا آفرین ۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی نے ہرگز چوری نہین کی اور اُنکے بھائیون کا بھی اس چوری مین ہاتھ نہین تھا مگر یوسف ؑ نے اُن سب کو چور قرار دیا ۔ شاباش ۔ پس جو شخص ایسے شخص پر چوری کا الزام لگا دے جسنے چوری نہین کی وہ خود جھوٹا ہے کیا یوسف ؑ نے یہ سفید جھوٹ نہین بولا ہان ضرور

بولا ہے مگر کسکے حکم سے اور کسکی تعلیم سے ؟ اللہ کے حکم سے اور اللہ کی تعلیم سے۔ کیون ؟ شائد اسلیے کہ اللہ میان نے خود ہی اُنکو جھوٹ بولنا اور جھوٹی تہمت لگاکر لوگون کو پھانسنے کی تعلیم دی تھی۔ کیونکہ کِدنا مین جو ضمیر متصل نا ہے وہ اللہ کیطرف راجع ہے اور کدنا ماضی مطلق معروف بصیغہ جمع متکلم ہے اور یہ مشتق ہے کید سے جسکے معنے ہم اوپر بتا چکے۔ جسپر ہماری بحث ہے آپ لوگ کید کے معنے اپنی چالاکی سے یا مغالطہ دہی سے کچھ ہی کرین۔ داؤ کرین۔ فریب کرین۔ خفیہ تدبیر کرین۔ پولیسی کرین۔ لڑائی کرین جھگڑا کرین۔ رگڑا کرین۔ دنگا کرین۔ فساد کرین۔ کتا کرین۔ بلا کرین۔ چوہا کرین۔ بندر کرین۔ کچھ ہی کرین اور اپنے فرض کردہ غریب اور کمزور اور بزدل ہندوستانیون کی لغاتین نہین بلکہ اپنے فرضی شہزور۔ بہادر دلیر جفاکش۔ شجاع۔ عالی حوصلہ۔ بلند ہمت۔ والا شکوہ۔ عالی مزاج۔ مکر مکرا اور کیدا اور خدیعت کے دلدادہ۔ اعرابیون کی لغاتین بھی ڈھونڈھین۔ اور اپنی مرضی کے مطابق کید کے معنے کرین مگر یقین کامل ہے کہ جبتک دنیا مین قرآن موجود ہے اور سورۂ یوسف مین اللہ میان کی کرتوت کا ثبوت ہے اور کدنا کا لفظ پڑا ہے۔ تب تک آپ اللہ میان کی پاک کرتوت کو دیکھکر کید کے معنی سوائے سفید جھوٹ۔ تہمت۔ بہتان۔ یا ناپاک پولیسی کے اور کچھ نہین کر سکتے۔

دفعہ ۵۔ ذو لفقار حیدری

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ط (سورۂ یوسف) (ترجمہ) مولوی ولی اللہ شاہ صاحب مرحوم دہلوی "ہمچنین تدبیر کردیم برائے یوسف ع"۔

(تفسیر حسینی) "اسی طرح ہمنے تعلیم دی یوسف کو الہام سے۔

توضیح۔ برہمچاری جی ملاحظہ ہو کہ "اول یکیدون کے معنے مکر کرنیکے آئے۔ اور دوسرے اکید کے معنے جزا دینے کے ہوے۔ اور تیسرے کیدا کے معنے ہوے جزاے مناسب۔ اور چوتھے کدنا کے معنے ہوے تدبیر کی مین نے" ان چارون مقام پر اختلاف معنے ہے اگر ایک ہی معنے سب جگہ لیے جاتے تو حسن بلاغت و کنایت کہ جو عبارۂ فصیح ہے جاتا رہتا۔ اور صنعت اشتقاق باقی نہ رہتی اور مطلب دگرگون ہوجاتا۔ شعر

داند آن کس کہ فصاحت بکلامے دارد	ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

جواب تحقیقی۔ جاے غور ہے کہ دنیا مین جسقدر امور دینی و دنیوی ہین سب کا مدار نیت پر ہے۔ حالانکہ اہل اسلام مین نماز جو فرائض ہے۔ اُس کی بھی نیت بلحاظ اوقات علٰحدہ ہے۔ اور تمام امور مذہبی مین نیت مقدم ہے۔

اور یہی حال دنیاوی قانون کا بھی ہے۔کہ ہر جرم کی سزا بلحاظ نیت ہوتی ہے اسی نیت کے خیال پر قاتل انسان رہا ہو جاتا ہے۔ اور اسی نیت کے سبب سے مرتکب جرم سزا پاتا ہے۔

اب ہم اس جگہ دیکھتے ہین کہ یوسف علیہ السلام کی نیت کیا تھی ؟

"مثل مہاراج دیانند سرستی مات گھاتک ہونے یا گھر مین چوری کرنے۔یا ایک سپاہی کا لوٹہ چرانے یا اپنے باپ سے فریب کرنے یا اپنے کنبے اور مان باپ سے حق خدمت نہ بجالانے اور نفرت کرنے کی" نہ تھی۔بلکہ بخیال محبت اپنے چھوٹے حقیقی بھائی کو اور اپنے والد ماجد اور دوسرے بھائیون کو اپنے پاس بلاکر رکھنے اور قحط سالی کی تکلیف سے بچانے کی تدبیر تھی۔کہ میرے پاس مصر مین آکر وہ عافیت سے رہین گے۔ نظر بران اگر حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ نیک تدبیر کی اور خدا نے انپر الہام کیا تو کیا عیب ہوا۔ اپنے نیک بندون اور نبیون کو خدائے تعالی ہمیشہ نیک ہدایت کرتا ہے۔

اس لئے اس آیت سے سفید جھوٹ اور کید و مکر کسی طرح ثابت نہین ہوتا۔ اور یہ برھمچاری جی کی محض غلطی ہے۔ساون کے اندھے کو سب ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	.

دفعہ ۲۶- آریہ (صفحہ ۴۳) بعض علمائے اسلام نے مکر اور کید کو ایک ہی معنون مین سمجھ کر میرے دونون اعتراضون کو ایک کرنیکی کوشش کی ہے مگر میرے نزدیک یہ دونون اعتراض ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ علیحدہ ہین ہان کید کی بیماری مکر کی بیماری سے زیادہ سخت ہے اور زیادہ قابل نفرت ہے۔

اور (دیگر صفحہ ۴۴) حکیم صاحب فرماتے ہین۔کید کے معنے مکر۔ اور مکر پر بحث ہو چکی تو یہ سوال کرنا ہی لغو ہوا۔ برھمچاری جی آنجناب کے نزدیک تو سب ہی کچھ لغو ہے حضور کی اس لغویت کا کیا علاج۔ ہم تو آپ کو یہ دکھانا چاہتے ہین کہ کید کی بیماری مکاری سے بڑھ چڑھ کر ہے بحث ابھی کہان ہو چکی بحث تو ابھی ہو گی۔ آپنے حسب عادت "مفردات راغب" اور "لسان العرب" سے کام لیا ہے مگر ان سب کے باوا جان حضرت "قاموس علیہ الرحمۃ کو دیکھا ہوتا۔

فرو انتقاد اجدید آریہ اطلاع ۶ - مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور حکیم نور الدین صاحب قادیانی نے برھمچاری جی دھرمپال جی آریہ جدید کو اس اعتراض کے جواب مین لفظ خبیث باطن اور ناپاک دل سے یاد فرمایا ہے۔ اس وجہ سے برھمچاری جی زیادہ برافروختہ ہین اور مزاج بہت گرم ہو رہا ہے۔ اور ایسے الٹے پلٹے اعتراض کر رہے ہین جسمین اہانت اسلام ہو اور اپنے گریبان مین منھ

نہین ڈالتے۔ کیا کسی کو جولاہہ کا لونڈا بنایا ہے جو گنڈ رہبکیان بتا رہے ہین۔ اگر برہمچاری جی کے بجاے
ناپاک دل سینے مین انصاف پسند صاف باطن دل ہوتا تو اپنے گریبان مین منھ ڈالکر شرمندہ اور
نادم ہوتے۔ اور یہ خیال کرتے کہ ہمنے اللہ جل شانہ کی جناب مین کیسے بیہودہ اور بے ادبانہ کلمات
استعمال کئے ہین جسکے سبب سے اہل اسلام کے دلون پر کتنا سخت اثر ہوا ہوگا۔ اور آپ صرف ناپاک دل
اور خبیث باطن کے کہنے پر از خود رفتہ۔ چراغپا۔ جامے سے باہر ہوگئے۔ اور قاموس صراح لے دوڑے
اور یہ نہ سمجھے کہ کرگہ چھوڑ تماشہ جائے۔ ناحق چوٹ جولاہہ کھائے۔

علماے اسلام نے برہمچاری جی کے سوال مندرجہ لکچر کے جواب مین جو اول و دوم اعتراض کو
ایک ہی مانا ہے یہ بہت صحیح اور درست ہے۔ جو شخص ذرا سا بھی وقوف رکھتا ہوگا وہ کبھی یہ نہین
کہہ سکتا کہ یہ سوال دو ہین۔ مگر افسوس اس امر کا ہے کہ برہمچاری جی بالکل لیاقت علمی اور جوہر شرافت
سے خالی اور کورے تھے اور مادہ فہم کلام اور عاقبت اندیشی کا کچھ نہین رکھتے ؎ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
اب ہم صرف دو ہی سطرونمین ثابت کئے دیتے ہین کہ "مکر" و "کید" مرادف ہین اور دونون ایک ہی سوال ہین"
(کتاب تحریر اقلیدس علوم متعارفۂ اول) جو کئی چیزین ایک ہی چیز کے برابر ہون
وہ سب چیزین آپسمین بھی برابر ہوتی ہین۔

ہم قاموس و صراح کی ورق گردانی کیون کرین۔ آپ ہی کے بیان سے اپنا دعوی ثابت
کرتے ہین (از تہذیب الاسلام صفحہ ۴۴) صراح مین کید کے معنی۔ بدسگالیدن اور
فریب کے ہین۔ اور صفحہ ۲۲ مین بھی مکر کے معنی بدسگالی اور فریب کے لکھتے ہین۔

جبکہ لفظ کید کے معنی بدسگالیدن اور فریب کے ہین اور مکر کے بھی معنی بدسگالیدن اور فریب
کے ہین تو بموجب اس علوم متعارفۂ مذکورۂ بالا کے مکر و کید دونون برابر ہوے جب مکر و کید دونون برابر
ثابت ہوگئے تو جواب بھی دونون کا ایک ہی ہونا چاہیے۔

دفعہ ۸۔ جواب الزامی۔ ہر ایک اعتراض کے۔

شاگرد۔ کوئی جواب الزامی بھی دیجئے۔

استاد۔ پیشتر تھوڑا بیان بہ نسبت ویدا اور برہمچاری جی کے کرتا ہون۔

واضح ہو کہ جسطرح برہمچاری جی نے اُلٹے پلٹے اعتراضات کتاب تہذیب الاسلام مین لکھے
ہین اور وید کے عیوب پر مطلق خیال نہین کیا کہ وہ مخزن عیوب ہے مہاراج دیانند سرسوتی نے
بہت باتین اپنے رسوخ اور ذریعۂ معاش کے لئے گڑھی ہین یہ ساری لیلا مہاراج کی دوکانداری

ہے ورنہ وید کے بنانے والے بھانڈ (نقال) دھورت (مکار) اور نشاچر (راکھشس)
یہ تین ہین۔ اور سب مکر کی باتوں سے مملو ہین۔ دھورتون یعنی مکارون کی کارروائی دیکھو کہ گھوڑے کے
لنگ کو عورت ہاتھ سے پکڑ کر صحبت کرے۔ اور اپنی دختر سے دل لگی کا کوئی کام کرنا معیوب نہین
اسی خیال سے برھما جی نے اپنی لڑکی سے برا کام کیا۔ سوا مکارون کے ایسا کام کون کرسکتا ہے۔
اسی گھوڑے اور عورت کی نسبت ترجمہ پنڈت مہی دھر۔ ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہین۔ نہایت
افسوس کی بات ہے کہ وید جو کلام الٰہی مانا گیا ہے ہمکو ایسی گھنونی تعلیم دی جسطرح برھمچاری جی اور
اُنکے گرو دیانند سرستی بباعث جہالت الفاظ کلام مجید پر بیہودہ اعتراض کرتے ہین۔ اگر ہم اسطرح
وید پر اعتراض کرین تو تمام وید کوک شاستر ہو جائے۔ اور ساری قلعی کھل جائے۔ مہاراج دیانندجی
کی سنسکرت کی علمی لیاقت کا ذکر آگے بیان ہوگا۔

(۱) برھمچاری جی تو کید و مکر کو دکھاتے پھرتے ہین اور اس جگہ آریون کے گروگھنٹال دیانند سرستی
بحوالہ منوشاستر اس قدر عیب کرنیکی اجازت دیتے ہین چنانچہ (کتاب ستیارتھ پرکاش
سملاس چھٹا صفحہ ۱۹۵ فقرہ ۲۹ کے سطر ۸ "منو ۷-۸۹") "کیونکہ جس
ڈھنگ سے دشمن کو مغلوب کرسکین ویسے ہی کام کرنے چاہئین"

فقرہ بالا جمعیت کو لئے ہوئے ہے۔ جسمین۔ پولیسی۔ مکر۔ کید۔ فریب۔ چال۔ دغا۔ دھوکھا
جھوٹ۔ جعلسازی۔ طمع۔ اغوا۔ دم دھاگہ۔ چھل۔ سب ہی آسکتے ہین اور داؤن گھات سے اور
روپیہ پیسہ۔ اور لڑکی۔ بی بی۔ اور زمین دیکر دشمن کو مغلوب کرے۔

(۲) کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس چھٹا۔ فقرہ ۳۵۔ (منو ۷-۱۰۶) صفحہ ۱۹۹
"جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے۔ ویسی ضروریات فراہمی کے لئے غور
کیا کرے۔ دولت وغیرہ چیزون کو اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت
کو کام مین لائے۔ اور چیتے کے مانند چھپکر دشمن کو پکڑے۔ نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش
کے مانند دور بھاگ جاوے۔ اور بعد ازان اُنکو دھوکے مین ڈالکر پکڑے"

اس عبارت سے بھی دھوکھ ہی دھوکھ ظاہر ہو رہا ہے۔ اور وید لڑائی سے پس پا ہو کر بھاگ جانیکی
تعلیم دے رہا ہے جو دلیل نامردی خلاف شجاعت ہے۔
لڑائی مین فریب کرنا نامردون کا کام ہے بہادر و شجاع لوگ بلا فریب لڑتے ہین۔ اور فتح و
نصرت فریب سے نہین ہوتی بلکہ خدا داد ہے اور ست اور دھرم کی ہمیشہ جے ہے۔

اگر برہمچاری جی تعصب کی عینک اُتار کر انصاف کی عینک لگائین تو کلام مجید مین ایسے بیہودہ حکم نہین نہ پاوینگے۔

(۳) کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس چھٹا۔ صفحہ ۱۹۲۔ فقرہ ۲۳۔ تمنو ۲۰

"دسفیر کا عمل ایسا ہونا چاہیے جس سے دشمنون مین پھوٹ پڑجاوے" پھوٹ بھی بغیر فریب اور خفیہ جال رپھانس کے نہین پڑسکتی۔ بلکہ پھوٹ ڈالنے کے لئے چاہیے کہ فریب کی تعلیمی کتاب (وید) پہلے پڑھ لے تاکہ سب ڈھنگ فریب کے حاصل ہوجائین یہ سب باتین مہاراج دیانندجی کی امتحانی اور تجربہ کی ہوئی ہین۔ کوئی بات مکروفریب کرنے کی ممانعت نہین بلکہ ہرکہ آید روا باشد کا مصداق ہے

افسوس برہمچاری جی آپکو اسی ویداور اسی گرو پر ناز ہے شاید یہ مثل آپ نے نہین سُنی گرو کیجئے جان۔ پانی پیجئے چھان۔ براے مہربانی ذرا دیانندجی کے حکم کی طرف نظر انصاف سے دیکھیے کہ کیسی گندی تعلیم آپ کو دے رہے ہین۔ جہنم کا سیدھا راستہ آپکو بتلا رہے ہین۔

دفعہ ۹ - چونکہ ہم ان دونون آیات معترضہ کو جو معناً مرادف و ہمشکل ہین۔ ہرطرح سے ثابت کرچکے مگر جب **شہدت بہ الاعدا** غیر قوم وغیر مذہب کی صرف ایک شہادت پیش کرتے ہین جارج سیل **صاحب** جو مشہور زبان عربی کے عالم ہوے ہین اور بہت بڑا حصہ جنکی عمر کا ملک عرب مین گذرا ہے دیکھیے وہ ان آیات کا کیا ترجمہ کرتے ہین۔ **قرآن مترجمہ سیل صاحب** بان ... **صفحہ ۱۲۹ - چاپٹر** (سورہ) "انفال ۸" مین آیت معترضہ اول کے لفظ مکر کے معنی عوض اور توارد کے لکھے ہین۔ اور نوٹ مین جہان یہ واقعہ لکھا ہے یون بیان کیا ہے کہ منافقین رسولؐ جو اس ارادے سے جمع ہوے تھے کہ یا تو حضرتؐ کو قید کرلین یا شہر بدر کرین یا قتل ہی کرڈالین مگر اُن سب کی کوئی تدبیر ضرر رسانی موافق منصوبہ کے نہ چل سکی اور خدا نے اُن کے مکر کا یون جواب دیا کہ حضرت سرور کائنات صلعم اُنکے مجمع مین سے ہوکر غار ثور تک اسطرح تشریف لیگئے کہ ایک کو بھی خبر نہ ہوئی ... دیا۔ سارے منصوبہ دھرے رہگئے۔ اور اُنکی پوشیدہ کارروائیون کا یون درپردہ جواب ہوا اور اسطرح اُنکے ضرر کا دفاع ہوا۔

دوسرے۔ صفحہ ۴۴۳ - چاپٹر (سورہ) ۸۶ "طارق" مین آیت معترضہ ثانی کے لفظ کید کے بھی وہی معنی لکھتے ہین جس سے اعتراض معترض بدیہی باطل ہوتا ہے اور گواہی فریق مخالف کی قابل تسلیم ہے۔ اور ہمارے مؤید بیان ہے۔

دفعہ ۱۰۔ (۱) پہلے اعتراض کی جوابات قرآنی و تحقیقی و الزامی عقلی و نقلی اور از روئے زبان و محاورہ عرب ہر طرح سے بخوبی ثابت کر چکے کہ آیت معترضہ مین اول لفظ مکر شرطاً اور دوسرا جزاءً واقع ہوا ہے۔ اسی دوسرے اعتراض مین پھر اُسی مضمون کا توارد واقع ہوا ہے۔ جیسے ہم نے دوسرے کلام مقالہ ذرا قلیدس مین یہ ثابت کیا ہے کہ پہلا اور دوسرا اعتراض ایک ہی ہے اور مشتبہ ہم معنی و یک و مرادف۔ پس اس صورت سے دوسرے اعتراض کا جواب بھی وہی ہے جو پہلے اعتراض کا ہمنے لکھا ہے۔

اب ہم صنعت اشتقاق کے متعلق کچھ مختصر بیان کرتے ہین۔ گو اسکے اقسام زیادہ ہین مگر صرف دو مثالین جو مفید مطلب اور برمحل ہین لکھتے ہین۔ اور یہ ظاہر کرتے ہین کہ زبان ہندی مین بھی اُن کا استعمال ہے۔

(۲) زبان عربی کی مثالین جو مقام جزا مین شاہد ہین پہلے اعتراض کے جواب مین ہمنے پیش کی ہین اب ہم پہلے زبان فارسی کی مثال اور پھر اُردو کی لکھتے ہین **شعر سعدی شیرازی رح**

	با مردم سہل گوی دشوار مگوے		با آنکہ در صلح زند جنگ مجوے	
	نکوئی با بدان کردن چنانست		کہ بد کردن بجاے نیک مردان	

ان شعرون سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ نیکی کی جزا نیکی۔ بدی کی جزا بدی۔ نرمی کی جزا نرمی۔ جنگ کی جزا جنگ۔

مثال اُردو از جناب میر خورشید علی صاحب نفیس خلف جناب میر انیس صاحب مرحوم لکھنوی شعر

	بشر کا دل جہان مین آئینہ ہے دوسرے دل کا		اُسی دل سے ملینگے ہم بھی وہ جس دل سے ملتے ہین	

مصرع آخر مین ایک دل دوسرے دل کی جزا واقع ہوا ہے۔ بلکہ زبان عربی و فارسی و اُردو و ہندی مین اسکی مثالین ایسی کثرت سے موجود ہین جنکے لیے بہت وقت اور دفاتر کی ضرورت ہے المختصر اسی پر اکتفا کیجاتی ہے مشتے نمونہ از خروارے بس است۔ دوہا۔

	کرنا پھولے اے سکھی پی بن کرنا کاہ		پی کرنا کرنا گہے جی کے کرنا کاہ	

پہلے لفظ کرنا بمعنی گل خوشبو۔ دوسرے بمعنی لطف۔ حظ۔ مزہ۔ تیسرے بمعنی ہاتھ۔ یعنی پی نے اپنے ہاتھ سے میری بانہہ نہ پکڑی۔ چوتھے بمعنی بیکار۔ اگر اس دوہے مین ایک ہی معنی لیے جائین تو بقول معترض کے منشاء متکلم سے کتنا بعد و اختلاف ہوتا ہے اور از روے معنویت کے لغو اور مہمل ہو جائیگا۔ ساری خوبی صنعت کی تشریف لیجائیگی۔

دیگر سورٹھ۔ پتری دے گھر آؤ + اگن بھول دے گود لے کرن پات پھر آؤ + کہا باری نہین

تشریح (۱) پتری کی مناسبت سے باری کے معنی پتری بنانیوالا - (۲) گھر آؤ کے متعلق باری کے معنی - وقت گھڑی - ساعت وغیرہ - (۳) اگن کے لحاظ سے باری بمعنی جلانا - (۴) پھول کی رعایت سے باری بمعنی باغ - (۵) گود کی بابت باری بمعنی نادان - بچہ - بھولے لڑکے (۶) کرن پات کے باعث بمعنی بالی زیور معروف جو عورتین پہنتی ہین - دیکھنا چاہیے کہ ایک لفظ باری کے کتنے محامل ہین اور کتنے معنی و تناسب پیدا ہوے اگر لفظ باری جو ہر نمبر کے جواب مین واقع ہوا ہے نہ کہا جاتا - تو کچھ لطف نہ ہوتا - بس ایسے ہی سمجھنا چاہیے - اگر اب بھی معترض نہ سمجھے تو اس چوپائی کا مصداق ہے - **چوپائی**

ڈھول گنوار شودر پسو ناری ایٹھین تاڑنا کی ادھکاری

یعنے یہ پانچ چیزین بغیر مار پیٹ کے بے کام ہین - (درست نہین ہوتین) اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خلاف منشا رمتکلم معنی نہ لینا چاہیے - اور جس زبان کی عبارت یا شعر وغیرہ ہو اُسی زبان کے عالمون فاضلون کے محاورہ و روزمرہ مین جو معنی لیے جاتے ہون وہی لینا چاہیے - جیسا ہمنے ان مثالون سے ظاہر کیا ہے - اور ہمنے مطابق منشا رمتکلم ہی معنی لیئے ہیں نہ کہ معترض کی طرح ہٹ دھرمی و جہالت ہمارا شیوہ ہے بلکہ ان مثالون ہی پر موقوف نہین ہے بلکہ جہان کہین ہمنے حوالہ معترض کی کتب مذہبی کے دیے ہین وہان وہان اُنھین کے مفروضہ معنی لئے ہین - اور خود رائی کو دخل نہین دیا ہے - ابھی معترض کو چاہیے کہ علمی تحقیقات و استعداد و لیاقت اور حاصل کرے تاکہ کچھ قابلیت سخن فہمی آجائے - **شعر ذوق**

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

حد تحقیق کو پہونچنا اور ہے اور لقب ماسٹری حاصل کرنا اور ہے - **شعر**

امید فیض زنودولتان مجو صائب کہ نونہال کجا طاقت ثمر دارد

ابھی آپ عیب و ہنر سے کلام کے واقف نہین - اگر آگاہ ہوتے تو کبھی اعتراض نکرتے - اگر اعتراض ہی کرنا تھا تو کوئی معقول اعتراض کرتے کہ جسکا ایراد مشکل ہوتی گو کہ ہماری طبیعت ایسے لغو اعتراضات کے جوابات دینے سے کارہ ہے مگر مجبوراً جواب دیتے ہین تاکہ معترض یہ نہ سمجھے کہ ہمارے اعتراض لاجواب ہین اور کوئی اہل اسلام سے ہمارے مقابل نہ آیا - جواب دیتے ہین - بقول **حافظ شیرازی شعر**

محتسب خم شکست و من سر او سن بالسن والجروح قصاص

ہم جوابات لکھتے ہین مگر ذرا شائستگی و تہذیب کا لحاظ رہے۔ شعر

نہ بے اصول کوئی مُنھ سے زمزمہ نکلے ‌ ‌ ‌ چمن کی سیر مین آئے ہم صفیر ہی نا

شکل تیسری (۳)

(دعوی۔ نیم حکیم خطرۂ جان)

جواب اعتراض سوم

شیخ جی صحبت زندان مین بہت تنگ آگئے ‌ ‌ ‌ خو سے مجبور تھے کچھ وعظ بھی فرمائے گئے
سب سے مینڈک کیطرح بحث مین ٹرّا گئے ‌ ‌ ‌ آخر الامر وہ اس طرح نکلوائے گئے

پا بدست دگرے دست بدست دگرے

پہلے ہم یہ ثابت کرتے ہین کہ نیم حکیم خطرۂ جان و نیم مُلّا خطرۂ ایمان کا کون مصداق ہے؟

دفعہ اول۔ سالگرہ۔ دنیا مین اولاد کس کو نہین پیاری ہوتی۔ کسکے دل مین اپنے لڑکے کی محبت نہین ہے کون اپنی اولاد کی ہزارون برس کی زندگی نہین چاہتا وہ بادشاہ جو تخت زرین پر چتر شاہی زیب سر کرکے بیٹھا ہے وہ مصاحب و امرا جو دربار خسروی مین کرسیون پر متمکن ہوتے ہین وہ خدام جو ہردم ہاتھ باندھے اپنے آقا کے سامنے مؤدب کھڑے رہتے ہین وہ مہاجن جو لاکھون کا لین دین رکھتے ہین وہ عطار جو دوائین بیچتا ہے وہ حکیم جسکے قبضہ مین اکسیر حیات کا نسخہ ہے وہ کسان جو دن بھر ہل چلاتے ہین وہ مزدور جو چند پیسون کیواسطے دوسرے کام پر جان و دل سے مستعد ہو جاتا ہے وہ فقیر جو آدھی رات تک ایک ایک ٹکرہ روٹی مانگ کر رازقہ بہم پہونچاتا ہے وہ خاتون جو زر و جواہر سے آراستہ ہے وہ غریب بیوہ جو چکی پیسکر بسر کرتی ہے یہ سب کے سب اپنی اولاد کے عاشق زار ہوتے ہین اگر بادشاہ اپنی اولاد کیواسطے زر و مال صرف کرتا ہے تو غربا اپنا خون جگر پلا پلاکے پرورش کرتے ہین۔ جسطرح بادشاہ اپنے نور دیدہ کی ذراسی خاطر شکنی روا نہین رکھتا اُسیطرح دریوزہ گرد فقیر بھی اپنے لخت جگر کا بال بیکا ہونے پر جان دینے کو مستعد ہو جاتا ہے۔

ناظرین ایک رئیس کے لڑکے کا سن ابھی تین برس کا ہے یہ اُسکے تیسرے سال کی گرہ پڑنیوالی ہے جسدن کا ہم ذکر کر رہے ہین یہ وہی دن ہے جس کی سالگرہ کی تقریب ہے۔ یون تو آٹا۔ دال شکر گھی۔ گڑ۔ راب تیل تمباکو۔ پان۔ کتھہ۔ ڈلی پیشتر سے جمع کر رکھا تھا۔ اب شام ہوتے ہی صحن مکان مین دو بڑے بڑے چولھے بنائے گئے۔ انمین آگ روشن کیگئی اور کڑھائیان دھوکر چڑھائی

لیکن بھی ڈالا گیا اور خمیر کیے ہوئے آٹے کے جو دن سے تیار ہو چکا تھا گلگلے پکائے جانے لگے۔ پہلا گلگلہ پڑتے ہی میراثن نے طبلہ پر تھاپ دی۔ اور لہرا لہرا کر گانا شروع کیا۔ اب کچھ رات آگئی تھی کہ برادری کی چھوٹی بڑی عورتین اُس فرش پر جو صحن دالان مین بچھایا گیا تھا بیٹھی تھین۔ کوئی پان کھا رہی تھی کوئی ہنس رہی تھی کسیکو بلد بار دوپٹہ ہٹانے اور کانون اور گلے کے زیور دکھانیکا شغل تھا۔ ایک اس اظہار کیواسطے جھانجھ پہنے ہے ہر مرتبہ ایک جگہ سے اُٹھکر دوسری جگہ بیٹھتی ہے اور چلنے مین قصداً پیرون کو دھمک کر رکھتی ہے تاکہ جھانجھ کی آواز سُنائی دے۔ کوئی اپنی ہمجولی سے اپنے میان کا حال بیان کر رہی ہے کوئی اترا اترا کر لڑکونکو مارتی اور کوستی ہے۔ کسیکے مُنھ سے بار بار قہقہہ کی صدا بلند ہوتی ہے کوئی کسی پر آوازہ کس رہی ہے۔ کوئی چُپکے چُپکے کان مین دوسری ساتھ والی کیطرف اُنگلی کا اشارہ کرکے اُسکا عیب بیان کر رہی ہے۔ اسیوقت ایک عورت نے میراثنون کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ کوئی اچھی سی غزل گاؤ۔ چونکہ یہ میراثنین دیہاتی تھین اسلیے غزل کا گانا اچھی طرح نجانتی تھین۔ کیونکہ جاہل عورت ہو یا مرد اور دیہاتی اُس سے غزل کے لفظ صحیح اور فصیح ادا نہین ہوتے۔ آخر کار میراثنون نے بہت سوچکر یہ غزل گانا شروع کی جسکا ایک مصرع مجکو یاد ہے ع باوا آدم کے وجود سے پہ کوئی بال نہ تھا۔ خوب لہرا لہرا کے گانے لگی۔ اس جلسے مین دو ایک عورتین لکھی پڑھی اہل زبان بھی تھین میراثنون کو ٹوکا۔ اور کہا کیا واہیات بے سر پیر کی غزل گا رہی ہو۔ یہ کوئی غزل ہے یا گالی ہے وجود سے کے معنی تمنے کیا سمجھے ہین؟ ایک خاتون نے ہنسکر کہا کہ موئی جاہل میراثنون نے کیا اس مصرع کو بگاڑ کر خراب کیا ہے۔ سچ ہے خدا جاہل کے مُنھ سے تعریف بھی نکلوائے اری کم بختو یہ مصرع اسطرح ہے ع

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے

دوسری خاتون بولی کہ ان میراثنونکو غزل گانے کا وقوف نہین۔ اس بات پر چارون طرف سے قہقہہ کی صدا بلند ہوئی۔ اور تمام مکان گونج اٹھا۔ میراثنین ندامت سے دم بخود ہو کر رہگئین۔

اسجگہ جلسہ سالگرہ کے بیان کرنیسے یہ مطلب ہے کہ گنوار آدمی اور کم علم بیعقل جو بات یا کوئی ترجمہ یا کوئی بحث کرتا ہے تو اُسکی لیاقت اُسکے کلام سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

تا مرد سخن نگفته باشد
عیب و ہنرش نہفته باشد

اسیطرح ہمارے برہمچاری جی کے اعتراضات اور دیانند جی کا وید کا ترجمہ ہے نہ یہ اعتراضات کچھ برہمچاری جی کی لیاقت کا اظہار نہین کرتے۔ بلکہ تعصب و ہٹ دھرمی و جہالت ایک ایک لفظ سے ٹپک رہی ہے۔ اسیطرح دیانند جی کے وید کے ترجمہ کا یہی حال ہے۔ مین نذیراً ایک چھوٹے سے منتر کے

ترجمہ سے مہاراج کی عدم لیاقتی اور تعصب کا حال ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ اول اس سالگرہ کے شروع بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماں باپ اپنے بچے کو خون جگر کھلا کر پرورش کرتے ہیں اور اپنے مال کو مال اور جان کو جان نہیں سمجھتے ہیں بخلاف اسکے بعض ناخلف اور نالائق احسان فراموش اولاد ایسے ہوتی ہے جو علاوہ والدین کی پرورش شفقت و محنت اور مشقت و تکلیف کے قطع نظر بخیال ہمدردی، خدمتگذاری، پرستاری، بزرگداشت کے طرح طرح صدمہ اور رنج پہونچاتے اور نفرت و عار کرتے ہیں۔ مثل دیانند سرستی جی کے۔ ایسے ہی شخصوں کا دخل ... بدنامی اور بیماری ... کہا جاتی ہے۔ قرآن مجید کی یہ تعلیم ہے کہ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (پارہ ۱۵۔ رکوع ۳۔) ترجمہ اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ عبادت کرو سوا اللہ کے کسی کی اور ساتھ والدین کے احسان کرو۔ مگر جب بوڑھے ہوں ایک ان دونوں میں سے یا دونوں پس نہ کہہ انکو اف اور نہ ڈانٹ انکو اور انسے نیک کلام کر۔ یعنی ہر بات میں انکی عظمت کر۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ترجمہ اور جھکا واسطے ان دونوں کے بازو تواضع (مدارات) کا مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار میرے رحم کر ان دونوں پر جیسا کہ پالا ان دونوں نے چھٹپنے میں۔ یعنی اگر ماں باپ جھڑکیں یا غضبناک ہوں تو اولاد کو لازم ہے کہ اف بھی نہ کرے چہ جائیکہ بات کہتا ہو۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ ہے کہ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ (پ ۱۷ ع ۲) دنیا اور دین دونوں جگہ ہات کھاتا ہے۔ جسنے حق والدین نہ جانا وہ حق معبود و حق اللہ کو کیا جانے گا۔ ع

کہتے ہیں ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے

کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس چوتھا صفحہ ۱۱۳ سطر ا۔ (ا ئیجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۱۱) اسکا یہ ارتھ ہے کہ براہمن ایشور کے منھ سے کھشتری بازو سے ویش ران سے اور شدر پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسلئے جیسے منھ نہ بازو۔ اور بازو نہ منھ ہو سکتا ہے اسیطرح براہمن نہ کھشتری نہ کھشتری براہمن ہو سکتا ہے"

یہ ترجمہ علمائے وید قدیم کا کیا ہوا ہے لیکن مہاراج دیانند سرستی بباعث ضد براہمنان و شرفائے ہند اس ترجمہ کو غلط بیان کرتے ہیں۔ اور اسطرح فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنیسے شدر براہمن ہو سکتا ہے اور جہالت سے براہمن شدر ہو سکتا ہے ہماری رائے میں یہ قول دیانند جی کا بالکل غلط اور محض تعصبی اور عداوتی ہے۔ سراسر ہٹ دھرمی اور ضد ثابت کر رہا ہے بلکہ ترجمہ سابق صحیح ہے۔

اسوجہ سے کہ آنب سے آنب اور نیب سے نیب پیدا ہوتا ہے۔ ع گندم از گندم بروید جو ز جو۔

برا بھلا کڑوا میٹھا اسکی صفت ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ میٹھے آنب کو مصری۔ اور کھٹے آنب کو املی کہیں اسیطرح جس برہمن کے کام اچھے ہونگے اسکو اچھا۔ اور جسکے کام برے ہونگے اسکو برا کہینگے لیکن اسکا جسم جو براہمن اور براہمنی کے تخم سے بنا ہے۔ وہ کبھی شدر اور نہ شدر برہمن ہو سکتا ہے۔ اس بحث کو زیادہ طول دینا مناسب نہیں کیونکہ یہ بات ہمارے بیان سے بخوبی ثابت ہے لہذا انکے دوسرے قول کا جواب لکھتے ہین۔

(کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴۔ فقرہ ۳۰) "اگر منھ وغیرہ اعضا سے برہمن پیدا ہوتے تو علت مادی کی مانند برہمن وغیرہ کی شکل ضرور ہوتی جیسے منھ کی شکل گول مول ہے۔ ویسے ہی انکے جسم کی شکل بھی منھ کی مانند گول مول ہونی چاہیے۔ کھشتریونکے جسم بازو کے مانند۔ ویشونکے جسم ران کی مانند شدرونکا جسم پاؤنکی مانند شکل والے ہونے چاہیین۔ ایسا نہین ہوتا۔ اور اگر تمسے کوئی سوال کرے کہ جو جو منھ وغیرہ سے پیدا ہوے تھے انکا نام برہمن وغیرہ ہوا لیکن تمھارا نہین۔ کیونکہ جیسے سب رحم سے پیدا ہوے ویسے تم بھی ہوئے ہو۔ تم منھ وغیرہ سے پیدا نہین ہوے پس برہمن وغیرہ نام کا گھمنڈ کرتے ہو۔ اسلئے تمھارے کئے ہوے معنی فضول ہین۔ اور جو ہمنے معنی کیے ہین سچے ہین"

ہمارے نزدیک کیا بلکہ تمام عقلا کے روبرو یہ ترجمہ جو مہاراج دیانندجی نے کیا ہے بالکل غلط ہے اور اس سے مہاراج کی جہالت و بےعلمی ثابت ہوتی ہے۔ خدا جانے مہاراج کے سر مین بجاے بھیجے کے کیا شے بھری تھی۔ کہ ایک موٹی سی موٹی بات بھی انکی سمجھ مین نہین آتی تھی ایک جاہل سے جاہل شخص بھی ایسا نہین کہ سکتا۔ یہ سب برہمنونکی ہتک اور ذلیل کرنیکی بات ہے۔ مہاراج خود کہتے ہین کہ برہمنونکا گھمنڈ توڑنیکو یہ ترجمہ سچا ہے۔ برہمن تو اقوام ہنود مین شریف و افضل قوم ہین اگر انکو اپنی شرافت و فضیلت کا گھمنڈ بھی ہے تو کیا بیجا ہے۔ مگر آپکو کسیطرح گھمنڈ زیبا نہین ہے۔

مہاراج دیانندجی نے یہ فرمایا ہے کہ بباعث علت مادی کے برہمنون کی شکل مثل منھ کے گول مول۔ اور کھشتریونکی مثل بازو لمبی۔ اور ویشونکی مثل ران۔ اور شدرونکی مثل پاؤنکے ہونی چاہیے۔ تو اسجگہ یہ ثابت ہوگیا کہ جو جس مقام سے پیدا ہو اُنکی شکل ویسی ہی ہونی چاہیے پس بنا بر اس خیال کے ہر انسانکی پیدائش تین چیزونسے ہے اول اعضاے تناسل مرد دوم اعضاے خاص عورت۔ سوم رحم۔ اگر مہاراج دیانندجی کا قول درست ہے تو بلحاظ علت مادی مہاراج کی شکل ان تین چیزونمین سے کسیکے مطابق ہوگی۔ ہمنے تو مہاراج کو دیکھا نہین مگر جن لوگون نے انکے درشن کیے ہین وہی ہمکو بتا دین۔ اور یہ بھی خیال ہے کہ چار ابروکی بھی صفائی سے ان شکلونکی مشابہت نہین ہو سکتی تصویر سکے دیکھنے تو معلوم ہوتا ہے کہ مہاراج مثل انسانکے تھے۔ شاید کسی جوگ کے قاعدے سے تصویر بنوانیکے وقت اپنی شکل انسانی بنوائی نیز بموجب علت مادی جس سے انسان بنایا گیا ہے۔ چار عنصر یعنے آب آتش خاک باد اور چار اخلاط یعنے صفرا۔ خون۔ سودا۔ بلغم۔ وغیرہ مین سے مہاراج کسیکے سروپ پر تھے۔ اگر علت مادی کا کلیہ صحیح ہوتا تو اسجگہ بھی

مہاراج کا قول صادق نہین آتا۔

چنانچہ یہ ترجمہ مہاراج نے محض لاعلمی ورنہ ہٹ دھرمی سے کیاہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مہاراج پالے نہ تھے بلکہ نیم تھے اسلئے ہمارا دعوی ثابت ہوا کہ نیم ملا خطرہ ایمان نیم حکیم خطرہ جان۔ مہاراج [illegible] دفعہ ۳۔ آریہ کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۵ سطر ۱ [illegible] نیم حکیم خطرہ جان نیم ملا خطرہ ایمان [illegible] اسلئے [illegible] جاتا ہے اسنے چاہا کہ بعض [illegible] اور اپنی [illegible] جب انہون نے اسکی باتونکو جو سراسر لایعنی تھین [illegible] انکار کیا تو [illegible] آگیا [illegible] انکی بیماری کو بڑھا دیا [illegible] فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا ان لوگونکے دلون مین بیماری ہے پس اللہ نے انکی بیماری کو دوبالا کردیا بیماری کو بڑھا دینا بدنیتی کی علامت ہے [illegible] اللہ بدنیت [illegible] اس طرح بیمار [illegible] بھرا ہے اسی پر بس نہین بلکہ ولہم عذاب الیم وہ انکو سخت تکلیف بھی دیتا ہے کیون؟ اسلئے کہ وہ بما کانوا یکذبون (پارہ ۱ سورہ بقر) اسکی لایعنی باتونکو ماننے کیلئے تیار نہین ہوتے تھے بلکہ جھوٹی سمجھ کر کھلی اڑاتے تھے۔ عاقلون نے اگر کسی لایعنی باتکو نہین مانا تھا تو بالکل بجا کیا۔ مگر اللہ نے انکی بیماری کو بڑھا کر بالکل [illegible] اور انکو خواہ مخواہ تنگ کرکے ظاہر کردیا کہ وہ ظالم بھی ہے۔ آہ یہ اللہ کیا چیز ہے۔ جو انسانونکو بھی چھوڑ گیا اللہ کی ایسی ایسی باتون کو دیکھکر مین نے ترک اسلام مین تیسرا اعتراض اٹھایا تھا کہ جب اللہ ہی لوگونکی بیماری کو بڑھا رہا ہے تو پھر دور کرنیکے لئے کیا شیطان آئیگا۔ جب اللہ بیماری بھی بڑھا رہا ہے اور عذاب بھی دے رہا ہے تو اس سے بڑھکر ظالم روے زمین پر کون ہوسکتا ہے؟

جواب از روے قرآن مجید

دفعہ ۴۔ جب انسان کی عقل کو شیخی اور کم ظرفی گھیر لیتی ہے خواہ وہ کیسا ہی آدمی ہو تو اسکی عقل پر پردہ پڑجاتا اور ہماری راے سے دیانند سرستی بھی اتفاق کرتے ہین۔ اب ہم اچھی طرح برہمچاری جی کے اعتراض کا جواب لکھتے ہین

اول یہ کہ مرض کے معنی بیماری کے جو اسجگہ برہمچاری جی نے لئے ہین بیجا ہین۔ یہان مرض سے مراد یہ ہے کہ گناہ یا نقائص روحانی و باطنی۔ کہ جو اسوقت مین کفار کا شعار تھا۔ اور موافق اسی زمانہ کے آج بھی یہی محاورہ ہے کہ جب کسیکی کوئی عادت انتہا کو پہونچ جاتی ہے یا تجاوز کرجاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اسے تو فلان بات کا مرض ہے مثلاً کسیکو عشق کا کسیکو شاعری کا کسیکو جعلسازی کا۔ ویسے ہی ہمارے برہمچاری جی کو بدگوئی کا مرض ہے پارہ ۱ سورہ بقر آیت ۷ سے ۱۱ تک خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ ترجمہ مُہر کی اللہ نے اوپر دلون اُنکے کے۔ اور اوپر کانون اُنکے کے۔ اور اوپر آنکھون اُنکی کے پردہ ہے۔ اور واسطے اُنکے عذاب ہے بڑا۔ اور بعضے لوگون مین سے وہ ہین جو کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اور ساتھ دن پچھلے کے۔ اور نہین وہ ایمان لانیوالے۔ فریب دیتے ہین اللہ کو اور اُن لوگونکو جو ایمان لائے اور نہین فریب دیتے مگر جانون اپنی کو۔ اور نہین سمجھتے۔ بیچ دلون اُنکے کے مرض ہے پس بڑھایا اُنکا اللہ نے مرض۔ اور واسطے اُنکے عذاب ہے درد دینے والا بسبب اسکے کہ تھے جھوٹ بولتے۔

تفسیر حسینی خَتَمَ اللّٰهُ مُہر کی اللہ تعالےٰ نے عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اُنکے دلونپر کہ حق بات کو نہین سمجھتے ہین۔ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ اور اُنکے کانونپر کہ حق کو نہین سُنتے ہین وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ اور اُنکی آنکھونپر غِشَاوَةٌ پردہ ہے کہ راہ سیدھی نہین دیکھتے ہین وَلَهُمْ اور اُنھین کیواسطے ہے از روے استحقاق کے عَذَابٌ عَظِيْمٌ بہت بڑا عذاب کہ دنیا مین قتل کئے جاوین اور قیدی بنین اور آخرت مین غصہ و غضب خدا کا اُنپر ہوگا (یہ دو آیتین شان مین اُن کافرون اور مشرکونکے ہین جنکو خدا تعالے جانتا تھا کہ کفر پر مرینگے مثل ابوجہل اور کشتگان وز بدر کے جنکا قصہ آگے آئیگا) اور بعد مذمت کافرونکے تیرہ آیتین شان مین اہل نفاق کے اُتری ہین کہ بُرائی اُنکی بسبب مکر کے کافر اصلی سے زیادہ ہے وَمِنَ النَّاسِ اور آدمیون مین سے مَنْ يَّقُوْلُ بعضے ایسے ہین کہ کہتے ہین اٰمَنَّا ایمان لائے ہم بِاللّٰهِ خدا پر وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور پچھلے دن پر کہ مراد قیامت ہے وَمَا هُمْ اور حالانکہ نہین ہین وہ لوگ بِمُؤْمِنِيْنَ مسلمان اور سچ بولنے والے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ فریب دیتے ہین موافق گمان (ناقص) اپنے کے خدا کو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور اُن لوگونکو کہ ایمان لائے ہین۔ کسواسطے کہ منافقین روبرو اظہار ایمان کرتے تھے مکر سے وَمَا يَخْدَعُوْنَ اور نہین فریب دیتے ہین وہ (یعنے کفار) اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ مگر اپنے تئین کیونکہ وبال اس فریب کا اُنھین پر پڑا ہے۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور وہ اس وبال کو نہین جانتے ہین فِيْ قُلُوْبِهِمْ اُنکے دلونمین مَرَضٌ بیماری ہے اور مراد اس سے نفاق ہے اور شک کرنا دین مین اور کینہ مسلمانونسے اور حسد اُنپر فَزَادَهُمُ اللّٰهُ پس زیادہ کی خدا تعالےٰ نے اُن کے لئے مَرَضًا بیماری یعنے جتنا قرآن اُترتا جاتا ہے اُتنا ہی شک و شبہہ اُنکا زیادہ ہوتا ہے اور کینہ اور حسد اُنکا بڑھتا ہے وَلَهُمْ اور خاص اُنھین کیلئے عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب درد کا بھرا ہوا کہ وہ کبھی منقطع نہوگا بِمَا كَانُوْا بسبب اسکے کہ وہ (کفار) مسلمانونسے يَكْذِبُوْنَ جھوٹ بولتے تھے اور از روے نفاق اظہار ایمان کرتے تھے۔ **شعر عارف لکھنوی**

حاسد نہین ہین کسی کا شکراً للہ		یہ اُسکی عنایت ہے کہ محسود ہوں مین	

ناظرین - ملاحظہ فرمایئے کہ تفسیر حسینی کے بیان سے دعوی برہمچاری جی کا ثابت نہین ہوتا ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ جو علم عربی و علم ادب کو نہین جانتے۔ اور محاورات و مصطلحات زبان عرب سے بخوبی واقفیت نہین

رکھتے وہ مطالب و منشار قرآنی کو نہین سمجھ سکتے۔ اگر کوئی شخص خدائے وحدہٗ لاشریک کا واحد و عالم و قادر ماننے والا ہوئے تو وہ شخص بھی پڑھا ہو تو از روئے اعتقاد کے کچھ سمجھ سکتا ہے۔ لیکن برھمچاری جی کا مذہب دہریت سے قریب قریب ہے اگر خاص اصول کو دیکھیے تو اس سے بھی بڑھ چڑھکر ہے۔ یہ بھی عام قاعدہ ہے۔ کہ جو خدا کے ماننے والے نہیں ہین اُنکے قلب سیاہ و سخت ہوجاتے ہین۔

بقول مہاراج تلسی داس مصنف رامائن بھاکا ”جو آدمی کے دل پر سیاہی آجاتی ہے وہ کسیطرح نہین مٹتی“ **قول دیانند سرستی جی** بھی اسی کا مصدّق ہے کہ ”وہ سنتے ہوئے نہین سُنتے۔ دیکھتے ہوئے نہین دیکھتے بولتے ہوئے نہین بولتے“

کلام مجید مین بھی اسی اعتراض کی ساتوین آیت مثبت ہے کہ مُہر کی اللہ نے اُنکے دلو نپر الخ ایسے ہی شخصونکی نسبت یہ ارشاد ہے اسلئے برھمچاری جی کے سمجھ مین آنا امر محال ہے۔

دوئم ۔ مرض بڑھانے کا اعتراض خدائے تعالےٰ کی نسبت بالکل بیجا اور ناسمجھی و بےعقلی پر دلالت کرتا ہے۔ قرآن مجید کا اللہ مرض نہین بڑھاتا۔ بلکہ قرآن کے نزول مین جو ترقی کرتا ہے وہی ترقی باعث اشتداد و ازدیاد مرض کفار یعنے افزونی حسد و نفاق منافقین ہوتی ہے۔

چنانچہ جو گناہگار سچے دل سے خدا کے حضور مین توبہ کرتے اور اپنی کردار سے پشیمان ہوتے ہین۔ اُنھین معاف کرتا ہے کہ وہ غفور الرحیم ہے لتفسیر سے کسیطرح یہ ثابت نہین ہوتا کہ خدا مرض بڑھاتا ہے۔ بلکہ نزول قرآن سبب زیادتی مرض قلب۔ (حسد و نفاق کفار) تھا کہ جتنا قرآن نازل ہوتا جاتا تھا اُتنا ہی کفار کا حسد و کینہ و نفاق از خود بڑھتا جاتا تھا۔ جیساکہ حاسدین کا قاعدہ ہے کہ جتنی ترقی محسود کی دیکھتے ہین اُتنی ہی اُنکی آتش حسد زیادہ بھڑکتی ہے اور آتش حسد و کینہ سے جل جلکر خود ہی خاکستر ہوتے ہین۔ اور اُنکی نار حسد کسیطرح آب نصیحت و پند سے نہین بجھتی جنکی سزا کے بارہ مین عذاب الیم خود خداوند علیم فرماتا ہے۔

الزامی جواب ۔ (۱) از روئے وید اور مقولہ دیانند جی یہ بات ثابت ہے کہ جب انسان کے گناہ بڑھجاتے ہین تو انسان کا جنم حیوانات و نباتات کا ہوتا ہے اور ان جنمونکے ذریعہ سے سزا اعمال کی پاکر دھرم اور پاپ برابر ہوجاتا ہے تو پھر اُسکو انسان کا جنم ملتا ہے یہ ظاہر ہے کہ گناہ انسان سے ہوتے ہین۔ تو ایشور کو اسحالت مین انسان کا جنم دینا نہایت بدنیتی ہے کیونکہ ایشور اگر علیم ہے اور یہ اُسکے علم مین ہے کہ یہ شخص ضرور گناہ کریگا تو یہ صاف کھلی بدنیتی ہے کہ جان بوجھکر آپ ہی ایک شخص کے گناہ بڑھاتا ہے اور آپ ہی پھر سزا دیتا ہے۔ پس ایشور ہی مرض گناہ بڑھاتا ہے بسبب دور تسلسل تناسخ کے بدنیتی ایشور کی ثابت اور اعتراض برھمچاری جی باطل۔

دوسرا الزامی جواب (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵ - فقرہ ۱۰) "جو ناانصافی کرنیوالونکو رولاتا ہے - وہ رودر ہے - چونکہ بدکرداروںکو رولاتا ہے اسواسطے پرمیشور رُودر ہے"

پس ایسا ہی اگر قرآن مجید مین گناہگاروں کی بابت سزا کی خبر دیگئی تو کیا نقص ہوا - جیسا کہ هذا ابلهم سے ظاہر ہے ع بن عقل و دانش بباید گریست + اس اعتراض سے برھمچاری جی کی لاعلمی معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتب سے بھی بیخبر ہین - اور اُنکے والد مجازی یعنی گرو دیانند جی کا کیا مقولہ ہے بے سمجھے بوجھے جو دلمین آیا مجذوبونکی بڑکیطرح سے بک ڈالا کچھ اندیشہ نہ کیا -

دفعہ ۵ - آریہ (۲ - **صفحہ ۶۰ سطر ۱۲** -) تہذیب الاسلام "زانی زناکرتا ہے زناکاری کا سبب اللہ میاں نے پیدا کر رکھا ہے پس اگر زانی کے پچاس کوڑے مارنے چاہییے تو اُن مین پچیس اللہ میاں کے بھی رسید کرنے چاہییے - کیونکہ ماہی گیر کیساتھ دربان کیطرح وہ بھی نصف انعام کا مستحق ہے"

دفعہ ۶ - جواب دفعہ ۲ - برھمچاری جی کا یہ قول بہت درست ہے مجرم کو سزا ضرور ہونی چاہیے دیانند جی **کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۵ - فقرہ ۷ ۷** - مین لکھتے ہین "کہ جرائم مین سخت سزا دینا دراصل سختی نہین ہے اور عدل کے بھی یہی معنی ہین کہ خواہ کوئی شخص ہو بلارو رعایت - سزا اقرار واقعی پوری پوری دینی چاہییے - اور ملازم اور واقف کار قانون اور عالم وغیرہ - جو مرتکب کسی جرم کا ہووے اُنکو زیادہ سخت سزا دینا چاہییے" برھمچاری جی نے اللہ جل جلالہ کی نسبت جو حکم کوڑے لگانے کا صادر فرمایا ہے تو اللہ کوئی انسان - یا کوئی بشکل مجسم نہین ہے جسپر اس حکم کی تعمیل ہو سکے -

اس بیان سے برھمچاری جی کی لیاقت اور دہریت ثابت ہوگئی - چونکہ خدا عادل ہے اور دیانند جی کا بھی یہی مقولہ ہے کہ عدل کرنا چاہییے پس اب ہم سزا بھی موافق عام آدمیونکے تجویز کرینگے - اول دیانند جی کا مقدمہ فیصل کرلین تو بعد اُسکے ویدکے ایشور کیطرف متوجہ ہونگے -

صاحبان آریہ بنظر انصاف بلا تعصب اس مقدمہ کی روداد کو سُنین -

کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۱ - فقرہ ۷ - (منو - ۸ - ۱۲۵) "سزا کس کس عضو کو ہونی چاہییے - اعضائے تناسل ۱ - شکم ۲ - زبان ۳ - ہاتھ ۴ - پاؤن ۵ - آنکھ ۶ - ناک ۷ - کان ۸ - دولت ۹ - جان ۱۰ - یہ دس موقع تعزیر کے ہین - جنپر سزا دیجاتی ہے"

ایضاً صفحہ ۲۲۲ - فقرہ ۱۷ - چور کے ہاتھونکو راجہ کاٹ ڈالے - جس سے پھر قابل چوری کے نہ رہے - اور برہمن - گرو - فقیر - سنیاسی - باپ - بیٹا - پروہت - انمین سے کوئی شخص سزا سے مستثنےٰ نہین بلکہ عام آدمیون سے ان لوگونکو ہزار حصہ تک زیادہ سزا ملنی چاہییے"

اب مہاراج دیانند سرستی جی اپنے گھر سے زیور اور زر نقد چرا کر فرار ہوئے - اسوجہ سے مرتکب جرم چوری کے ہوئے - بموجب الہ منو شاستر مندرجہ بالا کے دیانند جی کے دونوں ہاتھ قطع ہونا چاہئیے ہین - اور پھر دوبارہ سپاہی کا لوٹہ چرا کر بھاگے - اب اس دوسری چوری سے مجرم عادی ہوگیا -

چونکہ ہاتھ تو پہلے جرم مین کٹ گئے - اور مہاراج مہاتما رشی بھی ہین - اسلئے اس مقدمہ مین کتاب ستیارتھ پرکاش سے مشورہ لینا چاہیے -

فقرہ - ۳۷ صفحہ ۲۲۳ مین لکھا ہے کہ "جسکا جسقدر علم اور عزت زیادہ ہووے اسکو جرم کرنے پر اسیقدر زیادہ سخت سزا دیجاوے"

ان وجوہات سے ثابت ہوا کہ دوسرے جرم کی سزا مین ناک یا کوئی اور عضو مندرجہ بالا مین سے کاٹ ڈالنا چاہیے چونکہ مہاراج نے فریب بھی بہت کئے ہین جنکا حال انکے جیون چرتر سے ظاہر ہے اسلئے بموجب تعزیرات ہند بعلت بدچلنی کسی میعاد تک جیلخانہ مین مہاراج کو رہنا چاہیے - اگر اندر میعاد کے پھر کوئی جرم کرینگے تو سپرنٹنڈنٹ جیل بذریعہ بید زدوکوب (مار پیٹ) سے خبر لیگا جس سے پشت کی کھال تک اتر جائیگی -

برہمچاری جی اگر تم منصف ہو تو تمکو نادم و پشیمان ہونا چاہیے - تمھاری وہی مثل ہے خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت - یہ نہ سمجھے کہ ع کلوخ انداز را پاداش سنگ ست +

شاگرد - آپنے چوری کی سزا تو از روئے قانون منو جی اچھی تجویز فرمائی لیکن از روئے تعزیرات ہند معین جرم کی بھی سزا ہونی چاہیے

استاد - ضرور معین جرم کی وہی سزا ہے جو اصل مجرم کی - اسلئے یہ دیکھنا چاہیے کہ دیانند جی کی اعانت کسنے کی تو پھر قانونی مشورہ کی ضرورت ہوگی -

شاگرد - معاون کا تو پتہ نہین چلتا صرف مہاراج کی بدنیتی کے سبب یہ جرم سرزد ہوئے -

استاد - نہین یہ بات نہین - کوئی نہ کوئی معاون ضرور ہے ذرا اچھی طرح تفتیش حالات مین سراغ لگاؤ -

شاگرد - آخاہ پتا لگا - واہ واہ سبحان اللہ سبحان اللہ یجروید صفحہ ۷۵ ۷۶ ایشور انسانکے اندر اور باہر موجود ہے دیگر صفحہ ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - جو پرمیشور سب اشیا کے اندر سمایا ہوا ہے اور باہر بھی بوجہ محیط ہونیکے ہر عضو انسان بلکہ زمین و مکین اور بال بال کو گھیرے ہوئے ہے اور سہارا بھی دے رہا ہے -

تو جس حالات مین دیانند جی کے ہر عضو اور رگ رگ ریشہ ریشہ مین وید کا ایشور موجود اور بوجہ محیط ہونیکے باہر بھی مثل غلاف کے چسپان ہے اور سہارا بھی دے رہا ہے تو کوئی انسان کسطرح بغیر اسکی مرضی کے چوری کرسکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ وید کا ایشور چوری کرانیکا معاون ہے - اب بموجب قانون منو جی اور تعزیرات ہند کے آریونکے وید کے ایشور کو بھی وہی سزا ہونی چاہیے جو دیانند جی کو دیگئی لیکن یہ بات ہم اچھی طرح سے جانتے ہین - کہ اللہ - خدا - ایشور - پرماتما

سب ایک ہی ہین صرف زبان کا فرق ہے ہم شن برہمچاری جی کے گستاخی نہین کرسکتے لیکن ہمارے ایشور کیطرف سے سزا برہمچاری جی کو ضرور ملنا چاہیے ۔

اور یہ بات کتاب ستیارتھ پرکاش سے ثابت ہے کہ آقا کا گناہ ملازم کو لگ جاتا ہے ۔ دیانند جی اور برہمچاری جی مین گرو اور چیلہ کا تعلق ہے جو ملازم و آقا سے کہین زیادہ ہے

دفعہ ۷ - آریہ (۳ صفحہ ۶۲ سطر ۱۷) تہذیب الاسلام "ہم تو ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہین کہ ویداور ایشور کی مخالفت کرنا جہالت کے گڑھے مین گرنا ہے کوئی بھی مخالفت کرکے دیکھ لے یقیناً بحر ضلالت مین غوطہ کھائیگا ۔ دور کیون جاتے ہو مین خود زندہ مثال آپکے سامنے موجود ہون مین نے وید اور ایشور کی مخالفت کی ایک عرصہ تک گمراہی مین پھنسا رہا آخر اس مخالفت کو چھوڑنے کا موقع آگیا اب مین دیکھتا ہون کہ مین نے روشنی کو پالیا ہے مین خیر الماکرین کے پنجے سے چھوٹ گیا ہون جبتک مین خیر الماکرین کے قابو مین رہا میرا روحانی مرض بڑھتا گیا ۔

دفعہ ۸ - جواب دفعہ ۳ - آپ زندہ مثال موجود ہین اسلئے ہم آپکو انصاف کی نظر سے ملاحظہ کرتے ہین ۔ آپکے چہرہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل ترک اسلام مسلمان قوم کے جولاہے تھے ۔ آپنے خام خیالی سے یہ تجویز کی کہ لاؤ مفت مین نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے شریف بنجاؤن یہ سوچکر آپنے ایکدم سے آریہ مت اختیار کرلیا ۔ اور برہمچاری جی کا خطاب پایا ۔ لیکن عقلا کے نزدیک آپ پہلے سے بھی بدتر ہوگئے ۔

سگ بدریائے ہفت گانہ بشوے	چونکہ تر شد پلید تر باشد

اب ہم دیکھتے ہین کہ آپ مین نیا مذہب اختیار کرنیسے کیا تبدیلی ہوئی ۔ اگر آپ پورے طور سے تبدیل ہوگئے ہین تو اسوقت ہم کہینگے کہ آپ ضرور آریہ ہوگئے ہین ورنہ یہ بھی آپکا کید و مکر ہے ۔ ہم دیکھتے ہین کہ آپنے چار ابرو کا صفایا کرایا یہ کوئی نئی بات نہین ہے صدہا آدمی اہل ہنود قدیم جب کوئی اُنکا عزیز مرجاتا ہے واسطے کریہ کرم کے ایسا کرتے ہین آپکی صورت کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شائد آپ بھی کسیکی کریہ بیٹھے ہین ۔

دوسرے آپنے جنیو پہنا ہے یہ بھی کچھ عجوبہ بات نہین ہے کہ برہمن چھتری سبھی جنیو پہنتے ہین ۔

تیسرے ۔ ہوم آپ روزانہ کرتے ہین یہ رسم اہل ہنود قدیم کی ہے اسکو پہلے بھی کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہین ۔ اور یہی ہوم بت پرستی کی بنیاد ہے ۔

چہارم ۔ پاجامہ چھوڑکر آپنے دھوتی پہننا اختیار کیا ۔ اسکو بھی سب اہل ہند پہنتے ہین حتی کہ بھنگی و چمار وغیرہ بھی دھوتی پہنتے ہین ۔

پانچوین ۔ ہر موسم مین روزانہ اشنان آپ ضرور کرتے ہین ۔ اس سے بھی کوئی دینی فائدہ اور نجات

نہین ہو سکتی۔ کیونکہ مگر سوس، کچھوا، گھڑیال شب روز ہر وقت پانی ہی مین پڑے رہتے ہین مگر انکی ایذا رسانی کم نہین ہوتی۔

آپنے جو یہ بہروپ اشلوکونکے دھوکا دینے کو بدلا ہے۔ ہم اسکے ہرگز قائل نہین ابھی اصلی آریہ ہو نہین بڑی کسر ہے۔

شاگرد۔ مہربانی فرماکر بتلائیے کہ برہمچاری جی مین کیا کسر باقی ہے جو ابتک کسی آریہ کو نہین سوجھی۔

استاد۔ البتہ برہمچاری جی ابھی گنگا بھگت بنے ہوئے تشکار کی گھات مین تاک لگائے ہین چھوٹی چھوٹی مچھلیون کی تو حقیقت نہین چند روز مین بڑے بڑے مچھ ہضم کرینگے پیٹ مین اُتار جائینگے۔

شاگرد۔ آخر معلوم تو ہو کہ کونسی کسر باقی ہے۔

استاد۔ مین اپنی طرف سے کوئی بات نہین بناتا لیکن بقول مہرشی دیانند سرستی جبتک برہمچاری جی کی شکل بباعث علت مادی جس مقام سے پیدا ہوئے ہین یعنی مقام مخصوص عورتون کی شکل نہ بنجاوے تب تک آریہ نہین ہو سکتے یہ بات مشکل ہے۔

ہم کھلے کھلے الفاظ مین صاف طور سے ڈنکے کی چوٹ کہتے ہین۔ کہ وید اور وید کے ایشور کا ماننے والا ضرور جہنم مین تشکے کے بھل گریگا۔ اور سیاہ قلبی کے سبب اس آگ کے سمندر مین جسکی آگ کا رنگ کالا ہے ضرور غوطہ کھائیگا کیونکہ ویدکا ایشور جہنم کو بھی محیط کیے ہوئے ہے اور بوجہ سرودیاپک ہونیکے دوزخیونکے جسمون اور آگ مین بھی سمایا ہوا ہے۔ وہ ضرور اپنے متبلع (جیون) کو کھینچیگا۔

[illegible] صفحہ ۹ سطر ۲) تہذیب الاسلام۔ پہلے یہ بتائیے کہ آپنے مکہ کو معظمہ اور مدینہ کو [illegible] کیون [illegible] ساتھ لام زیادہ کرکے ملکہ معظمہ بنا دو تو اور بھی اچھی بات ہے۔ مدینہ کو طیبہ کہنا کم عقلی [illegible] طیبہ [illegible] پاک جگہ ہے؟ ہرگز نہین!! معلوم نہین مدینہ کی گلی کوچہ مین کتنی غلاظت ہوتی [illegible] ہے۔

[illegible] مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے حق مین جو آپ فرماتے ہین بجا و درست ہے۔ ہم تو [illegible] خدمت [illegible] جیسا اعتراض کیجئے گا ویسا ہی جواب آپکی نذر کرینگے۔ آپنے کسی بات مین ظاہر نہین اپنے تحریر کیا ہے کہ [illegible] مین لام لگا کر ملکہ معظمہ بنا دو۔ شاید ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہین انکو ایک شہر کی نسبت دینا گستاخی ہے اور آپکو تو [illegible] باتین بکنے کا مرض ہو گیا ہے اور بموجب فرمان کلام مجید یہ مرض آپکا روز بروز بڑھتا ہی جائیگا اب مین [illegible] دریافت کرتا ہون کہ آپنے کس اسکول مین تعلیم پائی۔ شاید آپکے گرو نے اپنے گرو کو حق تعلیم مین [illegible] دی تھین اور آپ [illegible] کو دو دن دیکر پڑھتے ہین۔ کہ مین لام لانے سے ملکہ تو نہین بلکہ مَلَکَہ ہو جاتا ہے۔ البتہ میم اور کاف کے درمیان مین لام لانے سے مالکہ ہوتا ہے (اس سے معلوم ہوا کہ آپکو ہجے کرنیکی بھی لیاقت نہین۔

اہل اسلام مکہ کو معظمہ اس بنا پر کہتے ہین - کہ وہ جگہ پیدائش رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور خانہ کعبہ بھی اُسی شہر مین ہے اسی فضیلت سے کعبہ کو معظمہ کہتے ہین جیسا کہ بیت المقدس مشہور ہے -

اب طیبہ کے معنی غور سے سُنیے - آپ فرماتے ہین کہ مدینہ کے گلی کوچے غلاظت سے پُر ہونگے - اِس وجہ سے مدینہ طیبہ اور پاک نہین کہا جا سکتا - یہ اعتراض آپکا بڑی عقلمندی کا ہے - اوّل یہ بتلائیے کہ دنیا مین کونسا ایسا مقام ہے کہ جہانکے آدمی پیشاب پاخانہ نہین کرتے مین جانتا ہون کہ شہر تو کیا بلکہ آپکا گھر تک اس سے خالی نہین ہوگا - اور جس حالت مین وید کا ایشور عورت کے رحم اور مرد کی مقعد مین باس کرتا ہے تو اپنے ایشور کو آپ پاک اور مقدس کس قاعدے سے کہتے ہین - اگر کوئی انسان ایسی جگہ ہوتا تو ضرور مہتر یا بھنگی کے نام سے پکارا جاتا -

مہاراج دیانندجی خوب مفت کے کھانے اور مال ہضم کرتے تھے اور جلاب ضرور بھی جاتے تھے - ہر انسان مین یہ صفت قدرتی اور طبعی ہے کہ جب حاجت ضروری رفع کرنیکو جاتا ہے تو بعد فراغت کچھ نہ کچھ غلیظ امعا (انتڑی) مین ضرور باقی رہجاتا ہے حتی کہ مسہل لینے کے بعد بھی کچھ نہ کچھ ضرور باقی رہتا ہے - اگر یہ بات نہ ہو تو انسان کی عافیت مین خلل ہو اور زندگی غیر ممکن ہے - تو مہاراج دیانندجی کے پیٹ مین بھی ہر وقت غلیظ ضرور بھرا رہتا ہوگا - اشنان کرنے اور آبدست لینے سے بھی یہ عیب کسیطرح دفع نہین ہو سکتا - تو مہاراج دیانند سرستی کو آپ کس قاعدے سے پاک کہہ سکتے ہین - مہتر بھی اپنے وقت معینہ پر صفائی کا کام کرتا ہے پھر بعد نہا دھو کے اپنے خانہ داریکے کاروبار کرتا ہے - دیانندجی کو دیکھو کہ جہان بیٹھے ہین میلے کی گٹھری لئے ہوئے بیٹھے ہین اور صدور ریاح سے تمام کمرہ سڑ رہے ہین کہ ناک نہین دیجاتی - وجہ زیادہ ریاح پیدا ہونیکی یہ ہے کہ آپ دن کو ماش کی دال - یا پوری کچوری وغیرہ شبکو صرف دودھ ہی پیتے تھے اور اس قسم کی غذا مولد ریاح ہے -

ان وجوہات سے دیانندجی کو آپ پاک نہ کہیے - بلکہ ایسے شخص کو جسمین کہ ایسی ہر وقت غلاظت ہے پاک کہنا خلاف عقلمندی ہے -

دفعہ ۱۱ - آریہ (صفحہ ۶۵ سطر ۹) تہذیب الاسلام - ایسی سزا کا کیا ٹھکانا ہے اللہ میاں سے ڈرنا چاہیے ممکن ہے کہ کل کو مجھے بخار دینے لگ جاوے - چونکہ دھرم پال نے قرآن کی باتوں سے منھ موڑ لیا ہے اسلیے اسکے ڈنڈے پڑینگے مرض قلب بڑھایا جاویگا یہ ہوگا وہ ہوگا - اگر عقل کی باتین کرنا مرض قلب کا بڑھنا ہے تو آپکو یہ مرض مبارک رہے -

دفعہ ۱۲ جواب دفعہ ۵ - برہمچاری جی آپ بہت درست فرماتے ہین - جو کوئی شخص اللہ سے نہ ڈریگا اُسکا حال آپکے موافق ہوگا - یہ زبان زد خلائق ہے کہ دن رات کے چوبیس گھنٹون مین انسانکی زبان سے ایک دفعہ ضرور کلمہ حق نکلتا ہے - اور وہ بات پوری بھی ہوجاتی ہے تعجب کی بات ہے کہ آپکی تمام عمر مین یہی ایک کلمہ حق

نکلا ہے۔ اور یاد دوسرے لفظون مین کہو کہ مثل دیانند جی کے آپ پر الہام ہوا۔ خیر ہمکو ہر طرح سے امید ہے کہ آپکو ڈنڈونکی مار کے سوا بھی ہوم کی آگ جسے آپ عاقبت بخیر ہونیکے واسطے جمع کرتے ہین۔ اسی آگ مین مثل ہوم کی سامگری (مسالہ) کے سوا ہاکیے جائینگے اور وہان بجز پشیمانیکے کچھ حاصل نہوگا۔ اور ایک ثبوت اسکا یہ بھی ہے کہ بباعث ترقی مذہب اسلام آپکے دل و بال بال مین مرض حسد مثل تپ دق کے اثر کرچکا ہے جب یہ مرض تیسرے درجہ پر پہونچیگا پس اسکے عوض مین آپ پر بھی **عذاب الیم** کا حکم صادر ہوگا۔

اور اخیر اعتراض مین جو آپنے فرمایا ہے کہ ویدکا ایشور ہی آتمک بل کا داتا ہے۔ افسوس صد افسوس آپکی عقل پر۔ کیا جھوٹی جھوٹی باتین گڑھا کرتے ہین برہمچاری جی کیا آپکی حیا و شرم بالکل تشریف لیگئی۔ اچھے لوگ جھوٹ نہین بولتے لیکن آپ پر ویدکی تعلیم نے اسقدر سخت اثر کیا کہ آپنے ہمہ تن جھوٹ کا جامہ پہن لیا۔ اور بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی داتا کے معنی نہین جانتے اگر جانتے ہوتے تو ویدکے ایشور کو جو خود محتاج اور تابع قانون قدرت ہے داتا نہ کہتے۔ ننگا کیا نہائے کیا نچوڑے۔

نیز از روے مسئلہ تناسخ سب انسان اپنے اپنے کرم کا نتیجہ پاوینگے اسکے خلاف ایک تنکا بھی نہین ہل سکتا اس قاعدے سے آپکا ایشور نہ کچھ ہمکو دیسکتا ہے نہ لے سکتا ہے اور محیط کل ہونیکے باعث سے۔ آریونکا ایشور کان اور دُم بھی نہین ہلا سکتا۔ قادر مطلق بھی نہین ہے۔ براے مہربانی بتلا دیجئے کہ آپنے اپنے ایشور کو بل داتا کس قاعدے سے کہا ہے۔ نادانون اور کمسن بے عقل بچون کو یہ فقرے دیا کیجئے۔

چوتھی شکل

دعوی لڑائی کون کیا کرتا ہے؟

جواب اعتراض چہارم

میر	کل تو تھی اسمین محبت اور ملنساری کی خو	کسنے بہکایا جو ایسا آج دشمن ہوگیا	خلیق

آریہ۔ کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۶۷۔ "لڑائی کون کیا کرتا ہے؟ سطر ۵۔ مہا بھارت کی تواریخ مین سب سے بڑا مہا بھارت کا سنگرام ہوا ہے یہ سنگرام دھرم یُدھ تھا۔ یعنی دھرم کی لڑائی تھی"

اب ہم دیکھتے ہین کہ برہمچاری جی کا مقولہ کہانتک سچ ہے۔ یعنی مہا بھارت کی لڑائی واقعی دھرم کی لڑائی ہے یا پاپ اور جہالت کی۔

خلاصہ مہا بھارت پرب اول۔ جب راجہ بچتیر جنگ مین مارا گیا اُسنے دو رانیان چھوڑین چونکہ

صاحب اولاد نہ تھا۔ اسلیے مالک تاج و تخت کی تلاش لگی۔ انمین سے ایک رانی کا نام انبکا اور دوسری کا نام انبالکہ تھا۔
رانی مچھودرا بھیکم پتاما کی سوتیلی ماں نے کہا کہ اے بیٹا اب کوئی مالک تخت و تاج نہین ہے تم تخت سلطنت پر بیٹھو اور
خوشی سے راج کرو۔ بھیکم پتاما نے یہ جواب دیا کہ اے ماتا مین اپنے قول و اقرار کو نہین توڑ سکتا کیونکہ یہ بات چھتری کے
دھرم کے خلاف ہے اسلیے مجکو تخت و تاج کی ضرورت نہین مچھودری کو یہ جواب سنکر بڑا اضطراب اور افسوس ہوا
اور ویاس جی اپنے لڑکے کو طلب کیا۔ بقول مہابھارت ویاس جی رانی مچھودرا کے شکم سے قبل شادی بذریعہ زنا
یا حرام یعنی ناجائز اولاد پیدا ہوے تھے۔ جب ویاس جی آئے تو رانی مچھودرا نے اُنسے درخواست کی کہ ہمارے
خاندان مین کوئی اولاد نہین جو مالک تخت و تاج ہو تم اسکی کوئی تدبیر کردو۔ ویاس جی نے اپنی والدہ کے
حکم سے رانی انبکا اور انبالکہ سے نیوگ یعنی ناجائز تعلق کیا اور آشنائی کی۔ رانی انبکا سے راجہ دھرتراشٹ
پیدا ہوا۔ لیکن یہ اولاد دونون آنکھوں سے نابینا پیدا ہوئی۔ اور رانی انبالکہ سے راجہ پانڈو پیدا ہوا۔ اس
اولاد کا رنگ زرد تھا ان دونون رانیوں کی ایک کنیز بھی تھی اُس سے بھی ایک لڑکا جنوا دیا۔ غرض یہ تین اولاد
نرینہ پیدا ہو گئین۔ اور یہ رانیان راجہ بنارس کی لڑکیان تھین۔ حاصل کلام راجہ پانڈو تخت نشین ہوا اور
راجہ دھرتراشٹ اولاد اکبر بباعث نابینائی محروم رہا راجہ پانڈو بہت ہوشیاری اور عدل و رحم سے سلطنت
کرنے لگا اس راجہ کو شکار کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ اتفاق سے ایکروز شکار کی تلاش مین بہت دور نکل گیا دیکھتا
ہے کہ ایک ہرن اپنی مادہ سے جفتی کھا رہا ہے۔ راجہ نے ایک تیر سے اس ہرن کو نشانہ کرکے زمین پر گرا دیا۔ یہ
زخمی ہرن زمین پر لوٹ پوٹ کر بشکل عابد انسان بنگیا اور یہ بددعا دی کہ اے راجہ جب تو بھی اپنی رانی سے ہمبستر
ہوگا میری طرح تو بھی مرجائیگا۔ راجہ کو یہ بددعا سنکر بڑا رنج و افسوس ہوا۔ مکان پر واپس آکر اپنی رانیوں سے یہ
بیان کیا۔ رانیوں کو بھی اسبات کا نہایت قلق ہوا کیونکہ راجہ ابھی صاحب اولاد نہ تھا۔ قصہ مختصر راجہ بباعث
خوف بددعا رانیوں سے مخاطب نہین ہوتا تھا آخر کار اسی رنج سے سلطنت چھوڑ کر فقیرانہ لباس پہنکر معہ دونون رانیوں کے
روانہ جنگل ہوا۔ اور کوہ ہمالیہ کے دامن مین عبادت کرنے لگا۔ دونون رانیان اس راجہ کی جوان تھین چونکہ
راجہ اول تو پیدائش ہی سے کمزور تھے دوئم خوف جان سے مجبور تھے رانیوں نے موافق رواج زمانہ و تعلیم وید
کے نیوگ یعنی حرام کاری کرنا شروع کی۔ اور راجہ یعنی اُنکے شوہر نے بھی خوشی سے اسبات کی اجازت دیدی کہ
جسطرح ہوسکے اولاد پیدا کرو چنانچہ رانی کنتی اس راجہ نے بذریعہ حرام کاری ایک اولاد پیدا کی جس کا نام
بدھشٹر ہے (ناظرین یہ راجہ جو حرام سے پیدا ہوا ہے اسکو آریہ لوگ بڑے پایہ کا راجہ خیال کرتے۔ اور معزز و
بے عیب سمجھتے ہین) پھر دوبارہ کسی جوان سے نیوگ کیا تو ارجن پیدا ہوا۔ یہ اولاد فن تیراندازی مین کامل ہوئی
جسکا نام آجتک مشہور ہے جب یہ دو اولادین پیدا ہوئین تو راجہ بہت خوش ہوا اور شاباشی دیکر کہا کہ ابھی اور

اولاد پیدا کرو تیسری دفعہ نیوگ سے بھیم پیدا ہوا جو طاقت میں فی المثل زر نام آور ہے - دوسری رانی مادری نے یہ ماجرا دیکھکر اسنے بھی نیوگ کا سلسلہ جاری کیا اسکے دو لڑکے توام (جڑوان) پیدا ہوے جسمین ایک کا نام نکل اور دوسرے کا نام سہدیو ہے - غرض راجہ پانڈو نے بیٹھے بٹھائے بلا محنت و مشقت پانچ اولادین ہر ایک روئین تن اور فن سپہگری مین کامل حاصل کین - آفرین صد آفرین جب ایسی اولادین ہوا تو تیرتھ برت کا شوق ہوا - آخرش پھرتے پھرتے ہمچل پہاڑ پر مرگیا - رانی مادری نے اپنے دونون لڑکونکو رانی کنتی کے سپرد کیا - اور خود ہمراہ راجہ کے ستی ہوگئی - واہ واہ ! ویدمین استادر پتی برتا ایسی ہی عورتونکو کہتے ہین - رانی کنتی جب تنہا رہگئی تو ان پانچون لڑکونکو لیکر دہلی مین آئی اور رہنے لگی -

اب راجہ دھرتراسٹ نابینا کا حال سنیئے - اُنکی بھی دو رانیان تھین اول رانی کا نام گندھاری تھا اس رانی کو بھی حمل کسیطرح رہا - لیکن دو برس تک وضع حمل نہین ہوا - دو برس کے بعد ایک بڑا بھاری گوشت کا لوتھڑا شکم سے برآمد ہوا - اس واردات پر مہاراج ویاس جی جو نیوگ کی ناجائز اولادین اور بڑے مہاتما وید خوان کہلاتے تھے طلب ہوے ویاس جی نے اُس گوشت کے لوتھڑے کے ایکسو ایک ٹکڑے کیئے اور ہر ایک ٹکڑے کو مٹی کے گھڑے مین رکھا - اور اُن گھڑونمین تیل بھر دیا عرصہ دو سال مین اُن گھڑون مین ایک ایک بچہ بنگیا - اس ترکیب سے ایکسو فرزند اور ایک دختر حاصل ہوئی -

ان سومین اولاد اکبر جرجودھن تھا یہ قصہ مہابھارت مین نہایت طویل ہے اگر سب کیفیت مفصل لکھون تو کسیطرح یہ کتاب پوری نہو - یہ بیان مین نے بہت مختصر تحریر کیا ہے -

الحاصل وہ پانچون بھائی رانی کُنتی کی اولاد اور یہ سو بھائی رانی گندھاری کی اولاد پرورش پا کر دونون اور علم سپہگری مین کامل ہوے لیکن بباعث حصول تاج و تخت دونون گروہون مین عناد رہنے لگا اور ایک دوسرے کا دشمن جان بنگیا -

چونکہ راجہ دھرتراسٹ زندہ تھا اور ان پانچون بھائیونکا باپ قضا کر چکا تھا اور وہ تعداد مین بھی نسلوں تھے اسلیے اُنکا بڑا از در شور تھا - اب راجہ دھرتراسٹ ان پانچون بھائیونکے چچا کی یہ تجویز ہوئی کہ راجہ پانڈو کی اولاد اکبر راجہ پانڈو کو تخت و تاج دیا جاوے یہ بات جرجودھن اولاد اکبر نابینا کو ناگوار ہوئی اور راجہ دھرتراسٹ کو سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھا - اور فکر ہلاکت ان پانچون بھائیونکی ہونے لگی انواع انواع کی تدابیر شروع ہوئین - سب سے بڑھکر یہ تدبیر کی کہ جس مکان مین یہ پانچون بھائی مع اپنی والدہ کے سوتے تھے آگ سے جلا دیا گیا لیکن جب خدا مہربان ہوتا ہے تو کسیکے کیے کچھ نہین ہوتا ہے - اُس مکان مین ایک سرنگ تھی جو لب دریا تک پہونچی تھی - جب ان لوگونکو آگ کی گرمی محسوس ہوئی تو اُسی سرنگ کی راہ سے دریا کنارہ پہونچے

وہان ایک فقیر کی جھونپڑی مین پناہ لی - پھر بحیثیت جہان فقیرانہ لباس مین شہر بدر ہوکر صحرانوردی اختیار کی آخر کار مع والدہ کے پھرتے پھرتے ایک شہر مین پہونچے اُس شہر کے راجہ کی ایک لڑکی جوان تھی اور اُسکی شادی کا جلسہ تھا اور ایک مچھلی مصنوعی بہت بلند ستون مین لٹکائی گئی تھی اور ایسی صنعت رکھی گئی تھی کہ مثل قطب نما کی سوئی کے حرکت کرتی تھی - ایک جا قرار تھا اور اُس مچھلی کے نیچے ایک بڑے کڑھاؤ مین تیل بھرا ہوا جوش کھا رہا تھا اور اُس کڑھاؤ کے پاس ایک تیر و کمان بہت بھاری رکھا ہوا تھا شرط یہ تھی کہ جو کوئی شخص اس تیر و کمان کو اُٹھا کر اُس مچھلی کے سایہ کو تیل کے کڑھاؤ مین دیکھکر نشانہ سے مچھلی کو بے دیکھے اُڑا دے - اور جو وہ مچھلی کڑھاؤ مین گر پڑے تو اُس شخص کیساتھ شادی ہو - اس جلسہ مین بڑے بڑے نامی تیرانداز اور بہادر راجہ موجود تھے حتی کہ انکے چچا بھیکم پتا مع انکے سو بھائیون چچازاد کے بھی موجود تھے یہ واقعہ سُنکر یہ پانچون بھائی بھی اُسی لباس فقیری سے اس جلسہ مین پہونچکر مبتذل جگہ پر بیٹھ گئے آخر کار وقت معینہ پر ہر ایک راجہ نے قسمت آزمائی کی کسی سے کمان بھی نہین اُٹھی - اور بالفرض اُٹھی بھی تو نشانہ غلط ہوا - آخر کو چارون بھائیونکے اسرار سے ارجن اُٹھا اور جب کڑھاؤ اور کمان کے پاس پہونچا تو سب راجاؤن اور حاضرین جلسہ نے قہقہہ مارا - اور ارجن کیصورت دیکھکر طرح طرح کے آوازے کسنے لگے - آخر کار ارجن نے کمان اُٹھا کر مچھلی کو موافق شرط کے کڑھاؤ مین گرا دیا - تب ان پانچون بھائیونکی شادی اُس راجہ نے اپنی لڑکی **درَوپدی** سے کردی اور بہت زر و جواہر ملک جاگیر جہیز مین دیا - اور ان پانچون بھائیون نے وہین سکونت اختیار کی - اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرنے لگے (اور تعریف یہ ہے کہ ایک کو دوسرے سے رنج رقابت نہ تھا - دراصل یہ پانچون بھائی اولاد ناجائز تھے اسلیے انکے دل بھی سخت بے شرم تھے - اور تعلیم وید کا بھی اثر تھا) جب انکے چچازاد بھائی بے نیل مرام اپنے گھر واپس گئے اور اپنے والد نابینا سے یہ کیفیت بیان کرکے مشورہ کیا کہ اول تو یہ پانچون جوان زور - طاقت علم سپہگری مین یکتا ہین جنمین سے ارجن فن تیراندازی مین اپنا مثل نہین رکھتا - اور راجہ درَوپد جہان انکی شادی ہوئی ہے بہت جرار سپاہ سے طاقتور ہے - اور ہمارا دشمن بھی ہے اگر یہ سب ملکر ہمارا ملک چھین لین تو ممکن ہے - اسلیئے کوئی حکمت ایسی کرنی چاہیے کہ جس سے ان مین تفرقہ پڑجائے - یہ سوچکر ایک قاصد روانہ کیا اور یہ لکھا کہ آپ لوگ سسرال کی روٹیون پر پڑے ہین - اسمین ہمارے خاندان کی بڑی بدنامی ہے یہ سوچکر ہمارے والد ماجد نے حکم دیا ہے کہ مین اپنی زندگی مین آدھا آدھا راج تقسیم کردون تم لوگ جس باسائش آپس مین گذران کرو - براہ مہربانی آپ سب لوگ یہان تشریف لاوین اور اپنی مرضی کے موافق راج تقسیم کرالین - اس عرصے مین یہ پانچون بھائی آگئے اور بہت اسرار کے ساتھ راجہ سے اجازت لیکر بجاہ و حشم مع فوج و جواہر لشکر لیکر وارد دہلی ہوے - اور رہنے لگے جب جودھن نے یہ چال کی کہ ان پانچونکو جوسر کھیلنے کی چاٹ پر لگا لید

اور رفتہ رفتہ - ان پانچونکا نقد و جنس مع اثاث البیت جیت لیا -

جب ان پانچونکے پاس ایک خر مہرہ بھی باقی نرہا - تو یہ شرط ہوئی کہ اگر تم ہارو تو بارہ برس کا بن باس اور اگر جیتو تو جو کچھ تمھارا ہے سب واپس - افسوس جب قسمت درست نہین ہوتی ہے تو سب باتین بگڑ جاتی ہین یہ پانچون بھائی بعد ہارنے کے بن باس کو گئے اور اس عرصہ دراز مین ہزارون مصیبتین سہکر دن پورے کیے - اور اپنے چچا سے خواستگار راج کے ہوے - ناکامیاب ہونے پر نوبت بجنگ رسید - کورکھیتر کے میدان مین یہ مہابھارت کی لڑائی ہوئی - دونو طرف سے سیکڑون راجہ امداد کو جمع ہوے اس میدان مین اُسوقت اتنی سپاہ موجود تھی کہ اُسکی گنتی نہین ہو سکتی - اور ارجن کے دلی دوست مہاراج کرشن چندر بھی ارجن کے طرفدار موجود تھے - آخر مقابلہ ہوا اور اسقدر غارتگری اس لڑائی مین ہوئی کہ کرشن چندر ہوے جو اور کبھی نہین سُنے گئے - بباعث مکر و فریب کے یہ پانچون بھائی فتحیاب ہوے - اور راج پایا - اونا بینا کے سوا اور خاندان کا خاندان سب تہ تیغ ہوا"

ناظرین - اسی لڑائی کو برھمچاری جی دھرم کی لڑائی لکھتے ہین -

شاگرد - آپنے یہ مثل نہین سُنی کہ ہاتھ سے تو جلتا ہے - آریو نکا یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ موقع پر کہدیتے ہین کہ یہ باتین جھوٹی ہین ہم اسے نہین مانتے - کیونکہ اکثر آریہ رانی دروپدی کے پانچ خاوند ہونے پر قدیم اہل ہنود پر طعن کرتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ ویدکی رو سے دس خاوند ہو سکتے ہین - آپکے اس حوالہ کو کب منظور کرینگے - کیونکہ اُنکے یہان اصل بات سے انکار کر دینا بہت آسان طریقہ ہے -

اُستاد - کیا مجال جو انکار کرین کیونکہ حق بات سے دیدہ و دانستہ انکار نہین ہو سکتا - اور ہم اسباب کئی ثبوت پیش کرتے ہین جس سے انکا انکار کرنا بھی فریب سمجھا جائیگا - **اوّل** کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس تیسرا صفحہ ۹۲ - ۹۳) مین جو فہرست جھوٹی کتابونکی دیانند جی نے دی ہے - اس فہرست مین کتاب مہابھارت شامل نہین ہے اس بنا پر یہ سچی کتاب ہے - **دوم** - برھمچاری مسر میال جی نے اسی اعتراض مین اس لڑائی کو دھرم یدھ لکھا ہے - اگر یہ کتاب ان کے اعتبار اور انکے عقیدے مین درست نہوتی تو اس شیطانی لڑائی کو دھرم یدھ ہرگز ہرگز نہ لکھتے - **سوم** کتاب ستیارتھ پرکاش اور رگ ویدآدی بھومکا بھاشیہ مین کثرت سے اس کتاب کے حوالے دیے ہین اگر اس کتاب کو جھوٹا تصور کرتے تو اُسکے حوالے کیون پیش کیے جاتے - **چہارم** - در بارۂ بیان نیوگ رگ ویدآدی بھومکا بھاشیہ مین ان لوگون کے نام جو لڑائی مین مذکور ہین اور ویاس جی وغیرہ رشی نیوگ کے نام سند اُنکی حوالہ دیے جاتے ہین آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۱۱ - ۱۲) مین لکھا ہے کہ راجہ یدھشٹر کے زمانہ تک ویدکی ہدایتون اور قوانین پر عمل ہوتا رہا - اور یہ زمانہ دنیا مین امن و امان - علوم کی ترقی - اور دھرم کے عروج کا زمانہ تھا - مگر مہابھارت کے بعد جب سے وید کا رواج بند ہوا تب سے دنیا مین برابر بے دھرمی اور آفتین نازل ہوتی ہین "

عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لڑائی دھرم کی ہے - اور اسوقت دھرم کا زمانہ تھا ! شششم یہ بات کسی طرح نہیں ہو سکتی کہ آریہ جس کتاب کا حوالہ دین وہ صحیح اور ہم جو اُسی کتاب کا حوالہ دین وہ غلط - اگر برادران آریہ دھرم کی عینک لگا کر اور سیاہ کاجل کی روشنائی سے ان کتابوں پر قلم پھیر دین تو انکا انکار جب قابل تسلیم ہوگا -

ان وجوہات سے ہم انکار کے کھٹکے سے بے اندیشہ ہو کر نتیجہ مرقومہ ذیل نکالتے ہین -

اوّل واہ واہ ! مہاراج برہمچاری جی آپکا دھرم اور انصاف معلوم ہوا کس قاعدہ سے آپنے اس شیطانی لڑائی کو دھرم یدھ بتلایا ہے - کیا آپکے ویدین اسی کو دھرم کہتے ہین ہمارے خیال مین کیا بلکہ جو صاحب اس لڑائی کے بیان کو ملاحظہ کرینگے وہ اس لڑائی کو شیطانی لڑائی کہینگے - افسوس آپکو صریح جھوٹ اور بیہودہ لکھتے ہوے شرم بھی نہین آئی - سچ ہے کہ جس آدمی نے مونچھ داڑھی منڈوا کر یہ ایسی شکل بنائی اسکی بات کا کیا اعتبار دھرم یدھ کا لکھنا آپکے کل اعتراضون پر دھبہ لگاتا ہے اور دیانند جی آپکے گرو کے موافق حکم کتاب تہذیب الاسلام پھینکدینے اور جلا دینے کے قابل ہے - کیونکہ جس کتاب مین قدر سے زہر اور جس کتاب مین جھوٹ شامل ہو اسکو پھینکدینا چاہیے - افسوس صد افسوس آپنے اپنے گرو کا دھرم ظاہر [illegible] مہارشی کی تعلیم مین انکی توہین کرا دی کیا آپکے ایشور نے یہی آپکو اکمل بل دہی روشنی عطا فرمائی ہے - اگر کوئی شریف اور [illegible] آدمی ہو تو کسیکو منھ نہ دکھلاوے - لیکن چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور پھسل گئی - وہ کون [illegible] مہا بھارت جنگ مہابھارت مین موجود تھے سب حرامی اور عورتون کی کارگذاری کی اولاد تھے [illegible] کی نہین تھی بلکہ بطمع زر زمین دغا اور فریب اور قمار بازی کی گئی - چنانچہ اس جنگ مین [illegible] تھے کہ اپنی منکوحہ عورتونکو اجازت دیتے تھے کہ زنا اور حرامکاری سے اولاد پیدا کرو - اور شیطانی [illegible] عورتین بھی ایسی ہی تھین کہ کنوارپنے مین ایک آدھ لڑکا جنکے پھر شادی کر لیتی تھین - اور [illegible] ہوس ہی نہین بجھتی تھی - نتیجہ مہاراج دیانند جی اپنے عقل کے دشمن تھے کہ [illegible] کو گمراہ کیا - ع این کار از تو آید و شیطان چنین کند -

آریہ - دفعہ ۱ - (کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۹۸) انسانی [illegible] باوجود اتنی خونریزی کے لوگ اپنے تئین انسانی باپ کے بیٹے بھی کہے جاتے ہین - مگر انسانی باپ کی اولاد کہلا کر بھی اپنے بھائی کی حق تلفی پر تلے ہوے ہین وجہ کیا ؟ وجہ یہ کہ انکا بھائی چارہ اگر کچھ باقی بھی رہا ہو تو صرف زبان تک محدود رہتا ہے - ایک طمانچہ کھا کر دوسرا گال پھیر دینا تو دور کی بات ہے وہ دوسرے کے طمانچے لگاتے پھرتے ہین - اور ماں نہ ماں مین تیرا مہمان لڑائی مول لے رہے ہین - کیون ؟ کہ مادہ پرستی نے ایشور پرستی کی جگہ لے لی ہے - معلوم نہین کہ لڑائی بھڑائی مین کیا مزا ہے "؟

جواب۔ ہماری بحث شخصی یا ذاتی نہیں ہے بلکہ کتابی ہے۔ ہان حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل شریف مین یہ حکم دیا ہے "کہ اگر تیرا بھائی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اُسکی طرف پھیر دے۔ اگر کوئی تیری عبا اُتارے تو اُسکو کرتہ بھی اُتار دے۔ اگر کوئی گالی دے تو اُسکے لئے دعا مانگ"

برہمچاری جی انصاف سے دیکھیئے کہ ان احکام مین کیا عیب ہے۔ آپکو یہ باتین اس سبب سے بُری معلوم ہوتی ہین کہ آپکا وید ایسی اخلاقی عمدہ باتون سے خالی ہے اور سراسر فسق و فجورسے بھرا ہوا ہے۔ اگر انصافاً خیال کیجئے۔ تو تمام اخلاق و ادب کا خلاصہ یہ ایک موعظ ہے۔ آپنے جو عیسائیون و اہل اسلام پر طعنہ زنی کی ہے تو یہ آپکا حمق ہے۔ کیونکہ ہمارے عدم تعمیل احکام سے شریعت مین کچھ خلل نہین آسکتا بلکہ ہماری کج فہمی ہے۔ مثلاً ایک زندہ مثال آپ ہی موجود ہین۔ کہ آپ فقط زبان ہی سے وید کو مانتے ہین مگر تعمیلاً و فعلاً نہین مانتے۔ اسوجہ سے یہ اعتراض محض غلط ہے۔

آریہ۔ (دفعہ ۳۔ ایضاً صفحہ ۱۶۹) "آریونکی غلطی نہ سوامی جی کی غلطی۔ غلطی تو آپکی اور آپکے اللہ کی ہے آپنے اُسکو تخت شریف پر بٹھا رکھا ہے۔ اور کئی جگہ تو اُسکی وہ درگت کی ہے کہ جب ہی بھلی ایک جگہ بیچارے کو جگنو کیطرح درخت سے لٹکا دیا ہے۔ موسیٰ اُسکو آگ سمجھکر گھاس پھوس جمع کرکے آگ سلگانے کیلئے آگے بڑھتا ہے تو اللہ میان جو جگنو کیطرح درخت پر چمک رہے تھے بول اُٹھے کہ اے موسیٰ مین تیرا رب ہون جوتی اُتار ڈال"

جواب۔ یہ عبارت مندرجہ بالا ایسی بیموقع اور بے محل ہے جو اُلٹا آریہ مذہب پر دھبہ لگاتی ہے ہم ہزار مرتبہ بیان کرچکے کہ برہمچاری جی مین مادۂ کج فہمی زیادہ ہے۔ خواہ اُنکا اعتراض اُنھین پر چسپان ہو جاوے لیکن انکو اعتراض اور طنز سے کام ہے۔ چنانچہ بباعث جہالت فاسد عبارت مندرجۂ بالا جو اعتراض ہے بالکل علحدہ ہے تحریر کی ہے۔ مگر ہم بار بار عرض کرچکے ہین کہ برہمچاری جی کسیطرح سے خدمت کرنیکو باہر نہین ہین۔ دیکھئے اب ہمارے جواب کو نظر انصاف سے دیکھیئے یہ عبارت اُسجگہ کی ہے جہان توریت شریف اور قرآن مجید مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ نے بشکل نور دکھائی دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس نور کو آگ تصور کرکے اُسجگہ گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جگہ پاک ہے تو اپنے پیر سے جوتی کو اُتار۔ برہمچاری جی نے اُس نور کو طبیعت کی خباثت سے جگنو سے مثال دی ہے۔ اب ہم الزامی جواب مین وید کے ایشور کو دکھاتے ہین اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ جگہ پاک ہے اپنے پیر سے جوتی اُتار۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے افسوس ہے وید کا ایشور بباعث قذر اور مردار کے پاس ہونیکے جوتی کے اندر اسکو رکھتا ہے۔ اور سب سے گندی جگہ پہنچ جاتا ہے۔

نیز [illegible] ایک اور نوشتہ یاد ہے افسوس ہے وید کے فرمانے کے بموجب عورت کے رحم و شکم اور مرد کی مقعد مین پاس کرتا ہے دیکھو خدا کیسی گندگی کو پسند کرنیوالا ہے۔ گندی جگہ مین بھنگی بھی ناک بند کرکے جاتا ہے۔ مگر وید کا ایشور غلیظ کا

گیرہ ہے کہ اُسے وہی جگہ مرغوب ہے۔ مزید بران جب وید کا ایشور بقول دیانند جی پتھر لکڑی وغیرہ جملہ اشیاء پرتھوی مین سرو ویاپک ہے اور کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ جسمین وہ سمایا ہوا نہین ہے۔ تو پاخانہ۔ پیشاب۔ لہو۔ پیپ۔ وغیرہ وغیرہ۔ سب چیزین مجسم اور مُمیز ہین اس حساب سے انمین بھی موجود ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ برادران آریہ بجائے پرستش کے بیت الخلا سے نفرت کرتے ہین۔ یہ دیدہ و دانستہ وید کی عدول حکمی کرنا ہے۔ برہمچاری جی کو چاہیے کہ بیت الخلا کی پرستش کرکے اپنے وید کے ایشور کو رضامند کرلین۔

اور بام مارگی مذہب والے جو از روے وید عورت کے رحم اور مقام مخصوص اور مرد کے عضو تناسل کی پرستش کرتے ہین تو پھر اس مذہب پر برادران آریہ کس منھ سے اعتراض کرتے ہین۔ کیونکہ وہان تو آپ کا ایشور ہر وقت موجود رہتا ہے۔

آریہ۔ دفعہ ۴۔ (کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۷۰۔ سطر ۱۷) وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (پارہ ۲۱۔ سورہ ۳۳) جسکا ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمہ صاحب یون کرتے ہین اور آپ اٹھا لی اللہ نے مسلمانونکی لڑائی۔ یعنے مسلمانون کی طرف سے ذمہ دار ہو گیا۔ قتال کے معنی لڑائی کے ہین۔ اس لڑائی کی تیاری اور فوجون کی کیفیت بھی سُن لو۔ اللہ کہتا ہے وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے زمین آسمان کی فوجین اللہ کی ہین۔ زمین کی فوجون کو تو آپ جانتے ہین کہ کس طرح قتل و خون کر رہی ہین۔ مگر آسمان کی فوجون کو ملاحظہ کیجئے۔ اہل اسلام کی فوج بدر کی لڑائی مین کفار مکہ کے مقابلہ مین تھوڑی تھی اصحاب بیدل ہو گئے تھے انکی اللہ نے فرشتون سے مدد کی۔ اسیطرح برہمچاری جی نے صفحہ ۷۱ سے صفحہ ۷۴ تک لکھا ہے۔ ہم ان سب باتون کا جواب مجملاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین برہمچاری جی نے جو خدا کی لڑائی اور فوجون کا بہت طویل بیان کیا ہے۔ ہر ایک کو لکھنا اور جواب دینا فضول ہے۔ اسلئے ہم دو تین جوابات الزامی مین ہر ایک بات کا جواب تحریر کرتے ہین۔

جواب الزامی۔ اوّل۔ ہمکو یہ پتا نہین چلتا کہ برہمچاری جی لڑائی کے نام سے کیون گھبراتے ہین شاید آپ اگر ہندوٴن مین قوم کھشتری اور اسلام مین قوم سید یا مغل یا پٹھان ہوتے تو لڑائی کا مزہ معلوم ہوتا لیکن افسوس کہ آپ ذات کے نورباف ہین۔ اس سبب سے لڑائی کے نام سے کھلبلی مچ جاتی اور لرزہ چڑھ آتا ہے۔ چونکہ برہمچاری جی کی نظر مین لڑائی لڑنا عیب ہے اور وید سے بھی کوئی ایسا حوالہ نہین دیا کہ جس سے اُنکے قول کی تائید ہو سکتی صرف اپنی کم عقلی سے وید کے خلاف اعتراض کرتے ہین لہٰذا ہمکو ضرور ہوا کہ اب ہم وید سے اس بارہ مین کچھ مشورہ لین۔ **رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۹۹۔ بحوالہ اتھروید کانڈ ۱۳۔ انو واک ۴۔ منتر ۴** ۔ اے اندر پرمیشور تو سبھی یعنی مخلوقات یا زبان اور فعل کا مالک ہے اور

قادر مطلق اور سب سے برتر و بالا ہونیکی وجہ سے بزرگ و عظیم ہے۔ اور تو دشمنونکی زبان ور اُنکے فعلونکو قطع یا دفع کرنیوالا ہے۔

ایضاً صفحہ ۶ ۴ ۱ بحوالہ گھنٹو ادھیائے ۲ کھنڈ ۱۷ - سنگرام یعنی جنگ اور مہادھن یعنی دولت عظیم کو مترادف بتایا ہے چونکہ جنگ سے بیشمار دولت حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُسکا نام مہادھن ہے جنگ کے بغیر اعلی عزت اور دولت کثیر حاصل نہین ہوسکتی۔"

صفحہ ایضاً ست پت برہمن کانڈ ۱۲ - ادھیائے ۱ - برہمن ۵) کھشتری کی بہادری اور شجاعت یہی ہے کہ جنگ کرے۔ کیونکہ بلا جنگ درجۂ اعلی دولت اور سُکھ حاصل نہین ہوسکتا۔

ان حوالون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لڑائی عیب نہین بلکہ ہنر اور عمدہ بات ہے۔

علاوہ اسکے جہانتک ہمنے آریہ مت کی کتابونکا معائنہ کیا ہمکو آجتک کوئی دفعہ ایسی نہین ملی کہ جسمین لڑائی کی ممانعت ہو۔ اگر کوئی نظیر دربارہ مذمت جنگ و قتال برھمچاری جی ہمکو وید مین دکھادین تو ہم اُنکو مان لین۔ بلکہ علاوہ حوالون مندرجہ بالا کے لڑائی لڑنیکے قاعدے اور ہتھیارونکی درستی اور توپ اور بندوق بنانیکی ترکیبین درج ہین۔ ان باتون سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ برھمچاری جی نے بباعث بزدلی اور تعصب کے یہ اعتراض اپنی طبیعت سے پیدا کیا ہے۔ اور یہ اعتراض اُنکا وید کے بھی خلاف ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برھمچاری جی کا مذہب آریہ نہین بلکہ طبعی ہے۔ اگر آریہ ہوتے تو وید پر اعتراض نہ کرتے۔

دوسرے - اب ہم دیکھتے ہین کہ اسلامی جنگ و جدال کا مالک کون ہے؟ اور فتح و شکست کسکے قبضہ مین ہے؟ اور کون دھرم کو مدد دیتا ہے؟ از روئے کلام مجید اور آیات بیان کردہ برھمچاری جی سے واضح ہے کہ ان سب کا مالک اللہ تعالی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مرسلونکا مددگار رہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ لڑائیونمین خدا نے مدد کی ہے جسکے باعث سے باوجود قلت فوج کے سپاہ کثیر مخالفین پر فتح حاصل ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لڑائیونمین بھی خدا ہی مددگار رہا۔ ان دھرم کی لڑائیونکو جہاد کہتے ہین۔ ان لڑائیونکا ماحصل روپیہ پیسہ زمین نہین تھا بلکہ بت پرستی کو مٹانا اور وحدانیت کا سکہ بٹھانا مقصود اصلی تھا جسکے سبب جناب باری نے بذریعہ اپنی آسمانی فوج یعنی فرشتونکے اسقدر مدد دی کہ گویا خدا ہی کی لڑائی تھی۔ اور کفار خدا ہی سے لڑے۔ بخلاف وید کے کہ اُسمین جتنی لڑائیان ہین سب بطمع ریاست اور ملک و مال و زر ہوئی ہین۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق قرآن مجید مین بخوبی ہے بلکہ برھمچاری جی نے بھی تہذیب الاسلام مین بذریعہ اعتراضات اسی اعتراض مین بیان کی ہے۔

اب ہم دیکھتے ہین کہ وید کی اس بارے مین کیا رائے ہے۔ **رگوید آدی بھوشکا بھاشیہ صفحہ ۹۵ - بحوالہ رگوید آشٹک ۱ - ادھیائے ۳ - ورگ ۱۸ - منتر ۲** -

ایشور نیکون کا معاون ہے "اے انسانو! تمھاری آیدھ یعنی توپ بندوق وغیرہ۔ آتشگیر اسلحہ اور تیر و کمان

تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط و فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمھاری فتح ہو۔ تم مضبوط۔ طاقتور اور کارنمایاں کرنیوالے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر انھیں روگردان دیو۔ یا گروہ تمھاری فوج جرار نہایت کارگذار اور مشہور نامور ہو تاکہ تمھاری عالمگیر حکومت روے زمین پر قائم ہو اور تمھارا حریف نابکار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے مگر میری یہ آشیرباد انھیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال و نیکو خصال ہیں نہ کہ انکے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنیوالے ہیں میں بدکردار ظالموں کو آشیرباد نہیں دیتا۔

ان دونوں بیانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی لڑنا نیک کام ہے۔ اور خدا تعالیٰ دھرم کی لڑائیوں میں خود مدد دیتا ہے۔ برہمچاری جی نے جو اعتراض کیا تھا وہ الٹ کر وید ہی پر پڑ گیا۔ جائے انصاف ہے کہ برہمچاری جی کی سب باتیں جہالت اور تعصب کی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وید کا ایشور برہمچاری جی کا مرض رات دن بڑھاتا رہتا ہے۔

تیسرے۔ اب یہ اعتراض کہ خداوند تعالیٰ نے جنگ بدر اور دیگر لڑائیوں میں اسلام کی مدد فرشتوں اور سواروں اور براق والی فوجوں سے دی۔ اسلام کے عقیدے سے یہ بات ظاہر ہے کہ خداوند کریم مالک جملہ افواج ہے۔ گو کہ اس بیان میں بہت کلام طعن و طنزیہ و ناشائستہ برہمچاری جی نے کئے ہیں مگر اسجگہ انکا نقل کرنا فضول و باعث طول ہے قرآن مجید میں جو کچھ ذکر جنگ و جدال ہے وہ تو خود ہی برہمچاری جی نے بیان کیا ہے لیکن توریت شریف میں بھی خدا کا نام رب الافواج ہے۔ درحقیقت اسلام کا خدا صاحب قدرت و توانا و قادر مطلق اور صاحب حشمت و جلال ہے۔ تمام شاہنشاہوں اور ذی اقتداروں پر حاکم ہے۔ سب اُسی کی رعایا ہیں۔ زمین کی فوجوں کے علاوہ اُسکی آسمانی فوجیں بے شمار ہیں کہ نہ کوئی انسان دیکھ سکتا ہے نہ قیاساً شمار کرسکتا ہے اور یہ سب لفظ کن سے پیدا ہوا ہے۔ اور اب بھی پیدا کرسکتا ہے۔ اور **کراماً کاتبین** دو دو فرشتے ہر انسان کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں۔ اور ہمیشہ وہ ساتھ رہتے ہیں۔ اُسکی فوجوں کا کون مقابلہ کرسکتا ہے اُسکی مخلوق سے فرشتوں میں ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتے تھے۔ آپ ہی کے بیان تہذیب الاسلام سے ظاہر ہے کہ حضرتؐ کی ایک لڑائی میں فتح نہیں ہوتی تھی۔ حضرتؐ نے لڑائی بند کرکے ارادہ غسل کا کیا اور بہ نیت غسل سر مبارک دھو رہے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ وحی لائے اور فرمایا کہ فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں کھولے آپنے کیوں لڑائی موقوف کردی۔ چنانچہ حضرت رسولؐ نے سر سے ایک کپڑا اُسیوقت باندھا۔ اور لڑائی کا حکم دیا بعدہ جو لڑائی فتح نہوتی تھی وہ فتح ہوگئی اسموقع پر فتح کے ہونیسے صاف ظاہر ہے کہ اللہ نے فتح دی۔ اور حضرت جبرئیلؑ کا آنا اور وحی کا لانا اور فرشتوں کا مدد دینا بالکل صحیح طور سے ثابت ہوتا ہے۔

بالفرض اگر حضرتؐ کی فتح نہوتی تو اعتراض کا موقع تھا۔ ہم یہ بات وید سے بھی ثابت کرچکے ہیں کہ خدا نیکوکاروں کا مددگار ہے

چوتھے۔ برہمچاری جی کا یہ اعتراض کہ ہے کہ خدا کو ان فوجوں کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ وید کے ایشور کے

پاس تو ایک جھونگا بھی نہین ہے۔ اسی سے اُنھین تعجب در رشک ہے چونکہ قرآنی خدا شاہنشاہ با حشمت وجلال ہے پس بغیر کسی سامان کے کسطرح حشمت وجلال ثابت ہو سکتا ہے۔ اب اسجگہ یہ سوال کرنا لازم آتا ہے کہ کیا خدا انسان ہے جو اُسے سامانکی ضرورت ہے۔ خدا انسان ہرگز نہین ہے لیکن آدمی کی عقل بھی اُسکے سمجھنے سے قاصر ہے۔ آجتک کسی انسان مین اسقدر علم وعقل نہوئی نہوگی۔ جو یہ تمیز کرسکے کہ خدا کیا ہے اور نہ کوئی مذہب صاف صاف بتلاتا ہے۔ ہم بھی اُسیقدر بتلا سکتے ہین کہ جسقدر ہمین قرآن مجید نے بتلایا ہے۔ اللہ کی حشمت و جلال کے بارہ مین ہم وید سے بھی مشورہ لیتے ہین

کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۔ فقرہ ۲۲۔ اندر مصدر "ادی" پر علامت "ر" لگانے سے لفظ اندر مشتق ہوتا ہے۔ جو کلّی جاہ وحشمت رکھنے والا ہے۔

اسے واضح ہوتا ہے۔ لیکن وید مین اُسکی جاہ وحشمت کا کچھ ثبوت نہین۔ اور جاہ وحشمت بلا قادر مطلق ہونے اور تمام مخلوقات یعنی جن وانس وملک وطیور وحوش وحشرات الارض۔ نباتات وجمادات وغیرہ وغیرہ پر اختیار کلّی رکھنے کے ممکن نہین۔ یہی سب خدا کی رعایا اور فوجین ہین۔ ہم برہمچاری جی کے ترک اسلام سے کوئی ذاتی بغض نہین رکھتے۔ بلکہ حقیقتاً یہ کہتے ہین کہ برہمچاری جی اگر انصاف سے تحقیق حق کرینگے تو وید کو ہمیشہ قرآن مجید سے پست اور راہ صواب سے گمراہ پائینگے۔

پانچوین شکل

پانچوان اعتراض

دعوی۔ گھر پھونک تماشا دیکھنا

غیر سینکے آنکھ اور اپنا دل مضطر چلے
وائے بیدادی کوئی تاپے کسیکا گھر جلے

جسقدر اشیا پر انسان کی زندگی کا مدار ہے۔ وہ اللہ تعالے نے امیر غریب فقیر کو یکسان عطا فرمائی ہین مثلاً آگ۔ پانی۔ ہوا وغیرہ۔ ان چیزون مین ہر انسان کا برابر حصہ رکھا گیا ہے۔ اسیطرح مذہب کی پابندی بھی سب پر برابر ہے۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ پوجا۔ برت وغیرہ کے اعمال وقواعد سب انسانونکے لئے برابر رکھے گئے ہین۔ مثلاً جو نماز بادشاہ پڑھتا ہے وہی نماز فقیر بھی۔ یہ نہین کہ بادشاہ بسبب تموّل وغنا ومنصب وجاہ کے نماز ادا کرسکے اور فقیر بباعث فقر ومحتاجی وعسرت وناداری کے نماز نہ پڑھ سکے۔ ایسا نہین۔ اُس خالق عادل کے حضور مین سب انسان یکسان مکلّف ہین۔

اب ہم دیکھتے ہین کہ وید مین ہوم کرنیکی نسبت کیا حکم ہے۔ **رگوید بھومکا بھاشیہ صفحہ ۳۴ سطر ۱۴**

دو اسیطرح ایشور نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ یگیہ یعنی **ہوم** کرنا چاہیئے۔ اسلئے جو شخص اس حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ وہ بھی پاپی یعنی **گنہگار** ہو کر دکھ پاتا ہے۔

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب آریہ جدید مین ہوم اور سندھیا گائتری۔ فرض وواجب ہے جیسے اسلام مین نماز و روزہ وغیرہ۔ مگر از روے قواعد ہوم یہ دیکھنا چاہیے کہ تمام آریہ کیا امیر کیا فقیر سب اُس فرض کی پوری پوری تعمیل کر سکتے ہین یا نہین۔ کیونکہ اسکی عدم تعمیل سے انسان پاپی یعنی گنہگار مستوجب سزا ہوتا ہے۔

رگوید بھوسکا بھاشیہ صفحہ ۱۵۷ آخر صفحہ عبارت مندرجہ نوٹ (حاشیہ) ۱ ہون کرنیکی چیزین یہ ہین۔ (۱) مقوی مثلاً گھی[۱] بادام[۲] کشمش[۳] کھوپرا[۴] پستہ[۵] مونگ پھلی[۶] چلغوزہ[۷] چرونجی[۸] چاول[۹] جو[۱۰] گیہوں[۱۱] اُڑد[۱۲] موہن بھوگ[۱۳] لڈو[۱۴] کھیر[۱۵] کھچڑی[۱۶] بھات[۱۷] وغیرہ (۲) شیرین مثلاً شکر[۱۸] چینی[۱۹] شہد[۲۰] چھوہارے[۲۱] وغیرہ (۳) خوشبودار مثلاً کیسر[۲۲] کافور[۲۳] کستوری[۲۴] اگر[۲۵] تگر[۲۶] چندن[۲۷] چورا[۲۸] جائفل[۲۹] جاوتری لوبان[۳۰] گوگل[۳۱] الائچی[۳۲] چھر چھریلا[۳۳] بالچھڑ[۳۴] ناگرموتھا[۳۵] لونگ[۳۶] وغیرہ (۴) دافع مرض گلوے[۳۷] اندرجو[۳۸] کپور کچری[۳۹] مکھانہ[۴۰] وغیرہ مترجم۔ **ایضاً نوٹ صفحہ ۱۵۸ ۱** جو چیز ہوم کرنیکے لیئے تیار کیجائے اُسمین سے ایکبار **۶ ماشہ یا تولہ** بھر آگ مین ڈالنی چاہیئے۔ اسی کا نام آہوتی ہے۔ مترجم۔

ہمارے خیال مین کچھ اشیاء اور باقی رہگئی ہین جنکا مترجم نے ذکر نہین کیا۔ وہ یہ چیزین ہین۔ لکڑی[۴۱] آنب یا ڈھاک کی۔ . . . . . . دہوپ[۴۲] دار چینی[۴۳] تیج پات[۴۴] عنبر[۴۵] وغیرہ وغیرہ بہت خوشبودار چیزین ہین جو ذکر نہین ہوئین۔ یہ نسخہ ہوم کا **داتھروید کانڈ ۱۹ انوواک ۷ منتر ۴**) کیطرف منسوب ہے۔ جیسے اول تقریر دوم تحریر سے انسان کی لیاقت علمی ظاہر ہوتی ہے۔ **شعر**

تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ویسے ہی حکیم و طبیب کی لیاقت نسخہ سے معلوم ہوتی ہے اسیطرح وید اور بانئے وید کی لیاقت و حکمت اس نسخہ سے بخوبی روشن ہوگی۔ چونکہ وید کا بنانیوالا آریونکا ایشور ہے۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ اُسکو ایک معمولی درجہ کے طبیب و حکیم کے برابر بھی لیاقت نہین۔ اور وہ یہ بھی نہین جانتا کہ ان اجزا کا محل استعمال اور خواص مفردہ و مرکبہ کیا ہے۔

اول ہم اس نسخہ کے اسباب نقص بیان کرتے ہین۔

(۱) جو چیزین بخورات کی ہین یعنی جنکے جلانے سے دماغ انسان خوشبو اور فرحت حاصل کرے۔ اُنکا جلانا درست ہے۔ نہ کہ غلہ جن پر انسان کا مدار حیات ہے اور جنمین اجزا دہنی شامل ہین۔ از روے کمسٹری یہ ثابت ہے کہ جتنے غلہ ہین سب مین یہ اجزا کم و بیش ہوتے ہین یعنی **پانی** **چربی** **نشاستہ** **نمک** وغیرہ اور یہی اجزا گوشت مین بھی ہین۔ تو پھر گوشت کا جلانا کیون متروک ہوا اسی خیال سے قبل

زمانہ سابق مین گھوڑے۔ بیل۔ گاے وغیرہ اس کام مین آتے تھے۔ اسلئے بہ نسبت اُن متعدد اجزا کے وہی فائدہ اُس ایک جز مین تھا۔ اور جیسی بدبو اُنکے جلانے سے پیدا ہوتی تھی آجکل بھی وہی بدبو چراہند ہوتی ہے اور اس رسم کو جگ کہتے تھے۔ جسکا قائم مقام اب ہوم مقرر کیا گیا ہے۔ اگر گوشت کا جلانا از روے وید آریہ ممنوع مانا گیا ہے تو پھر مردہ کیون جلایا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جاے کہ جسمین روح نہین مُردہ اُسکا جلانا درست ہے۔ تو جو جانور ہو یا پاے مرجایا کرین وہی اس کام مین لاے جایا کرین۔ اور اُنکی کھالین نکالکر فروخت کرلیا کرین اور گوشت کا ہوم کیا کرین اس صورت مین اداے فریضہ عبادت کے علاوہ آریہ سماج کا مالی نفع بھی ہے اور اُن [illegible] ہوم کی [illegible] کیا کرین۔ اس لغویت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کسی حکیم دانا و طبیب حاذق کا نہین ہے [illegible] کی گرہ سے پنساری کی بنگی ہے۔ یہ بھی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے یہ وید اور ہوم مقرر [illegible] نہین ہے۔

شاگرد۔ آپ فرماتے ہین کہ ہوم سے چراہند اور بدبو پیدا ہوتی ہے۔ اور آریہ کہتے ہین کہ اس ہوم سے خوشبو ہوتی ہے اور صفائی آب و ہوا۔

اُستاد۔ اس جگہ تمھارے سمجھانیکو ایک مثل یاد آگئی ہے۔ جس سے تم بخوبی سمجھ لوگے کہ آریہ سچے ہین یا مین کسی زمانے مین ایک برہمنی کی ایک چمار سے آشنائی ہوگئی تھی۔ چونکہ چمار۔ نوجوان۔ قوت دار خوبصورت تھا اس سبب سے مہاراجن ایسی شیفتہ و فریفتہ ہوئی کہ اپنا گھربار۔ دھن دولت۔ ماں باپ۔ عزیز اقارب سب کو چھوڑکر چمار کے گھر بیٹھ گئی۔ جب چمار کے گھر مین داخل ہوئی تو چمڑے کی بدبو سے دماغ کو ایسی اذیت ناگوار ہوئی کہ ہروقت یہی چمار سے شکایت کرتی تھی کہ تیرے گھر مین بڑی بدبو ہے۔ بعد عرصہ دراز کے جب برہمنی اُس بدبو کی عادی ہوگئی۔ تو ایک روز چمار سے کسی بات پر ناچاقی ہوئی اور لڑائی کے وقت برہمنی نے یہ طعنہ دیا کہ مین ایسی کل ونتی تھی جو نیچ کے گھر مین آئی کہ تیرے گھر کی تمام بدبو دفع ہوگئی۔ چمار نے بمجرد سُننے اس طنز کے بیرسے چمڑہ جو تھا اُتار کے پانچ رسید کئے اور کہا کہ حرامزادی یہ نہین کہتی کہ تیری ناک چمرنگ ہوگئی۔ دماغ بسگیا۔

اسیطرح آریونکا حال ہے اُنکو بدبو کیون معلوم ہونے لگی۔ علاوہ ازین مہتر جو غلیظ صاف کرتے ہین اُنکو بھی بدبو نہین معلوم ہوتی۔ اور دباغ جو کھے اور سریش اور چمڑہ وغیرہ بناتے اور اُسکی تجارت کرتے ہین۔ اُنکو بھی بدبو نہین معلوم ہوتی علی ہذا ہوم کرنیوالے چونکہ اُس بدبو کے عادی ہوجاتے ہین اس سلئے انھین بدبو نہین معلوم ہوتی۔ مگر جو ہوم نہین کرتے اُنھین ضرور بدبو ناگوار معلوم ہوگی اور بخلاف تفریح و صفائی ہوا سونگھنے والے کو ایذا دہ ہوگی۔ اگر تمھین اب بھی کوئی شبہہ ہو تو ذرا آگ کی انگیٹھی میرے پاس اُٹھالاؤ اور ذرا ذرا سی چیزین ہوم کی اور ایک ٹکڑا گوشت کا۔ اچھا پہلے گوشت کا ٹکڑا آگ پر رکھو اور سونگھو۔

شاگرد۔ مین نے سونگھا بڑی خراب بو ہے۔ دماغ پریشان ہو گیا۔

اُستاد۔ اب دودھ آگ مین ڈالو اور سونگھو۔ تاکہ امتیاز ہو کہ گوشت کی بو اور اُسکی بو مین کیا فرق ہے۔

شاگرد۔ دودھ کی بو مین ویسی ہی چراہند ہے بلکہ گوشت سے بدتر۔

اُستاد۔ اچھا گھی یا بادام وغیرہ اب آگ مین ڈالو۔ اور گوشت کی بو کا مقابلہ کرو اور اسی طرح غلہ جات وغیرہ۔ دیکھو سب کی بو مین کم و بیش فرق ہو گا۔ کیونکہ گوشت انھین اشیاء سے بنا ہے۔ پس ویسی ہی بدبو اسمین بھی ہو گی۔

شاگرد۔ گھی مین بھی ویسی ہی بدبو ہے جیسی گائے بھینس کی چربی مین۔

اُستاد۔ اور گھی مین چراہند ایسی آرہی ہے کہ ناک نہین دیجاتی۔ رہے بخورات۔ اُنکے جلانیسے بلاشک خوشبو ہو گی۔ مگر اس نسخہ مین ایسی اشیاء کم ہین۔ اسی سے اسکا فائدہ بجز ضرر کے معلوم نہین ہوتا۔ اگر ہر جز کی پوری پوری خاصیت اور ضرر لکھا جائے تو بہت طول ہو گا۔ اسلئے مناسب نہین۔ مختصر یہ کہ ہوم کی سامگری کا جلانا باعث مولد کرم۔ اور موجب کثافت و غلاظت ہے۔ بلکہ آتشبازی اس سے کہین بہتر ہے کہ اُسمین بہت کم خرچ بھی ہے۔ اور اُسسے امراض وبائی بھی رافع ہو جاتے ہین اور دافع کرم ہے۔ اسلئے کہ آتشبازی کے اجزا گندھک۔ شورہ۔ پوٹاس۔ کوئلہ وغیرہ ہین۔

(۲) چونکہ ہوم کا کرنا آریہ لوگون مین فریضہ یعنی عبادت الٰہی تصور کیا گیا ہے اور واجب ہے۔ اور اُسکے عدم تعمیل سے انسان پاپی (گنہگار) ہوتا ہے۔ تو اب ہم اسے دیکھتے ہین کہ اس فریضہ کی تعمیل ہر انسان خواہ غریب محتاج ہو یا رئیس متمول کر سکتا ہے یا نہین اب ہم ایک وقت کے ہوم کا حساب کرتے ہین۔ از روے ستیارتھ پرکاش "۱۶- آہوتی" یعنی فی آہوتی ۶ ماشہ گھی جسکی مجموعی مقدار آٹھ تولہ ہوئی اور کم از کم دو تولہ گھی اور چیزونکی ہمراہ ملایا جائیگا تو کل مقدار گھی کی آدھ پاؤ ہوئی۔ جسکی قیمت ۲؍ ہوے۔ باقی اور اشیاء معہ لکڑی وغیرہ کم از کم چار پانچ آنہ صرف ہونگے۔ اور دو وقت کے ہوم مین آٹھ یا دس آنہ صرف ہونگے۔ اب خیال کرو کہ اگر کوئی شخص پانچ روپیہ کا ملازم یا ایسا کاروباری ہو جسکی آمدنی ماہانہ پانچ دس پندرہ روپیہ تک ہو تو وہ اس فریضہ واجبہ یعنی ہوم کی تعمیل کیونکر کر سکتا ہے۔ اس قلیل مقدار مین کیا کھائے کیا پہنے اور کیا ہوم کرے اگر عیال دار ہے تو اُنکی پرورش مین کیا صرف کرے اور ہوم کیونکر کرے۔ ہان البتہ امیرون کا کیا ذکر وہ تو ناچ رنگ۔ آتشبازی۔ کھیل کود وغیرہ مین بہت کچھ صرف کر دیا کرتے ہین۔ اُنکے نزدیک کیا مشکل ہے۔

شاگرد۔ آپ بجا فرماتے ہین۔ کیا آریہ لوگ ایسے کم عقل آدمی ہین کہ ہزارہا روپیہ اس ہوم مین بغیر فائدہ صرف کرتے ہین۔

اُستاد۔ اصل اس بات کی یہ ہے کہ آگ کو آریہ لوگ ایشور مانتے ہین۔ اسی لئے آگ کی پرستش کرتے ہین

اور آگ کو یہ سب چیزیں چڑھاتے اور منتر پڑھکر اُسکی تعریف کرتے ہیں۔ اس بت پرستی کے چھپانے کو طرح طرح کے بہانے حیلہ حوالہ پیش کرتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہوم بت پرستی ہے نہ کہ عبادت الٰہی۔ کیونکہ عبادت الٰہی وہی ہے کہ جسے بغیر اشکال ہر ادنیٰ۔ اعلیٰ بجالا سکے۔ اور جسمین کوئی خرابی نہو۔ پس "ہوم" "دو گھر پھونک تماشا" ہے۔

شاگرد۔ آپنے بہت درست فرمایا بیشک ہوم عبادت الٰہی نہیں ہے۔ اور نہ مفرح اور گوارا ہے بلکہ جراثیم اور بدبو پیدا ہوتی ہے۔ اور باعث صرف بیجا یعنی کھانیکی اشیاء کو جلانا۔ جو خلاف منشاء خالق عالم ہے۔ ضرور ناشکری ہے اور منعم حقیقی کی نعمتوں کی سراسر ناقدری ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ بقول آریہ کیا اس ہوم سے صفائی آب و ہوا ہوتی ہے؟

اُستاد۔ بالکل غلط اور جہالت کی بات ہے۔ ہوم بجائے صفائی ہوا اور ہوا کو فاسد کرتا ہے ع

برعکس نہند نام زنگی کافور!

کا مصداق ہے۔ مشاہدۃً تمکو بھی معلوم ہوگا کہ جب سے ہوم کی ترقی ہوئی تب سے امراض وبائی کی کثرت ہوگئی ہے۔ اور طاعون صبح و شام موجود۔ اب ہم تمکو بذریعۂ علم کے بتاتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ ہوم ہوا کو فاسد کرتا ہے

شاگرد۔ ہاں اُستاد کوئی ایسا اچھا علمی ثبوت دیجئے کہ جسکو میں آسانی سے سمجھ بھی لوں اور جسکی تردید دشوار ہو

اُستاد۔ یہ ہوا ہماری زندگی کا ایسا عظیم جزو ہے کہ اگر ہمکو دم ایک دم نہ ملے تو ہم کسطرح زندہ نہیں رہ سکتے۔ اگر اس ہوا میں سمیت پیدا ہو جاوے تو اسی دم میں سب ذی روح ہلاک ہو جائیں۔ خدا نے اسے اس عمدہ ترکیب سے بنایا ہے کہ جسے نہ انسان بگاڑ سکتا ہے اور نہ بنا سکتا ہے۔ اگر اس ہوا پر ہمارا اختیار ہوتا تو پھر ہمیں سپاہ کی ضرورت ہی نہوتی۔ اور ساری دنیا کا ایک ہی بادشاہ ہوتا۔ اور ہمارے اسلحہ یعنی توپ۔ بندوق۔ نیزے۔ تلواریں۔ تیر و کمان سب بیکار تھے۔ کیونکہ ہوا کو خراب و فاسد کرکے مخالف کی فوج کو دم میں ہلاک کر دیا کرتے

شاگرد۔ جب امراض وبائی کی شدت ہوتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ہوا فاسد ہوگئی ہے اور ڈاکٹر حکیم میونسپل بورڈ کے ممبر۔ ہیلتھ آفیسر۔ وغیرہ صفائی کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں۔ اسکا کیا سبب ہے؟

اُستاد۔ ہاں صفائی بہت عمدہ چیز ہے یہ سب کو پسند ہے لیکن ہمارے تجربہ میں تو اس معمولی صفائی کی وجہ سے کبھی تخفیف نہیں ہوئی بلکہ شائد صفائی زیادہ قیام امراض کا سبب ہوتا ہو کہ جانے کا نام ہی نہیں لیتا۔ جتنی صفائی کیجاتی ہے اُتنی ہی مرض کی ترقی ہوتی ہے۔ کیونکہ بیماریاں اور قحط وغیرہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ انسان کی مجال نہیں کہ انکی حقیقت دریافت کر سکے۔ لیکن حال کے علماء و عقلا کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ خدا کی قدرت سے کسی قسم کے کرم پیدا ہو جاتے ہیں جنکو ہم آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے جنمیں سے بعض اُڑتے ہیں اور اُنمیں سے اگر کوئی کرم انسان کھا جائے تو ہیضہ میں مبتلا ہو جائے اسلئے ہیضہ کی جتنی)

دوائین ہین کشندہ کرم ہین اور بعض کرم جو اُڑ نہین سکتے اُنکا تعلق صرف زمین ہی کے قریب سے رہتا ہے مثلاً طاعونی کرم۔ اسکی دوائین بھی قتال کرم ہین لیکن ان وبائی امراض کی اصلی دوائین آجتک دستیاب نہین ہوئین۔ انکا حال خدا ہی جانتا ہے کہ کیونکر پیدا ہوتے ہین اور کیونکر دفع ہوتے ہین۔

شاگرد۔ اچھا کوئی علمی ثبوت دیجئے کہ ہوا جس سے ہم سانس لیتے ہین یہ بگڑتی اور بنتی کیون نہین؟

اُستاد۔ سنیے جس ہوا سے ہم سانس لیتے ہین اور جو ہماری زندگی کا اعلی سبب ہے۔ اصطلاح کیمیا دی مین اس ہوا کو **آٹموسفیرک** کہتے ہین یہ ہوا تمام روے زمین کو محیط کیے ہوے ہے "آٹموسفیرک" دو یونانی الفاظ سے مرکب ہے۔ **آٹموس** (بھاپ) **سفا** (کرہ) اہل کیمیا کی اصطلاح مین ایتھر (ہوا) کو کہتے ہین اور اُسکو ایک گیاس بھی سمجھتے ہین۔ یہ گیاس حالانکہ ہوا ہے لیکن بخارات سیالات کی اقسام مین ٹھہرائی گئی ہے۔ اور یہ ہوا دو گیاس سے مرکب ہے۔

ایک **اکسیجن** دوسرے **نٹروجن** اور **آٹموسفیرک** کے سو حصو نمین ۲۳ حصہ **اکسیجن** اور ۷۷ حصے **نٹروجن** شریک ہے۔ **آٹموسفیرک** کی ترکیب کے واسطے ان دونون گیاس کا رہنا ضروری ہے لیکن اسمین کچھ پانی کی بھاپ ہمیشہ شریک رہتی ہے اور کچھ **کاربونک ایسڈ** اور **نیٹرک ایسڈ** بھی ملا ہوا رہتا ہے یہ ہوا وزنی بھی ہے چنانچہ ہمارے جسم پر ایک مربع انچہ مین ساڑھے سات سیر کا وزن ڈالتی ہے۔ اس حساب سے ایک میانہ قد کے انسان پر پانچ ہزار چھ سو سیر کا وزن پڑتا ہے۔

ہماری سانس لینے کی ہوا مین یہ ترکیب اُس حکیم حقیقی نے دی ہے کہ **نٹروجن** اور **اکسیجن** کی مقدار معینہ مین اگر ذراسی کمی بیشی ہوجائے تو پھر ذی روح کا جینا بہت دشوار ہو۔ ہم آئندہ کسی محل مناسب پر انکی کمی بیشی کا مفصل حال اور اُسکے نتیجے بیان کرینگے۔

مگر اسجگہ ہمارے لائق برھمچاری جی و نیز جملہ صاحبان آریہ یہ بتلائین کہ **آٹموسفیرک** مین ہوم کا دھوان کیا اثر کرتا ہے اور اُس سے کیونکر اسکی اصلاح ہوتی ہے ورنہ زبانی جمع خرچ یا ہانکنے کے ہم قائل نہین۔ یون ہم صفائی ہوا کے ہرگز ماننے والے نہین تا وقتیکہ کوئی علمی ثبوت کافی ہماری وجوہات کی تردید مین ندیا جائے۔ اُسوقت تک گھر پھونک تماشا ہے۔

(۲) یہ بات ازروے علم کمسٹری ثابت ہے کہ جب کھانا پکاتے یا اور کسی سبب سے آگ جلاتے یا چراغ وغیرہ روشن کرتے ہین تو **آٹموسفیرک** سے **اکسیجن** گیاس نکل کر چراغ اور آگ مین زیادہ صرف ہوتی ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ کسی بند مکان مین ناواقف لوگ آگ یا لیمپ وغیرہ جلاکر سونے سے سوتے کے سوتے ہی رہگئے ہین۔ اسطرح کے واقعات اکثر ہوے ہین اسکے زیادہ ثبوت

دینے کی ضرورت نہین - یہ بات اظہر من الشمس ہے پس اگر تمام ہندوستان تک یا کسی شہر کے سب باشندے مع عورت مرد کل آریہ ہوجائین اور جملہ عورت اور مرد ہوم کرنا صبح شام شروع کردین تو بباعث صرف زائد آکسیجن کے جیتے ہی روز زمین کیا آفت نازل ہوتی ہے - اسلیئے یقینی طور سے کما حقہ ثابت ہوتا ہے کہ ہوم کرنا مضر اور لاطائل طریقہ بلکہ دو گھڑی پھونک تماشا ہے -

(۳) یہ بات اچھی طرح ظاہر ہے کہ میوہ جات وجو وغیرہ کے سڑانے سے کاربونک ایسڈ زیادہ پیدا ہوتا ہے - نظر بران اطبا سڑے ہوئے میوے کھانا منع کرتے ہین کیونکہ ایسے میووں نے سمیت پیدا ہوتی ہے اور ایسے ہی میوہ جات کو تخمیر کرنیسے شراب بنتی ہے اور ہوم مین تقریباً اسی قسم کے اشیاء بلکہ عمدگا کل اجزا ایسے ہی ہین جنمین تخمیر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے - کیونکہ جن اشیا مین کاربن اور ہیڈروجن اور آکسیجن موجود ہون اُنھین چیزونمین تخمیر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے - اور ہوم کی کل چیزین اسی قسم کی ہین - از روے علم کمسٹری یہ امر ثابت ہے کہ جلانے سے کوئی چیز معدوم نہین ہوجاتی - بلکہ کل اجزاے مادی یعنی ذرات وغیرہ سب ہوا مین موجود رہتے ہین -

پس جب ہوم کیا گیا تو سب اشیاء بذریعہ بخارات اوپر گئین اور وہان ان اجزاے مادی کا بسبب حدت و رطوبت ہوا پھر خمیر ہوا جس سے ہزارون زہریلے کیڑے پیدا ہوگئے - گو ہوا اور پانی مین ہزارون کیڑے موجود ہین مگر اُنکی پیدایش قدرتی ہے - اُنکا کھانا پینا عادتاً مضر صحت نہین ہے اور سب انسانونکے صرف مین آتے ہین مگر وہ کیڑے جو بذریعہ ہوم از روے خمیر کثیف مادے سے پیدا ہونگے اور ہوا کے اصلی کیڑون مین شامل ہوکر زمین پر نازل ہونگے تو جس آدمی کے شکم مین بذریعہ سانس یا بذریعہ اکل و شرب داخل یا بذریعہ مس خون مین شامل ہونگے وہ شخص فوراً کسی مرض وبائی مین ضرور مبتلا ہوجائیگا -

شاگرد - یہ عجب اُلٹی بات آپ نے ارشاد فرمائی - کیونکہ آگ جلانیسے تو امراض وبائی کم ہوجاتے ہین اور مریضونکو تخفیف ہوجاتی ہے -

اُستاد - سیدھی بات کے معنی اُلٹے نہ سمجھو - لکڑی - کوئلہ - جلانیکی غرض سے ہے - اور ہر قسم کی لکڑی کے کوئلہ اور خاکستر (راکھ) سے صدہا قسم کی ادویہ بنتی ہین - جنمین مختلف فوائد ہین - اور لکڑی و کوئلہ مین کیفیت تخمیر پیدا نہین ہوتی - صرف لکڑی کوئلہ کی شراب نہین بنتی - ہماری بحث ہوم کی سامگری دالنے سے ہے نہ کہ لکڑی اور کوئلہ سے - اور جو آگ مکان وغیرہ مین جلائی جاتی ہے تو اس سے نمی (سیلن) وغیرہ رفع ہوتی ہے اور بارد ہوا کو گرم کرتی ہے اور جو کیڑے زہریلے ہوا مین ہین اُنکو جلا دیتی ہے - اور گندھک - تارکول - لوبان وغیرہ بھی مکانونمین اسی لحاظ سے سُلگاتے ہین کہ یہ اجزا بھی دافع و قاتل کرم ہین -

اسی سبب سے ہوم ہوا کو فاسد کرتا ہے۔ باعث امراض وبائی ہے۔ اور گھر پھونک تماشا ہے۔

(۴) علاوہ برین ان وجوہ کے ایک وجہ نقص ہوم کی یہ ہے کہ ہوم خلاف قانون قدرت ہے اس سبب سے کہ جتنے میوہ جات۔ غلہ جات۔ گھی۔ دودھ وغیرہ ہین سب کو خدانے غذائے انسان قرار دیا ہے جسپر قیام حیات و بقائے قوت منحصر ہے نہ کہ جلانے کی غرض سے اور نہ اس لحاظ سے کہ ہوا فاسد ہو اور انسانونکو ضرر پہونچے۔ پس ہوم خلاف قانون قدرت ہے۔ اور مخالفت قانون قدرت گناہ عظیم ہے۔ ہوم سے نہ فلاح دینا نہ بہبودی اُخرے۔ بلکہ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے ہوے۔

نقصان مایہ شماتت ہمسایہ۔ خاص۔ **گھر پھونک تماشا** ہی ہوم ہے۔

(۵) **شاگرد**۔ رگوید بھومکا بھاشیہ **صفحہ ۱۳۲۔ سطر ۱۲**۔ مین لکھا ہے کہ "مثلاً جب دال وغیرہ کو عمدہ بنانے (سنسکار) کے لئے چمچہ مین خوشبودار گھی ڈال آگ مین تپا ذرا دھوان سا اُٹھنے پر اُس سے دال وغیرہ بگھار کر دیگچی کا مُنھ بند کرکے چمچہ جلاتے ہین۔ اُسوقت جو مذکورۂ بالا دھوین کی شکل کی بھاپ اُٹھتی ہے۔ وہ خوشبودار سیال ہوکر تمام دال کے اندر سما جاتی ہے اور اُسے خوشبودار بنا دیتی ہے اور اُس سے دال مقوی اور لذیذ بن جاتی ہے۔ اسی طرح یگیہ (ہون) سے جو بھاپ پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہوا اور بارش کے پانی کو سب قسم کی خرابیون سے پاک اور صاف کرکے تمام دُنیا کو سُکھ پہونچاتی ہے۔

(ایتریہ برہمن پنچکا ۱۔ کنڈکا۔ ۲۔)

اُستاد۔ گھی کھانے سے کھانا لذیذ اور جلانے سے نہایت سخت بدبو پیدا کرتا ہے۔ اس مثال سے دیانندجی کی فراست اور وید کی ساری قلعی کھل گئی۔ کہ وید کو حکمت و فلسفہ سے کچھ بہرہ نہین۔ ایسی بھونڈی مثال دلیل کم ظرفی ہے۔ بانیٔ وید کے کاسۂ دماغ مین مضامین حکمت نہین سمائے۔ بلکہ بخارات بنکر اُڑ گئے کہان دیگچی ایک چھوٹا سا محدود ظرف اور کہان دنیا غیر محدود۔ کہان دال جو زیادہ سے زیادہ مقدار پر بھی موازنہ مین آسکتی ہے اور بمقابل اُسکے کہان سارے لاانتہا فضائے عالم کی بھاپ ہوا۔

بر تقدیر اگر ہم اسے ایسا ہی مان بھی لین۔ تو بھی بُرا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ فرض کیا کہ بگھار دینے سے دال خوشبودار ہوگئی۔ اور شوق سے موافق خواہش خوب کھالی۔ مگر ہضم طعام کے وقت یعنے دو بجے رات سے صبح تک۔ اسقدر پیٹ مین نفخ و قراقر سے بے چینی ہوئی اور بکثرت سے ریاح خارج ہوے کہ تمام کمرہ بدبو سے مملو ہوگیا۔ اگر دو آدمی یا متعدد اس دال کے کھانیوالے ملکر یکجا جمع ہوے تو توبہ ہی

بھلی۔ پھر کیا پوچھنا۔ پورا میگزین تیار۔ اُس مقام پر سوا اُن کے دوسرا شخص بسبب بدبو کے نہیں ٹھہر سکتا نہ برداشت کر سکتا ہے۔ ویسے ہی ہوم کا دھوان سونگھنے والون کے دماغ کو ایک حصہ خراب کرتا ہے تو ہوا کو دس حصہ۔ جیسے دال کے بگھار سے ایک کھانیوالے کا معدہ خراب اور مولد ریاح ہو کر بدبو سے مکان کی ہوا کو گندہ کرتا ہے۔ اسی طرح ہوم کی چراہند۔ بو۔ ہوا کو فاسد کر کے زہریلے کرم پیدا کرتی ہے جسکا ثبوت ہم نے تفصیلاً اسی سوال کے شروع مین کافی طور سے دیا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ "ہوم" مفید نہین بلکہ "**گھر پھونک تماشا**" ہے۔

واہ وا! مہاراج دیانندجی ہم اپنے خیال سے سچ سچ کہتے ہین کہ آپ کو مہارشی اور سنسکرت کا فاضل اور سچا سمجھتے تھے اور جس موقع پر آپ کا ذکر آتا تھا آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اور آپکی تصنیفات کو کبھی بنظر اعتراض نہین دیکھا بلکہ آپ کے معرف تھے اور آپ کی وقعت ہمارے دل مین تھی۔ لیکن آپ کے چیلے دھرمپال برہمچاری جی سابق عبدالغفور نے کتاب تہذیب الاسلام لکھکر اور آپ کو چتا سے اُٹھا کر آپ کے گُن ظاہر کرا دیے۔ اور بہت آدمیون کو وید کے اندھیرے گڑھے مین گرنے سے بچا لیا۔ کون ایسا بیوقوف اندھا ہے جو آپ کی جھوٹ بات کو مانے گا؟

آریہ۔ کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۸۶۔ آخر سطر ۶ - خیر آدمی تو آدمی ہین۔ ان سب سے بڑھکر لوگون مین آتش عداوت کا بھڑکانیوالا وہ وجود ہے جس کو قرآن کی اصطلاح مین اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مین کتنی ہی آیتین ایسی ہین جن کے پڑھنے سے پتا لگتا ہے۔ کہ مختلف مذہبون کے آدمیون کے درمیان جو عداوت و حسد ہے وہ اسی حضرت کی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ گو ہم اس بات کو تسلیم نہین کرتے کہ لوگون کی باہمی دشمنی کا باعث وہ ذات پاک ہو سکتی ہے جسکو کہ ایشور کہا جاتا ہے مگر چونکہ قرآن خود بتا رہا ہے کہ لوگون کی دشمنی کا باعث اللہ میان ہے۔ اس لئے ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ جب اللہ میان ہی لوگون مین دشمنی پھیلا رہا ہے تو صُلح کرانے کیا شیطان آئیگا؟ معلوم نہین کہ اللہ کیون یہ کام کر رہا ہے کیا وہ آدمیون کو باہمی صُلح صفائی سے رہتے ہوئے دیکھنا پاپ سمجھتا ہے؟ یا کیا اُس کو کوئی لالچ دے رہا ہے۔ یا وہ یورپ والون کے مسئلہ "تقسیم کرو" اور "فتح کرلو"، پر کاربند ہو رہا ہے؟ یہ محض من گھڑت باتین ہین۔ اول تو اللہ ہی کا وجود ندارد۔ بفرض محال اگر مان بھی لیا جاوے کہ ایسا کینہ انداز و تفرقہ پرداز کوئی اللہ میان ہے تو وہ اہل عرب ہی کو مبارک۔

جواب - یہ بیان برہمچاری جی کا بالکل غلط اور جھوٹا ہے۔ اسلام کا اللہ ہرگز ہرگز اس

صفت سے موصوف نہیں ہے جن آیتوں سے برہمچارجی یہ نتیجہ نکالتے ہین۔ یہ اُن کی سمجھ کا پھیر ہے۔ اس کا ثبوت ہم آگے لکھتے ہین۔ ہماری رائے مین اس صفت کا آدمی دیانند سرستی ہی تھا۔ اسی سوال کو ہم دفعۂ اول مین ثابت کر چکے ہین۔ کہ دیانندجی دروغ گو اور تفرقہ پرداز ہین۔ اور جھوٹی جھوٹی باتین دل سے گڑھا کرتے تھے۔ ان باتون مین مہاراج کو ایسا ملکہ تھا کہ عقلمند آدمی بھی اُن کے پنجے مین پھنس جاتے تھے۔ اس کا ادنے ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ کی تعلیم نے قوم قوم اور مذہب مذہب مین ایسا تفرقہ ڈلوادیا کہ ہر ایک گھر مین ایک دوسرے کا دشمن ہوگیا قدیم ہنود کو آپ نے ایسا دشمن بنایا کہ سب آپ کو بُرا کہتے ہین۔ زوجہ اپنے شوہر کی دشمن۔ بیٹا باپ کے خلاف۔ ایسی ایسی باتین ظاہری دیکھنے مین آتی ہین۔ دنیا مین جس قدر کار خیر تھے۔ آپ نے سب کی ممانعت کردی۔ اور اپنے فائدہ کے لئے سب کا نقصان جائز رکھا۔ ایسی بیہودہ باتون کے سبب آپ کا نام بدنام ہے۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۸۹ سطر ۱۳۔

ایشور کا یہ کوئی حکم نہیں ہے کہ بلی ضرور چوہون کو مار کر کھاوے۔ یا آدمی جانورون کو مار کر کھاوے کیا آپ دیکھتے نہین کہ پالتو بلی روٹی دودھ وغیرہ پر بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ اسی طرح کتے کو دیکھیے حالانکہ گوشت خور جانور ہے۔ مگر پالتو حالت مین اناج پر گذارہ کر سکتا ہے ایشور نے ایسے جانور مردار کھانے کے لئے پیدا کئے ہین۔ نہ کہ جیتے جانور مارنے کے لئے۔ مگر جب حضرت انسان انکی حق تلفی کرے تو وہ مجبور ہین۔

جواب

برہمچاری جی اس جھوٹ اور دغابازی کا بھی کہین ٹھکانہ ہے۔ جولاہہ کی قوم اگرچہ عقل سے خالی ہوتی ہے۔ لیکن مذہبی امور مین دیندار اور روزہ نماز کی پابند ہوتی ہے۔ ان کو اصطلاحًا مومن بھی کہتے ہین۔ خصوصًا آپ کے والد ماجد نہایت دیندار آدمی تھے۔ اللہ انھین بخشے۔ لیکن معلوم نہین کہ آپ اپنے سیرت آبائی پر کیون نہ پڑے۔ ایف۔ اے۔ پاس کرکے بھی ذرا تمیز نہ آئی۔ جناب من۔ بلی۔ کتا۔ بھیڑیا۔ شیر وغیرہ جتنے درندہ ہین سب گوشت خور ہین۔ دال۔ روٹی۔ دودھ پر ہرگز ان کی بسر نہین ہوسکتی۔ کتا اگر گوشت کھانے کو اور ہڈیان چبانے کو نہ پاوے تو بیمار ہوکر جلد مر جاتا ہے اور دودھ روٹی وغیرہ کتنا ہی اُسے کھانے کو دو لیکن جب گھر کے باہر جاویگا تو سیکڑون ہڈیان جمع کرکے گھر بھر دیگا۔ اور مٹھائی کی

دو کان پر چکر لگایا کریگا۔ اور یہی حال بلی کا ہے۔ کیسی ہی احتیاط سے پالو لیکن چوہون چڑیون کا شکار ضرور کریگی۔ یہ بات ان جانورون مین قدرتی اور خلقی ہے۔ شعر

گربۂ مسکین اگر پر داشتے	تخم گنجشک از جہان برداشتے

آپ کی طرح بگلہ بھگت بننے کا مادہ ان مین نہین ہے۔ آپ جو فرماتے ہین کہ یہ جانور مردار کھانے کے لیئے ہین نہ کہ زندہ کو۔ کیا آپ نے کبھی یہ تجربہ کیا ہے یا بچشم خود دیکھا ہے۔ کہ بلی چوہون کو زندہ نگل جاتی ہے۔ ہرگز نہین بلکہ زندہ چوہے پکڑ کے مارتی ہے۔ اور مردار بناکر کھاتی ہے۔ ہمارے بھولے بھالے برہمچاری جی حواس درست کرکے لکھا کیجیئے۔ یہ بات تو ظاہر ہے۔ آپ کا جب جی چاہے کتا یا بلی پال کر دیکھ لیجیئے۔ آپ کی پالی ہوئی بلی یا کتا بغیر گوشت کھائے اگر رہ جاوے۔ تو آپ ہزار بار سچے۔ اور اگر نہین تو آپ جھوٹے۔ اور اس جہنم کے راستہ کو چھوڑ دیجیئے۔ کیا اچھا ہو جو آپ اس امتحان پر قائم ہو جائین اور ہمکو اطلاع دین۔

اس قدر مردار گوشت جانورون کے واسطے کہان سے آوین جو جانور ذبح ہوتے ہین اُنکو آدمی کھاتے ہین۔ اور جو اپنی قضا سے مرتے ہین اُن کو چمار وغیرہ کھاتے ہین اور چمڑہ نکالتے ہین۔ آپ کی یہ ترکیب تو بہت اچھی ہے۔ اگر ان جانورون کو مردار ملین تو یہ زندون کو ہرگز گزند نہ پہونچاوین۔ چونکہ آپ نے بباعث دھرم کے آریہ مت اختیار کیا ہے اس لیئے کوئی کام دھرم اور رفاہ جانورون کا ضرور کرنا چاہیئے۔ اس مین سوائے حصول ثواب کے آپ اس جُون سے بھی بچ جاوینگے۔ اور قیامت تک آپکا یادگار بھی رہیگا۔

ہم ایک تدبیر بتاتے ہین اگر آپ کوشش کرین تو ممکن ہے۔ آپ اپنے آریہ سماجون کو بذریعہ تحریر و تقریر سمجھا کر یہ قانون جاری کرائیے۔ کہ جو کوئی آریہ مرے وہ پھونکا نجاوے بلکہ پھینک دیا جاوے۔ تاکہ بلی۔ کتے۔ گیدڑ۔ سیار۔ گدھ۔ چیل۔ کوے وغیرہ کھاکر شکم سیر ہون۔ اور آپ کو دعا دین۔ اس قدر مخلوق کی دعا سے آپ کی بخشش ضرور ہو جاویگی۔ اور جس کی لاش ہوگی اُس کو مکتی ضرور ہوگی۔

کتاب ستیارتھ پرکاش مین بہت لاشون کی نسبت دیانند جی بھی یہی فرماتے ہین۔ اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ خرچ ایک حبہ کا نہ ہوگا اور سامان تجہیز و تکفین کی بچت سے آریہ سماج منتفع ہو"

آریہ۔ کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۷ سطر ۷۔

فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ   "ہم نے ان مین دشمنی ڈالدی موجود ہے۔

جواب از روئے قرآن مجید

دیکھو۔ (پارہ - ۶ - سورۂ مائدہ ۵ - منزل ۲ - آیت ۱۳ -) فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ)

معترض نے پوری آیت نقل نہین کی - ہم پوری آیت اور اُس کے قبل کی آیت بھی توضیح مطلب کے لئے تفسیر خلاصۃ المنہج سے لکھتے ہین - تاکہ ناظرین پورے واقعہ سے آگاہ ہون اور برھماری جی کی چوری کھل جائے - خدائے تعالےٰ نصارے کا حال بیان فرماتا ہے۔ وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤی (ترجمہ "اور بعض اُن لوگون مین جنھون نے کہا کہ ہم نصارے ہین " "کہ ہم نے خدا کی نصرت کی ہے یا یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام ناصرہ کا رہنے والا ہے اور ہم اُس کے مذہب پر ہین - خدا فرماتا ہے") اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ لیا ہم نے عہد و پیمان نصارے سے فَنَسُوْا حَظًّا پس بھول گئے ایک حصہ مِمَّا ذُکِّرُوْا بِهٖ اُس چیز سے - کہ یاد دلایا گیا تھا اُن کو انجیل مین کہ فارقلیط (محمّد صلے اللہ علیہ وسلم) فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ پس ڈالی ہم نے درمیان اُن کے دشمنی وَالْبَغْضَاءَ اور کینہ درپردہ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قیامت تک ("بوجہ وبال بدعہدی اور عہد شکنی کے یعنی جب اُنھون نے بدعہدی کی اور باز نہ آئے تو ہم نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور توفیق خیر و لطف بے پایان سے اُنکو سرفراز نکیا")

ناظرین - بیان مندرجۂ بالا سے ظاہر ہے کہ بدعہدی کے عوض نصارے کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا گیا - اور توفیق خیر و لطف بے پایان سے سرفراز نہین کئے گئے - اس لئے یہ اعتراض برھماری جی کا بے اصل اور جھوٹا ہے -

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۹۰ آخر سطر ۸

مگر یہ عداوت اور بغض اُن کے اپنے فعلون کا نتیجہ ہے - اگر آپ یہ مان لین کہ ایسے تمام نتیجے انسان کی کرتوت ہے - تب تو کوئی جھگڑا ہی نہین - جھگڑا تو اس بات پر ہے کہ یہ تمام الزام قرآن نے اللہ کے سر پر تھوپے ہین - اور ان کا منبع اسی اللہ کو گردانا ہے - کیا قرآن کریم یہ نہین کہتا وان تصبہم حسنۃ یقولوا ھذہ من عند اللہ وان تصبہم سیئۃ یقولوا ھذہ من عندک - قل کل من عند اللہ یعنی اگر بھلائی ملے تو کہتے ہین - کہ یہ اللہ

کی طرف سے ہے اور اگر برائی پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ تو ان سے تو کہدے کہ سب کچھ (برائی بھلائی) اللہ کی طرف سے ہے۔"

جواب از روئے قرآن مجید۔

پارہ ۵ ۔ سورۂ نساء ۔ منزل ۱ ۔ رکوع ۱۰ ۔ آیت ۸۰ (مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ ۔ مترجمہ مولوی حافظ نذیر احمد خان رئیس دہلی)

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو کچھ فائدہ پہونچ جاتا ہے تو يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ج کہنے لگتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ط اور اگر ان کو کچھ نقصان پہونچ جاتا ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) یہ تمھاری طرف سے ہے (یعنی تمھاری وجہ سے ہے) قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (سو اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تم ان سے کہدو کہ (نفع ہو یا نقصان) سب اللہ کی طرف سے ہے۔ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ تو ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ بات کی سمجھ (یعنی عقل) کے پاس بھی ہو کر نہیں پھٹکتے۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (اے بندے حقیقت حال تو یہ ہے کہ) تجھکو کوئی فائدہ پہونچے (تو سمجھ کہ) اللہ کی طرف سے ہے وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط اور تجھکو کوئی نقصان پہونچے تو (سمجھ کہ) تیرے نفس کی طرف سے ہے۔ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا اور (اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے تمکو لوگوں کی طرف پیغام پہونچانے والا (بناکر) بھیجا ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (اور تمھارے پیغمبر ہونے کے لئے) خدا کی گواہی بس کرتی ہے۔

برہمچاری جی آپ نے اپنے اعتراض میں ایک آیت شروع کی لے کر سلسلہ عبارت وعنوان ترتیب مطالب میں رخنہ ڈال دیا۔ اور معنوں میں تغیر و تبدل کرکے عام لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ آخر ایسی حرکت سے آپ کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ نہ آپ اپنے گروہ کے اقوال پر عمل کریں نہ وید کے کلام کو مانیں۔ کہ ترجمہ کے وقت نہ واقعہ کا لحاظ۔ نہ ربط کلام کا التزام۔ نہ اصل منشاء متکلم کا خیال۔ نہ مناسبت محل سے عمدہ معنوں کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ نہ آپ آریہ ہیں۔ نہ ہندو نہ مسلمان۔ نہ آپ کے دل میں انصاف۔ نہ حق کوشی بلکہ راہ صواب سے چشم پوشی۔ ان آیات مندرجۂ بالا کے معنوں سے آپ کا اعتراض

بالکل بے اصل اور باطل ثابت ہو رہا ہے - آخر آیت کے فقرہ - ۳ - ۴ سے صاف طور پر واضح ہے کہ اُس عبارت کا یہ حاصل ہے - جس سے آپ کا اعتراض محض جھوٹا ہی نہین بلکہ آپ کی ہٹ دھرمی اور جہالت ظاہر کر رہا ہے -

براے مہربانی ملاحظہ کے وقت پتھر کی عینک لگا لیا کیجئے - اس لئے کہ پتھر کی عینک عمدہ ہوتی ہے - دوسرے ایشور اُسمین دیا پک ہے -

آریہ - چھٹے - تہذیب الاسلام صفحہ ۹۲ - سطر ۴ -

"آپ نہین جانتے کہ پرانون کے اندر کس قدر فحش قصہ کہانیان ہین اور اُنکی تعلیم نے تہذیب کو کہانتک گرادیا ہے - کیا آپ فحش باتونکو سُننا پسند کرینگے ؟ ہرگز نہین"

جواب

واہ وا ! سبحان اللہ - ماشاء اللہ - مسلمانون سے جو آپ دم دبا کر بھاگے - تو پرانون پر مُنھ مارنے لگے - برہمچاری جی ذرا ہوش کی دوا کیجئے اور عقل کے ناخن لیجئے - آنکھون سے تعصب کی عینک اُتار یئے - جس قدر پران ہین وید کے خلاف کوئی نہین ہے بلکہ سب ٹھیک ٹھیک وید کی مطابقت کرتے ہین

جسطرح کسی درخت کی شاخین اور جڑ - زمانہ سابق کے عالمون اور مہارشیون نے وید ہی کی روسے واسطے سہولت کے پران اخذ کیے ہین - اگر پران فحش سے مملو ہین تو وید بھی ویسا ہی ہے اگر پران جھوٹے ہین تو وید بھی جھوٹا ہے - اگر پران جعلی ہین تو وید بھی جعلی ہے - آپ نے اپنے گرد متعصب چالباز کی تعلیم سے کہدیا کہ پران غلط ہین تو کیا آپ کے کہنے سے غلط ہو جائینگے - ہرگز نہین -

چونکہ اسوقت ہماری بحث مؤید اسلام ہے لہذا دخل در معقولات اس جگہہ مناسب نہین سمجھتے اور پرانون کی مطابقت وید کی طرف اپنی رائے کو متوجہ نہین کرتے - انشاء اللہ وقت فرصت پرانون کی مطابقت پورے طور سے کیجائیگی - مگر اس جگہہ بطور جملہ معترضہ - مشتے نمونہ از خروارے لکھا جاتا ہے -

واضح ہو کہ مہاراج دیانند سرستی بطمع دنیا و نیز اس اظہار کے لئے کہ مجھ سے زیادہ کوئی عالم علم سنسکرت کا نہین گذرا ہے - جو کلام اُنکے ذاتی مطلب کے خلاف تھے وہ غلط - جو کتابین اُنکے

مہارشی ہونے میں دھبہ لگاتی تھیں۔ وہ سب غلط جس قدر وید کے ترجمہ عالمان قدیم اور یوروپین صاحبان کے ہیں سب غلط۔ جتنے مذاہب دنیا میں ہیں سب غلط۔ "خود غلط املا غلط انشا غلط" اگر سچے ہیں تو دیانند سرستی۔ اسی خیال سے ہم ایک نذر پیش کرتے ہیں۔

مہاراج تلسی داس کی رامائن جو بھاشا میں ہے بقول دیانند جی وہ غلط ہے اور بالمیکی رامائن جو سنسکرت میں ہے اسکو سچ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں رامائن ایک دوسرے کے مطابق ہیں اور دونوں وید سے ملتے ہوئے ہیں۔

صرف اس خیال سے کہ مہاراج تلسی داس کا نمبر ہم سے بڑھا ہے اُن کی رامائن کو غلط اور جھوٹا کہدیا اور یہ نہ ہو سکا کہ ویسی ہی کوئی کتاب لکھکر اپنی لیاقت علمی ظاہر کرتے۔ یا وید کی بمطابقت کرکے کوئی غلطی ثابت کرتے۔ یا بالمیکی رامائن سے فرق نکالتے۔ مگر یہ کہاں ممکن صرف زبانی جمع خرچ تھا

شکل چھٹی ٦

چھٹا اعتراض

دعوی۔ (جیسی کرنی ویسی بھرنی)

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

برہمچاری جی کے اس اعتراض کا جواب جناب مولوی ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری نے رسالہ ترک اسلام میں نہایت معقول دیا ہے۔

اس سبب سے معترض صاحب اصل مطلب سے گریز کر گئے ہیں پس ہم بھی مناسب نہیں سمجھتے ہیں کہ امر فیصل شدہ کی نسبت زیادہ زور دیا جائے۔

لہذا ہم برہمچاری جی کے اس بیان کا جواب دیتے ہیں کہ جہاں سے گریز کی ہے۔ اور جو قابل تحریر ہے۔ پہلے ہم اسے بیان کرتے ہیں کہ "جیسی کرنی ویسی بھرنی" کا مصداق کون ہے؟ سوامی جی۔ جب اول دفعہ مراد آباد میں وارد ہوئے تو راجہ جے کشن داس صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔ سنسکرت کے عالم و فاضل پنڈت ونکٹا چاری راجہ صاحب کی ملاقات کو آئے راجہ صاحب نے دیانند سرستی سے اُنکی ملاقات کرائی اور آپ کے علم سنسکرت اور وید خوانی کی بڑی تعریف کی۔ ونکٹا چاری آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے۔ اسی اثنا میں اور بھی دو چار معزز لوگ تشریف لائے۔ ونکٹا چاری نے دیانند سرستی

سے فرمایش کی کہ کوئی وید کی شرتی سُنائیے - سوامی جی نے حسب فرمایش یجُروید کی پہلی شرتی پڑھنا شروع کی ابھی چوتھائی شرتی بھی نہ پڑھ چکے تھے کہ ونگما چاری نے دیانند سرستی کو غصے سے گھُرک کر کہا کہ بس بس تم نے وید نہیں پڑھا - اور تو کچھ نہیں جانتا - چُپ رہ - یہ بات دیانند سرستی سُنکر خاموش رہگئے - اور مہاراج کا چہرہ بباعث ندامت زرد ہوگیا -

ناظرین - یہ تو مہاراج کی علمی لیاقت کا حال ہے - گو کہ مہاراج اُس وقت سنسکرت یا گجراتی زبان بولتے تھے لیکن کسی زبان کا بولنا داخل علم نہیں - جس طرح خان سامان لوگ وغیرہ انگریزی بولنے لگتے ہین - یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ جو آدمی مُورکھ ہوتے ہین وہ تھوڑے ہی علم مین مغرور ہو جاتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ ہمسچو من دیگرے نیست - یہی قول رگوید کا بھی ہے -

رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۱۹۷ -

"جو شخص صرف وید کی عبارت ہی پڑھنا سیکھا ہے اور اُس کے معنی کو نہین جانتا وہ پڑھا ہوا ہونے کے باوجود بھی دھرم پر نہین چلتا وہ شخص ستھانو یعنے کندۂ ناتراش ہے"

یہی حال دیانند سرستی کا تھا -

یہ بات مشہور عالم اور زبان زد ہر خاص و عام ہے کہ شہر بنارس ہندوستان مین دارالعلم سنسکرت ہے اور اس جگہ چار یا پانچ پنڈت وید خوان عالم و فاضل ہر زمانہ مین ہوتے آئے ہین - اور اب بھی ہین - عام پنڈتون کی تو گنتی ہی نہین بہت سے طالب علم دور دور سے آتے ہین اور علم سنسکرت کے فاضل ہو کر چلے جاتے ہین - کاشی جی کے پڑھے ہوے پنڈتون کی زیادہ عزت ہے - چنانچہ شروع مین دیانند سرستی نے بھی اپنے والدین سے درخواست کی تھی کہ مجھے بنارس واسطے تحصیل علم کے بھیجدو - لیکن اُن کے والدین نے ایک حیلہ سمجھکر یہ درخواست نامنظور کی - علمی لیاقت تو دیانندجی کی ونگماچاری کے امتحان سے ظاہر ہوگئی مگر پھر بھی دیانندجی کے سر سے غرور نہین گیا -

(از جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج صفحہ ۲۲۳)

سوامی دیانند سرستی جی دوسری یا تیسری کارتک سمت ۱۹۲۲ مطابق ۲۲ - یا ۲۳ - اکتوبر ۱۸۶۹ء کو کاشی مین وارد ہوئے اور آنند باغ مین جو درگا کُنڈ کے راستہ پر ہے ٹھہر گئے - جو شخص درگا کے درشنون کے لئے جاتا وہ سوامی جی سے ملتا

[illegible] اور بہت سے [illegible]
پڑھتے پڑھاتے لوگوں اور ودیارتھیوں طالب علموں کا ایک جمگھٹ رہنے لگا۔ ایک آتا تھا ایک جاتا تھا۔ کوئی
سوامی جی کی ودیا کو آزماتا تھا کوئی بیاہ میں انکا امتحان لیتا تھا۔ غرض اسیطرح کئی روز تک کاشی کے
پنڈت انکی علمیت کو پرکھتے رہے۔ ایک روز سوامی جی نے ایک کاغذ پر پرشن لکھکر کاشی کے مکھیا پنڈت
راجہ رام جی کے پاس بھیجا۔ راجہ رام جی نے پرشن دیکھکر کہا کہ چھری پیچ میں ڈالو۔ آگرہ سے پرشن کا
بھیجے اور ندیا تو ہم [illegible] نامسکا [illegible] ڈالینگے جب سوامی جی کے پیغامبر نے واپس آکر یہ سوال کا جواب سُنا
دیا تو اونھون نے پھر جواب دیا کہ [illegible] جاکر کہدو کہ ایک [illegible] دو رکھلو شاستر نہین تو شستر ہی سہی۔ جب
راجہ رام کو یہ جواب پہونچا تو ڈھیلے ہو گئے۔ فرمایا کہ کاشی مین آ گئے ہین فکر کیا ہے معلوم پڑ جائیگا
پھر راجہ رام نے اپنے ایک [illegible] کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ سوامی جی کتنے پانی مین ہین۔ آخر
پھر چیا [illegible] راجہ کاشی [illegible] پنڈتون سے کہا کہ ہم اس سنیاسی
سے [illegible] کاشی [illegible] شاستراتھ مباحثہ [illegible] جی سے پوچھ لیا
جاوے کہ [illegible] گرنتھ [illegible] سکے اونکو یہ [illegible] تھی کہ سوامی سندی
گرنتھون کو بھی [illegible] گرنتھون کے نام پوچھ لینا چاہیے۔ اسکا جواب حاصل
کرنے کے لیے سوامی جی کے پاس [illegible] بھیجے گئے۔ [illegible] قیل و قال کے بعد سوامی جی نے
چار وید اور چار اُپ وید اور چھ انگ اور چھ اُپانگ اور منوسمرتی یہ اکیس گرنتھ سندی کہلا دے چنانچہ کارتک
سدی دوادشی روز منگلوار مطابق ۱۶ نومبر ۱۸۶۹ء واسطے شاستراتھ (مباحثہ) کے مقرر ہوئی
تاریخ مقررہ پر کوتوال شہر و ڈپٹی انسپکٹر وغیرہ انتظام کے لیے موجود تھے لاانتہا پنڈت و ودیارتھی
اور تماشائی بھی آ گئے۔ اس سے پہلے کاشی مین کسی مباحثہ مین اسقدر ہجوم نہین ہوا تھا۔
ڈپٹی انسپکٹر پولیس نے کٹہڑی کے اندر سوامی جی کے لیے ایک آسن بچھا دیا اور اوسکے مقابل فریق
ثانی کے لیے اور اونھین کے پاس مہاراجہ بنارس کے لیے۔ باقی اور پنڈتون کو موافق اون
مرتبہ کے جگہ دی گئی۔ آخر مہاراجہ صاحب تشریف لائے اور سب نے کھڑے ہو کر تعظیم کی
راجہ صاحب نے سوامی جی کو معہ اونکے مددگارون کے ایک طرف اور دوسرے پنڈتونکو ایک
طرف بٹھلا دیا۔ آخر مباحثہ شروع ہوا۔ اصل مضمون زیر بحث یہ تھا کہ مورتی پوجن وید سے ثابت
کیا جا سکے۔

معترض۔ یہ بیان نیون چرتر کا صفحہ ۲۳ تک چھپ لکھا ہے۔ اسکے آگے جو کچھ لکھا ہے وہ

خلاف واقعہ ہے محض آریون کی بناوٹ اور رنگ سازی ہے کیونکہ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ دیکھی ہوئی بات کو چھپانا چاہتے ہین ۔ راست راست اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب سوامی وسودھانند جی سنے ویدسے مورتی پوجن کا جائز ہونا ثابت کیا تو دیانند سرستی) اوسکا کھنڈن نہین کر سکے ۔ اور گھنٹہ میعاد کا بج گیا ۔ اور تالی پٹ گئی ۔

سوامی جی بعد اس واقعہ کے مہاتما بھاسکا نند پاس گئے ۔ یہ مہاتما مثل وسودھانند جی کے علم وید سے اسقدر واقف نہ تھے لیکن علم جوگ اور علم الہیات مین دستگاہ کامل رکھتے تھے ۔ سوامی دیانند جی سے غلطی ہوئی کہ اونکے مندر مین بسبب غرور کے جوتہ پہنے چلے گئے مہاتما کا مزاج اس گستاخی سے برافروختہ ہوگیا ۔ اوسپر سوامی جی نے یہ بھی اونسے کہا کہ ہم آپ سے کچھ شاستارتھ (بحث) کرنا چاہتے ہین ۔ مہاتما نے ترشرو ہوکر یہ سراپ (بددعا) دی کہ تمھارا بدن بگڑکر موت ہوگی ۔ ہمارے پاس ہی شاستر نہین ہے سوامی جی اپنا سا منھ لیکر واپس آئے ۔ اور جسطرح مہاتما نے کہا تھا اوسیطرح سے مرے ۔ اونکے مرنے کا حال اونکے جیون چرتر سے بھی ظاہر ہے ۔

ہماری رائے مین ویدسے بت پرستی ثابت کرنا دراصل کوئی مشکل امر نہین ہے ۔ عالم و فاضل کا تو کچھ ذکر نہین ہم جاہل آدمی بھی اسے ثابت کرسکتے ہین ۔ سوامی دیانند جی اس سبب سے کھنڈن (تردید) نہین کر سکے کہ ہم جاہلون کے سامنے اور عام کم علم پنڈتون کے آگے وید کی سرتیون کا اولٹا پلٹا ترجمہ کرکے بت پرستی کو ناجائز ثابت کردیتے ہین لیکن اوس جلسہ مین بڑے بڑے فاضل و عالم موجود تھے اونکے سامنے مہاراج کیونکر زبان ہلا سکتے تھے ۔

نیز دیانند جی نے وید کی تعلیم کس زمانہ مین اور کہان پائی ۔ گھر سے جب مہاراج نکلے اسوقت تک تھوڑا ہی پڑھے تھے اوسکے بعد مارے خوف کے جنگلون پہاڑون مین چھپتے پھرے ہان البتہ متھرا مین ایک اندھے پنڈت سے جنکا نام ورجانند تھا ویاکرن (یعنے صرف و نحو) تحصیل کیا ۔ بعد اسکے تو خود بخود مہاتما ہی بن گئے ۔ اسی ویاکرن کی زور سے ویدون کی مٹی خراب کی ہے ۔ سوامی جی کا جیون چرتر تو یہی بتا رہا ہے جو مین بیان کر رہا ہون اگر کسی آریہ کو معلوم ہو تو بتا وے کہ وید کس سے اور کہان پڑھا ہے ۔

ونگشا چاری جی کا بیان بھی انکی لاعلمی ظاہر کرتا ہے ۔

پس ان وجوہات سے بالکل ثابت ہو گیا کہ مہاراج مین پنڈتونکے مقابلہ مین لیاقت علمی نہ تھی جیسا کہ بیہودہ کام کیا ویسا نتیجہ پایا ۔ "جیسی کرنی ویسی بھرنی"

آریہ کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۹۵ "اور گورنمنٹ کی طرف سے اوسکو کوئی ڈنڈ نہ ملے تو بھی ایشور کے قوانین کے مطابق اوسکو سزا مل رہی ہے - اوس کا آتما پاپ آلودہ ہوتا چلا جاتا ہے آخر آتما تاریک ہوجاتا ہے کہ درجۂ انسانیت سے گرجاتا ہے کیا درجۂ انسانیت سے گرجانا اور حیوانی درجہ تک پہونچ جانا آتما کے لیے تھوڑی سی سزا ہے - نہین ہرگز نہین - یہ بہت بڑی سزا ہے جب تک وہ پاپی آتما پاپ کی سزا بھگت کر اور میلے سونے کی طرح سزا کی آگ میں جل کر اپنے میل کو دھو نہین دیتا تب تک وہ اوس مرتبہ تک نہین پہونچ سکتا جس سے گر وہ گرا تھا ٭

ذوالفقار حیدری جواب - پنڈت جی ماشاء اللہ سے ابھی تک آپکو یہ بھی معلوم نہین کہ سزا کسکو کہتے ہین اس جگہ آپکا یہ مطلب ہے کہ پاپ کے [illegible] حاکم وقت مجرم کو سزا نہ دیوے تو بھی خداوند تعالےٰ جانور کا جنم دیکر تناسخ کے ذریعہ سے بڑی سزا [illegible] - آپ سزا اسکو کہتے ہین کیونکہ جانورونکو انسان سے زیادہ تکلیف [illegible] اپنی زندگی بسر کرتے ہین اور اپنی دشمنان سے امن مین رہتے ہین - [illegible] جانورون کو کچھ تمیز نہین ہوتی ہے اور جب کسی قسم کا [illegible] سزا کا ہونا نا ممکن ہے - اور جانورون کے جنم سے پھر انسان بھی نہین [illegible] خداے تعالےٰ نے جانورون کے واسطے کچھ شرع نہین مقرر کی اور نہ کسی جانور کو [illegible] کسی نے دیکھا ہو کہ جس سے اونکے اگلے پچھلے گناہون کی معافی ہو بلکہ اکثر انکا شیوہ انسانون کو آزار پہونچانے کا ہو جس سے اونکے پچھلے گناہون کے بدلے مین روز بروز ترقی ہوتی ہو [illegible] پھر کس طرح جانور کے پاپ برابر ہونگے اور انسان بنجائیگا اس لیے آپکا یہ بیان صحیح نہین ہے - علاوہ اسکے ہم رد مسئلہ تناسخ مین بخوبی ثابت کر چکے ہین کہ یہ مسئلہ غلط ہے - اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے ٭

آریہ دوسرے صفحہ ۹۵ - کتاب ہذا - زناکار کتنا ہی چھپ چھپا کر زنا کرے مگر وہ اس فعل بد کی سزا سے بچ نہین سکتا آتمک سیاہی مین تو وہ عین پاپ کرنیکے ساتھ ہی پھنس جاتا ہے ہان جسمانی سزا بھی اوسکو ساتھ ہی ملجاتی ہے اتنے روگ لگ جاتے ہین جنکا بیان کرنا ضروری نہین

فقرہ ذوالفقار حیدری جواب - آپ یہ جو فرماتے ہین کہ زناکارون کو دنیا مین سزا بیماری سوزاک و آتشک وغیرہ ملجاتی ہے یہ بھی آپکی ناتجربہ کاری اور بیہودہ پن ہے - کیونکہ یہ بیماریان اوس شخص کو ہوتی ہین جو اس قسم کی بیمار عورتون سے زنا کرتے ہین - اور جو تندرست عورتون سے زنا کرتے ہین وہ ہرگز بیمار نہین ہوتے بلکہ توانا و صحیح رہتے ہین - یہ ہم نے بچشم خود دیکھا ہو کہ ہمارے

ایک معزز دوست کو بلا ز نا کیے آتشک ہو گئی تھی اسکی وجہ یہ ہو کہ بیماری آتشک و سوزاک و سانپ کے زہر کا ایک خاصہ ہو۔ سانپ کا زہر اگر سوئی مین لیکر کسی آدمی کے چبھو دیا جسم مین چھوٹے سے چھوٹے زخم پر لگا دو تو مثل سانپ کے کاٹے کے اثر [illegible] زہر پھیل جاتا ہو اور یہی اثر آتشک سوزاک کا مواد بھی کرتا ہے اسلیے آپکا [illegible] غلط اور جھوٹا ہے

آریہ تیسرے صفحہ [illegible] کہ [illegible] کیا [illegible] کہ [illegible] بچہ ہی اندھا پیدا ہوا تو اس کو کس کرم کی سزا میں اندھا بنایا گیا [illegible] کرم کیے تھے کہ جسکی سزا اوسکو ملی۔ ہان جب [illegible] مسئلہ صحیح ہو۔ تو بیشک [illegible] نہین تو پچھلے جنم کے پاپ سے اندھا پیدا ہوا۔

فقرہ ذوالفقار حیدری جواب [illegible] پیدا ہوتا ہو۔ اسکا بھی مسئلہ تناسخ [illegible] بچون کے [illegible] دیتے ہین۔"

خدا تعالے نے سب انسان کو [illegible] نہین چاہیے یعنی اپنے مخصوص [illegible] ہے۔ اور مخالفت خدا کی گناہ عظیم ہو [illegible] اور ہمنے مجرم کی اعانت و دستگیری کی تو اس حالت مین ہم مخالفت خدا کے ہونگے مثلاً کسیکو سزا دی گئی جیل بھیجا گیا [illegible] اور اسکے ساتھ رعایت کی گئی [illegible] جیل اور حکم عدالت کے خلاف ورزی ہوئی [illegible]

اسیطرح اگر ہم مسئلہ تناسخ کو صحیح مان لین تو ہمین اوپر بجاے رحم کرنے زیادہ [illegible] تاکہ موافقت منشاء خدا ہو [illegible] اسی خیال کی [illegible] سلسلہ رحم اور اعانت کو منع کیا ہو۔ چاہے آگ مین جا دو [illegible] مگر کسی محتاج اپاہج کو [illegible] مہاراج کی پاکٹ بھرو۔ بنک مین دھرو۔ [illegible] جو تھے۔ آپ نے صفحہ ۹۶ سے صفحہ ۱۰۰ تک جو بکواس لگائی ہو اس سب بکواس کا علیحدہ علیحدہ جواب دینا نہایت طول ہو اگر سبکا جواب شافی دیا جاوے تو ایک ایک فقرے کی ایک ایک جلد ہو جاوے اور ایک صورت سے آپ کے اس عبارت کا جواب فقرہ اول سے دفعہ ۳ تک ہو چکا کیونکہ وہی باتین اولٹ پھیر

کر کے آپ نے عبارت کو طول دیا ہے اس سے درگذر کر کے ہم آپ کے چھٹے اعتراض کے خلاصہ پر خیال کر کے مختصر جواب لکھتے ہین - آپکا اعتراض یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ اوسکی جو صدق دل سے توبہ کرتے ہین [illegible] توبہ قبول کرتا ہے اور پچھلے گناہ معاف کر کے پاک صاف کر دیتا ہے - یہ قول آپکا صحیح ہے کیونکہ اسلام کا خدا غفور الرحیم ہے اور قادر مطلق ہے - وہ ضرور توبہ قبول کرتا ہے اور اپنے بندون کے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے اور [illegible] ہمارے پاس [illegible] قرآن [illegible] اسلام [illegible] غلطی [illegible] جرم مین مبتلا ہوتے [illegible] لوگونکو [illegible] اسلام [illegible] حساب [illegible] جرم سزا پاکر پاک ہو جاتے ہین [illegible] انسان کی گناہون کی [illegible] اقسام [illegible]

[illegible] گناہون کی [illegible] مثلاً کسی [illegible] کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غرق وغیرہ وغیرہ [illegible] اور موافق اعمال کے جہنم مین بھی درجے ہین - اور بہشت مین بھی اور بعضے گناہ [illegible] کے بعد داخل جنت ہونگے - اور بعضے گناہونکا کفارہ [illegible] اور بعضونکی نامقبول - خدا مالک و مختار ہے - اسمین بندہ مجبور ہین [illegible] رحمت مین اوسکو اختیار ہے کہ جب چاہے سزا دے اور جب چاہے کرم کرے -

[illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جواب آرائی جو تہذیب الاسلام کے صفحہ ۱۰۱ مین دیا ہے اول ہم اوسکو نقل کرتے ہین - یجر وید ادھیائے - ۱ - منتر - ۵ -

اسے پرمیشور مجھے سچے برتاؤ چلن اور دھرم پر عمل کرنیکی طاقت ہو - آپ مجھکو ہمت دیجئے کہ میرا یہ سچے دھرم کا عہد آپکی عنایت سے پورا ہو - مین آج سے سچے دھرم کی پابندی جھوٹ بھرے چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرتا ہون "

اسی مضبوط عہد کو قرآن شریف کی اصطلاح مین توبہ کہتے ہین "

آریہ - برہمچاری جی سے مولوی صاحب وید کے منتر کا مضمون صاف ہے - ایک شخص عہد کرتا ہے کہ مین سچے دھرم پر چلونگا اور کھوٹے کرم نہ کرونگا مگر اس وید کے منتر مین سے گناہ کی معافی نکالنا گویا آپکا پتھر ہوا کر

اونٹنی پیدا کرنا یا بابا آدم کی پسلی توڑ کر بائی حوا نکالنا۔ یا لاٹھی سے سمندر کو پھاڑ کر راستہ بنا لینا۔ یا پتھر کو ڈنڈے سے مار کر بارہ چشمے نکال لینا۔ یا آپ کا انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا جو سراسر لغو اور بیہودہ باتین ہین اور کسی ذی عقل آدمی کے نزدیک قابل تسلیم نہین ہین۔ بحث تو اس بات پہ ہے کہ آیا توبہ کرنے سے پچھلے گناہ معاف ہو سکتے ہین یا نہین "

ذوالفقار حیدری۔ برہمچاری جی جن معجزات کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ تو نبیؑ اور رسولون کے لیے تھے اور تصدیق و سند رسالت موقوف تھی۔ ہم اتنی طاقت نہین رکھتے کہ وہ معجزات آپ کو دکھا سکیں۔ لیکن دیانندجی آپ کے گرو کی بائین پسلی توڑ کر بجائے لاٹھی نیزہ قلم سے آپ کے سخت دل کی سیاہی پھاڑ کر۔ یا دیانندجی کی آنکھ بننے جہل کا پانی نکال کر۔ یا انگلی کے اشارہ سے وید کے تعلیم کے دو ٹکڑے کر کے۔ ارے وید گناہون کی معافی ثابت کیے دیتے ہین۔ کیونکہ توبہ وغیرہ کے تو آپ قائل ہو چکے ہین۔ اب گناہ کی معافی زیر بحث ہے۔ اسکو ثابت کرنا ہمارا کام ہے۔ لیجیے مقدمہ منفصل جھگڑا پاک ہو گیا۔ رگوید آدی بھومکا دیا شیہ کو ذرا ہاتھ مین اٹھائیے اور صفحہ ۱۵۷ مین ۹ سطر کو ملاحظہ کیجیے اسی وجہ سے پرمیشور کا نام ... براہ عنایت اپنے دل کی سیاہی دور کر کے الفاظ ... کہ آخر گناہ کے معنی گناہون کا بخشنے والا ہے یا نہین۔ میرے بھولے بھالے ننھے منّے (بیٹے ننھے منّے) اسوجہ سے کہ ابھی آپ آریہ سماج مین نادان مبتدی ہین کہ دو تین برس سے آریہ ہوئے ہین بہ نسبت اوروں کے نئے مذہبی واقفیت مثل بچہ نادان کے ہو۔ اسی طرح جس طرح جوان یا بوڑھے سے بچہ کی نسبت ہو۔ برہمچاری جی اگر آپ کا اطمینان پورے طور سے نہوا ہو تو دو چار ورق اولٹ کر صفحہ ۱۵۱ کو بھی معائنہ کر لیجیے آخر فقرہ پرمیشور حکم دیتا ہے کہ اے جیو (انسان) تو اسطرح کہہ کہ مجھے بر دیجیے میرے سکھ کے لئے علم اور دولت وغیرہ عطا کیجیے۔ مین بھی تجھے وہی دیتا ہون۔ مجھ مین تو عمدہ عادات فیاضی سخاوت نیک چلنی وغیرہ قائم ہین تجھ مین انکو قائم کرتا ہون۔ مجھے خرید فروخت یا لین دین مین سچائی یا دیانت داری عطا کر مین وہی تجھکو عطا کرتا ہون " یجروید ادھیائے ۳۔ منتر ۵۰

اس منتر کے معنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا انسان سے کہتا ہے کہ جو تو مجھ سے مانگے مین وہی تجھکو دونگا پس جس حالت مین انسان خدا سے معافی مانگتا ہے تو خدا ضرور دیگا جیسا کہ اور چیزون کے دینے مین کوئی عذر نہین ہوا ویسی ہی معافی پر عذر نہونا چاہیے۔ اور یہی منتر مسئلہ تناسخ کو رد کرتا ہے۔ اگر اس پر بھی آپکا اطمینان نہوا ہو اور یجروید کو آپ جھوٹا سمجھتے ہون۔ تو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶۔

فقرہ آخر کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص کے گناہ اور ترک دوسرے شخص کو لگ جاتے ہین اور جسکو گناہ لگتے ہین اوسکے نیک اعمال کا ثمرہ نابود ہو جاتا ہے "

دیگر۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳ سطر ۱ لغایت سطر ۵ ۔ اے ستی مطلق بعین علم و دانا
اے رحیم کامل او علم کل! اے علم اور معرفت کے دینے والے! اے دیوتی وغیرہ ظہور اور تمام کائنات
اور علوم کا ظہور کرنیوالے ہمارے تمام دکھوں (تکلیفوں) کو دور کیجئے اور ہمیں بھی بیہودہ دلیلوں یعنی سب کھوٹے ارادوں
اور برے علوم کے حصول سے دور رکھو اور تمام کلیش دکھات کا آنند اپنی عنایت سے عطا کیجئے۔ رگوید ادھیائے
۳ منتر ۴ ۔ برہمچاری جی ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ وید کا خدا ایسا ناسمجھ اور بے رحم ہے اور گناہوں کا
آخر نا معافی ہے۔ اسلئے آپنے جو اقتباسات کے معافی کے ہمالہ پر شہادت بیان کیا ہے اس سے تمہارا یہ جواب
شاگرد۔ یہ جواب تو آپکا بہت ہی خوب ہے اب یہ فرمائیے کہ انسان مثل لوہے کے آگ میں تپایا گیا نہ پانی میں
مثل میلے کپڑے کے دھویا گیا۔ اور درست ہوا۔ وید و قرآن صاف پاک ہوگیا تو یہ کیونکر؟

استاد۔ بات یہ ہے کہ تمام مذہبوں میں اسلام کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اسکے اصول بہت عمدہ ہیں
اور معرفت توحید کا ایسا ماننے والا کوئی مذہب نہیں لیکن افسوس کی یہ بات ہے کہ برہمچاری جی جا بیجا بوجہ ویدک تعلیم
سے ملانا چاہتے ہیں اور وید کے ایشور کو قرآن کے خدا سے مقابل کرتے ہیں۔ یہ کسطرح ممکن ہے۔ شخص جاہل
کو ایک عالم کامل سے خوشبو کو بدبو سے۔ ناچیز کو مختار و صاحب حکومت سے مجبور کو قادر سے۔ کمینہ نادان
کو بزرگ دانا سے۔ ذرہ کو سورج سے۔ اپاہج کو تندرست سے۔ ضعیف کو شہزور سے۔ محتاج و فقیر کو غنی
و شاہنشاہ سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔ بقولے چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ لاکھ ہاتھ پاؤں
مارو۔ لاکھ قلعی و ملمع سازی کرو۔ روغن تاز ملو کتنا ہی جال پھیلاؤ لیکن جب سونا کسوٹی پر لایا جائیگا
اس کا کھوٹا پن کھل ہی جائیگا۔ چونکہ برہمچاری جی کو بیہودہ گوئی کا شوق ہے اسلئے چھیڑ خانی نکالتے ہیں اہل
اسلام کو یہ عادت نہیں ہے کہ کسیکی نندا (برائی) خواہ مخواہ کریں کیسے بدین خود و موسی بدین خود کا
خیال کرکے متعرض نہیں ہوتے بلکہ درگذر کرتے ہیں لیکن بدرجہ مجبوری کچھ خدمت کرنا پڑتی ہے۔

مذہب اسلام میں جسقدر مدار عبادت و دعا و توبہ کا ہے وہ سب اصل سمت ہے جو کوئی شخص خلوص دل سے
اسکو اپنا مالک سمجھ کر عجز و انکسار کے ساتھ دعا یا توبہ کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔ برہمچاری جی جو یہ لکھتے ہیں کہ کفارہ
دینا یا محتاجوں کو کھانا کھلانا یہ خدا کی رشوت ہے۔ اس قاعدے سے ہوم کرنا شردھ کرنا۔ کاتری دینا یہ
سب کام بھی رشوت میں داخل ہو جاتے ہیں مگر در اصل رشوت نہیں ہے کیونکہ خدا راشی نہیں ہے۔
شاید وید کا ایشور راشی ہو۔ اسلئے کہ وہ محتاج اور مجبور ہے۔ اور خدا تو قادر مطلق۔ رزاق۔ کریم صمد ہے
جو خدا مجبور ہو نہ دعا سنے نہ فریاد سنے جس سے نہ گناہوں کی معافی کی امید ہو جس کے یہاں
توبہ کے دروازہ میں تیغہ لگا ہو۔ باب اجابت بند ہو۔ رحم و لطف کا پتا نہ ہو ایسے بے فیض

کو کوئی صاحب فہم خدا نہین مان سکتا۔ کیونکہ دُنیا بامید قائم ہے۔ جب ہمکو کچھ امید ہی نہین تو ایسے ایشور کو بھی لازم ہے کہ دیانند جی کی چتا پر بیٹھ کر رویا کرے۔ یجروید ادھیاے ۳۶۔ منتر ۵

سچ بولنا۔ سچ ہی کو ماننا۔ سچ ہی پر عمل کرنا۔ سچ ہی بات کو سننا چاہیئے

شعر

راستی موجب رضاے خداست		کس ندیدم کہ گم شدہ از رہ راست	

شکل ساتوین

ساتوان اعتراض

دعوے

کبھی سخی کبھی کنجوس

بخیل ار بود زاہد بحر و بر		بہشتی نباشد بحکم خبر	

کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۱۴ الغایت ۱۲۱ مین بغرض تضحیک تمہیداً اپنے اعتراض کی سرخی (نسبت خداے تعالےٰ کے برہمچاری جی نے) "**کبھی سخی کبھی کنجوس**" دی ہے۔ پس ہم اسی سرخی کو اپنا دعوے قائم کرکے یہ ثابت کرتے ہین کہ اسکا مصداق کون ہے؟

دا(جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج) صفحہ ۱۵ سوامی جی کو آگے چلکر ٹھگون کی ایک جماعت سے پالا پڑا جنھون نے سوامی جی سے کچھ روپیہ انگشتری و زیور وغیرہ یہ کہکر لے لئے کہ جبتک تم یہ نہ دیدو گے تمہین پورا ویراگ نہین ہوسکتا۔ ان ٹھگون نے راستے مین ایک رتی استھاپن کی تھی اور انھون نے زیور وغیرہ سب چیزین سوامی جی سے اُسکی بھینٹ کرادین۔

اسجگہ یہ اعتراض ہے کہ بلا تلاشی ٹھگونکو کیونکر معلوم ہوا کہ انکے پاس اسقدر مال و نقد ہے؟ اور سوامی جی نے اُس مورت کے پجاریونکو ٹھگ کے نام سے کیون مشہور کیا؟ اگر یہ لوگ ٹھگ ہوتے تو سوامی جی کو مار کر زبردستی مال لے لیتے۔ نہ سوامی جی کے کہین چوٹ لگی۔ نہ ڈاکہ پڑا۔ نہ رہزنی ہوئی۔ نہ سوامی جی کو کوئی نشیلی چیز کھلا کر بیہوش کیا گیا۔ نہ زیور وغیرہ چھینا گیا۔ پھر کسوجہ سے مہاراج نے ان لوگونکو ٹھگ بنایا۔ اگر یہ کہین کہ ان لوگون نے مہاراج کو بہلا پھسلا کر اغوا کرکے مال لے لیا تو یہ بھی نامکن بات ہے کیونکہ مہاراج اُسوقت کچھ نادان بالک شیرخوار بھی نہ تھے جو بہلاوے مین آگئے بائیس ۲۲ یا تئیس ۲۳ برس کے جوان ہٹے کٹے مسند را و ردرختونکی چوٹیون پر بلا مدد سیڑھی و رسی کے لوٹا ہاتھ مین لئے ہوئے چڑھنے والے تھے۔ نیز ایسے جاہل بھی نہ تھے بقول آریون کے

پانچ برس کی عمر سے پڑہتے تھے اور بہت سی کتابین سنسکرت کی بلکہ ایک آدہ وید بھی چٹ کر چکے تھے پھر کسطرح پوجاریون کے جال مین آگئے۔!

صفحہ ۲۱۶ جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کیونکہ مہاراج خود فرماتے ہین کہ مجھ مین اسقدر بل اور لیاقت ہی کہ کوئی شخص مجھپر حربہ کرے اوسکا ہتھیار چھینکر اوسکا کام تمام کر دون۔ تو کیا وجہ جو مہاراج نے اسقدر زر نقد و جواہر وغیرہ ٹھگون کو بے عذر دیدیا۔ ہماری سمجھ کیا کسیکی عقل مین یہ بات نہ آئیگی۔ اول تو یہ بیان مہاراج کا محض جھوٹ ہی۔ دوسرے اگر سچ بھی ہی تو یہ جو کہ مین بیان کرتا ہون۔

مہاراج اوسوقت اپنے گھر سے یا اور کسی کے گھر سے یہ رقم لیکر اور رات کو اٹک ہوکر بھاگے تھے اور ان کے پیچھے پیچھے پیادہ اور سوار واسطے گرفتاری کے آرہے تھے۔

تو مہاراج نے خبر دوڑ آنے کی ایک شخص کی زبانی سنکر یہ مصلحت کی کہ اگر مین مع مال مسروقہ گرفتار ہوا تو جرم قتل وغیرہ کا ازخود ثابت ہوجائیگا پھینکدینے سے یہ بہتر ہے کہ یہ مال ان مدعی پرچڑھادون اور سبکدوش ہوکر اپنا راستہ لون بالفرض اگر گرفتار بھی ہوجاؤنگا تو عذر کرنیکو بہت جرم کی گنجایش ہوگی چونکہ مال مفت تھا ایسے مال کو ضایع کرتے ہوے زیادہ افسوس و دریغ بھی نہوا اسوجہ سے مہاراج حاتمی بن گئے۔ اور اس سخاوت نے انصاف دعوی ہمارا ساتوین شکل کا ثابت کردیا۔

کنجوسی کا حال بیان ہوتا ہی۔ مہاراج دیانند سرستی بمقام مرادآباد مقیم تھے اور منشی اندرمن بھی اونکے پاس بیٹھے ہوے تھے۔ پنڈت بھیم سین بہت لائق ذی علم زبان سنسکرت کے سوامی جی کے پاس واسطے لکھنے پڑھنے کے ملازم تھے۔ اور رات دن سوامی جی کے پاس حاضر رہتے تھے اور جملہ حساب وکتاب اور ترجمہ وید کا کیا کرتے تھے اور اصل یہ ہی کہ انھین پنڈت بھیم سین کی بدولت سوامی جی ویدخوان اور مہاتما کے نام سے مشہور ہوے سوامی جی مین کوئی قابل تعریف لیاقت علمی نہ تھی صرف نام ہی نام تھا۔ یہی بھیم سین سب کاروبار مین مہاراج کے مددگار تھے یہ قاعدہ کلیہ تھا۔ کہ سوامی جی جس شہر مین جاتے تھے تو اوس شہر کے امیرون اور رئیسون کے مکان یا باغ یا بنگلو مین فروکش ہوتے تھے سوامی جی کے واسطے کھانے پینے کی رسد آٹا دال چاول گھی دودھ شکر شہد سب امیرونکے یہان سے مفت مین آتا تھا۔ سوامی جی چکھوتیان بھی کرتے تھے یا بتی جمع بھی کرتے تھے لیکن کیا مجال جو اس رسد کی آمدنی سے پنڈت بھیم سین کو ایک کنکری نمک کی بھی دیتے۔ بیچارہ اپنی قلیل تنخواہ سے آٹا دال خریدکرکے روکھی پھیکی روٹی اپنی ہاتھ سے پکاکر کھالیا کرتا تھا منشی اندرمن نے یہ معاملہ دیکھکر سوامی جی کو سمجھایا کہ آپکو یہ مناسب نہین ہی کہ آپ یہ کام لیں تمکو حلال نوکر اپنی قلیل تنخواہ سے آٹا دال خریدکر کھاوے اور آپ رسد او شہد وغیرہ ہر قسم کی جو آپکو مفت آتی ہین آپ اونکو کچھ بھی نہ دین آپکو چاہیے کہ اونکو بھی اس کی سوا فیصد ... حاضری دیدیا کیجیے۔ اپنا حکم دیدیجیے کہ

آپ کے رسوئین خانہ سے بنی بنائی رسوئین کھالیا کرین۔ لیکن مہاراج نے یہ بات کسی طرح منظور نہین کے اور بیچارے بھیم سین کو اس مال مفت مین کچھ بھی حصہ نہ ملا۔ سوامی جی کا جیون چرتر بیان کرتا ہو کہ سوامی جی کا باپ بڑا امیر آدمی اور جمعداری کے عہدہ پر ممتاز تھا۔ یہ بات بھی سراسر جھوٹھ ہو کیونکہ قاعدہ ہو کہ بارہ برس تک امیری او رفقیری کی بو نہین جاتی غریب آدمی یا بھیک منگا زمانہ کے اتفاق سے کتنا ہی بڑہ جاوے لیکن اوسکی نیت ہمیشہ محتاجونکی سی رہیگی۔ بیان مندرجہ بالا سے ثابت ہوتا ہو کہ سوامی جی نے جو اپنے والد کا امیر و رئیس ہونا بیان کیا ہے یہ محض دروغ اور مثل ارجن کی الو پی رانی کے غلط ہے معلوم ہوتا ہے کسی غریب آدمی کے لڑکے تھے۔

سخی کی صفت سے ایسے باہمت لوگ موصوف ہوتے ہین۔ جیسے مہاراج مادہو داس مہاتما اجودھیا مین سرجو کے کنارے سکونت رکھتے تھے۔ علاوہ بھنڈارے کے دن رات لنگر جاری رہتا۔ ہندو یا مسلمان یا کسی ذات کا شخص اونکے استھان پر جو گیا ضرور کھانے کو پاتا تھا۔ اور تعریف یہ تھی کہ جو کھانا سب لوگ کھاتے تھے وہی آپ بھی کھاتے تھے۔ نہ کہ مثل دیانند سرستی جی کے۔ کہ آپ تو باسمتی کے چاول گھی دودھ مکھن بالائی کھا وین اور دوسرون کو ایک دانہ نہ دین معلوم نہین کہ دیانند جی کیسے سنیاسی تھے۔ کہ جو سنتوکی ادر لذیذ غذا مین سنیاسی قطعی نہین کھاتے وہ مہاراج کثرت سے کھاتے تھے اور جو کھانا ناجائز ہے از روے سنیاس کے۔

شاگرد مہاتما مادہو داس کے بڑے آدمی معتقد اور غریب سب مرید بے تعداد روپیہ یہ لوگ بخوشی خاطر مہاراج کی پاس بھیجتے تھے۔ اسی روپیہ سے دن بھنڈارہ جاری رہتا تھا۔ لیکن ہان یہ تعریف تھی کہ خود دال روٹی خشک وہ بھی بہت کم مقدار کی غذا کھاتے تھے۔ اور جاڑا دین ہمیشہ اونکے پاس ایک دہوتی۔ اور ایک توشے کے سوا کچھ نہ رہتا تھا۔ اسلیئے مال مفت دل بیرحم۔

اوستاد۔ تم بھی کیا احمقون کی سی باتین کرتے ہو۔ کیا دیانند جی کہین ٹوکری ڈہو کر یا گاڑہی منقت سے یا کسی کی نوکری کر کے لاتے تھے۔ اونکے پاس بھی مفت کی دولت چلی آتی تھی۔ نقد روپیہ تو جمع ہو کر بمبئی مین سیٹھ کے یہان سو ن سیکڑہ پر دیتے تھے۔ اور جنس مالکی دودھ وغیرہ بے تعداد خود کھاتے تھے جسکے سبب توند بہت بڑھ گئی تھی اور روزبروز خواہ مخواہ۔ الغرض ہونے والے تھے۔ مہاراج مادہو داس آتی تھے بے طمع تھے درویش کامل تھے۔ نفس کش تھے مہاراج دیانند سرستی جی کنجوس۔ بخیل۔ طامع۔ حریص۔ نفس پرست۔ بگلا بھگت تھے۔ ان وجوہات سے ہمارا دعویٰ ثابت۔ اور برہمچاری جی کے اعتراض کی سرخی کا مصداق دیانند سرستی ہی ہین۔

جواب اعتراض۔ برہمچاری جی آخر آپ کو کیا ہو گیا ہو۔ ماشاءاللہ سے آپ کی دماغی حالت کچھ بگڑ گئی ہو۔ اپنی جان پر رحم کر کے کسی ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کیجیے۔

تہذیب الاسلام صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۵ تک جو آپ نے اعتراض در بارہ معافی گناہ کیا ہو۔ اوسکا جواب ہم

چھٹے سوال میں دے آئے ہیں الزامی جوابوں میں ہم از رُوے ویدمی معافی گناہ ثابت کر چکے ہیں۔ بار بار دہرانا فضول ہے اسیطرح صفحہ ۱۱۵ سے ۱۲۱ آخر اعتراض تک ہر ایک فقرہ اور ہر ایک سوال کا جواب چھٹے نمبر میں موجود ہے۔

شاگرد۔ کیا چھٹا اور ساتوان اعتراض ایک ہی ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ ہم جواب دے چکے؟

اوستاد۔ ہمارے نزدیک تو چھٹے اعتراض کی کچھ حقیقت ہے نہ ساتوین کی دونون اعتراضوں کا اصل ایک ہے لیکن برہمچاری جی نے اولٹ پھیر کرکے ایک اعتراض کو دو اعتراض بنا دئے ہیں۔ اسلیے کل جوابات چھٹے جواب میں ہم لکھ چکے زیادہ طول سے کیا حاصل جس بات کا جواب دیکھنا ہو دیکھ لو۔

شکل آٹھوین

دعوے در آسمانی انسپکٹر

چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر		وابستہ یہ طلسم ہے بے توجہ کتاب کا	

برہمچاری جی کے اعتراض کی سرخی ہمارا دعویٰ ہے لیکن ہم اپنے دعویٰ کا اول نقرہ بدل کر شیطانی انسپکٹر قائم کرکے ثابت کرتے ہیں کہ اسکا مصداق کون ہے؟

(جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج صفحہ ۱۴۸) اس ڈھائی سال کے عرصہ میں سوامی جی نے بمقام فرخ آباد ایک پاٹھشالہ (مکتب خانہ و مدرسہ) قائم کی جسکی اصلیت یہ ہے کہ جب سوامی جی فرخ آباد میں گئے تو لالہ منی لال جو وہان ایک شیو اُپاسک تھے سوامی جی کے اُپدیش (وعظ) سے اونھون نے مورتی پوجا سے نفرت کی۔ پاس کے مورتیان بھی اوٹھا دیں اور پاٹھشالہ قائم کرنیکے اوس مندر مین وید آتھاپت کیے۔ اور اسی جگہ ایک ویدک پاٹھشالہ قائم کی یہ پاٹھشالہ ۔ سال تک رہی اور بہت سے ودیارتھی (طالب علم) اوس جگہ سے پڑھ کر پنڈت ہوکر نکلے۔

ودیارتھیون کا خرچ کھان پان (کھانا پانی) اول اول بابو درگا پرشاد جی دیتے رہے اور پنڈت (مدرس) کی تنخواہ لالہ منی لال جی دیتے رہے۔ کچھ مدت بعد لالہ جگنا تھ جی اور لالہ ربیکے رام جی بھی پاٹھشالہ کے خرچ مین شامل ہوگئے۔ لیکن جب سوامی جی نے دیکھا کہ غنا ہیا شیہ وغیرہ پڑھکر برہمن بچے پوپ لیلا (بت پرستی) سے باز نہین آتے تو اونکو پاٹھشالہ کی طرف سے بہت نفرت ہوگئی۔ اور اونھون نے پاٹھشالہ کو بند کرکے پاٹھشالہ کی آمدنی وید بھاشیہ کی اشاعت مین لگائی۔

دیکھیے شیطانی انسپکٹر نے اپنی کارگذاری دکھلائی۔ آخر حضرت شیطان نے پانچ برس کے سن سے دیانند جی کو چوری۔ قتل۔ جعلسازی دغابازی۔ مکر و کید۔ جھوٹ کی تعلیم دی تھی۔ اور مندر کی چوٹی پر اور درخت کی ٹہنی شاخ پر بیٹھ

مدرسی وکمند وسیڑہی وغیرہ کے لوٹا ہاتھ مین لیے ہوئے سبے مہا پاٹھ جاینگا امتحان لیکر منڈری سا سٹلٹ لیاقت کا دیکے شیطانی انسپکٹر بنادیا۔ اول تو مہاراج خود ہی آٹھون گانٹھ کمیت تھے۔ دوسرے مختلف مقامات کے سفر و سیاحت سے اور بھی تجربہ کار ہو گئے۔

جب سوامی جی فرخ آباد مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ لالہ منی لال و نیش شوالہ کی تیاری مین ہزار روپیہ خرچ کر رہا ہے۔ کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہیے کہ اس روپیہ کا کچھ حصہ تو ہماری جیب مین داخل ہو اگرچہ روپیہ برہمنون اور عمارت مین لگا تو [illegible] کر دیا۔ چونکہ مہاراج ایسے معاملون مین سند یافتہ تھے۔ وید کے [illegible] کا م لیکر اعتبار رکھو [illegible] کے صفحہ ۱۹۹ سطر ۲۵ ہوا کہ منو جی کو سیدھا کر کے بجائے منی لال ونیش کو چپٹ کیا یعنے بجائے ٹھاکر جی یا [illegible] کے وید استھاپن کرا دیا۔

واہ واہ دیانند جی آپکی تعلیم اور آپ کی باتون کا کیا کہنا جس [illegible] کو فائدہ [illegible] جیسے [illegible] کے سے وہ نادیست جسطرح پتھر کی پوجا بت پرستی ہے۔ اوسیطرح کاغذ کی [illegible] بت پرستی ہے [illegible] کی آپ تردید کرتے ہین لیکن لعنایت شیطان آپ [illegible] گئے۔

شاگرد۔ پتھر یا لکڑی کے بتون کی تو پوجا ہوتی ہے۔ لیکن [illegible] وہان [illegible]

اوستاد۔ تمھاری باتین بھی حمق سے خالی نہین۔ عجب ناسمجھ آدمی ہو کیا گھر مین [illegible] کا غذ [illegible] رکھنے اور رکھنے مین بڑا فرق ہے جب شوالہ یا مندر مین بجائے پتھر کے بت کے کاغذی بت رکھا ہو تو [illegible] لوگ جو [illegible] تو ضرور اوسکی تعظیم و تکریم بھی کرینگے اور ہاتھ بھی جوڑینگے۔ اور [illegible] بھی کرینگے۔ اور اسکے روبرو اپنے مطلب براری کے لئے دعا بھی مانگینگے۔ جانے غیرت مرد جنھون نے وید کا نام [illegible] رکھ دیا [illegible] دستے پوجا اور چڑھاوا [illegible] اس جگہ ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وید کا مندر بھی مثل [illegible] شاہی گرنت کے مندر کے تیار ہو گیا) شاباش شاباش دیانند جی آپ تو بت پرستی کے علم مین کامل ہو گئے۔ اور اسی جگہ آپ نے ایک پاٹ شالہ [illegible] تو [illegible] سنسکرت کی بنیاد ڈالدی۔ اس مدرسہ مین ۷ برس تک خوب ذوق شوق سے سنسکرت کی تعلیم ہوتی رہی جب انسپکٹر صاحب نے امتحان لیا تو [illegible] العلم برہمن بچے بہت لائق وہوشیار ہو گئے اگر انکی اور لیاقت بڑھیگی تو ضرور میرے ترجمے [illegible] [illegible] کی تردید کرینگے اور میرے مخالف ہو کر میرے غلطیون کی گرفت کرینگے۔ اور بناوٹ کی قلعی کھول دینگے [illegible] پاٹھ شالہ ٹوٹ گیا۔ [illegible] شکست اور طالب علم اپنے اپنے گھر روانہ۔ اور جو روپیہ اس مدرسہ مین ماہ بماہ خرچ ہوتا تھا وہ ماہ [illegible] کی جیب خاص مین رکھ دیا جایا کرے۔ واہ واہ کیا اچھی پولیسی تھی جو سات ہی برس مین انجام کو پہونچی۔

شاگرد۔ دیانند جی تو ذات کے برہمن تھے۔ پھر برہمنون سے اسقدر عداوت کا کیا سبب اور یہ روپیہ جو ندھیشا کا اٹھایا کہان جمع ہوتا تھا؟

اور تھا وہاں دیانندجی اپنے آپ کو برہمن ثابت [illegible] اصل میں جو [illegible] ثابت ہو [illegible] انکے جیون چرتر سے آیندہ دیکھیئے۔ لیکن علاوہ جیون چرتر کے بھی یہ بات [illegible] ہے [illegible] ایک محبت قومی بھی ہے۔ انسان جس قوم کا ہوگا وہ [illegible] قوم سے [illegible] محبت [illegible] ہمدردی [illegible] جہاں تک ممکن ہوگا اپنی قوم کے ساتھ سلوک و احسان ضرور کرے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] بنگالیوں کو دیکھو جس دفتر یا دفتر میں رہا ہو۔ پس پھر دکھنیوں کی قوم سے [illegible] اور انگریز بھی ہم قوموں کی بہبودی و فلاح اور بھلائی کا خیال [illegible] اس خیال سے [illegible] پس ان وجوہات اور نفرت قومی کے سبب معلوم ہوتا ہے [illegible] دیانند سرسوتی [illegible] ہوتے تو اونکی بھلائی کرتے [illegible] اونکے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔

اور [illegible] کی نسبت یہ ہے کہ دیانندجی [illegible] برہمنوں [illegible] مہاجنوں کے یہاں [illegible] کر دیتے تھے۔ [illegible] کا کھانے تھے اور [illegible] بیٹھے تھے۔

آب ہماری شکل کا دعویٰ بخوبی ثابت ہے کہ [illegible] انگلستر دیانند [illegible] تھے۔

معترض۔ یہ آٹھواں اعتراض جس سے [illegible] جاری جی نے ۵۴ صفحے [illegible] میں اگر پوری عبارت لکھکر جواب ترکی بہ ترکی دیا جائے تو ۷۰۔ ۵ صفحہ جواب لکھنے کی لیے چاہیے ہیں۔ اور قریب ایک جلد کے آٹھواں ہی اعتراض ہوجائے۔

اسلیئے مختصر مطلب ہرایک صفحہ کا لکھکر جواب دیا جاتا ہے تاکہ طول نہو اور ناظرین کو وقت ملاحظہ بار نہو۔ اگر کسی صاحب کو پورا پورا اعتراض دیکھنا ہو تو رسالہ تہذیب الاسلام ملاحظہ کریں۔

دفعہ ۱۔ برہم چاری جی ہم داد دیا کرتے اور آپکی عقلمندی ولیاقت ظاہر کرتے کرتے تھکا گئے۔ جسقدر الفاظ آپکی شان کے قابل ہمارے پاس تھے سب ختم ہوگئے۔ بدتہذیب الفاظ کا استعمال جیسا کہ آپنے کیا ہے شعار شرافت نہیں ہے۔

پھر ترک اسلام میں آپکا آٹھواں اعتراض پارہ ۵۔ سورۂ نساء۔ آیت ۷۹ پر ہوا ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّفۡسِكَ وَاَرۡسَلۡنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ترجمہ۔ جو پہونچتی ہے تجھے بھلائی پس خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو پہونچتی ہے تجکو برائی پس تیری جان یا نفس (تیرے اعمال کے سبب) سے ہے۔ اور بھیجا ہمنے تجکو واسطے لوگوں کے پیغام پہونچانے والا۔ اور کفایت کرتا ہے اللہ گواہی دینے والا۔

قرآن کی یہ تعلیم ہے۔ کہ خدا بدی کو ناپسند کرتا ہے۔ مگر کتنی شرم کی بات ہے کہ اوسکو بدی کا پیدا کرنیوالا مانا گیا ہے۔ نادان لوگ تقدیر اور تدبیر اور آزمایش وغیرہ کا ڈھکوسلا بیچ مین لاکر خدا کو اس الزام سے پاک کرنا چاہتے ہین۔ مگر لاحاصل جب تک قرآن کا وجود ہے۔ قرآنی خدا ان الزامون سے بری نہین ہوسکتا۔

نقرہ ذوالفقار حیدری جواب۔ آپ کے اعتراض کو آیت متذکرہ بالا سے کچھ بھی تعلق نہین ہے۔ صرف آپ نے ضد اور عداوت سے اعتراض قائم کردیا ہے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو اعتراض ہی بے بنیاد ہے۔ اس آیت کا مطلب صاف صاف یہ ہے کہ نیکی خدا کی طرف سے اور برائی اوسکے خود نفس یعنے انسان کی طرف سے ہے۔ اور اس بات کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین۔ اور آپکا عقیدہ بھی ہے تو یہ کیسی شرم کی بات ہے کہ جسے مانتے بھی ہین۔ اور جو آپکا خود مذہب بھی ہے اوسی سے انکار۔ اب آپ ہی انصاف سے فرمائے کہ اس موقع پر آپکو جواب دینے کے لیے کن الفاظ کو انتخاب کرین ہمین تو آپکا جھوٹ بھی ظاہر کرتے شرم آتی ہے۔ لیکن آپ ایسے انسان ہین کہ آپ نے شرم کی طرف سے نفرت کلی اختیار کرلی آپ کے جتنے اعتراض ہین جواب دینے کے قابل نہیں لیکن ہم صرف آپکو جھوٹا اور جعلساز ثابت کرنیکی غرض سے جواب لکھتے ہین۔ اور طرہ یہ ہے کہ تہذیب الاسلام مین آپ فرماتے ہین کہ یہ اعتراض ہمارا علمائے اسلام کی سمجھ مین نہین آیا اسلیے اسکا کسی نے جواب نہین دیا۔ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھیے کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے نمبر ۸ اور ۹ کا جواب ایک ہی اعتراض مان کردیا ہے۔ گو کہ آپ کا اعتراض جھوٹا اور بیہودہ ہے ہماری رائے مین آپ ایسے ایسے کرتوت پر بھی اپنے گرو دیانندجی سے بہت کم ہین۔ شاید چند سال کی محنت و مشقت سے دروغ گوئی مین اونکے برابر ہوجائین۔

دفعہ ۲۔ کتاب تہذیب الاسلام مین صفحہ ۱۲۲ سے صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۳ تک برہم چاری جی نے آسمانی انسپکٹر کا حال بطور تضحیک و استہزاء باری تعالی عزاسمہ کے لکھا ہے لیکن ہماری رائے مین یہ حال برہم چاری جی اور دیانند سرستی کی طالب علمی کا خوف امتحان ولاعلمی سے ہے۔ اسکے جواب مین ہمارا الزامی جواب "شیطانی انسپکٹر" کافی ہے زیادہ لکھنا فضول ہے۔

دفعہ ۳۔ آریہ۔ کتاب تہذیب الاسلام مین صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۴ سے صفحہ ۱۲۶ تک آپ نے لکھا ہے۔

الف۔ کہ "جو پاس ہوجائے گا۔ اوسکو دائمی بہشت کی سند ملیگی کہ جاؤ موج کرو۔ اور جو فیل ہوجائیگا اوسکو دائمی جہنم مین پھینک دیگا"

ب۔ "بعدازان آسمانی یونیورسٹی بند ہوجائے گی۔ اور رجسٹرار صاحب کو دوبارہ امتحان کا انتظام کرنا نہین پڑے گا جو ہوگیا سو ہوگیا"

ح۔ پھر دوبارہ دوسرا موقعہ نہ دیا جائیگا۔ خطاوار ونکی معقول درخواست نامنظور ہے۔

و۔ آہ اتنی سختی کیون؟ اسلیئے کہ انھون نے اللہ کے مقرر کردہ معصومون یا رسولون کے لایعنی باتون پر کان نہین لگائے تھے۔ وہ رسول بھی کیسے؟ آن پڑھ۔

اپنے دعوی کے ثبوت مین یہ حوالے آپ نے دئے ہین۔

ہ۔ فیل شدہ امیدوار رو رو کر یہ کہین گے یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ کاش ہمکو دوسرا موقع دیا جائے))

و۔ مگر وہان کون سُنتا ہے؟ رجسٹرار صاحب نہین مانتے فرماتے ہین کہ:۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ ۔ اگر اُن کو دوبارہ چانس (موقعہ) دیا جاوے گا۔ تو یہ پھر وہی کرینگے جس سے انھین منع کیا گیا تھا۔) پ ۷۔ انعام۔

ز۔ اسپر فیل شدہ طلبا رعایا مین گے۔ رو دین گے۔ پیٹینگے۔ سر دھنین گے۔ اور کہین گے:۔ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (اے خداوند تو ایک دفعہ ہمین نکال کر تو دیکھ لے اگر ہم دوبارہ ویسا ہی کرین تو ہم خطاوار)" پ ۱۸۔ المؤمنون۔ رکوع ۵۔)

ح۔ بلکہ جیسے کوئی صاحب لوگ کسی ہندوستانی کو جھڑک دیتا ہے کہ چپ رہ یو ڈیم۔ ورتی۔ فول۔ انڈین بگر، اسطرح وہ جھڑک دیگا قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ کہے گا خدا ہمارے سامنے سے دور ہو اور ہم سے کچھ بات نہ کرو۔ پ ۱۸۔ المؤمنون۔ رکوع ۵۔

فقرہ ذوالفقار حیدری کی جواب ۲۲ البتہ دنیا کو مزرعۂ آخرت بھی کہتے ہین۔ اس سبب سے کہ جیسا تخم عمل یہان بوئین گے ویسا ثمرہ وہان یعنی عقبیٰ مین ملے گا مصرع گندم از گندم بروید جو ز جو۔ جیسا کہ قرآن مجید سے بھی ظاہر ہے مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ترجمہ یعنے جو پہونچتی ہین تمھین مصیبتین دین و دنیا مین جو کچھ تیرے ہاتھون نے کمایا وہ تمھاری کرتوت کا پھل ہے" جنکے اعمال بد ہونگے وہ ضرور معذب ہونگے مگر کمی و زیادتی عذاب کی مقدار گناہ کے لحاظ سے ہوگی قرآن مجید مین جو ذکر دائمی جہنم کا ہے تو وہ نسبت مشرکین و منافقین کے ہے۔ اور جگہ مخاطب وہی لوگ ہین نہ کہ اہل اسلام ہے اہل اسلام انکو موافق سیئات سزا دیجائیگی اور پھر بہشت مین داخل ہونگے مثلاً مشرکین و منافقین بسبب شرک و نفاق جہنم قیدی تصور کیے جائینگے علاوہ اسکے اور گناہگار مثل مجرمین کے جیل مین میعاد سزا پوری کرکے رہائی پائینگے۔ اور تفصیل بیان بابت سزا کے ہم ساتوین سوال کی دفعہ ۴ مین لکھ چکے ہین دیکھ لیجئے"

الزامی جواب" کتاب ستیارتھ پرکاش سماس چھپا صفحہ ۱۴ فقرہ ۲۴ "جل یعنی ہلاک کرنا و وابستہ کرنا سے لفظ جل مشتق ہوتا ہے جو بدکردارون کو ہلاک کرتا ہے اور دشمنون کو سزا دیتا ہے"

پس یہ فقرہ بھی ہمارے بیان کی تائید کر رہا ہے یعنی بدکردارونکو ہلاک کرنا اور بدافعالون کو سزا دینا پورے طور سے ثابت ہے پس قرآن کے ذکر سزا پر آپ کیون معترض ہین۔ پہلے ستیارتھ پرکاش کی خبر لیجئے۔ قرآن مین اتنی سختی نہین ہے جیسی کہ ستیارتھ مین مذکور ہے مثلاً جیسے

مغلوب ہو دوام کی سزا کو پھانسی پانیوالا بہت خوشی سے منظور کرلیگا - ویسی ہی ہلاکی پانیوالا دائمی جہنم کی سزا کو اچھا سمجھیگا - اگر غور کیا جاے تو اس دائمی جہنم کی سزا سے آپکی ہلاک کرنے کی سزا بہت سخت ہی کہ اسمین سلسلۂ وجود ہی قطع ہوا جاتا ہے -

یہ ۳ فقرہ جو ہمنے اپنے ثبوت دعوی مین پیش کیا ہی اوسپر ہمارا یہ اعتراض ہے کہ دیانندجی نے جبسے ہوش سنبھالا اسوقت سے تابمرگ چوری - مکر فریب ہی کرتے رہے - اسی پر اکتفا نہین - بلکہ جھوٹ - بدگوئی - دل آزاری مین عمر بسر ہوئی کچھ دیانندجی روپیہ و زیور ہی کے چور نہ تھے کیونکہ یہ ۳ فقرہ تعلیم قرآنی کا چورالیا ہی اس بنا پر بات کے بھی چور تھے" ایسون ہی کو دزد سخن کہتے - اسطرح کی مضامین کی چوری سے ستیارتھ پرکاش وغیرہ جمع کرکے مہاتما بن بیٹھے - یہان تو ہتفنا ہی کہ اتکا چرائین گے - تعلیم قرآنی مین لاکھون کروڑون کیا بیشمار خوبیان ہین - اور ساری خوبیان اظہر ہین - شعر

دزد مضمون نیسے ہین مضمون تو لیتی دیجیے	کیا ہوا نقصان جو کم خرمن سے کچھ دانے ہوے

سرقۂ مضمون کا ثبوت یہ ہی کہ اس فقرے مین یہ لکھا ہی کہ پرمیشور دشٹون کو سزا دیتا ہی - ہمین کوئی آریہ یہ بات ثابت کردے کہ ایشور نے کسو ناحق مین اور کسکو سزا دی ہے اگر یہ کہو کہ بذریعہ تناسخ سزا دیتا ہی تو ہم مسئلہ تناسخ مین نیز اور جگہہ ثابت کرچکے ہین کہ یہ سزا جہنم کی سزا نہین ہی - بلکہ انصاف ہے -

اور دوسرا فقرہ جو ہلاک کرنے کے متعلق ہی تو یہ ظاہر ہے کہ ہلاک کے معنی قتل کرنا مار ڈالنا ہی - کسی کتاب یا وید سے یہ ہی ثابت کردینگے کہ آریون کے ایشور کو ایک چیونٹی کے بھی مارنیکا اختیار ہی؟ ہرگز نہین چہ جائیکہ انسان!!

اسلیے کہ "ایشور" اور "جیو" یعنے ہم انسان دونون ازروی اختیار و قدرت وتعہد برابر ہین - وہ بھی ازلی - ہم بھی ازلی نہ وہ ہمکو مار سکتا ہی نہ ہم اوسکو مار سکتے ہین - وہ بھی قانون قدرت کا پابند اور ہم بھی پابند - وہ بھی مجبور - ہم بھی مجبور -

ان وجوہات سے یہ ظاہر ہی کہ یہ فقرہ ستیارتھ پرکاش اصول آریہ کے مخالف ہی نہ کہ موافق - جبکہ یہ مخالف ہے تو ضرور مسروقہ ہے اور مطابق تعلیم قرآن ہونا صاف بتا دے رہا ہی کہ بیشک وشبہہ کلام مجید سے چورایا گیا ہی -

بلکہ اسلام کے اللہ کا ایک ناچیز بندہ وید کے ایشور سے ہزار درجہ قدرت اور طاقت مین بہتر ہے - کیونکہ وید کا ایشور نہ ایک چیونٹی کو مار سکتا ہی نہ اپنی جگہہ سے حرکت کرسکتا ہی اور ہم لوگ چیونٹی - چھر - کھٹمل - جملہ حشرات الارض کو مار ڈالتے ہین اور درندے یعنے شیر بھیڑیہ وغیرہ کو بذریعہ شکار مار ڈالتے ہین اور اپنی حفاظت کیساتھ دوسرے ہم جنسون کو بچاتے ہین - اور جتنے چوپایے خوردنی ہین اونکو ذبح کرتے ہین اور کھاتے ہین - اور ازروے وید یہ بات ثابت ہے کہ وہ اپنے بندون کو انتظام مین چلاتا ہے - تو اسلیے ہم اوسکے انتظام مین ہین اور اوسکے انتظام مین نہ رہے آریہ یہ اوسکے انتظام سے باہر ہین انشاءاللہ اسکی سزا اونکو ضرور ملیگی - یہ یونیورسٹی ضرور بند ہوجائیگی کیونکہ روز حساب یا روز جزا جسے قیامت کہتے ہین وہ ایک ہی ہی - وہ دوبارہ قایم نہوگی یعنے قیامت پر قیامت نہوگی کیونکہ

کیونکہ خدا علیم وخبیر ہے اوسکے کامون مین غلطی نہین ہوتی ہے علاوہ اسکے دیکھو سورۂ رعد رکوع ۷ - آیت - ۴۱ -)
اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (ترجمہ) کیا انھون نے یہ نہین دیکھا کہ ہم گھٹاتے آتے ہین زمین کو اسکے کنارون سے اور یہی بات زمانہ حال کے جیالوجیون (واقفان علم طبقات الارض) نے اپنی تحقیقات جدیدہ سے دریافت کی ہے کہ ایک زمانہ مین زمین اپنے کنارون سے سکڑتے سکڑتے معدوم ہو جائیگی پس جب یہی زمین نہ رہی تو انسان پھر کیونکر رہینگے وہ بھی معدوم ہو جائینگے جسکا نام قیامت ہے - ہم اسکا مفصل بیان اثبات رسالت مین کر چکے ہین -

فقرہ ذو الفقار حیدری - دفعہ (ج) انسان کو پھر دوبارہ موقعہ نہ دیا جائیگا - بیان متذکرہ بالا سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب زمین ہی نہ رہیگی تو پھر دوبارہ موقعہ کیونکر دیا جائیگا وہ دنیا تو ختم ہو گئی - زمانہ بدل گیا -

نتیجہ - پیدایش انسان سے تا مرگ قرار واقعی موقع دیا ہے اور عقل وحواس دیے ہین کہ اچھی طرح اپنے بھلے برے کو سمجھ سکتا ہے - روز قیامت وقت جزا اور سزا کا ہوگا نہ کہ موقع دہی کا جسطرح اس دنیا مین کوئی شخص بعلت ڈاکہ زنی سخت سزا پاتا ہے اور حاکم وقت سے گریہ وزاری کرکے کہے کہ مجھے موقع دو مین پھر ایسا نہ کرونگا - تو کیا حاکم وقت اسکی سزا معطل کرکے پھر موقع دیگا ہرگز نہین دنیائی عدالت بھی نہین حکیم علیم وخبیر نہین اسلام کا خدا عادل وعلیم وخبیر ہے اس سبب سے وہ کسی کا نہ طرفدار ہے نہ اوس سے کسیکا حال پوشیدہ ہے - اسلیے اسکے حکم قابل ترمیم نہین ہین اسلیے بر عکس جاری ہی جی با لکل غیر معقول ظاہر ہے سولون کے ان بڑھ ہونے - اور لایعنی باتون کا بھی ایک ہی کہی رشیون کے ان پڑھ ہونے سے ہمارے کلام مجید کی سچائی اور بھی ثابت ہے کیونکہ ان پڑھ نبیون نے ایسے ایسے کام کیے بڑے بڑے عقلا وحکما وعلما وفضلا آجتک اونمین ذرا فضل نہ کرسکے - سب گذر گئے مگر کچھ بھی نہ کرسکے - ان باتون کا مفصل ثبوت اثبات رسالت مین موجود ہے - ملاحظہ کیجیے -

دفعہ (ح) آریہ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۲۷ سے صفحہ ۱۴۰ سطر ۱۰ تک - دنیا مین چند قیدیون کو زیر حراست رکھنے کے لیے کتنے ہی سپاہیون کی ضرورت پڑتی ہے بھلا اللہ میان جو کروڑون - آریون کافرون کو جہنم مین قید رکھیگا سو انکو کتنے پہرہ دار مقرر کرنے پڑینگے ؟ اب اللہ سے پوچھو کہ دوزخ پر کتنے پہرہ دار ہونگے - تو وہ جھٹ جواب دیگا کہ :-

عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (پارہ ۲۹ سورہ مدثر رکوع ۱۴) (ترجمہ) اوسپر (جہنم پر) انیس [19] (پاسبان تعینات) ہین اور کم وبیش نہین ہونگے ؟ آیا ہونگے بھی یا نہین ؟ انیس پہرہ دار ہونگے کیا حقیقت ہے ہم کروڑون ہونگے انیس کو مار کر بھگا دینگے اور جہنم سے بھاگ جائینگے تو اللہ نے فوراً دوسری آیت اتار دی وَمَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً (ترجمہ) اور ہم نے دوزخ کے پاسبان (اور کوئی نہین) بلکہ فرشتے ہی بنائے ہین (پ ۲۹ - س مدثر - ر ۱۴ - مذکور)

[illegible]

ہے - اب انیس فرشتون کی طاقت کون سمجھا وسے لہذا فوراً کہدیا کہ - وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (ترجمہ) اور اونکی اونیس کی گنتی بھی) اس غرض سے ٹھہرائی ہے کہ جو لوگ (قیامت کے منکر ہین اونکو ان باتون سے) اور زیادہ پریشانی ہو"

فقرہ ذوالفقار حیدری آیۂ ۸ برھمچاری جی کا یہ اعتراض ہی کہ صرف انیس فرشتے اہل دوزخ کی اتنے کثیر مجمع کی کس طرح حفاظت کرسکتے ہین؟ اور اونیس کی تعداد کیون مقرر کیگئی۔؟

اول۔ یہ اعتراض برھمچاری جی ہی کا ایجاد کیا ہوا نہین ہی بلکہ اسکا پتہ قرآن مجید سے چلتا ہی کہ زمانہ قدیم کے کفار کا بھی یہ قول ہی۔ جو بیان معترض کا ہی ہے

خداوند عالم نے جہان انیس فرشتون کی تعداد کا ذکر کیا ہے وہین کفار کے منصوبون کا بھی بیان کیا ہی کہ یہ لوگ منکر ہین وحدانیت ہی کے نہین بلکہ ملائکہ وغیرہ کے بھی ہین۔ اور اوس تعداد قلیل کی مصلحت بھی ارشاد کی ہے۔

دوم۔ یہ کہ فرشتے انسان سے بہت بڑھکر ہین اور اونکی اتنی تعداد خدا کی مصلحت پر ہے۔ کفار کی آزمائیش اس غرض سے بھی ہو کہ تحقیق ہو کہ منکرین کیا خیال کرتے ہین آیا وہ قدرت و اختیار باری تعالی کے قائل ہین یا نہین اگر نہین ہین تو بعد سمجھین گے۔

اہل اسلام کا عقیدہ اعتقاد ہے کہ خدا قادر مطلق ہی جب خدا قادر مطلق کی صفت سے موصوف ہی تو بہ نسبت مخلوقات کے اوسمین کمال قدرت ہونا چاہیے۔ پس ہر طرح وہ قادر ہے اگر چاہے تو ایک ہی فرشتہ سے محافظت دوزخ کا کام لے سکتا ہی۔ یہ کچھ مستبعد نہین ہے چہ جائیکہ انیس کی تعداد تو کہین زیادہ ہے۔

مثلاً ہم دیکھتے ہین کہ تحصیل کا ایک سپاہی بڑی بڑی علاقون سے مالگذاری کا روپیہ وصول کرلاتا ہے۔ اور ایک کانسٹبل رعایا کے ہزار کو ہونے پر کافی ہو سکتا ہی۔ علی ہذا گورنمنٹ کا ایک ملازم یعنی مجسٹریٹ۔ ایک شہر کے متعدد باشندون پر حاوی ہوتا ہی۔ اور ایک شخص سے ان کثیر باشندون کی حفاظت ہو سکتی ہی پس خداوند عالم تو بہ نسبت ان بادشاہان دنیا کے کہین صاحب اقتدار و اختیار ہے کیا وہ اونیس فرشتون سے حفاظت اہل دوزخ نہین کرا سکتا ہی ضرور کرا سکتا ہی۔ ع ببین عقل و دانش بباید گریست۔

بیان بالا سے صاف ظاہر ہے کہ اعتراض معترض کا محض عقل سے خالی اور حمق پر دال ہے۔ ایسی بیہودہ بھونڈے اعتراض سفاہت پر مبنی ہین۔

آریہ۔ دفعہ ۵۔ (کتاب تہذیب الاسلام صفحہ ۱۲۸۔ سطر ۸۔ سے صفحہ ۱۳۹۔ سطر ۴ تک)

برھمچاری جی کے اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے۔

ا۔ کہ خدا جسکو چاہی راہ راست پر لاتا ہے اور جسکو چاہی گمراہ کرتا ہی۔ تو جس حالت مین خدا ہی گمراہ کرتا ہے تو راہ راست پر کون آسکتا ہے۔

۲- دنیا مین جو بیماریان طاعون وہیضہ وغیرہ یا آفات ارضی وسماوی مثل قحط وغیرہ کیا یہ سب خدا کیطرف سے ہین؟

۳- دنیا کی سب نعمتین مال ودولت زن وفرزند نیکی بدی شیطان وغیرہ انسان کی آزمایش کے لیے پیدا کی ہین درحالیکہ انسان ضعیف البنیان ہے ایسی سخت آزمایشونمین کسطرح ثابت قدم رہ سکتا ہی"

ناظرین- ان تینون دعوون کے ثبوت مین برہمچاری جی نے بہت سی آیات قرآنی کے حوالے دیے ہین اور بہت سے کلمات طعن وطنز ونا شایستہ لکھے ہین جن سبکا لکھنا طول فضول ہی صرف مختصر خلاصہ پر اکتفا کی گئی ہے-

فقرہ ذو الفقار حیدری- جواب نمبر ا- ہان ہم اس بات کے قائل ہین کہ جسکو چاہی گمراہ کرے اور جسکو چاہی راست پر لاوے کیونکہ استقامت بغیر توفیق وفضل خدا حاصل نہین ہو سکتی کیونکہ قرآن مجید کھلے کھلے الفاظ مین ارشاد فرماتا ہے

جواب نمبر ۲- اس دنیا مین جو آفات ارضی وسماوی یا جسقدر بیماریان مثل ہیضہ وطاعون وغیرہ ہین یہ سب خدا کی طرف سے ہین اور اس بات پر ہمارا عقیدہ کامل ہے یہ سب بیماریان خدا کیطرف سے ہین اسلیے کہ انسان نہ کسی بیماری کو پیدا کر سکتا ہی- نہ کسی کو دفع کر سکتا ہی- اسمین بھی مصلحت خدا ہی- کوئی نہین سمجھ سکتا ہی کہ بیماری کیون ہوتی ہی ظاہر ابعض سخت بیماریان بھی داخل سزا ہین کیونکہ سبب بد اعمال کے وارد ہوتی ہی- اور بعض بیماریان کفارہ صحت جسمانی ہین- اور بعض باعث صحت ایمان ہین- اور بعض تغیر وتبادل فصول سے ہیں- اور بعض اختلال اخلاط سے پیدا ہوتی ہی پس ان کا علم بھی اوسیکو ہے اور اگر نفع اور ضرر یہی ہی وقت ہی بمصداق فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ (یعنے فعل حکیم کا خالی حکمت سے نہین ہی)- دیکھیے دنیا مین روانی کس کس شدت سے ہوتے ہین لیکن ابتک کوئی ڈاکٹر یا بید- یا حکیم یہ نہین بتا سکتا ہی کہ انکی کیا وجہ ہے- اور جو دوائین ہین حکمی نہی انکی نہین بخشتی- اور جب اوس حکیم حقیقی وشافی کو صحت دینا منظور ہوتی ہی تو بغیر دوا کے سخت سے سخت مرض جاتے رہتے ہین- اور طبیعت خود اصلاح کرتی ہے کیونکہ مدبر بدن ہے- اور اسکا خالق وہی حکیم علی الاطلاق ہی ان وجوہات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالی کی طرف سے ہین اہل اسلام مین اسکے توکل پر شعار ہی اور اسی کا بڑا درجہ ہے جسقدر انسان متوکل ہوتے ہین خطرون سے محفوظ رہتے ہین کیونکہ بے حکم خدا کے ایک ذرہ نہین ہل سکتا لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور جہاتما تلسی داس جو اہل ہنود مین کامل ہو گذرے ہین وہ بھی کہتے ہین- (ہانی لابھ جیون مرن جس اپ جس ہاتھ) ترجمہ نقصان اور فائدہ جینا مرنا نیکی بدی سب خدا سے ہے-

اب ہم سب اعتراضون کا الزامی جواب لکھتے ہین-

جواب الزامی- (رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۳۰۲ سطر ۱۰) انسان صرف اپنی قوت سے لوگ یعنے پرمیشور کو یا سانی نہین جان سکتا- بلکہ ایشور ہی کے فضل وکرم سے جان سکتا ہی" (شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴- ادھیاے ۲- براہمن ۱۲- کنڈکا- ۱)

اس سے ثابت ہی کہ بغیر فضل و توفیق باری تعالیٰ راہ راست پر نہین آسکتا۔ پس جو انسان سعی و جہد ا
کرتا ہی توفیق و فضل خدا شامل ہو کر ہدایت پاتا ہی اور جو سعی نہین کرتا اوسے ڈھیل دیجاتی ہی اوسپر فضل و توفیق
بھی نہین ہوتی بمصداق السعی منی و الاتمام من اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم
(ترجمہ) جسے چاہتا ہی ہدایت کرتا ہی راہ راست کی۔ ہم پہلی دفعہ کا الزامی جواب دیچکے اب ۲ دفعہ کا الزامی جواب تحریر کرتے ہین
(جواب الزامی دفعہ ۲) تینون اعتراض جو برھمچاری جی نے بیان کیے یہ سب قریب قریب ایک ہی ہین صرف لفظون
کا اولٹ پھیر ہی۔ اور یہ آریون کی عادت و جہالت ہی۔ کہ باعث کم علمی کے اوسی بات کو مختلف پیرایونمین لاکر
اور اولٹ پھیر کرکے دھوکہ دیا کرتے ہین (رگوید ادی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۷۰ سطر ۱۰) جو پرُش یعنی تمام کائنات مین سمایا ہوا ہی
یعنے سب مین سمایا ہوا موجود اور سب پر محیط ہی اوس پرمیشور کو پرش کہتے ہین (رگ ادھیا ۱۔ کنڈ ۱۳)
ایضاً۔ جو پرمیشور پرُی یعنے اس تمام سنسار مین سمایا ہوا اور تمام کائنات اور جیو کے اندر بھی [illegible] محیط اور
ساری ہی اوسکو پرش کہتے ہین۔
(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۔ دفعہ ۱۸۷) انتر یامی چونکہ وہ تمام متنفس اور غیر متنفس دنیا کے اندر [illegible]
انتظام مین چلا رہا ہی اسلیے اوس پرمیشور کا نام انتر یامی ہی [illegible] ان [illegible]
سروپایک یعنے سب چیز و نہین ہی اور انسان حیوان کل مخلوقات کو [illegible] نظام مین چلاتا ہی [illegible]
مین چلانا اور سروپایک ہونا ظاہر کرتا ہی کہ [illegible] بغیر حکم کے ایک ذرہ بھی نہین ہل سکتا اور جتنی آفات ارضی
و سماوی و نیکی بدی ہین وہ سب اوسی کیطرف سے ہین جبکہ وہ سبکا محیط اور ساری ہی تو کوئی چیز [illegible] نہین
بچی ہی اور نہ کوئی اوسکے علاوہ ان آفات و عوارض کا خالق ہی کہ جس سے خدا کیطرف سے انکا ہونا ثابت ہو۔
جواب الزامی دفعہ ۳۔ سب چیزین یعنے مال و زن و فرزند اور شیطان وغیرہ انسان کی آزمایش
کے لیے پیدا کیگئی ہین۔ اس بات کے ہم بھی قائل ہین اور یہ اعتراض آپنے بغیر سمجھے بوجھے اسلام پر کیا ہی [illegible]
[illegible] ہوتا ہی کہ آپ وید کو بھی نہین مانتے۔ اگر آپکا ذاتی خود رائی کا اعتراض ہی [illegible] آپکا کوئی مذہب نہین
[illegible] مذہب کی تحقیق ہوجائے تو ہم اوسیکی مناسبت سے جواب دین۔
ہم وید سے بھی دکھاتے ہین کہ آزمایش انسان کی ہوتی ہے۔
آریون کے ایشور نے جب انسان کو آدمی کا جنم دیکر اس دنیا مین پیدا کیا تو اوسکو خود مختار بنایا اور نیکی و
بدی اوسکے آگے رکھدی اور یہ حکم دیا کہ اگر بدی کروگے تو آیندہ کو حیوانات یا نباتات کا جنم پاکر سزا پاؤگے۔
اور اچھے کام کیے تو پھر عمدہ جنم انسان کا پاؤگے۔ بعد مرنے کے آریون کا ایشور موافق اعمال کے جزا
و سزا دیتا ہے۔

پس اسے آپ کیا کہین گے؟ آیا یہ امتحان ہو یا نہین! اور یہ سب چیزین جنکا ذکر ہوا آزمایشی ہوتین یا نہین۔؟

ضرور ضرور! اب رہا شیطان۔ مذہب اسلام مین شیطان خبیث الاعمال ہی۔ اور آریون کے یہان ایشور شیطان مانا گیا ہی۔ بس یہی فرق ہی۔ کہ نیکی بھی ایشور ہی کرتا ہی اور بدی بھی وہی کرایا کرتا ہی۔ اِنْ تَحْرِصْ عَلیٰ ھُداھم فَاِنَّ اللہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ یُضِلُّ (پ۱۴۔ سورہ نحل۔ رکوع ۴)۔۔۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۳۵ سطر ۳۔ اگر تو ونکو راہ راست پر لانے کی کوشش بھی کریگا۔ تو تحقیق اللہ ہرگز ہدایت نہ کریگا جسکو وہ گمراہ کرتا ہی مولوی جیسی ہوئی راجہ روڑہ اٹکے نگری۔ اللہ رے کہان جانا جہنم مین۔ اگر گمراہ شدہ جہنم مین جائیگا تو گمراہ کنندہ کو جہنم کی جڑ مین کا ٹھ مارنا چاہیئے اگر گمراہ شدہ کو جہنم مین ڈالکر دہے کی موگریون سے کوٹا جائیگا تو گمراہ کنندہ کو ہتھوڑون کی گرزون سے پیٹنا چاہیئے اگر گمراہ شدہ کو جہنم مین خون پیپ تھوہر وغیرہ کھانا پڑیگا۔ تو گمراہ کنندہ کو [illegible] ملنا چاہیئے۔ اگر گمراہ شدہ کے گلے مین ستر گز زنجیر ڈالی جائیگی تو گمراہ کنندہ کے گلے مین ۴۸ میل زنجیر ڈالنی چاہیئے اگر گمراہ شدہ کو آگ کے کپڑے پہنائے جائینگے تو گمراہ کنندہ کو ڈبل وردی [illegible] اگر گمراہ شدہ کی انتڑیان نکالی جائینگی تو گمراہ کنندہ کا مغز چھوڑنا چاہیئے ورنہ انصاف ندارد۔ اگر اللہ میان شیطان کو [illegible] سزا دیگا کہ اسنے لوگون کو گمراہ کیا ہی تو اللہ میان کو اگر وہ منصف ہی تو اپنے آپ کو شیطان سے ڈبل سزا دینا چاہیئے [illegible] اقتضا جیسی [illegible] بھی [illegible] بالا گستاخانہ [illegible] اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اپنی اعتراض نامہ میں بیہودہ [illegible] باتین کبھی نہ [illegible]

تاسک لوگ جو خدا کو نہیں مانتے وہ بھی ایسی دریدہ دہنی نہیں کرتے ساہل اسلام [illegible] ہوسے گر لیتہ بے تہذیب کلمات و ناشائستہ الفاظ کسی انسان کیطرف بھی استعمال نہیں ہوتے نہ کہ [illegible] اور ایسے مکروہ جملہ۔ العیاذ باللہ۔ یہ بھی مقتضا سے جہالت و ناواقفی ہے۔

مناظرہ و مباحثہ و مکالمہ کا یہ قاعدہ نہیں ہی۔ بلکہ ایسی بیہودہ باتون سے اشتعال طبع ہوتا ہی۔ یہ جاہل اور کم عقل لوگ ہین انکا یہی شعار ہی کہ جب کسی معقول بات کا جواب نہ دیسکے اور سیدھی بھولی تو [illegible] اور جا بیٹھے اشتعال طبع دے کھکر بیٹھے ہوتے ہین۔ یہ کیون؟ اسلیئے کہ اشتعال طبع سے عقل سلیم و ذہن مستقیم مین فرق واقع ہوجائے اور متکلم بہکے اور ہم بازی لیجائین۔ یا اس خیال سے کہ معقول تقریر کا کیا جواب دین جاہلون کے سامنے دو چار تیز کلمہ گستاخانہ کہکر عام لوگون پر اپنا رعب اور لیاقت کا سکہ جمانا چاہتے ہین۔ اگر اس اشتعال سے نوبت ہاتھاپائی پہونچی جیسے خود تو پاخانہ کے بہانے جنیو کان پر رکھکر اور لوٹا ہاتھ مین لیکر رفو چکر ہوے جیسے دیانند جی کی عادت قدیمانہ تھی۔

یا اگر نوبت بعدالت پہونچی اور روپیہ خرچ کرنیکی ضرورت پڑی تو انکے پاس کیا ہی۔ قلاش مفلس دریوزہ گر

نہ آگے ناتھ نہ پیچھے پگہا۔ گھر کے مال مین سے صرف داڑھی مونچھ بھی وہ بھی منڈوا کر مثل سر کے سبکدوش ہوگئی۔ اب صرف یک بینی دوگوش مین۔ کھانیکو خیرات کے ٹکڑے آہی جاینگے۔ اگر روپیہ صرف ہوگا تو دوسرون کا انکا کیا۔ سماج اپنا روپیہ خرچ کریگی تو یہ چیلے کھانے سے بچینگے ورنہ پیٹتے پیٹتے برا حال ہوگا پیشتر بھی آپنے اللہ تعالیٰ کی نسبت کوڑون کی سزا جو تحریر کی ہی اوسکا بھی جواب ہمنے شایستہ الفاظ مین دیا ہی جیسے ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا۔ ان فقرون کا جواب بھی ہم اپنے دل پر بہت جبر کرکے لکھتے ہین۔ اگر ہم اس سے درگزر کرین۔ تو تہذیب الاسلام کے جوابات ناقص رہجاتے ہین اسلیے تھوڑا تھوڑا کچھ لکھے جاتے ہین۔

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۹۔ فقرہ آخر) تموگن کا زور [illegible] لالچ جو سب پاپون کی جڑ ہے بڑھتا ہی۔ نہایت درجہ کی سستی اور نیند کو زیادہ ہوجاتی ہے استقلال جاتا رہتا ہی اور ناستک پن آجاتا ہے۔ اس فقرہ سے ثابت ہوتا ہی کہ دیانند جی تموگن کے مزاج والے تھے۔ کیونکہ آپکا لالچ بہت بڑھا ہوا تھا جسقدر روپیہ بھینٹ یا نذرانہ یا چندے کا آتا تھا کل روپیہ آپ ہی بجنسہٖ اپنے پاس جمع کرتے تھے اور اس لالچ نے ایسا پردہ آپکی آنکھون پر ڈالدیا تھا کہ آپنے منشی [illegible] جی کا ناجائز روپیہ جو بطور امانت رکھوایا تھا اور جسمین آپکا کوئی حق نہ تھا غصب کرلیا۔ فرخ آباد کا پاٹھشالہ توڑ کر اوسکا مصارف بھی داخل جیب خاص کرلیا۔ سستی اور نیند بھی آپ پر غالب تھی قوی غذا تنعم سیری کے جو مال مفت دل بیرحم کیطرح ملتی تھی۔ غالب رہتی تھی۔ بے مزاجی آپکی مشہور ہے۔ ناستک پن آپکا آپکی مصنفہ کتابون سے ظاہر ہی یا ون فراج آپ اسقدر رکھتے تھے کہ [illegible] تسلیم دی اور کہیں اوسکے خلاف اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ مہاراج پر تموگن کا بہت زور تھا ایسے لوگون کے واسطے منوشاستر کا یہ قول ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۲۔ جو نہایت درجہ کی تموگنی ہین وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑے مچھلی سانپ کچھوے۔ مویشی۔ اور مرگ جنگلی چوپائے کا جنم پاتے ہین۔ منو ۱۲-۴۲) پس ظاہر ہوا کہ مہاراج کا جنم انھین مین سے ضرور کسی کا ہونا چاہیے۔

(کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۳) جو شخص ہندو جسم سے چوری کرے یا دوسرے کی عورت سے مباشرت کرے یا نیک آدمیون کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرے اوسکا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبون مین ہوتا ہی زبان سے کیے ہوے پاپون کی عوض پرند اور مرگ جنگلی چوپائے وغیرہ کا قالب ملتا ہی (منو ۱۲) اس فقرے کے بموجب بھی دیانند جی کا جنم انھین قالبون مین ضرور ہونا چاہیے کیونکہ جیسا کہ مہاراج سے دو دفعہ ضرور کی اول اپنے گھر سے زیور اور اسباب چرا کر بھاگے۔ دوسرے حوالات کے سپاہی کا لوٹا چرا کر فرار ہوے کسی عورت سے مباشرت کرنا بیوں پر ترمعتقد آریہ سماج کو ثابت نہین ہوتا مگر وہ بیاہ

خارجی ثبوت ہین لیکن ہم مناسبت نہین سمجھتے کہ ذکر کرین - اسکا سبب یہ ہی کہ مہاراج اپنی اوائل عمر سے بدچلن رہے اور باعث بدچلنی اور صحبت بد کے اپنے گھر سے فرار ہوے بعد فراری تین مہینے متواتر اوباش لنگار ہی فقیرون کے ہم صحبت رہی تو یہ ضرور ہی کہ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز شراب کی صحبت خراب ہی بیٹھے گا - جبتک آپ سنیاسی کے چیلے نہین ہوے تب تک آپکا چلن خراب رہا - دیکھا گیا ہی کہ زمانہ حال کے کم عمر جوان فقرا بسبب اوباشی اور بدچلنی کے خراب ہو جاتے ہین اور قابل توالد و تناسل نہین رہتے - پس انھین اسباب سے دیانندجی کو بھی عورت سے متنفر تھا - جب مرد مین قابلیت ہی نہ ہوگی تو نسوان سے نفرت لازمی ہے زبان سے کیے ہوے پاپ تو آپ مین اسقدر رہے کہ کسی انسان سے نہ ایسے پاپ نہ ہونگے - جھوٹ کا پاپ بھی آپ مین اسقدر تھا کہ باید و شاید جسکا ثبوت ہم ہر اعتراض کے ثبوت مین برابر دیتے آئے ہین اور دیتے رہینگے -

اور ہلاکت کا پاپ بھی آپ مین یہ تھا کہ آپنے ماں کی ہتک کا تمغہ حاصل کیا - اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ بہ نسبت عام لوگون کے ماں باپ کو دکھ دینا بہت بڑا ہے اور آپ ماتا گھاتک ہوے -

پس ان وجوہات بالا سے آپکا جنم حیوانات یا نباتات کا ہونا پایا جاتا ہے کیونکہ بموجب قانون آریہ گناہونکی معافی تو اسے دفعہ مین آہی نہین سکتی - کیونکہ جو شخص ہندو یا سبھی عاقل بالغ شخص کوئی پاپ کرے - تو بموجب قانون منوجی عام لوگون کی بہ نسبت اوسکو ہزار حصہ زیادہ سزا ملنا چاہیے - اور بموجب قول دیانندجی رحم کے معنی بھی سزا دینے کے ہین - اس جدید مذہب مین رحم کوئی چیز نہین بلکہ گناہون کیطرح اسکا بھی پیٹ کر گئے بموجب قول ویداس جنم کے کرمون کی سزا بھگتنے کیواسطے دیانندجی کا جنم کسی حیوان کا ضرور ہوا ہوگا کیونکہ خدا عادل ہے اب فرض کرو کہ شہر لکھنؤ مین کسی نوابصاحب کے گاؤخانہ مین بیل کا جنم ہوا - چونکہ آپ امیر آدمی کے یہان پیدا ہوے اسلیے گھاس بھوسہ خوب پیٹ بھر کے کھانے کو ملا - اور کوئی مشقت (جیسے جوتنے یا چھکڑہ کھینچنے وغیرہ کی) نہین لی گئی ناظرین یہ بھی خیال رکھین کہ بقول دیانندجی ایشور بھی رحم اور انکی سیٹیا مین ساتھ ساتھ ہی بسبب محیط کل اور ویاپک ہونیکے - اب یہ دیانندجی آریہ بیل بنیے موا ہی جی کھا کھا کر خوب موٹا تازہ الغرض ہوا اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان مین جسقدر عیب و ہنر ہوتے ہین پچھلے جنم کے سنسکار سے ہوتے ہین تو اسی پچھلے جنم کے سنسکار سے آپ مین مارنے اور ایذا رسانی کی عادتین زیادہ ہوگئین کسی کے سینگ مار کر زخمی کر دیا کسی کے لات مار کر ہاتھ پاؤن توڑ ڈالا - اس قسم کی ایذارسانیان ایسی بڑھ گئین کہ بس جنکا نہ ٹھیک نہ ٹھکانا - چونکہ پچھلے جنم مین آپنے ماتا گھاتک (مادر کش) ہوکر اپنے باپ کو ایذا پہونچائی تھی - اعزا کو رنج دیا تھا - اب موجودہ زمانہ مین اپنے چرنا ہے - رکھوال کو جو خاص آپکی خدمت کے لیے مقرر تھا اور آپکی پرورش اور سیوا مثل والدین کے کرتا تھا - اوس بیچارے کو سینگ سے اوٹھا کر زمین پر پٹک دیا - غریب کا وزوری سے خستہ اور زخمی ہوا - نوابصاحب آپکی اس

حرکت سے رنجیدہ ہوئے۔ اور بوجہ حفاظت کے آپکو موٹے موٹے مضبوط رسون مین باندھکر جو میچہ کیا گیا۔ مگر آپ ایسے قوی بقول راند کے سانڈ تھے کہ سب رسے کچی سوت کیطرح توڑ ڈالے۔

"چنانچہ آپ اسوقت اس جنم مین پاپون کی سزا بھگتنے کیواسطے پیدا ہوے ہین۔ اور باقاعدہ اسلام آپ برزخ مین ہین رفتہ رفتہ دوزخ مین بھی پہونچ جائینگے"

نوابصاحب نے حکم دیا کہ ایک زنجیر لوہے کی ۴۸۰ انچہ لمبی گرم کر کے انکی گردن مین ڈالدو۔ اور لوہا گرم کر کے داغو۔ ابتو مہاراج کی آنکھین کھلین اور بیل سے دبیل ہوے۔ اتفاق سے بقراعید (عید قربانی) آپہونچی اور بسبب انکی شرارت وضرار زادگی کے نوابصاحب عاجز تھے حکم دیا کہ انکی بھی قربانی ہو جاوے۔ وقت معینہ پر آپکو پچھاڑ کر قصائی نے تیز چھری گلے کے نیچے رکھا۔ یاد رہے کہ ارواح کا ایشور جو بوجہ سرب ویاپک و محیط ہونے کے رحم مین ساتھ ہی ساتھ اور انکے پیٹ مین بھی موجود تھا بلکہ دم مین بندھا ہوا ہے وہ بیچارہ بھی انکے ساتھ حلال ہو گیا۔ گیہون کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ گاؤ قصاب نے ٹکڑے ٹکڑے کیے برادری مین تقسیم ہوے کچھ گھر مین پکا اور کچھ قیمہ گوشت کے کباب بنا کر لوہے کی سیخ پر لگا کر دہکتے ہوے انگارون پر رکھے گئے۔ **ناظرین** یہ آتشی جامہ اور ڈبل وردی ملی۔ خوب جلتے بھنتے رہے۔ بقول ع پیسا زم و ہم سوزم چوان خون کباب اندر

آنکھین۔ ہڈیان۔ گدیان۔ تکمہ۔ پارچہ۔ وغیرہ کتے دکوے لے گئے۔ اوجھڑی۔ پچولی (انتریان) وغیرہ بھنگی کے حصہ مین آئین۔ رہا سر اوسے لوہے کے ہتوڑے۔ سل بٹے۔ وغیرہ سے توڑ پھوڑ کر بھیجا نکالا گیا خوب بگھار مرچ مصالحہ ڈالکر کھوپڑی پانی مین ڈالکر پکایا گیا۔ زیادہ افسوس کی یہ بات ہے کہ کھال بھی انکی خال سے اوتاری ادسکی مٹا ہو کر دستہ چمار لیگئے ادنھون نے جوتے بنا کر پہنے۔ بقیہ کھال کا بنا کر چرسا کھینچا۔ تسمہ لگا کر بیلی کی پہلیان بنین۔ نقارے منڈھے گئے اور چوب سے پیٹتے رہے۔ کھر اور سینگ بھی گلا کر کام مین آگئے۔ روئین اور بال کہ جیوانی کھاد بنا کر کھیتون مین ڈالی گئی۔ **دوہا**۔

پردے جسے ہر مانسے اور گاڑی تر سر دین	کولھو کے کولھوا سے بھی اور بوڑھ قصائی لین
نرمی کٹی بوٹی لٹی جانک مند ہو سنگار	کچھ اوگن ایسے کیئے تنسے پڑت ہے مار

ناظرین۔ انسان کے جنم مین سوامی جی نے آپنے ایسے پاپ کئے اور بیل کے جنم مین آپنے انسانی جنم سے بھی زیادہ پاپ کیئے۔ بعد اوسکے ایشور نے بسبب جھگڑے دونون جنم کے سنسکار کے سور کا جنم دیا تاکہ بجاے قوم اور لوبیے کے کھانے کے "غلیظ یعنے میلا کھایا کرین اور اونکا ایشور جو ساتھ ہی ساتھ ہے وہ بھی انکا ہم پیالہ و ہم نوالہ رہے کیونکہ اونکا ایشور تو ایسی نجاسات کا عادی ہو رہا ہے۔ جو باعث محیط کل اور سرو ویاپک ہونے کے ہر خلا یعنے شکم و اعضاے تناسل حتی کہ رحم و مقعد وغیرہ مین موجود رہتا ہے۔

برہمچاری جی۔ ہمارا مقدس ایشور جسے ہم خدا کہتے ہین بڑا منصف ہے جسقدر سزائین آپنے تجویز کی تھین۔ وہ سب سزائین دین۔ دیکھیے یہ سزائین جہنمی دوزخ کے عذاب سے کہین زیادہ ہین۔ بابت سزا دہی کے آپ کی سعی قابل شکریہ تسلیم مہربانی سے معاف فرمایئے گا۔ از روے انصاف مشکور ہوجیئے۔

یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہی ویسی سُنی

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۳۴ سطر ۱۔ بلکہ اوسنے عملی طور پر بھی لوگون امتحان لیا ہے چنانچہ جیسے آجکل منتظمان تعلیم امتحانی پرچون و دیگر حالات کو سالانہ کیلنڈر مین محفوظ رکھتے ہین اسیطرح اللہ میان نے بعض امتحان کے پرچون کو قرآنی کیلنڈر مین محفوظ رکھ چھوڑا ہے مثال کے طور پر ابراہیمؑ کا قصہ لیجیے۔ اللہ میان نے ابراہیمؑ کا امتحان لینا چاہا۔ تو اوسکو خواب مین یہ بات جتلائی گئی کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ ابراہیمؑ بیٹے کو ذبح کرنیکو تیار ہوگیا۔ اللہ نے ابراہیمؑ کی اس جرات کو دیکھکر کہا کہ:۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ (الصفت) وہ بیشک یہ امتحان ہے صریح" جب دیکھا کہ ابراہیمؑ کامیاب ہوا۔ تو بیٹے کے بجاے ایک دنبہ ذبح کروا دیا اور اس امتحانی پرچہ کو۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ۔ آئندہ والے لوگون کے لیے نشانی مقرر کر دیا اسی سے قربانی کی بنیاد پڑی یہی امتحان تھا کہ جسکے باعث فی زمانہ لاکھون۔ کروڑون۔ مفید جانور آئے دن اللہ کے نام پر ذبح کیے جاتے ہین۔ کاش اللہ میان ابراہیمؑ کا امتحان نہ لیتا اور اوسکو بیٹا ذبح کرنیکا خواب نہ دکھاتا۔ تاکہ کروڑون مفید جانور ذبح ہونے سے بچ جاتے۔ مگر افسوس اوسنے اس بد رسم اور ظلم کی بنیاد ڈال ہی دی۔

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ برہمچاری جی گھڑی گھڑی انھین باتون کو اولٹ پھیر کرکے دوہرایا کرتے ہین۔ ہم اسی امتحان کی بابت اسی آٹھوین اعتراض کے جواب لزامی کی دفعہ ۳ مین دیچکے ہین۔ و بیدسے آزمایش ثابت کرچکے ہین۔ علاوہ برین کتاب رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۱۵۴ سطر ۱۔ کیونکہ جسکو اولاد کی خواہش ہوتی ہے اوسکو دولت کی پہلے خواہش ہوتی ہے۔ اور جو دولت کا طلبگار ہوگا وہ بالیقین دنیوی عزت بھی چاہیگا اور جو دنیوی عزت کا خواستگار ہے۔ اوسکو پہلی دو خواہشین یعنی اولاد اور دولت کی آرزو بھی ضرور دامنگیر ہے اور جسکو صرف پرمیشور کے پانے یعنے مکتی حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے اوسکی یہ تینون خواہشین مٹ جاتی ہین

(شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیاے ۷ براہمن ۲)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو طالب خدا ہے اوسکے آگے دنیا کی چیزین یعنے دولت و اولاد وغیرہ کوئی کچھ مال نہین۔ نہ اوسکی نظر مین انکی کچھ حقیقت ہے۔ چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو خداوند تعالیٰ نے نو ہے برس کی عمر مین یہ اولاد عطا فرمائی تھی۔ ایک تو اولاد کی محبت ہر انسان کو اپنی جان سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن ایسی اولاد جو اس عمر مین ہزار تمنا پیدا ہوئی ہو کیا اوسکے والدین ایسی اولاد کو عزیز نہ رکھین گے۔ ضرور۔ اللہ جل شانہ نو

آپ کی آزمایش دوسرون کے دکھانے کو قربانی - تاکہ یہ جان لین کہ طالب حق ایسے ہوتے ہین حکم دیا کہ اس لڑکے کی قربانی کر کیا حضرت ابراہیم کو یہ خبر نہ تھی - ضرور خبر تھی کیونکہ خدا نے آپسے وعدہ کیا تھا - کہ تیرے اس فرزند سے آیندہ نسلیں چلین گی اور اسکی اولاد اس کثرت سے ہوگی کہ جیسے ریت کے ذرے اور آسمان کے تارے جسکو یہ بابت ایسی خبر معلوم ہو چکی ہو پھر اوس سے کیسی محبت ہوگی - مگر محبت خدا کا ایسا جوش تھا کہ آپنے اولاد کی محبت کو کچھ ہی نہ سمجھا بلا عذر اوسکی قربانی پر مستعد ہو گئے - اسی کے سبب آپ خلیل اللہ کے خطاب سے سرفراز ہوے - یہ قربانی کیون ہوئی اسلیے کہ دوسرون پر ظاہر ہو جاوے کہ جو عاشق خدا ہین اور اوس سے سچی محبت رکھتے ہین وہ ایسے دنیا سے کنارہ ہوتے ہین کہ جان سے بھی زیادہ تر عزیز چیز کو خدا پر قربان کر دیتے ہین اور یہ واقعہ قیامت تک یادگار رہیگا - حضرت ابراہیم کا عملی امتحان اتنا تو وید کے مطابق ہوا - اب رہا جانورونکی قربانی ہونا بیشک آپکے اس قول کی ہم بھی تائید کرتے ہین کہ یہ سب جانور مفید ہین لیکن آپ اپنا دماغ درست کرکے اعتراض کیا کیجیے - لغو اعتراض سے طبیعت منتشر ہوتی ہے جانور ضرور مفید ہین - مگر ان کے فوائد مختلف ہین - کچھ تو ہماری سواری مین آتے ہین اور کچھ زراعت کے کامون مین - اور کچھ دواءً استعمال ہوتے ہین - اور کچھ غذاءً - کیا تازہ پکا کر کھانے مین آتے ہین - اور کھالین اونکی علاوہ لباس کے کیسی کیسی کامون مین صرف ہوتی ہین - بال اونکا اون پشم دونون کا کپڑا بنایا جاتا ہے عقلا کے نزدیک یہ فائدہ تھوڑے نہین ہین -

اول آپ اپنی دوسری پارٹی جو گوشت خور ہے اوسکو سمجھائیے کہ گوشت کیون کھاتے ہین -

دوم - آپ اپنے اوپر نظر کیجیے کہ آپ سب سے زیادہ بدتر چیزین کھاتے ہین سنیے - علم کیمسٹری کی بڑی تحقیق سے ثابت ہے کہ گاے کا گھی گاے کی چربی ہے بھینس کا گھی بھینس کی چربی ہے - گاے کا دودھ گاے کا خون ہے -

ثالث - اور ہوا - جب آپ عادتاً کھاتے پیتے مین ہزارون کیڑے ہین - نباتات بھی آپکے اصول تناسخ سے جاندار شئے ہے جسکو ہم ثابت کر چکے ہین اگر آپ ان سب چیزون کو ترک کر دین تو بیشک ہم یہ جان لین کہ آپ آریہ ہین اور جانداروں کے خیرخواہ - آپکا گوشت پوست سب انھین چیزون کو کھا کھا کر بنا ہے آپکی وہ مثل ہے - نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی -

حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ قصہ آپ نے لکھا ہے وہ ٹھیک ہی حضرت ابراہیم کے قصہ کی مطابق ہے - اسکا بھی یہی جواب ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کا جواب ہم لکھ چکے ہین - سزا و جزا اور گناہ کی معافی کا حال بھی ہے

شکل نوین

دعویٰ ا "زندہ کٹھ پتلی"

نوان اعتراض

یہی کہہ کہہ کے اونکو رات بھر پیش نظر رکھا	دکھائینگی تماشہ تکو آنکھین پتلیان ہوکر

واضح ہو کہ علم موسیقی منجملہ اور علوم معقول کے مدت دراز سے چلا آتا ہی اور ہر ملک اور ہر قوم مین جسطرح وضع اور بول چال دیس دیس کی علیحدہ ہی علیٰ ہذا یہ بھی باوضاع مختلف رائج ہے مگر ہندوستان سے لہین بہتر نہین ہی۔ اسلیے ہند کے بعض فرقے اوسے عبادت جانکر برت رہے ہین۔ یون بھی بعض علوم وفنون کا مبدا ہند ہی۔ اسلیے ہند مین خاصکر اس علم نے بھی بہت ترقی پائی اور طرح طرح کی رونق حاصل کی اور یہانتک باریک اور دشوار ہوگیا کہ اسکے صاحبان کمال بھی کمیاب ہین۔ بسبب ترک رواج کے شرفا سے ضائع ہوکر اقوام رذیل مین شایع ہوکر معیوب وذلیل ہونے سے اصول علمی اوسکے مفقود ہوگئے۔

کہ عند التحقیق تشفی نہین ہوتی اور زنانہ ہال کے گیتون کے مغالطون مین انسان پھنس جاتا ہی قطع نظر اسکے یہ علم جزو علم مجلس بھی ہے اور واسطے مشائخان وصوفیان باصفا کے غذا سے روح ہی۔ کہ اونکو مقام قبض سے مقام بسط مین لاتا ہی اور واسطے تصفیہ وتوجہ باطن کے اکسیر ہے۔ نسبت حلت وحرمت کے چار قول ہین۔

اول ۱ - حرام وہ جو بغرض شہوت نفسانی اور حظ نفس امارہ کے سنے۔

دوئم ۲ - مکروہ وہ جو لہو ولعب جانکر سنے۔ اور فوائد اخلاق حمیدہ اوس سے نہ اوٹھاوے۔

سوئم ۳ - مباح وہ کہ حظ بے غرض حاصل کرنے پینے نہ غرض اخلاق اور نہ فوائد روحانی ہو نہ حصول شہوت نفسانی ہو۔

چہارم ۴ - جائز وہ جو صرف بہ نیت صادق سنے بشرطیکہ خوف طبیعت جو تین دن کا فوت روزہ بھی طبیعت مائل بسماع ہو تب جائز ورنہ ناجائز سو یہ بات صوفیہ باصفا کیواسطے ہے کہ وہ سالکان طریقت ومعرفت بغرض قطع تعلق خاطر از ناسوت واستغراق بعالم جبروت ولاہوت سنتے ہین تفصیل ثبوت اسکا باقوال حضرت ذو النون وابو طالب مکی وامام غزالی رحمۃ اللہ کتاب دستور القضاۃ ونیز مشکوۃ شریف مین موجود ہے۔

اور طریقہ چشتیہ مین سماع فرض ہی اور اسکو غذا روح بتلاتے ہین۔ فی الواقع اس طریقہ مین اہل نسبت کو کیسا ذوق و شوق بلا زور توجہ بطریق مقصود حاصل ہوتی ہی خصوصاً جسکا نفس مردہ اور دل زندہ ہو مگر شرعاً سننا بغیر مزامیر اور بغیر معازف کے جائز ہے اور مزامیر حرام ہوتا باہمہ مزامیر کا بھی ذکر کتاب فتاوی شافعی مین کیا ہی اور حضرت امام فخر الدین رازی بھی منع

فرماتے ہین۔ بشرطیکہ استعمال شراب اوسکے ساتھ نہو سب سے بہتر نیت صادق اولی ہے۔ سہ

ہرچہ گیرد علت علت شود　　کفر گیرد کامل ملت شود

اور یون تو

دو چیز مفت حلال ست وہم بہ شرع درست　　سرود خانۂ ہمسایہ حسن رہگذری

اور چار ویدین سے شام وید مین صرف علم موسیقی ہی کا بیان ہی اوسمین سوائے گانے اور ناچنے کے کسی قسم کا دوسرا بیان ہی نہین ہی۔ لیکن اس زمانہ موجودہ مین یہ علم صرف رنڈیون بھڑوون۔ ڈھاڑیون کتھکون ہی مین باقی رہگیا ہی۔

شاگرد- استاد یہ رنڈیان اور راس دھاری اور کتھک اتھک وغیرہ ناچتے گاتے ہین انکو کون تعلیم اور سہارا دیتا ہے یعنے انکا مددگار بڑی بڑی محفلون مین کون ہوتا ہی جو سقدر مشکل کام بغیر غلطی پورا ہوجاتا ہی۔

استاد- جو اوستاد اس فن کی کامل اور ماہر ہین اونکی تو بات ہی علیحدہ ہی اس قسم کے لوگ تو زمانہ اکبر شاہ مین موجود تھے پھر کہین سننے مین نہین آئے۔

ہان البتہ لکھنؤ مین مہاراج بندادین اس فن مین کامل اور خاندانی بھی ہین لیکن یہ عوام رنڈیان اور کتھک مثل کٹھ پتلی کے خیال کیے جاتے ہین۔ اگر سازندے ہوشیار نہون اور سنبھالا نہ رہین تو کچھ بھی نہین کرسکتے۔ جہان گانے مین تال بیسر سے الگ ہوا سازندون نے روک تھام لیا جسطرح تماشہ والے کٹھ پتلی کو اپنے سہارے سے نچاتے ہین اسیطرح یہ سازندے سانسکے ذریعہ سے رنڈی حسن کی پتلی کو نچاتے ہین۔

شاگرد- مہربانی فرماکر یہ بتایئے کہ کاپڑی کسے کہتے ہین۔

استاد- کاپڑی علاقہ مارواڑ مین ایک قوم ہی جسکا حال مین بیان کرتا ہون۔

لالہ کنور دیال صاحب- سبھاسد دھرم سبھا دہلی نے ۸- جون ۱۸۹۸ء کے پرچہ مین جو لاہور کے ایک اخبار مین چھپ چکا ہی- اور جسکا کھنڈن (رد) آجتک کسی سماجی نے نہین کیا- یہ لکھا ہی کہ دیانند جی ذات کی کاپڑی تھے- کاپڑی ایک قسم کے بھاٹ ہین جنیو ضرور پہنتے ہین لیکن سب قسم کا پیشہ کرتے ہین پکھاوج- بھرجی- ڈھولک- سارنگی بجاتے ہین- راس ناچ بھی کرتے ہین-

ان لوگون مین یہ ہی کام ہوتے ہین- اور گھر گھر ناچ گاکر آٹا دال بھی مانگتے ہین- کاٹھیاواڑ کے علاقہ ریاست مورویکی رامپور گاؤن مین مسمی ہر کشن کاپڑی کے یہان سمت ۱۸۸۱ مین آپ پیدا ہوکر جب آپ پانچ برس کے ہوگئے آپکے باپ نے تعلیم ناچ گانے کی دینا شروع کی- آٹھ یا دس برس کی عمر مین ناچنا- گانا- سیکھ گئے اور جوان ہونے پر تو آپ بہت اچھا ناچتے گاتے اور بھاؤ بتاتے تھے (از جیون چرتر مصنفہ جگنا تھداس مراد آبادی)-

اس امر کی تصدیق جیون چرتر مصنفہ آریہ سے بھی ہوتی ہے-

چنانچہ ۲۴ صفحہ مین اسطرح لکھا ہی کہ مول شنکر یعنے دیانندجی کے دو بھائی اور دو بہنین چھوٹی تھین جب دیانندجی کی عمر سولہ سال کی ہوئی سمت ۱۸۹۶ مین ایکدن وہ مع اپنے ساتھیون کے کسی دوست کے گھر ناچ کے جلسہ مین گئے ہوئے تھے۔ اچانک گھر سے ایک نوکر نے آکر خبر دی کہ اونکی بہن جسکی عمر چودہ سال کی تھی کو ہیضہ ہو گیا ہے۔ دوسرے واقعات دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراج دیانندجی خود اپنے جیون چرتر مین فرماتے ہین کہ پانچ برس کی عمر سے میری تعلیم شروع ہوئی۔ میرے باپ نے خاندانی رواج کے موافق حسب دستور مجکو کبت۔ گیت۔ وغیرہ کی تعلیم دی جسوقت انکی بہن کا یہ واقعہ ہوا اوسوقت انکا جلسہ راسدھاری کا ہو رہا تھا۔ بلکہ مہراج اوس جلسہ مین ناچ رہے تھے۔ اسی سبب سے خبر کے سنتے ہی فوراً گھر نہین چلے گئے۔ بعد ختم جلسہ دیر کو پہونچے۔ چار گھنٹے کے اندر اوسکا انتقال ہوا اور وہ جلسہ اوسی گاؤن مین تھا۔ کچھ مسافت نہ تھی جس سے تاخیر کا خیال ہو سکے۔ سوائے اس بات کے کہ صاحبان جلسہ نے تا اختتام کار مہاراج کو اجازت نہین دی کیونکہ تعداد وقت معین ہو چکی ہوگی اور اجورہ بھی ٹھہر چکا ہوگا۔ یہی سبب تاخیر کا قرین قیاس ہے۔

شاگرد۔ آپنے تحقیق کے ساتھ مجھے تو بتا دیا۔ مگر آپکے بحث سے یہ بیان علیحدہ ہوا جاتا ہی۔ زندہ کٹھ پتلی کون ہے یہ تو فرمائیے۔

اوستاد۔ تم عجیب ناقدر ہو کیسی تلاش و فکر سے ہمنے سب مصالحہ جمع کیا ہی۔ اب زندہ کٹھ پتلی بھی تمہارے آگے نچوائے دیتے ہین۔ مین تو ایک انسان ضعیف البنیان ہون یہ طاقت تو آریون کے ایشور مین بھی نہین ہی کہ بغیر مادہ (پرکرتی) کے کوئی چیز بنا دے جسطرح معمار بغیر اینٹ چونہ۔ لکڑی۔ وغیرہ کے مکان نہین بنا سکتا اسیطرح آریونکا ایشور بھی بغیر آلات و اسباب و امداد کے کچھ نہین کرسکتا۔ اور مین نے بغیر مدد دیگرے یہ مصالحہ جمع کیا ہی اب خیال کیجیے کہ دیانندجی جو ناچتے تھے اور راس کرتے تھے۔ اسکا کارن کیا تھا۔ ظاہری اسباب تو انکی مواحق یعنے مان باپ نوکر چاکر طبلہ۔ سارنگی پکھاوج بجا کر اونکو نچاتے تھے۔

باطنی حساب سے بوجہ سرو ویاپک اور محیط کل ہونے کے آریون کا ایشور ہی انکو نچاتا ہی کیونکہ جب ایشور ہی پر نظام مین چلا رہا ہی۔ سرو ویاپک اور محیط کیسے ہوسے ہی۔ تو اسوقت انکا ناچ۔ راس۔ وغیرہ بھی اوسکے انتظام خاص سے ہو رہا ہے۔ اور وہی سہارا بھی دے رہا ہی۔

اس سے ثابت ہوا کہ زندہ کٹھ پتلی مہاراج دیانندجی اور انکا نچانے والا آریون کا ایشور ہے۔

یہ خاصکر وہی ناچ ہے جسکو تگنی کا ناچ کہتے ہین اسلیے کہ ایشور۔ پرکرتی۔ جیو۔ یہ تینون اس ناچ کے بانی ہین۔

پس مہاراج جو زندہ کٹھ پتلی ہین تگنی کا ناچ۔ ناچ رہے ہین۔ اس بیان سے ثابت ہوتا ہی کہ آریون کا ایشور ہی پتلی کا تماشہ کرنے والا۔ نچانے والا ہی جو سلسلۂ انتظام مین نچا رہا ہی اور ہر ایک نیک و بد کام وہی کراتا ہے

انسان مجبور ہی کیونکہ جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہو اور انتظام مین چلاتا ہے اور وہی سہارا بھی دے رہا ہے۔

کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۳ فقرہ ۱۳۲ مین لکھا ہو کہ ایشور خود کھیلتا ہی اور دوسرون کو کھلاتا ہی۔ تمام کھیلون کا سہارا ہی جیسا چاہئے ویسا ہی درست رہنے والا ہی ان فقرات کی تفصیلی بیان مین مترجم یعنے دیانند جی نے غلطی کی ہی کہ ان صفات مذکورہ کو جو ایشور کیطرف منسوب ہی صفات انسان سے منطبق کردیے ہین۔ ایسا ناممکن۔ اور خلاف شان الوہیت ہو۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۴ ۔ اسیطرح انسانی پتلیون کو نچانیوالا وجود بھی پردہ کے پیچھے چھپ رہا ہی اور کہہ رہا ہے کہ۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ (سورۃ الشوری)
(ترجمہ) کوئی شخص اللہ سے بات چیت نہین کرسکتا۔ مگر اشارہ کے ذریعہ یا پردہ کے پیچھے سے")

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ برہمچاری جی نے اعتراض کیا کہ ہین انصاف کی گردن کو کند چھری سے رتیا ہی اول تو آیت کا آخری حصہ قریب قریب نصف کے چھوڑ دیا ہی تاکہ توضیح مطلب نہو۔ دوسرے معنی بھی اپنی مفید مطلب اور حسب منشا لیے ہین۔ معترض صاحب اس طرز خاص مین قدم بہ قدم آگے بڑھ گئے ہین جیسا کہ انھون نے وید کے ترجمہ کو بدلکر خراب کیا ہی شخصی رائے جمہوری رائے کے مقابل مین مہمل و غلط ہی۔ اسے ہم ثابت کرچکے ہین۔ یہ انکی کچھ نئی بات نہین ہی بلکہ پشتینی بات ہی۔ اسکا ہم کچھ خیال نہین کرتے۔ مگر ناظرین کو آگاہ کرنا چاہتے ہین کہ ایمانداری و انصاف پسندی کے علاوہ جعلسازی و دغابازی۔ دھوکا۔ ایلہ فریبی۔ جھوٹ۔ بناوٹ۔ شرفا کا کام نہین ہی بلکہ کمینون کا شعار ہے۔

اب ہم پوری آیت معہ ترجمہ نقل کرتے ہین تاکہ برہمچاری جی کا فریب ظاہر ہوجائے یہی آیت معترض کے اعتراض کو رد کرتی ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝ (ترجمہ) اور نہین طاقت کسی آدمی کو کہ بات کرے اوس سے اللہ۔ مگر جی مین ڈالنے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے فرشتہ پیغام لانیوالا پس جی مین ڈالدیوے اوسکے حکم سے جو کچھ چاہتا ہی تحقیق وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہی۔"

(پارہ ۲۵ سورہ شوری ۴۲ آیت ۵۰۔) اس آیت سے صاف ظاہر ہے اور خداوند تعالی یہ فرماتا ہے اپنے رسول سے" جسوقت یہودیون نے سوال کیا کہ جسطرح حضرت موسی سے خدا نے کلام کیا اور خدا کو موسی نے دیکھا۔ اوسیطرح آپ باتین کیون نہین کرتا؟ اسکی بابت جب آیت نازل ہوئی۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ۔ اور نہ چاہیے آدمی کو یہ کہ کلام کرے اوس سے خدا روبرو اور وہ شخص اوسے دیکھے پس کلام کرنا خدا کا بشر کے ساتھ

نہو وی گر ساتھ وحی کے اور وہ کلام پوشیدہ ہو کہ بہت جلدی اوسے دریافت کر لیتے ہیں۔ یا بطریق الہام یا خواب میں القا۔ یا کلام کرے اوس کے آدمی حجاب کے آڑ میں جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت آدم سے کلام کیا)

جواب الزامی

ناظرین۔ غور کیجیے کہ اس آیت میں قابل اعتراض کونسی بات ہے ذرا دل میں سوچیے اصل بات کا خود یہی آیت جواب دے رہی ہے۔ لیکن جب پرچارک جی تعصب کی عینک اوتارین تو کچھ سمجھ میں آوے۔ اچھا اب ہم ویدی رو سے سمجھاتے ہیں اگر اسپر بھی کچھ نہ سمجھے تو اوس کا خدا حافظ ہے جب شروع دنیا میں سمیان اگنی۔ وایو۔ آدت انگرس۔ ان چار مہان آدمیون جاہل پر بذات اقوار رحمی الہام انکے دلون پر منقش ہوا۔ نہ کہ پرمیشور نے ظاہر ہو کر انکو سکھلایا۔ پرمیشور میں اور ان لوگون میں پردہ رہا۔ اور یہ الہام ایک طرح کا اشارہ ہے۔ اسی مضمون کو خداوند تعالیٰ نے آیت میں بیان فرمایا ہے۔ اگر پرمیشور سامنے ظاہر ہوا ہوتا تو بھی یہ اعتراض بجا تھا۔ اون چارون شخصون پر الہام ہونیکا وید میں کہیں ثبوت نہیں صرف خیالی بات اور زبانی جمع خرچ ہے اور یقین ہے کہ ان چارون شخصون کو بھی معلوم نہوا ہوگا کہ ہمین الہام ہوا ہے یا نہ۔ یہ بھی کہیں نہیں لکھا ہے کہ پرمیشور نے ان چارون کو خبر دی ہو کہ میں تمھین یہ باتین الہام کرتا ہوں تم دنیا میں یہ باتین لوگون پر ظاہر کر دینا پھیلا دو بہرصورت پردہ اور اشارہ سے گفتگو کرنیکا یہ جواب شافی ہے کیونکہ پردہ کپڑے یا دیوار ہی کا منحصر نہیں ہے۔ بلکہ مشاہدہ اور حصول ہونا سامنے نہ آنا۔ چاہے الہام ہو۔ خواہ وحی ہو۔ یا کوئی پیغامبر ہو۔ خواہ بین القا ہو۔ یہ سب طریق کتمان کی ہین اور پردے کی حد میں ہیں۔ دوسرے رگوید آدی بھومکا بھاشیہ کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ جو پرش یعنے تمام کائنات میں سوتا ہے یعنے سب میں سمایا ہوا موجود ہے اور سب پر محیط ہے۔ اوس پرمیشور کو پرش کہتے ہیں (نرکت ادھیا۔ ایکفہ ۱۲ جب ایشور ہم سب کے اندر سمایا ہوا ہے تو اگر دکھلائی نہ دیوے تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ ہماری نظر ایسی نہیں ہے جو جسم کے اندر دیکھ سکے لیکن جس حالت میں ہمکو محیط کیے ہوئے ہے۔ اور ہمارے جسمون پر مثل غلاف۔ یا پسینے کے لپٹا ہوا ہے تو کیا وجہ کہ ہم اوسکو نہیں دیکھ سکتے کیونکہ پانی اور ہوا کے کیڑے بذریعہ خوردبین اور سیارات جو لا انتہا دور ہین بذریعہ دوربین دیکھتے ہین۔ لیکن محیط کل ہماری نظرون سے پوشیدہ ہے۔ کچھ یہ بات نہیں ہے کہ ہم انسان ضعیف البنیان ہی نہیں دیکھ سکتے لیکن جن شخصون پر وید الہام ہوا اور جس قدر ست جگ کے مہاتما عالم فاضل گذرے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ اگر کوئی شخص یہ ادعا کرے کہ ہمنے دیکھا ہے تو وہ شخص عقلاء سلیم کے نزدیک موقوف و غیر معتبر و مجنون ہوگا۔ کیونکہ وید کی رو سے بھی اوسے کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ (رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۶۳۔ سطر ۵۔) ایشور سب کائنات کو دیکھتا اور جانتا ہے مگر اوسکو کوئی نہین دیکھ سکتا کیونکہ وہ محسوس نہین ہو سکتا“

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ خدا ویدنی نہین ہی اور غیر محسوس ہی معترض کا اعتراض ان رگوید کے حوالون سے باطل۔ کھلے کھلے الفاظ مین وید۔ قرآن مجید کی تائید کر رہا ہی جس سے یہ پایا جاتا ہی کہ معترض احکام و مسائل وید سے ناواقف ہی اور یا اوسے نہین مانتا"

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۴ - اللہ تماشہ کرنیوالون کیطرح پردہ نشین ہی - اس پردہ نشین کے ہاتھ مین انسانی پتلیون کے تار ہین - اگر کوئی یہ کہے کہ نہین ایسا نہین ہی - انسان خود مختار ہی جو چاہے کرسکتا ہی تو یہ پردہ نشین فوراً اس غلطی کی اصلاح کر کے کہدیگا - کہ قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ (سورۂ یونس) تو لوگون کو کہدے کہ مین تو نہ اپنا کچھ بگاڑ سکتا ہون - نہ سنوار سکتا ہون - مگر جو اللہ چاہے"

فقرہ ذوالفقار حیدری - اس جگہ بھی برہمچاری جی نے مغالطہ دینے کو حسب عادت مستمرہ پوری آیت نوٹ نہین کی تاکہ توضیح مطالب نہو - اسلیے ہم پوری آیت مع ترجمہ لکھکر ملاحظہ ناظرین مین پیش کرتے ہین اسی آیت سے اعتراض معترض بدیہی طور سے باطل ہوا جاتا ہی قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ترجمہ) کہہ (اے محمدؐ) نہین اختیار رکھتا مین واسطے اپنی جان کے ضرر کا اور نہ فائدہ کا مگر جو چاہے اللہ واسطے ہر امت کے وقت مقرر ہی جب آتا ہی وقت اونکا پس نہین پیچھے رہتے ایک ساعت اور نہ آگے بڑھتے ہین (گیارھوان پارہ سورہ یونس آیت ۴۹

توضیح - جب کفار مکہ نزول عذاب مین جلدی کرنے لگے اور از روے استہزا اور استبعاد کے کہنے لگے کہ ہمپر وہ عذاب کب نازل ہوگا - تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی - کہ کہہ تو اے محمدؐ مین قادر نہین ہون اپنے لیے دفع ضرر اور حصول نفع مین مگر جب چاہے خدا پس مین استعمال نہین کرسکتا ہون طلب ضرر اور عقوبت عذاب مین - اسلیے کہ ہر گروہ کی ہلاکت کے لیے ایک وقت معین ہے - جب اونکے عذاب کا وقت آئیگا پس ہلاکت سے ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہین نہ ایک ساعت آگے -

ناظرین - توجہ فرما کر اس آیت کے مطلب کو سمجھیے - دیکھیے اعتراض معترض اور اس آیت مین کتنا فرق ہے - معترض یہ کہتا ہی کہ فاعل ہر فعل کا خدا ہے اور انسان مجبور ہی فقرہ آیت سے ہر انسان کیواسطے تعمیم ثابت نہین ہوتی بلکہ تخصیص ثابت ہوتی ہی واسطے کفار مکہ کے نزول عذاب مین - کیونکہ خدا فرماتا ہے اپنے رسول مقبولؐ سے کہ تم کفار مکہ سے کہو کہ مین از خود اس باب خاص مین تمپر نزول عذاب و ضرر نہین کرسکتا کیونکہ مین اپنی ذات کو بھی نفع و ضرر نہین پہونچا سکتا - جو کچھ خدا چاہے گا وہ کریگا -

جسکا محصل یہ ہوا کہ رسول کہتے ہین کہ مین نزول عذاب نہین کرسکتا یہ باختیار خدا ہی اور ہر شے کا ایک وقت ہی

اور دنیا مین بھی ہم دیکھتے ہین کہ ہر چیز کا ایک وقت ہی۔ علاوہ حوائج ضروریہ ستہ کے بھی پیدائش و وفات۔ صحت و علالت طفلی وشباب و پیری۔ خواب و بیداری۔ شادی و غم۔ بہار و خزان۔ ربیع و خریف۔ موسم سرما و گرما و برسات۔ صبح و شام وغیرہ وغیرہ کے بھی اوقات معین ہین۔

پس ان وجوہات بالا سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اعتراض معترض باطل اور معترض عقل سے معرا اور غلط گو۔

جواب الزامی۔ ہمارے اس کلام کی صداقت وید سے بھی ثابت ہوتی ہی۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ برہمچاری جی ازروے تحقیق کے آریہ نہین ہوے ہین بلکہ بسبب لاعلمی طمع وجہالت کے۔ کیونکہ برہمچاری جی جو کچھ اعتراض کرتے ہین وہ ہی بات وید سے ثابت ہوتی ہی۔ دیکھو (**ستیارتھ پرگاش صفحہ ۲۴۵ فقرہ ۳۸۵) پرمیشور کا فعل حسب ضرورت ہوا کرتا ہی** جتنے مکان و زمان مین فعل کرنا مناسب سمجھتا ہی اوتنے ہی مکان و زمان مین وہ فعل کرتا ہی اوس سے نہ زیادہ نہ کم کیونکہ وہ علیم کل ہی۔ اس مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ برہمچاری جی نے اسلام اور آریہ مت کا مقابلہ نہین کیا۔ بلکہ بغیر سمجھے بوجھے بطمع دنیا آریہ ہوگئے۔

عبارت حوالہ ستیارتھ ہماری آیت قرآنی سے کتنی مطابقت کرتی ہی۔

آریہ۔ (**تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۸ سے صفحہ ۱۶۲ سطر ۲۱ تک**) گویا انسان کاٹھ کی تیلی ہی جو اپنے نفع و نقصان کا ہرگز مالک نہین ہی۔ نہ ہی وہ اپنی نیک و بد حرکات کا ذمہ دار ہے بلکہ جو اللہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی۔ سچ پوچھو تو وہ انسان جسکو اللہ میان نے نیستی سے پیدا کیا اور پھونک مارکر کھڑا کردیا۔ ہرگز ہرگز خود مختار نہین ہو سکتا۔ خاصکر جبکہ اللہ میان کہہ رہا ہو۔ کہ ان خلقنا الانسان ضعیفا کہ ہمنے انسان کو کمزور پیدا کیا ہی صرف کمزور ہی نہین بلکہ اوسکے ساتھ ہی انہ کان ظلوما جهولا (سورۂ احزاب) وہ ظالم وجاہل بھی ہی۔

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ پہلے فقرہ کا جواب تو ہم بہت معقول دے چکے ہین اب رہا انسان کے ضعیف وجاہل ہونیکا اعتراض اسکی تصدیق قرآن مجید سے تو موجود ہی ہے مگر ہم الزامی جواب مین بھی اسے ثابت کرتے ہین۔

جواب الزامی۔ دیکھو کتاب **ستیارتھ پرگاش صفحہ ۲۴۷۔ فقرہ ۶**) ایک ایشور دوسرا جیو (انسان) تیسرا پرکرتی (جہان کی علت) یہ تینون چیز ازلی و ابدی ہین اور انمین تعلق باپ۔ بیٹے ... کا ہی۔

ناظرین خیال فرماوین کہ اگر یہ تینون چیزین ازلی وابدی ہین تو باعتبار تعدد اور از روے اصول اقلیدس تینون برابر ہونی چاہیین۔ لیکن مصنف ستیارتھ پرکاش نسبت باپ۔ بیٹے۔ مان کے بیان کرتا ہی جب انسان نسبت بیٹے کی رکھتا ہی تو ضرور باپ سے کم درجہ (ضعیف) ہوا۔ بسبب ضعیف ہی ہونے کے اعمال بد کرتا ہی اور ایک جنم سے دوسرے جنم مین جاتا ہی اور سزا پاتا ہی اور پھر وہی کام کرتا ہی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ مقابل مین علم خدا کے انسان جاہل و ناواقف ہی۔

اگر جاہل نہو تو اعمال بد کا کبھی مرتکب نہو اور جتنے انسان پیدا ہوتے ہین سب جاہل پیدا ہوتے ہین شاید برہمچاری جی اور اونکے گرو دیانند جی اپنی مان کے پیٹ سے پڑھے لکھے پیدا ہوے ہون۔ **رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۲۵** مین لکھا ہی کہ کوئی شخص بغیر پڑھے عالم نہین ہوسکتا پس اس سے ظاہر ہی کہ جاہل ہی پڑھکر عالم ہوگا۔ اور انسان ظالم اس وجہ سے ہی کہ وہ اپنے نفس اور غیر نفسون پر ظلم کرتا ہی۔ بسبب اعمال بد کے اگر وہ اعمال بد نہ کرے تو کیون اوسکی سزا اوسکے نفس کو دیجاوے۔ جب انسان نے بداعمالی کی تو اوسنے اپنے نفس پر ظلم کیا اور خود ظالم ہوا۔

ان وجوہات سے اعتراض معترض بداہتًا باطل ہین اور دعوی ہمارا ثابت۔

برہمچاری جی نے کئی حوالے اسی قسم کے کئی آیات کے دیے ہین جنکے لیے ہمارا ایک ہی جواب کافی ہے اگر مختلف ہوتے تو ہم جواب ضرور لکھتے سب انسان کے ظالم و جاہل ہونیکی بابت ہین۔

دفعہ ۵ ۔ آریہ ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۲ ۔ یجعل اللہ رجس علی الذین لا یعقلون (پ ۱۱ - یونس) اللہ مورکھون پر گند کی پھینکتا ہی۔

فقرۂ ذوالفقار حیدری ۔ ہم کئی جگہ بیان کرچکے ہین کہ یہ نیا مذہب آریہ جو چند روز سے پنجاب مین رائج ہوا ہی اور جیسے کٹھ پتلی کی طرح مہاراج نے گڑھکر تیار کیا ہی۔ یہ عجب لغو اور بے بنیاد مذہب ہی انکے وید کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وحدانیت کے ماننے والے نہین ہین بلکہ ایشور اور پرکرتی اور جیو ان تینونکو ازلی وابدی مانتے ہین۔ علاوہ برین پورے ناستک (دہریہ) بھی نہین ہین۔ کامل طور سے یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ یہ بت پرست ہین اور نہ بھی کہہ سکتے ہین کہ نہین ہین کیونکہ؟ زبان سے تو بت پرستی کے منکر ہین مگر عملی طور سے ہوم وغیرہ جو ایک طرح کی وہ بھی بت پرستی ہے کرتے ہین۔

اسیطرح مہاراج دیانند جی نے ست بچن (صداقت آثار) کی کھچڑی پکا رکھی ہی اور انکے چیلون نے اپنی چرب زبانی اور دریدہ دہنی ولاف وگذاف سے جعل وفریب اور جھوٹ کا روغن ڈالکر اور بھی مرغن بنا رکھا ہی

ہمارے اس قول کی تصدیق یہ آیت معترضہ ثابت کرتی ہی کہ لفظ یجعل کے بعد لفظ اللہ اضافہ کردیا اور کھینچ کھانچکر اپنا مطلب سیدھا کیا ہی۔ اور پوری آیت بھی نقل نہین کی ہی۔ دھوکا دینا اسی کا نام کیسی کلام مین تصرف کرنا عقلا و علما و شرفا کے نزدیک خلاف اور جعلسازی و فریب ہی۔

ہان بطمع دنیا جاہل آریون کا خوش کرنا اور اونکو بیوقوف بنانا ہی۔

معترض چاہے کیسی ہی چھپانے کی کوشش کرے مگر صاحبان بصیرت پر سب واضح ہوجاتا ہی چوری کھل جاتی ہی بدنیتی کی کالک منھ مین لگ جاتی ہی۔

اصل آیت اسطرح ہی وما کان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ ط و یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون قل انظروا ماذا فی السموات والارض وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یؤمنون (پارہ ۱۱- سورہ یونس- رکوع ۱۰- آیت ۹) **ترجمہ** اور بے حکم کسی شخص کے اختیار مین نہین ہی کہ ایمان لے آئے اور (خدا شرک اور کفر کی) گندگی انھین لوگونپر ڈالتا ہی جو (دلائل وحدانیت مین) عقل کو کام مین نہین لاتے (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ یہ جو کچھ آسمان و زمین مین ہی ذرا اسکی طرف نظر کرو (تو خدا کا ہونا اور ایک ہونا تمپر منکشف ہوجائیگا) اور جو لوگ ایمان نہین لاتے نشانیان اور ڈرانا اونکو کچھ بھی سودمند نہین۔

ناظرین- آیت معترضہ کے مضمون سے اعتراض صاف طور سے باطل ہوگیا۔

اور یہ ظاہر نہین ہوتا کہ خدا عام لوگونپر گندگی ڈالتا ہی۔ بلکہ خاص ون لوگونپر گندگی و شرک و کفر کی ڈالتا ہی جو منکرین و مشرکین وحدانیت ہین۔

گندگی ڈالنا یہ۔ وہ کفار کو ڈھیل دیتا ہی کہ وہ حالت کفر و شرک مین رہین اور اپنی سرکشی و تمردی کی سزا پائین اور یہ مسلم ہے کہ بے توفیق و فضل و کرم باری تعالے کے کوئی راستباز نہین ہوسکتا اور راہ حق نہین پا سکتا۔

جسکا ثبوت ہم ویدسے جواب الزامی مین پیش کرتے ہین۔

جواب الزامی۔ دیکھو کتاب رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۲۰۳۔ انسان صرف اپنی قوت سے سورگ لوک پہنچنے پر میشور کو بآسانی نہین جان سکتا بلکہ ایشور ہی کے فضل و کرم سے جان سکتا ہی (**شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳- ادھیائے ۲ براہمن ۲ ۱۔ کھنڈ کا ۱**)۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۵۔

۱۔ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأها (پ ۲۷ س۔ حدید) "دنیا مین یا تمھاری اپنی جانون پر جتنی بلائین آتی ہین وہ پیدایش سے پہلے ہی دفتر مین موجود ہوتی ہین" اسی طرح اللہ میان نیکی و بدی کا ذکر کرتے ہوے اپنے رسول کو حکم دیتا ہی کہ:—

قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا (پ ۱۰ س۔ توبہ) "کہدے کہ ہمین کچھ نہین ملتا ہی مگر وہ جو اللہ تعالی نے ہمارے لیے پہلے ہی سے لکھ چھوڑا ہی" گویا نیکی بدی جو کچھ ہوتی ہی وہ اللہ میان کے دفتر مین پیدایش سے پہلے ہی لکھی جا چکی ہی۔ ایسی صورت مین آدمی کا کیا اختیار ہی۔

فقرہ ذو الفقار حیدری— دیکھیے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۸۔ فقرہ ۳۸ مین لکھا ہی کہ خدا علیم ہی۔ اور فقرہ ۳۹ مین لکھا ہی کہ پرماتما گیان کامل ہی کیونکہ گیان اوسکو کہتے ہین کہ جسکے ذریعہ جیون کا تیون جانا جاوے۔ یعنی جو شے جسطرح کی ہو اوسکو اوسی طرح جاننے کا نام گیان ہی۔

ہم بڑا افسوس کرتے ہین کہ برہمچاری جی نے قرآن پر اعتراض کرنیکا تو حوصلہ کیا لیکن ایک چھوٹی سی کتاب ستیارتھ پرکاش جو اونکے گرو کی تصنیف ہی اوسکو بنظر سرسری بھی نہین دیکھا۔ ایسے شخص کو ہم کن الفاظ سے یاد کرین۔ برہمچاری جی بنیہ غفلت کو کانون سے نکال کر سنیے۔ ان آیات کا یہ مطلب نہین ہی جو آپ سمجھے ہین۔ آپ کے اس مطلب کے مطابق کہ انسان نیکی و بدی مین فاعل مختار نہین ہے۔ ہم پیشتر جواب دے چکے ہین اور وید سے بھی ثابت کر چکے ہین ... کہ ... اللہ میان کے دفتر مین پیدایش سے پہلے ہی لکھی جا چکی ہی یہ ہے کہ خدا علیم ہے اوسنے اپنے کامل گیان سے ہر انسان کے افعال جیون کے تیون اپنے علم سے دریافت کرکے لوح محفوظ مین لکھ رکھے ہین۔ یہی بات ہمارے حوالے ستیارتھ پرکاش سے بھی ثابت ہی۔ اگر اس جگہ آپ کا خیال یہ ہی کہ نیکی بدی کا خدا ہی کرنے والا ہی جسکا جواب ہم پیشتر دے چکے ہین تو یہ شایان باری تعالے نہین ہے اور وہ علیم نہین۔ اسلیے آپکا اعتراض باطل ہے۔

۲۔ آریہ— تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۶۔ لا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم القیامۃ (پ ۳ س۔ عمران) "قیامت کے دن نہ تو اللہ انسے بات کریگا اور نہ انکی طرف دیکھے گا" بھلا کوئی پوچھے کہ اللہ لوگون سے ناراض ہوکر انکی طرف دیکھنا کیون چھوڑ دیگا کیا آنکھون پر پٹی باندھ لیگا یا پیٹھ پھیر لیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کیطرح تنگ نظر ہی۔

فقرہ ذو الفقار حیدری— برہمچاری جی کی یہ پرانی عادت ہی کہ بار بار ایک ہی بات کو

اولٹ پھیر کرنے درج اعتراض کرتے ہین - ہم اسکا جواب نوین شکل کی دفعہ ۲ مین دے چکے ہین - ہین بحسب مذکور جب نیکو کار خدا کو نہین دیکھ سکتے اور بغیر حجاب کلام نہین کر سکتے - تو چہ جائیکہ - بدعہد پیمان شکن - منافقین - اوس سے کب کلام کر سکتے ہین اور دیکھ سکتے ہین - اس آیت مین عام لوگون کی طرف نہین بلکہ خاص بدمعاملہ و مخالف عہد شخصون کی طرف خطاب ہی - لہذا یہ اعتراض بھی صاف طور سے رد ہو گیا -

۳ - آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۷۴ - سطر ۱۵ - اگر اللہ میان کے حکم کے بغیر ذرہ تک نہین ہل سکتا - تو دنیا مین جتنی حرکات ہو رہی ہین وہ ضرور اونکے حکم سے ہو رہی ہونگی چور چوری کے لیے حرکت کرتا ہی تو اوسکے حکم سے - بدمعاش بدمعاشی کے لیے حرکت کرتا ہی تو اوسکے حکم سے - قاتل قتل کے لیے حرکت کرتا ہی تو اوسکے حکم سے - جو لوگ یہ کہتے ہین کہ انسان اپنی مرضی سے حرکت کرتا ہے وہ شاید بیوقوف ہین اچھی چھی چھی -

فقرہ ذو الفقار حیدری - ہم ہزار جگہ کہہ چکے ہین کہ برہمچاری جی وید کے ماننے والے نہین بلکہ مخالف ہین - کیونکہ آپ اس جگہ وید کے اوپر چھی چھی پھینک رہے ہین - جب آپ وید کے ماننے والے ہوکر ایسا کرتے ہین تو ہمین گندگی ڈالنے مین کیا عذر ہے - لیکن نہین ہمارا یہ شیوہ نہین - جس بات کا ہم آپکو الزام لگاتے ہین وہ کام ہم سے بھی نہ ہوگا - ہم آپکی ان باتون کا جواب آٹھوین اعتراض کی پانچوین دفعہ مین مفصل دے آئے ہین - اور ثابت کر دیا ہی کہ وید کا ایشور چوری زنا وغیرہ کل عیوب کا کرنیوالا اور کرانیوالا ہی تکلیف کر کے دیکھ لیجیے ہمین مکرر جوابات کی ضرورت تحریر نہین -

۴ - آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۷۵ - سطر ۴ - ان مطہرا واقعی یہ قرآن شریف کی خوبی کی بات ہی اسے مذمت کون کہہ سکتا ہی - حبشستان مین حبشی کا منہ جتنا سیاہ ہوا اتنا ہی وہ خوبصورت سمجھا جاتا ہی - سفید رنگ سے تو اونکو ایسی ہی نفرت ہی جیسی مسلمان کو سیاہ رنگ سے الفت مگر اس قرآنی خوبی کو جنید دان مین ہی بند رکھیے اسکا زمانہ گذر چکا - اگر قرآن کی ایسی ایسی خوبیون سے منکرون کو ناپاک باطن کہا جاتا ہی - تو پاکیزگی کیا اللہ میان کے پاس سے نازل ہوگی - جو پہلے ہی منکرون پر گندگی پھینک رہا ہو جیسا کہ ہمنے پیچھے ایک آیت مین دکھایا ہی - وہ کسیکو پاکیزگی کیا دے سکتا ہے آپنے تو اللہ میان کی طرح اپنی ناراضگی اور غصے کا اظہار کرکے ہمین ناپاک باطن سمجھ لیا مگر ہم آپکو کیا کہین وہ خبیر اللہ میان آپکو خوش رکھے اور مہذب بناوے -

فقرہ ذو الفقار حیدری - جو وید آدمی کو گمراہ کرے - اوسکی بتی بنا کر کسی محفوظ جگہ رکھ چھوڑ رسے

کیونکہ اب جہالت یعنے مہابھارت کا زمانہ گیا - اب کوئی ایسی بیہودہ باتین ماننے والا اور اون حرامی راجاؤن زنازادون کا پیرو - سوا آپکے نہین ہے - ایسی ایسی فضول باتون کا لکھنا بھی آپکی تہذیب ہی - اور طرہ یہ کہ آپکو ناپاک باطن - مولوی صاحب کا کہنا بہت بُرا لگا - آپکو ایسا کرودھ آگیا کہ آپنے خدا کی شان مین گستاخیان شروع کردین - اور کھلم کھلا سب وشتم کرنے لگے -

اسلئے آپ ناپاک باطن کے معنی نہین سمجھے - سنیئے دنیا مین انسان چار طرح کے ہوتے ہین اول عقلمند - اور اوسکے مقابل بیوقوف - دویم روشن ضمیر اور پاک باطن - اسکے منافی کوردل ناپاک باطن -

آپ اول قسم کے آدمی ہین یعنے عقلمند - آپنے اپنی عقلمندی سے بلا مشقت و محنت ونوکری و تجارت کے ایسا سہارا روٹیون کا کرلیا کہ مفت مین بیٹھے ہوے کھاؤ اور چین کرو - تو آپسے عقلمند زیادہ کون ہو سکتا ہی جس حالت مین آپ عقلمند ہوے تو بیوقوف نہین ہو سکتے - روشنضمیری آپکے مذہب مین مسلم نہین - بلکہ روشنضمیر خود آپکے گرو بھی نہین تھے تو چیلہ کہان ہوسکتے ہین -

پاک اور صاف دل کے یہ معنی ہین کہ دوسرونکو ایذا نہ پہونچائے - دل نہ دکھائے جھوٹے الزام اور تہمت نہ لگائے - اپنے بزرگونکی مذمت اور برائی نہ کرے کسی کو برا نہ سمجھے - مفت خور نہو - جو کچھ مشقت ومحنت سے دستیاب ہو اوسی پر اکتفا اور توکل کرے - طامع وحریص نہو - منصف مزاج - نیک اعمال ہو - خدا کو واحد جانے مانے - رحمدل خلیق و مہذب ہو - عالم باعمل ہو - تو ماشاء اللہ سے آپ ان صفات مین سے ایک صفت بھی نہین رکھتے اسلیے آپ صاف دل اور پاک باطن نہین ہوسکتے ہان رہی اسکی منافی وہ آپ پر صادق آتی ہی کہ آپ ناپاک دل اور کورباطن ضرور ہین -

۵ - آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۷ سے صفحہ ۱۵۸ تک - ہمارے برہمچاری جی نے پھر اونہین آیات کو نقل کیا ہی جنکا جواب ہم آٹھوین اور نوین شکل مین کافی طور سے دیچکے ہین - اسلیے انکا مکرر جواب دینا فضول سمجھا جاتا ہے - ناظرین خود ملاحظہ کرلینگے - معترض کو تو تکرار کی عادت ہوگئی ہی -

دسوین شکل

۱۰ - اعتراض

آریہ - دعوی (اکیلی جان ہزارون خطرے) تہذیب الاسلام صفحہ ۱۶۸

تو پاک باش برادر ہراز کس باک	زنند جامہ ناپاک گاذران برسنگ

ین اپنے اعتراض کی سرخی "نسبت خدا کے تعالے کے قایم کی ہے۔ پس ہم اسی سرخی کو اپنا دعوی قایم کرکے
بہ ثابت کرتے ہین کہ اس قول کا مصداق کون ہے ؟
انسان کے جسم مین دل ایک ایسا عضو رئیس خدا نے پیدا کیا ہی کہ اسکی صحت پر مدار حیات منحصر ہی اگر
سمین ذرا سا بھی نقص آجاوے تو انسان ہلاک ہوجاتا ہی غرض جتنی باتین دینی و دنیوی ہین سب دل کے
اچھے ہونے پر موقوف ہین اور ہر مذہب مین صفائی دل کے غرض سے عبادتین مقرر کی گئین ہین۔ کیونکہ اسکے
صفائی کے سبب عبادت مین بھی اثر قبولیت ہوتا ہی اگر فضل خدا سے یہ صاف و پاک ہو تو انسان روشن ضمیر
ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ بات مشکل ہے۔ جب مدتون سچے دل اور رجوع قلب سے عبادت الٰہی کرے تو یہ
بات حاصل ہوتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ اس دل کو کچھ نہ کچھ تعلق خدا سے ضرور ہی کیونکہ جب ہم کوئی نیک
کام کرتے ہین تو دل خوش ہوتا ہی گویا کہ ہماری نیکی کی داد دیتا ہی۔ اور جب ہم کوئی گناہ یا برائی کرتے ہین
تو یہی دل جسے نفس لوامہ کہتے ہین ہمین ملامت اور متنبہ کرتا ہی اسی سبب سے جو انسان چور۔ زناکار۔
دغاباز۔ جھوٹے۔ فریبی۔ مکار ہین ہمیشہ خطرے اور دغدغے مین رہا کرتے ہین اور سدا اپنے دل کی ملامت سہا
کرتے ہین۔ بعد گناہ کرنے کے اونکا دل اونھین ضرور متنبہ کرتا ہی چاہے وہ اسکا اقرار کرین یا نہ کرین خواہ اونکے پاس
کسیقدر دھن دولت گاؤن علاقہ زر و جواہر کیون نہو۔ لیکن ہر وقت اونکی زندگی کھٹکے اور دھڑکے مین گذرتی
ہے۔ کبھی اطمینان خواب مین بھی نظر نہین آتا۔ برخلاف اسکے جو انسان صاف دل اور پاک طینت ہین کیسی
ہی مفلس۔ محتاج۔ عسرت زدہ کیون نہون۔ اونکو کبھی ذرہ بھر بھی کھٹکا نہین ہوتا۔ ہمیشہ شاد و مطمئن بافراغت
سے رہتے ہین اگر کچھ نقصان ہوگیا تو کچھ غم نہین۔ اگر کچھ نفع قلیل یا کثیر ہوگیا یا مال کہین سے مل گیا تو اترایے
بھی نہین۔ غرض دونون حالتین مساوی۔ اسی کا نام توکل ہی اسکا درجہ ایسا بڑا ہی کہ جسکی نسبت حضرت
مسیح علیہ السلام انجیل شریف مین بیان فرماتے ہین "مبارک ہی وہ جسکا توکل خدا پر ہے" اور قناعت بھی اسیکو
کہتے ہین۔ قناعت کے بارے مین شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎

قناعت بہر حال اولی ترست — قناعت کند ہر کہ نیک اخترست

واسطے تحفظ ناظرین کے ہم دو مثالین پیش کرتے ہین جس سے ہمارا دعوی از خود ثابت ہوجائیگا۔
پہلی مثال ہم ایک نیک اور بے خطرہ دل کی پیش کرتے ہین۔ اس جگہ ہم ایک تاریخ سے "تارا بائی" اور
پرتھی راج کی جوانمردی اور شجاعت کی تعریف جو اکثر راجپوتون کے راگون اور فسانون مین کہی جاتی ہین
بیان کرتے ہین۔
سولھوین صدی کے شروع کا ذکر ہے کہ رانی تارا بائی رائی شیو رتن راجہ بدنور کی جو ملک راجپوتانہ مین

ایک چھوٹا راج ہی بیٹی تھی - جو تیرھوین صدی مین شاہ علاءالدین سے شکست کھا کر دریاے بنارس کے قریب زمین پر جو مدت دراز سے ناگ قوم کی جاگیرداری تھی قابض ہوے تھے اسی قوم کے نام پر تگیلا نگر جو تاگید پور بھی کہلاتا ہی اور تھودا اکا راجا تا ہی لیلا افغان نے شورسین سے چھین لیا - صرف راجہ کے قبضہ مین اردلی پہاڑ کے نیچے جو کہ میواڑ کے راج کی سرحد پر ہے رہ گیا - اپنے خاندان کی مصیبت اور انقلاب دیکھکر اور اوسکی گذشتہ حشمت وجلال شکستہ تارا بائی نے عورتون کا پیشہ ولباس ترک کرکے گھوڑے کی سواری اور تیراندازی سیکھی - اس فن مین اسقدر مشتاق ہوئی کہ تیز بھاگتے ہوے گھوڑے کی سواری پر سے ایسی صفائی سے تیر لگاتی تھی کہ کیا مجال جو نشانہ چوک جائے -

شاگرد - عورت ہوکر اس رانی کو سپہ گری مین کچھ کھٹکا اور خطرہ نہین معلوم ہوتا تھا -

اوستاد - نیک دل اور بہادر انسان کو بقول "پاک راچہ باک" کوئی خطرہ نہین ہوتا - چنانچہ ایکمرتبہ اس رانی کے باپ نے افغانون سے تھودا واپس لینے کی غرض سے دھاوا کیا - اسمین تارا بائی بھی ایک تیز کاٹھیاوار گھوڑے پر سوار ہوکر شریک تھی - مگر افغانون سے کچھ پیش نگئی رانا رایمل کے تیسرے بیٹے جے مل نے اوس سے شادی کا پیغام دیا - مگر تارا بائی نے کہلا بھیجا کہ مین اوسی شخص کے ساتھ شادی کرونگی جو افغانون سے میرے باپ کی میراث واپس کرلے - وہ یہ شرط پوری کرنے پر راضی ہوا - اور یہ خیال کرکے کہ اب تارا بائی میری بی بی ہو ہی چکی ہی خلاف دستور خاندان اوس سے ملنے کی کوشش کی اسکے باپ نے یہ ہتک خیال کرکے غضب مین آکر جے مل کا کام تمام کیا -

شاگرد - کیا جے مل کے مارنے سے راجہ کو کچھ خطرہ نہین پیدا ہوا -

اوستاد - غیرت دار اور باحیا آدمی کو کیا کھٹکا - خطرہ کمینون کو ہوتا ہی جنکو خاندان کی کچھ عزت کا پاس نہین - علاوہ اسکے نیوگ تو تھا ہی نہین جو بھارت کی رانیون کی طرح ناجائز فعل بھی معیوب نہوتا - یہ تو راجپوتون کی شادی تھی - جے مل کے بھائی پرتھی راج نے اس شرط کو پورا کرنیکا مصمم ارادہ کیا - اوسکی بہادری کی شہرت میواڑ سے دور تک پھیلی ہوئی تھی - چنانچہ تارا بائی کے دل مین بھی تعریف سنکر اوس سے شادی کرنیکا اشتیاق پیدا ہوا - اور تارا بائی کے باپ کی بھی رضامندی ہوگئی مگر تاہم اوس سے بھی کہلا بھیجا کہ اگر سچے رجپوت ہوگے تو تھودا واپس کر لینیکی فکر کروگے - چنانچہ اسی وعدہ پر شادی ہوگئی -

پرتھی راج نے افغانون پر چڑھائی کرنے کے واسطے محرم کا مہینہ زیادہ مناسب سمجھا کیونکہ اوسوقت وہ سب بوجہ تعزیہ داری اور ماتم غافل ہوجاتے ہین - پرتھی راج پانسو چیدہ سوار لیکے رانی تارا بائی کے ہمراہ [illegible] ساتھ [illegible] مین شریک ہونے کے واسطے مستعد ہوا کرتی تھی عین وقت پر

تھودا مین پہونچا جبکہ تعزیہ چوک مین رکھے ہوے تھے - پرتھی راج نے اپنی سب سپاہ کو شہر پناہ سے تھوڑے فاصلہ پر روک کر کھڑا کر دیا اور آپ خود مع تارا بائی شہر کے اندر داخل ہوے - تابوت کی بھیڑ بھاڑ مین ملکہ افغان سردار کے محلون کے نیچے تک چلے آئے - جبکہ افغان سردار نے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ اجنبی سردار کون ہین فورا پرتھی راج اور تارا بائی کے تیر نے اوسے وہان کا وہین گرا دیا - اور وہ پھر نہ اوٹھا - پیشتر اسکے کہ کل ہجوم کو سردار کے قتل کی خبر پہونچے یہ بہادر رانی مع اپنے شوہر کے شہر پناہ کے پھاٹک پر پہونچگئی انکے پہونچنے کے وقت تک افغانون نے ایک فیل مست پھاٹک پر انکی راہ روکنے کو کھڑا کر دیا تھا - کیونکہ اوس در مین کوئی پھاٹک آہنی یا چوبی نہین تھا -

شاگرد - ہاتھی سے راستہ رکا ہوا دیکھکر تو ان دونون سوارون کے حواس اوڑ گئے ہونگے خطرہ مین جان پڑ گئی ہوگی - ساری سٹی بھول گئی ہوگی -

اوستاد - اگر ایسے ڈرپوک ہوتے تو اتنی جرأت ہی کیون کرتے کوئی کم ذات کا بڑی - ڈوم ڈھاری تو تھے ہی نہین کہ جنکے اوسان خطا ہو جاتے - یہ تو بہادر مرد میدان تھے - مردون کا یہی کام ہی -

یہ کارروائی دیکھکر رانی تارا بائی نے تلوار گھماکر اس زور سے ماری کہ ہاتھی کی سونڈ کٹکر زمین پر گر پڑی ہاتھی نے بھاگ کر راستہ چھوڑ دیا - یہ دونون بہادر صاف نکل کر اپنے ہمراہیون مین آملے -

جب رانی تارا بائی مع اپنے عزیز شوہر کے لشکر مین صحیح و سالم پہونچی - اور افغانون کے سردار کا مارنا اور ہاتھی کے راستہ روکنے کا حال بیان کیا سب لشکر نے جوش و خروش سے نعرہ خوشی کا بلند کیا اور سپہ سالار لشکر نے نذر پیش کی حاصل کلام سب لشکر کو دھاوے کا حکم دیا سب لشکر کے آگے رانی تارا بائی بہت تیز کاٹھیاوار گھوڑے پر سوار اور دہنی طرف اوسکا پیارا بہادر شوہر انکے پیچھے پیچھے سپہ سالار اور راجہ صاحب کا چھوٹا بھائی اور سب سے پیچھے چیدہ سوارون کا برہنہ پرا شمشیرین لیے ہوے شہر مین داخل ہوے اودھر سے افغانون کا لشکر بھی تیار ہو کر آیا - مقابلہ ہوا بہت بڑا کھیت پڑا - تارا بائی نے خوب جوہر شجاعت دکھلائے بالآخر افغانون کی شکست ہوئی اور راجہ پرتھی راج نے اپنے خسر کی گئی ہوئی ریاست واپس لی - پرتھی راج کی عمر ۱۶ برس سے تیئیس ۲۳ سال تک صرف بہادرانہ مہمات و جنگ و جدال مین صرف ہوئی جبکہ اوسکی عمر تیس ۳۰ سال کی ہوئی اوسکے ایک دشمن نے بدلہ لینے کی غرض سے مٹھائی مین زہر ملا کر دیا - پرتھی راج نے اوس زہر آمیز مٹھائی کو ملوار مقام کے نزدیک پہونچکر کھایا - مگر جب ماتا دیبی کے مندر کے پاس پہونچا تو زہر کا اثر معلوم ہونے لگا - اور یہ وہان سے آگے نہ بڑھ سکا - اپنی خراب حالت دیکھکر پرتھی راج نے تارا بائی کو فوراً پیغام بھیجا کہ جلد مجھسے آکر مل میرا اخیر وقت آگیا - مگر وہ زہر ایسا قاتل تھا

کہ رانی اپنے قلعہ سے اوترنے بھی نپائی تھی کہ راجہ نے وفات پائی - یہ بہادر رانی "تارا بائی" اپنے شوہر کی لاش کو گود مین لیکر ستی ہوگئی - اس دردناک طور پر راجہ اور رانی کا خاتمہ ہوا -

شاگرد - کیا رانی کو ستی ہوتے ہوے کچھ خطرہ نہین معلوم ہوا - اور از روے قول دیانند جی و تعزیرات ہند کے ستی کا ہونا بھی خودکشی مین داخل ہی اور اسلیے ناجائز ہے -

اوستاد - دیانند جی نے تو قانون انگریزی کی تائید کی ہی ورنہ وید کی رو سے تو ستی ہونا بالکل جائز ہے - کیونکہ جب سے وید کا رواج ہی تب سے یعنی ست جگ سے برابر ستی ہونا جاری رہا - ہم اسکی ایک مثال پیش کرتے ہین -

(**خلاصہ مہا بھارت پرب اول**) جب راجہ پانڈو ہو نحل پہاڑ پر پھرتے پھرتے مرگیا بسبب تریا اور برت کے شوق سے - تو رانی مادری نے اپنے دونون لڑکے نکل اور سہدیو نامے رانی کنتی کے سپرد کیے اور خود راجہ کے ساتھ ستی ہوگئی -

جبکہ وید کا زمانہ ترقی و عروج پر تھا اور سب وید ہی پر عمل کرتے تھے - اوسوقت کا یہ واقعہ ہی - اگر وید مین ستی ہونا جائز نہوتا تو کیون رانی مادری ستی ہوجاتی - اوس زمانہ سے ہندوستان مین تا بہ زمانہ عملداری ہنود برابر یہی رواج چلا آیا - کیا شروع سے اور آخر زمانہ ہنود تک کوئی راجہ یا مہاتما یا رشی منی ایسا نہین پیدا ہوا تھا جو اس وید کے خلاف رواج کو دور کردیتا - اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ کام از روے وید ہے علاوہ اسکے دیانند سرستی نے کسی وید یا کسی شاستر کا منتر بجاے حوالہ پیش نہین کیا - صرف مہاراج نے قانون انگریزی کی تائید خوشامدانہ کی ہی اور اپنی کم علمی و بے عقلی سے اپنے اصول مذہب کو چھوڑ دیا اور انکا گورنمنٹ نے ہر مذہب کو آزادی دی ہی - سچے آدمی کو سچی محبت مین کبھی خطرہ نہین ہوتا - تو رانی تارا بائی کو کس طرح خطرہ ہوتا اور رسوم مذہبی کے ادا کرنے مین خطرہ کیسا -

دوسرے ہم اب ایک بداعمال خطرناک دل کی مثال پیش کرتے ہین - ناظرین متوجہ ہوکر سنین -

(از جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج)

دیانند سرستی سمبت ۱۸۸۱ بکرمی مطابق ۱۸۲۴ء مین پیدا ہوے اور آپکا نام فرضی اور پیدایشی مول شنکر ہے آپکا والد اودیچ ذات کا برہمن اور متمول زمیندار اور جمعداری کے عہدہ پر تھا - جب مول شنکر پانچ برس کے ہوے تب سے تعلیم شروع ہوئی اور آپنے نو دس برس کی عمر تک بہت کتابین پڑھین شروع تعلیم آپکی دیوناگری سے ہوئی تھی -

شاگرد - آپ یہ بیان فرماتے ہین کہ مول شنکر نے پانچ برس کی عمر مین دیوناگری کی تعلیم پائی اسکی

کیا وجہ ہی۔ کیونکہ اوس ملک مین گجراتی زبان بولی جاتی ہی اور لکھی بھی جاتی ہی تو مول شنکر کو موافق اپنے رواج ملکی کے گجراتی لکھنا پڑھنا سیکھنا لازم تھا۔

دیوناگری نہ انکے باپ نے نہ انکے دادانے پڑھی نہ اوس ملک مین اسکا رواج تھا۔ اور اسی سبب سے اوسکے جاننے والے ہون بھی تو بہت کمیاب۔

اوستاد۔ انھین وجوہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جیون چیتر اصلی نہین ہے بلکہ آریہ سماج نے گڑھا ہی اس جگہ ہمین اس سے بحث نہین ہی۔ الحاصل آپ پڑھکر ہوشیار ہوگئے اور اپنے باپ سے درخواست کی کہ مجکو بنارس مین واسطے تعلیم کے بھیجدو تاکہ بقیہ علم پڑھ کے قابل ہوجاؤن۔ بعد اسکے مہاراج نے بیس۲۰ یا بائیس۲۲ برس کی عمر مین اپنے گھر سے نقد۔ زیور۔ جواہر خفیہ لیا اور مات گھاتک ہوکر فرار ہوے۔ جب آپ راستے مین چلے جاتے تھے ایک شخص راہ گیر کی زبانی معلوم ہوا کہ کثیر جماعت سوار اور پیادون کی مول شنکر نامی کو ڈھونڈھتی پھر رہی ہی اور حلیہ بھی مفرور کا بتلاتی ہی۔ یہ بات سنکر آپکے حواس رفوچکر ہوے اور بباعث خوف گرفتاری جلدی جلدی قدم بڑھانے شروع کیے۔ اس بات کا آپکو بڑا خطرہ اور اندیشہ تھا کہ مبادا کہین گرفتار ہوکر سزا نہ پاجاؤن۔

ناظرین مول شنکر عرف دیانند سرستی کو یہ پہلا خطرہ پیش آیا۔

جب مہاراج جی جلد جلد آگے بڑھے تو راستے مین ایک جماعت ٹھگون کی ملی جنھون نے آپ کا مال مسروقہ ایک [illegible] دیوی کو چڑھوا کر راستہ بتادیا۔

شاگرد۔ یا ٹھگ کہیے یا پجاری کہیے۔ ٹھگون سے اور بت پر چڑھوا چڑھوانے سے کوئی نسبت نہین کیونکہ اگر یہ ٹھگ تھے تو مہاراج بھی چور تھے کہ گھر سے مال لیکر فرار ہوے تھے۔ بلکہ اس صفت مین ٹھگون سے بڑھ چڑھکر تھے کہ علاوہ چوری اور ٹھگ ودیا کے مات گھاتک تھے۔ بقول جیون چیتر آپ مین طاقت بھی اسقدر تھی کہ جو آپ پر حربہ کرے اوسی حربہ کو چھین کر اوسکو مار ڈالین پھر ایسے شخص سے ٹھگ کیونکر چھین سکتے تھے۔

اوستاد۔ تمھارا کہنا درست ہی لیکن مہاراج مجرم اور قاتل تھے۔ کیونکہ چور کا دل تھوڑا ہوتا ہی۔ اسلئے آپکی جان ہر وقت خطرہ مین رہتی تھی۔ اسوقت مہاراج نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ میری تلاش تو قرار واقعی ہو رہی ہے اگر مین مع مال مسروقہ گرفتار ہو گیا تو دوسرے ثبوت کی کچھ ضرورت نہ پڑے گی اور یہ مال جرم قتل بھی ثابت کرادیگا اگر اس مال کو کہین پھینک دیتا ہون تو یہ بھی عقل کے خلاف ہی۔ شاید متلاشیون ہی کو یہ مال ملجاوے اور پھر وہی خطرہ پیش آوے۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس مال کو اس مندر کی دیوی پر چڑھادون جس سے یہ بلا ٹل جاوے۔ اور پجاری لوگ بھی میری طرف ہوجاوین۔ اس خطرہ سے بچنے کے لیے دیانند جی نے

بہ مال مسروقہ ذمع کیا۔

ناظرین۔ وجہ ثبوت مین یہ دوسرا خطرہ ہی۔

پھر مہاراج نقد و جواہر مندر مین چڑھاکر موضع سوامی لے مین پہونچے۔ وہان لالہ بھگت رام کے مکان پر بہت سے سادھو ٹھہرے ہوے تھے وہین یہ بھی ٹھہرے چونکہ ابھی آپکے جی سے خطرہ نہین گیا تھا۔ اسلیے آپ ایک سادھو کے چیلے ہوگئے اور برہچاری جی کی پدوی حاصل کرکے گیروا لباس پہنا اور تونبا ہاتھ مین لیا۔ اور اپنے اصلی نام کو طلاق دیکر سدھ چیتین نام رکھلیا۔ کیونکہ خوف بڑی چیز ہی اور انھین فقیرون کے گروہ مین شامل ہوگئے۔

شاگرد۔ سوامی جی کا ارادہ تو تحصیل علم کی غرض سے بنارس جانیکا تھا۔ تو پھر ان فقیرون مین کیونکر چلے آئے۔ کیا راستہ بھول گئے تھے۔ کچھ بنارس ایسا گمنام شہر بھی نہین ہی جہان پہونچنے مین دقت ہو۔

اوستاد۔ یہ سوامی جی کی اپنے مان باپ کے دکھانیکو حیلہ سازی تھی انکے دل مین تو اور ہی خیالات فاسد بھرے ہوے تھے جو ظہور مین آئے۔ سوامی لکھے پڑھے زیرک آدمی تھے۔ راستہ کیونکر بھول جاتے۔ لیکن بباعث وقوع جرم سنگین کے انکا دل ٹھکانے نہین تھا اس امر کی شہادت **جیون چرتر صفحہ ۵۲ سطر ۱۴** مین موجود رہی۔ جسکی اصلی عبارت یہ ہی "ابھی تک سوامی جی کا دل توہمات باطلہ سے بالکل پاک نہین ہوا تھا"۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ابھی تک انکے دل مین خطرۂ جرم بہت باقی تھا اور اپنی گرفتاری کے خوف سے آپنے اپنا لباس مع اپنے نام کے بدل ڈالا اور چار ابرو کا صفایا بھی کردیا۔ آپکا دل ہر وقت یہی کہتا تھا کہ اب پولیس کا گارد آیا اور گرفتار کیا۔

یہ تیسرا خطرہ ہی جو آپکو پیش آیا۔

پھر سوامی جی بباعث بیقراری دل کے آگے چلکر موضع کوٹ گام گڑہ ایک قصبہ مین پہونچے یہ مقام ایک چھوٹی سی ریاست مین احمد آباد کے متصل ملک گجرات مین واقع ہی۔

اس مقام پر بہت سے بیراگی بدچلن موجود تھے۔ ان بدمعاشون نے ایک رانی کو بھی اپنے دام مکر مین پھنسا رکھا تھا وہ انکے شامل رہتی تھی جب سوامی جی کو گیروے لباس مین ان بیراگیون نے دیکھا تو انسے بہت تمسخر کیا اور ٹھٹھے مین اوڑا کر اپنے پھندے مین پھنسانے کی کوشش کی۔ آخرا ونکی صلاح سے سوامی جی نے ریشمی کنارے کی دھوتیان پھینکدین۔ جو انکے پاس موجود تھین اور بجاے اونکے سادی دھوتیان خرید کر پہنین۔ اور تین ماہ تک اونکے ہم پیالہ اور ہم نوالہ رہے۔ معلوم ہوتا ہی کہ یہ دھوتیان بھی مال مسروقہ سے تھین جو بخیال خوف گرفتاری بلا سبب پھینکی گئین۔

بہ چوتہا خطرہ ہوا۔

شاگرد۔ آپکے پاس روپیہ کے نام ایک پیسہ بھی نہین تہا۔ کیونکہ پیشتر ہی لٹ چکے تے۔ اور کہین بھیک کا مانگنا بھی ثابت نہین ہوتا۔ پھر یہ دہوتیان کہانسے خریدی گئین۔

اوستاد۔ تین ماہ تک یہ اون بدمعاش بیراگیون کے ساتھ جو رہے تو انھون نے اونکے ساتھ بھیک بھی ضرور مانگی ہوگی۔ اور وہ بیراگی بھیک کے بہانے سے ذکو گہرون کا بھید لیکر راتونکو چوری بھی کرتے ہونگے۔ کیونکہ بدچلن تھے۔ یا اوس مال مین سے انھون نے کچھ چہپار کہا ہوگا۔ کیونکہ ٹھگون نے انکی تلاشی تو لی ہی نہین تھی۔ اور رانی جو انکے پھندے مین پھنسی تھی اوسکے مال کی بھی چکھوتیان اوڑتی ہونگی۔ جب سوامی جی کا عروج ہوا۔ اور ہر ایک شہر مین جاکر وید کا اپدیش کیا اور سماجین قایم کین۔ پورب۔ پچھم۔ اوتر۔ دور دور جاکر بڑے بڑے مہاتماؤن۔ عالم فاضلون۔ پنڈتون سے مباحثے ہوے۔ ان مباحثون مین جیتے یا ہارے اس سے ہمین اجگہ کوئی بحث نہین۔ لیکن ہمارا یہ اعتراض ہی کہ اور اور ملکون مین تو آپنے مباحثہ اور اپدیش کیا۔ مگر گجرات دیس اور خاص اپنے وطن کو کیون چھوڑ دیا۔ اول آپکو چاہیئے تہا کہ اپنے قصبہ کے ہموطنون کو اپدیش دیتے تاکہ انکی لیاقت و فضیلت و علمیت اونپر ظاہر ہوتی اور خاندان کا نام بڑھتا۔ بلکہ انکا اپدیش بہ نسبت اورونکے اپنے ہم وطنونپر زیادہ تر موثر ہوتا اور انکے باپ دادا جو بت پرست تھے پہلے اونکو نصیحت کرتے کیونکہ اول خویش بعدہ درویش۔ علاوہ اسکے انکے دیس مین وید خوانی کا زیادہ رواج ہی۔ اسی رواج کے مطابق سوامی جی نے آٹھ ہی دس برس کی عمر کے اندر وید پڑھ لیا تہا۔ اسقدر وید کے علم کی وہان کثرت ہی کہ اس ملک یعنے لکھنؤ۔ فیض آباد۔ اجودہیا وغیرہ بہت مقامون مین راجہ مہاراجہ اور بڑے بڑے آدمی اُس دیس کے وید خوانون کو بلاکر معقول مشاہرون پر نوکر رکھکر اپنے اپنے مندرون مین ویدکے طریق سے پوجا اور بت پرستی کراتے ہین۔

ایسی معقول جگہ کہ جہان وید کے جاننے والے ہون آپکو ضرور جانا لازم تہا۔ تاکہ آپ کے وید کی لیاقت کا امتحان ہوتا۔ داد ملتی۔

شاگرد۔ اوس دیس مین آپ کس طرح جاتے۔ خطرہ تو آپکی جان کے ساتھ مرتے دم تک رہا۔ اگر جاتے تو گرفتار ہوتے۔ سزا پاتے۔ جیل نہ جاتے۔ یا پھانسی پاتے۔ کیونکہ جرم سرقہ کے ساتھ قتل کا جرم بھی تہا اگر ان سب آفتونسے بچتے تو آپکو اپنے وید کی قلعی کھلجانے کا بھی خطرہ تہا۔

یہ آپکا پانچوان خطرہ تھا۔

ناظرین۔ انکے علاوہ ہم بہی آپکے ہزارون خطرے ثابت کرسکتے ہین لیکن بسبب طول کے نظرانداز

کیے جاتے ہین آیندہ کسی موقع پہ بیان ہونگے ۔
ان وجوہات سے ثابت ہوا کہ " اکیلی جان ہزارون خطرے " دیانندجی ہی کے لیے تھے۔

جواب اعتراضات

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۹۰ سے صفحہ ۱۹۵ تک - برہمچاری جی نے وہ اللہ جسے چاہتا ہی گمراہ کرتا ہی - اور اللہ جسے چاہتا ہی ہدایت کرتا ہی " ہی شمونکی بہت سی آیات مختلف مقامات کی لکھی ہین جنمین سے پہلی آیت یہ ہی اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ (پ ۲۲ سورہ فاطر آیت) ترجمہ - اللہ جسکو چاہی بہکا دیتا ہی یا گمراہ کر دیتا ہی۔

فقرۂ ذوالفقار حیدری - قرآن مجید کا یہ بیان بہت ہی درست ہی اور اسی پر ہمارا سچا عقیدہ ہے اور یہی تعلیم ہمکو حضرت آدم علی نبینا و آلہ علیہ السلام سے تا حضرت خاتم الانبیا صلواۃ اللہ علیہ تک سبکی ہی اور جتنی کتب آسمانی ہین سب اس باب مین متفق ہین - اس اعتراض کا جواب آٹھوین شکل کی دفعہ ۵ مین دے آئے ہین -

مگر آپکی یہ عادت جبلی نہین جاتی - بار بار ایک ہی بات کو پیش کرتے ہین - اس مغالطہ دہی اور فریب سے کیا حاصل - اسلیے ہم اسکا مفصل جواب لکھتے ہین کہ آیندہ بھی بکار آمد ہو - وید کو ہم کلام الٰہی کسی طرح نہین مان سکتے لیکن آپکے اس اعتراض سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ بھی ہماری ہی طرح وید کو کلام الٰہی نہین مانتے - کیونکہ اگر عقیدہ ظاہری و باطنی آپ کا وید پر ہوتا تو آپ یہ اعتراض ہرگز نہ کرتے اسلیے کہ وید خود صاف طور سے اسجگہ قرآن مجید کی تائید کر رہا ہی - پس وید کا تائیدی حوالہ پیش کرتے ہین - اور آپ پر افسوس کرتے ہین کہ آپنے چھوٹی چھوٹی کتابین خاص اپنے گرو کی تصنیف کی ہوئی بھی نہین دیکھین -

اول - وید کا یہ اصل اصول ہے کہ ایشور محیط کل ہی - اور ہرشے کو گھیرے ہوے ہی - حتے کہ عورت کے شکم و رحم وغیرہ جتنے خلا ہین سب مین موجود ہی - اور سہارا دے رہا ہی - اور اپنے انتظام مین چلاتا ہے اس بات سے یہ ثابت ہی کہ جسے وہ نیکی مین چلاتا ہی وہ ہدایت پاتا ہی - اور جسے وہ بدی مین چلاتا ہی وہ گمراہ ہوتا ہی - مثلاً کوئی شخص چوری کرنیکی غرض سے اپنے گھر سے نکلا تو وہ ایشور ہی کے انتظام اور سہارے سے چلا اور تعریف یہ کہ انکے جسم مین خود ایشور بھی موجود ہی اور جس گھر مین چوری کرنے گیا اوس گھر کے مالک کو ایشور نے پہلے ہی سلا دیا تاکہ چورونکو موقع ملے اور سونے والے بھی اوسی کے انتظام مین ہین -
اس مثال سے ظاہر ہوتا ہی کہ ایشور ہی چوری کرنے اور کرانے والا - اور ہر طرح کی نیکی - بدی ہدایت و گمراہی کرنے والا ہے -

دوم - وید مین ایشور کو سرویاپک مانا ہی - سرویاپک کے یہ معنی ہین کہ ایشور ہر چیز

یعنے نیکی بدی جھوٹ - سچ - آگ - پانی - مٹی - ہوا - ہدایت و گمرہی - اینٹ - پتھر - انسان - حیوان - نباتات جمادات - زمین آسمان - سورج - ستارے - سب مین وہ سرویاپک ہی پس جبکہ وہ ویاپک ہوا تو انسان مجبور ہی اور ایشور ہی مختار ٹھہرتا ہی -

محیط کل اور سرویاپک ہونیکے پہلے فاعل بالذات ہر فعل کا وید کا ایشور ہوا اور دوسرا فاعل بالذات انسان ہوا - تو ہر نیک و بد کام مین نصف سے زیادہ حصہ اوسی ایشور کا ہی بلکہ محرک و سابق الفعل بھی وہی ایشور ہر اچھے اور برے کام مین قرار پائیگا - زنا کا حظ - اور چوری کا فائدہ اور نیکی کا پھل سب اوسی ایشور کے حصہ مین آیا انسان تو صرف مزدور کا مزدور ہی بنا رہا -

سوم - رگوید بھومکا بھاشیہ کا یہ قول ہی - کہ انسان خدا کے فضل سے ہی اوسے پہچان سکتا ہی ورنہ نہین اسلیے اوسکا فضل مخصوص ہوا نہ کہ عام - جسپر اوسکا فضل ہوا اوسنے ہدایت پائی اور جسپر فضل نہوا وہ گمراہ ہوا - اس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ ہدایت و گمرہی اوسی سے ہی -

چہارم - رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۱۸۱ - نیک نہاد انسان کو دیوا اور بدنہاد انسان کو اسر کہتے ہین - انکے مابین بھی باہمی اختلاف طبع کی وجہ سے لڑائی رہتی ہی (شت پتھ براہمن کانڈ ۱ - ادھیاے ۱ - براہمن ۶ - کنڈکا ۱ - سے ۱۲ تک) -

۲ - دیوا ور اسر مالک و محافظ کائنات ہین پرمیشر کے نزدیک فرزند کی مثال ہین اور اسی وجہ سے یہ دونون پرمیشور کے پیدا کیے ہوے سامان کے حقدار اور وارث ہین (شت پتھ براہمن کانڈ ۱ - ادھیاے ۷ - براہمن ۵ - کنڈکا ۲۲) -

اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ نیکوکار اور بدکار دونون مثل فرزند کے برابر اور حقدار ہین جب دونون حقدار برابر کے ہوے تو یہ پایا جاتا ہی کہ ایشور نیکی اور بدی دونونکو برابر سمجھتا ہی - اسلیے تمام اچھے برے کام اوسکی مرضی سے ہوتے ہین اور وہی انکا کرانے والا ہی - اور وہی جسکو چاہے ہدایت کرتا ہی اور جسکو چاہے گمراہ کرتا ہی -

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۱۹۷ سطر ۱ سے صفحہ ۱۹۹ تک -

الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم (پ ۲۶ - س محمد) ترجمہ جو لوگ کافر ہوے اور اللہ کے راستے سے بھولے رہے - اسنے اونکے اعمال مٹی مین ملا دیے یا ضایع کر دیے " اس حوالہ سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک کے گناہ دوسرے کو لگ بھی جاتے ہین اور ایک کے اعمال مٹی ہو جاتے ہین اور دوسرے کے بداعمال صواب ہو جاتے ہین - واہ کیا ہی انصاف ہی -

فقرہ ذو الفقار حیدری — برہمچاری جی آپکی خدمت مین التماس ہی کہ برلے مہربانی اگر آپ مین ویدپڑھنے کی لیاقت نہین ہی۔ تو ان چھوٹی چھوٹی کتابون مصنفہ دیانندجی ہی کو دیکھہ لیجئے۔ معلوم ہوتا ہی کہ آپنے بغیر سمجھے بوجھے روٹیون کے ٹکڑون کے لالچ مین اسلام ترک کرکے آریہ مت اختیار کیا ہی کچھہ ہم اپنی طرف سے نہین کہتے بلکہ آپ کے اعتراض ظاہر کررہے ہین۔ **ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۵۔ فقرہ ۳۱**۔ مفرور یعنے ڈرکر بھاگا ہوا ملازم جو دشمنون کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی اوسکو اپنے آقا کے گناہ لگ جاتے ہین۔ اور وہ قابل سزا ہوتا ہی نیز اوسکی وہ عزت جس سے اوسکو لوک پرلوک مین سکھ ہونیوالا تھا اوسکو اوسکا آقا لے لیتا ہی۔ مفرور اگر مارا جاوے تو اوسکو کچھ بھی سکھ نہین ہوتا بلکہ اوسکے نیک اعمال کا ثمرہ سب نابود ہوجاتا ہے اوس شہرت کو وہ پاتا ہی جسنے دہرم کو مدنظر رکھکر قرار واقعی جنگ کی ہو۔

(منو۷۔ ۹۴ و ۹۵)

ستیارتھ پرکاش بہت واضح طورسے قرآن مجید کی تائید کررہی ہی اور یہ ثابت کررہی ہی کہ قرآنی تعلیم بھی ہی۔ اور آپکا اعتراض وید کے مخالف ہی اسلیے باطل۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۹۷ سطر ۱۸ سے صفحہ ۱۹۹ سطر ۲ تک —
پانچ آیتین ایک ہی مضمون کی نقل کی ہین۔ جسمین سے ہم آخری آیت لکھتے ہین۔ **لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ** (رکوع ۱۷ ۔ پ ۴ س عمران) **ترجمہ** اون لوگونکو جو اللہ کی راہ مین مارے گئے۔ مردہ خیال مت کرو۔ بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہین۔ کھاتے پیتے ہین اور اللہ نے جو اونکو اپنے فضل سے عطا کیا ہی۔ اسمین چین اوڑاتے ہین۔

فقرہ ذو الفقار حیدری — برہمچاری جی آپ کے یہ اعتراضات بھی اوسی حوالہ ستیارتھ پرکاش متذکرۂ بالاسے باطل ہوئے جاتے ہین۔ دیکھئے۔

مد اوس شہرت کو وہ پاتا ہی جسنے دہرم کو مدنظر رکھکر قرار واقعی جنگ کی ہو۔"

آپکا وید کیا کہ رہا ہی اور اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ گناہ اور صواب ایک شخص کا دوسرے شخص پر منتقل ہوجاتا ہی۔ کئی جگہ آپنے اس بارے مین اعتراض کیا ہی آیندہ کو احتیاط رکھیئے گا۔

ناظرین — تہذیب الاسلام کے صفحہ ۱۹۹۔ سطر ۱۲ مین حکیم نورالدین صاحب قادیانیکے اس جواب کا وہ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمین سکھہ پہنچانے کے لیے جسطرح ہمکو بہت سی قوتین اور طاقتین ظاہریہ اور باطنیہ عطا کی ہین اسی طرح سکھہ حاصل کرنے کو طرح طرح کے اور سامان بھی بخشتے ہین" یہ جواب دیا گیا ہے۔

آریہ – اللہ میان نے آپ کے سکھ کے لیے تو شاید ہی کچھ پیدا کیا ہو ہان آپکی آزمایش اور مصیبت کے لیے تو اوسنے سب کچھ بنا رکھا ہی – مال ہی تو وہ بھی آزمایشی – بیوی ہی تو وہ آزمایشی – بچے ہین تو وہ آزمایشی مویشی ہین تو وہ آزمایشی یار دوست ہین تو وہ آزمایشی موت ہی تو وہ آزمایشی نیکی ہی تو وہ آزمایشی بدی ہی تو وہ آزمایشی پیغمبر ہین تو وہ آزمایشی بڑے آدمی ہین تو وہ آزمایشی ان سب پر طرہ یہ کہ آپ لوگونکو ان آزمایشون مین پکا کرنے یا گمراہ کرنے کے لیے میان شیطان ہر وقت دائین بائین اوپر نیچے آگے پیچھے منڈلاتا پھرتا ہی اور لطف یہ کہ خود اللہ میان بھی لوگونکو گمراہ کرنے کے لیے آستین چڑھائے رہتا ہی پھر آرام کے لیے اوسنے کیا بنایا ہی ؟ آپکی روح کو بنایا ہی تو وہ بھی جلدی مین روح کو طاقتین دین تو وہ بھی ایسی کمزور کہ شیطان کا مقابلہ نہ کر سکین – طرح طرح کے سکھ کے سامانون سے اگر آپ کی مراد حور و غلمان یا بہشت کی دوسری چیزین ہون تو دوسری بات ہی ... اس دنیا مین تو آپکے اللہ میان نے آزمایش ہی آزمایش رکھ چھوڑی ہی –

نقرہ ذو الفقار حیدری – برہمچاری جی آپنے ابھی سکھ کے معنی نہین سمجھے اسلیے مین آپکو سکھ کے معنی بتاتا ہون – حکیم صاحب موصوف نے جو اس جگہ سکھ کا فقرہ لکھا ہی بہت درست ہی کیونکہ سکھ ہی ایسی قابل قدر شے ہے جو مشکل سے حاصل ہوتا ہی – یہ جو دنیا مین بادشاہ اور راجہ امرا وغیرہ ہین رات کو اچھی طرح بےفکری سے سوتے بھی نہین – انکی اوقات شب و روز انواع انواع تشویش و تردد مین گذرتی ہی ایک لمحہ بھی سکھ میسر نہین ہوتا – جتنے مہاجن – ساہوکار – اور زمیندار ہین انکو بھی سکھ نصیب نہین – یہ سب لوگ روپیہ کے بڑھانے مین رات دن سرگردان و پریشان رہتے ہین جسقدر ملازمان گورنمنٹ اعلی سے اعلے عہدون پر ممتاز ہین اور تنخواہین بیش قرار اور اختیارات وسیع ہین – اونکو بھی سکھ نہین ہر وقت خوف و بیم مین گذرتا ہی جتنے نماتما رشی منی ہین – اونکو بھی سکھ نہین ملتا – جیون چرتر مہاراج دیانند سرستی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ مہاراج نے اپنی تمام زندگی مین کبھی خواب مین بھی سکھ کا منہ نہین دیکھا –

اول تو برے کرمون کا خطرہ زندگی تک دم کے ساتھ رہا – دوم دنیاوی طمع نے اونکو ایسا گھیرا کہ اپنی جان دیدی – اگر یہ کہین کہ سکھ ایسی نایاب چیز مثل عنقا کے ہی کہ کسی کو حاصل ہی نہین ہوتا – تو یہ بھی نہین – ہان سکھ اون لوگون کو حاصل ہوتا ہے کہ جنکی اوقات توکل اور قناعت مین گذرتی ہی –

سو یہ بات اور کسی مذہب مین نہین پائی جاتی – اگر ہے تو مذہب اسلام مین – کیونکہ جو شخص خدا کو نہ پہچانیگا اور اوسکے احکام اور اوسکی قدرت سے واقف نہوگا وہ شخص قانع اور متوکل نہین ہوسکتا

شعر میر نفیس مغفور:-

توکل کا ملا ہے خانۂ مضبوط رہنے کو	ہر فقیر اللہ کے کب ایسے مسکن سے نکلتے ہین

اور بجز مذہب اسلام خداشناسی و واحد پرستی کا مادہ اور کسی مذہب مین نہین ہی رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۹۴ اور جس شخص کو صرف پرمیشور کے پانیکی خواہش ہوتی ہی اوسکی دوسری خواہشین مٹ جاتی ہین" شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیاے ۷۔ براہمن ۲۔

برہم آنند یعنی معرفت الٰہی کے سرور کے خزانے کے سامنے دنیوی دولت ہیچ ہی وہ ہرگز اسکی برابری نہین کرسکتی۔ جسکی عزت پرمیشور کی نظر مین ہی پھر اوسکو کسی دوسری عزت کی خواہش نہین رہتی۔ ایسا شخص تمام انسانونکو سچی ہدایت اور نصیحت کرتا ہی ممنون کرتا ہوا سکھ پاتا ہی۔ اوسکو صرف دوسرون کی بھلائی یعنے سچائی کے پھیلانے سے مقصد ہوتا ہی" رگوید صفحہ ۱۵۴۔

یہ قول بہت ٹھیک ہی کیونکہ حق بات سے کوئی اعتراض نہین کرسکتا۔

لیکن یہ بات جو وید مین لکھی ہی آریہ مذہب پر کسی طرح صادق نہین آتی یہ جو ہم کہ رہے ہین ضد اور مخالفت سے نہین بلکہ اسمین ایک تہ ہی جسے آریہ لوگ نہین سمجھے ہین اور اپنے اوپر محمول کرتے ہین قابل غور یہ امر ہی کہ وید مین ایک ایسی باریکی رکھی گئی ہی جو مذہب اسلام پر منطبق ہوتی ہی۔

تشریح:- یہ ہی کہ:- اول فقرہ مین جو پرمیشور کے پانے کی خواہش لکھی ہی تو پانے کے معنی یہ ہین کہ کوئی نہ ملنے والی شے کو پانا۔ یا کھوئی ہوئی چیز کو پانا۔ یا جو چیز مشکل سے دستیاب ہو اوسکی نسبت پانے کا لفظ مستعمل ہوتا ہی۔ تو ملاحظہ فرمائیے کہ بوجہ سرو یاپک ہونے کے آریون کا ایشور تو نباتات وحیوانات و جمادات۔ یعنے ہر موجودات عالم مین ویاپک ہی۔ اور بسبب محیط کل ہونے کے سب جگہ موجود حتیٰ کہ عورت کے رحم وشکم اور مرد کے اعضاے خاص مین بلکہ ہر خلا مین موجود ہی۔ تو جو چیز موجود ہو اوسکی نسبت پانیکی خواہش ہونا کیا معنی۔ دوسرے یہ کہ اگر پانیکی خواہش سے دیکھنا مراد ہے تو اسی رگوید آدی بھومکا بھاشیہ کے صفحہ ۶۳ مین مرقوم ہی "کہ خدا اسکو دیکھتا ہی لیکن اوسکو کوئی دیکھ نہین سکتا" تو اس قول سے یہ تاویل بھی غلط ہوئی۔

پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معرفت الٰہی کا سرور۔ خداشناسی کا سکھ۔ اور پائدار عافیت۔ اہل اسلام ہی پانیکی خواہش کرسکتے اور پاسکتے ہین۔ فرض کرو کہ اگر ہم آپ کی اس بات کو مان بھی لین تو یہ بات خاص سیناسیون کے بارے مین کہی گئی ہے۔ اللہ عم نوالہ کا فضل وکرم عام ہوتا ہی خاص نہین۔ اسلئے

یہ بھی ممکن نہین۔ دیکھئے اہل اسلام کو خدا کا ایسا عشق و عقیدہ ہی کہ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا کہ اوسکی یاد نہو
ہر کام کے شروع مین اوٹھتے بیٹھتے۔ کہاتے پیتے۔ لکھتے پڑہتے۔ بسم اللہ کہتے ہین اور ہر ارادہ کے پہلے انشاء اللہ
اور ہر ارادہ و تماشاے صنعت و حرفت کے وقت سبحان اللہ اور سوتے جاگتے آمد نفس پر الحمد للہ
علی ہذا ہمہ وقت اوسی کا ذکر اور اوسی کی خواہش۔ اوسی کا دم بھرتے ہین۔ یہ وہی لوگ ہین
جنکی نسبت حق تعالے نے ہزارون برس پہلے توریت شریف مین ارشاد فرمایا ہی۔
"اے بنی اسرائیل مین اپنے لیے ایسی قوم پیدا کرونگا جو ہر وقت سوتے جاگتے اوٹھتے بیٹھتے
میرا نام لیگی"۔
پس یہ بات اسلام ہی پر صادق آتی ہی اور اگر ہم بسم اللہ اور انشاء اللہ کی تفسیر لکہین تو ایسی ایسی
کتنی ہی کتابین بھر جائین۔

اب ہم آپکی آزمایشی اشیاء مرقومہ بالا کے متعلق جواب دیتے ہین۔

آپنے جو تمام چیزون کو آزمایشی بنا کر اہل اسلام پر طعن و تشنیع کی ہی۔
سبحان اللہ۔ خفا نہو جئے آپ ابھی اس لایق نہین ہین جو اسلام پر معترض ہون کہ مدتے باید تا پختہ
شود خامے۔ دنیا مین یہ قاعدہ ہی کہ ایک بات اور اوسکا ایک جواب۔ لیکن آپ ایک ہی بات
کو رٹے جاتے ہین۔ گھبراہٹ مین کہتے کچھ ہین اور منھ سے نکلتا کچھ ہی۔ انھین آزمایشون کا جواب
ہم شکل آٹھوین دفعہ ۵ مین بیان کر آئے ہین۔ لیکن جس پیرایہ مین آپنے ہیر پھیر کرکے اوسی اعتراض
کو اس جگہ بیان کیا ہی۔ اوسی پیرایہ مین ہم سے جواب سنیئے۔ آزمایشین دو طرح کی ہوتی ہین۔ ایک
رحمت سے دوسری غضب سے۔ جو قوم رحمت کی مستحق ہوتی ہی۔ اوسکی رحم سے اور جو قوم غضب کی
مستحق ہوتی ہی اوسکی آزمایش غضب سے ہوتی ہی۔ اسلیے قرآن شریف مین پہلا سورہ فاتحہ
جو پانچ وقت کی نماز کی ہر رکعت مین اور ہر سورہ کے اول پڑھا جاتا ہی اوسکی چوتھی آیت سے
دیکھیئے۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین ترجمہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین اور تجھی سے مدد
مانگتے ہین اھدنا الصراط المستقیم ہمکو (دین کا) سیدھا راستہ دکھا صراط الذین انعمت
علیہم ان لوگونکا راستہ جن پر تونے (اپنا) فضل کیا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین نہ انکا جنپر
(تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہون کا ﴿۵﴾
اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اہل اسلام کی ہر عبادت مین یہی دعا رہتی ہے چونکہ خدا ے تعالے
رحیم اور مجیب الدعوات ہے پس جو اوسکے ماننے والے بندے ہین اون کی یہہ

دعا جو کم از کم پانچ وقت اوس سے طلب کی جاتی ہے ضرور قبول فرما کر اونکا امتحان رحمت اور فضل سے کرتا ہے۔ بدین وجہ۔ زن و فرزند۔ مال و مویشی۔ زمین وغیرہ گو آزمایشی ہین لیکن سب اوسی کا عطیہ ہے۔ اور اس کا یہی نتیجہ کہ ان سے سکھ حاصل کرین اور منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرین۔ اور اوسی کی یاد کرین۔ انمین پھنسکر اوسے نہ بھولین یہی آزمایش ہے۔

شعر

چیست دنیا از خدا غافل شدن		نہ زر و فرزند و نقرہ سیم و زن

اب ہم بیان کرتے ہین کہ جنپر غضب ہوتا ہی اونکی آزمایش کس طرح ہوتی ہی اونکے واسطے چھوٹے چھوٹے دہاتما۔ رشی منی جو لالچی اور چور۔ قاتل ہوتے ہین دوسرون کا مال بلا تکلف غصب کرتے ہین طرح طرح کے بھروپ بدلتے ہین۔ لگار ونکی صحبت مین رہکر بدچلنی کی تعلیم پاتے ہین۔ ایسے شخصونکی صحبت اور تعلیم سے انسان کو ہدایت اور سکھ کبھی حاصل نہین ہوتا اونکو مال ملتا ہی تو چوری کا اور تعلیم ملتی ہی تو چوری کی کہ آٹھ آنہ کا لوٹا بھی نہین بچتا۔

بیوی ملی تو آزمایشی جو بہت سے مردون کی آزمایش کر چکی ہو۔ جو اپنے شوہر کے حکم سے ہر ایک جوان سے بیج مانگتی پھرے جب حمل رہ جائے تو شوہر بہت خوش کہ تو بہت بڑی پتی ورتہ (پارسا) بی بی ہے اسی طرح اولاد دین اور پیدا کر۔ تو پوری عفت دار ہو جا۔ بچے ہین تو آزمایشی۔ سب حرامی۔ زنا زادہ نطفہ بے تحقیق۔ نیوگ سے پیدا کیے ہوے۔ مویشی ہین تو آزمایشی جو پچھلے جنم کا کوئی باپ کوئی دادا کوئی ماتا ہی کسی کا سور کا جنم تھا کسی کا کتیا کا جو کاتک کے مہینے مین بہار پر آکر کتون کے ساتھ مزے اوڑاتی تھی۔ کوئی گاے۔ بیل۔ بھیڑ۔ بکری تھے جنکو مسلمانون نے ذبح کر کے خراب جنم سے چھٹکارا دلوایا۔ اسلیے کہ مسلمانون کے دل مین رحم زیادہ ہے کسی کی مصیبت نہین دیکھ سکتے۔ یار دوست جو ہین سب آزمایشی۔ خدا جانے کہ پچھلے جنم کے بیل ہین۔ یا بھیڑیے یا کتے۔ بلی۔ بدی سے ماں باپ کو نہین چھوڑتے چہ جاے کہ غیر۔ کل جگ کے مہاتما ہین تو آزمایشی جسطرح سوامی جی۔ اونکے جیون چرتر سے معلوم ہوتا ہی۔ کہ اونسے کوئی برا کام نہین چھوٹا۔ برے آدمی ہین تو وہ بھی آزمایشی۔ جو اپنی بداعمالی کے باعث آیندہ حشرات الارض کا جنم پائینگے اس جنم مین بھی انسانون کی ایذا رسانی کر رہے ہین اوس جنم مین بھی ایذا پہونچائینگے۔ ان سب پر طرہ یہ ہے کہ آریون کا ایشور۔ ان سبھون کے پیٹ مین۔ حلق مین۔ رحم مین گھسا ہوا اندر ہی اندر کارروائی کر رہا ہے۔ چونکہ آریون مین شیطان جیو ہی کو مانا ہے۔ اور جیو کو

ایشور چھپا کیے ہے اسلیے یہ سب کام ایشور ہی کے ہین۔ جیو کو صرف مزدوری مین روٹی کا ٹکڑا ہی ملتا ہی ورنہ سارے گلچھرے اور عیش وعشرت ایشور ہی کے لیے ہے۔ اور ایشور نے بخیال اپنی عیش و عشرت کے جیو کو ایسا مطلق العنان کیا کہ سروپاپک اور محیط کر لینے پر بھی انسان اپنی حرکتون سے باز نہین آتا ایشور کتنا ہی سہارا دیتا ہی۔ اور انتظام مین چلاتا ہی۔ لیکن یہ ایسا بدی پر دلدادہ ہے کہ مانتا ہی نہین ۔ انے کس طرح بباعث ازلی ہونے کے ایشور کا بھائی ہے۔ دونون ایک ہی باپ کے بیٹے ہین جیسے یہ ویسے وہ ۔

ناظرین ۔ تہذیب الاسلام کے صفحہ ۲۰ سطر ۱۰ لغایت سطر ۱۴ مین حکیم نور الدین صاحب قادیانی کے اس جواب کا کہ "وہ منجملہ ان سامانون کے پاک کتابین ۔ پاک روحین ۔ اور مزکی اور مطہر کرنیوالے انبیا ورسل ہین جنکا کام علاوہ کلمات طیبات کے پڑھانے اور سمجھانے کے یہ بھی ہی کہ وہ اپنی مقناطیسی طاقت (دینے سچے جذبات) اور سچی دعاؤن اور کامل کوششون سے ہمین مزکی اور مطہر بھی کرین ۔

آریہ ۔ یہ جواب دیتے ہین ۔ مجھے تو قرآن نے پاک نہ کیا بلکہ گوشت خوری ۔ حور وغلمان کے خیال نے شراب وکباب کی تمنا ۔ ہمجنسون سے مخالفت ۔ خلاف از عقل باتون کی تعلیم نے میرے آتما پر ایک مدت تک زہریلا اثر کیا اس قسم کی باتون سے آپ لوگ پاکیزگی حاصل کر سکین ۔ تو اور بات ہی پاک روحون کا بھی کچھ نہ پوچھیے ۔ پاک روح تو آوے یا نہ آوے ۔ جن بھوت ۔ شیطان وغیرہ تو ضرور دائین بائین سے دق کرتے رہتے ہونگے انبیا ورسل کے فسانے پوشیدہ ہی بھلے ۔ اکثر قرآنی انبیا بائبل کے ہی اشخاص ہین ۔ انکے افعال اور ناموں کی فہرست کی قدر تو قرآن مین اور زیادہ تر بائبل مین موجود ہی ۔ چنانچہ آدم نے گناہ کیا بہشت سے نکالا گیا ۔ نوح نے شراب پی ۔ ننگا ہو کر ناچا ۔ ابراہیم نے کئی بار جھوٹ بولا ۔ اور لوگون کو دھوکہ دیا ۔ حضرت لوط کی لڑکیون کا قصور پوشیدہ نہین ہی ۔ حضرت موسی نے خون کیا ۔ حضرت اسحق نے جھوٹ بولا ۔ حضرت یعقوب نے فریب کھیلا اور دھوکہ بازی سے کام لیا ۔ حضرت یوسف نے فریب سے کام لیا ۔ حضرت داؤد نے ناجائز تعلق پیدا کیا ۔ ہان اگر آپکے نزدیک عورتون کا ریوڑ جمع رکھنا یا لونڈیونکو بجاے بیویون کے استعمال کرنا طہارت و پاکیزگی کے نشانات ہین ۔ تو ہم کچھ نہین کہتے ۔ جب ملاحون کا یہ حال ہو تو کشتی کنارے پر کیونکر لگ سکتی ہی ۔ ایسے اشخاص آپ لوگون کو مطہر بنا سکتے ہون تو اور بات ہی ہمین تو یہ لوگ چندان پاکیزہ زندگی رکھنے والے معلوم نہین ہوتے ۔

فقرہ ذوالفقار حیدری ۔ برہمچاری جی آپ بیشک قرآنی تعلیم سے پاک نہین ہوے ۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ آپنے قرآنی تعلیم پائی ہی نہین شروع سے آپ آریہ مت کے خفیہ پیرو تھے - آپ کے والد ماجد نے پرائمری تعلیم کے وقت پیشین گوئی کی تھی کہ یہ لڑکا ضرور خراب ہوجائیگا - مثلاً جسطرح بعض چیزین اپنی حالت موجودہ سے منتقل نہین ہوتین - اور کتنا ہی طاہر کرو ود طاہر نہین ہوتین - کیونکہ اگر دودھ نجس ہوجاے تو اوسے پانی وغیرہ سے کسیطرح پاک نہین کرسکتے - شکر وغیرہ بھی پاک نہین ہوسکتی - سورا ورکتے کو گلاب وکیوڑے سے دھو مگر پاک نہین ہوسکتے - علیٰ ہذا مشک وغیرہ سے بھی طاہر نہین ہوسکتا - جنکے دل سیاہ ہین اونکو سچی تعلیم زہر کا اثر رکھتی ہی - حضرت مسیح علیہ السلام انجیل شریف مین فرماتے ہین - کہ تم اپنے موتی سورون کے آگے مت پھینکو کیونکہ وے اونکی قدر نہین جانتے - تو اگر آپ قرآن کی تعلیم سے پاک نہین ہوے تو اسمین قرآن کا کیا قصور - اگر آپ ویدا ور قرآن کو ملا کر دیکھتے اور انصافانہ نظر کرتے تو آپ پر وید کی حقیقت کھل جاتی -

جن - بھوت - شیطان وغیرہ تو آپ کے گرد گھوم ہی رہے تھے لیکن اب آریون کا ایشور جو سب سے زیادہ بوالہوس ہی آپکا پیچھا نہین چھوڑتا پھر کس طرح آپ راہ راست پر آسکتے ہین - اور سب انبیا علیہ السلام کی نسبت جو آپنے زباندرازی کی ہی اسمین تعجب کی یہ بات ہے کہ چھوٹا منہہ بڑی بات اول آپکو یہ چاہیے تھا کہ اپنے ایشور اور گرو کا حال دیکھتے جب دوسرونکی برائی کا ٹھیکہ لیتے - خیر اگر آپنے پاسداری نہین کی تو ہم آپکو آپ ہی کی کتابون سے سب حال دکھائے دیتے ہین -

دیکھئے - حضرت آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزمان تک جسقدر انبیا گذرے ہین اونکی فہرست آپنے اپنے اعتراض مین دی ہی - یہ سب انبیا انسان تھے ہم انکو خدا نہین مانتے - جسطرح آپ ہر چیز کو خدا مانتے ہین بلکہ اسی شبہہ کے دور کرنیکو جناب سرور کائنات فرماتے ہین مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اگر ان حضرات سے کوئی سہوا ترک اولیٰ ہوا ہو تو کیا عجب ہی - خداوند تعالیٰ غفور الرحیم ہی - اور کمال قدوسیت طہارت اور منزگی ذات سبحانہ تعالیٰ مین ہی اسی سے یہ صفت بھی امتیازی ہی - اور یہ بھی یاد رہی کہ گناہونکی معافی کا اختیار بھی قرآنی اللہ کو ہی -

اب ہم تھوڑا سا حال آپکے گرو دیانند سرستی کا سناتے ہین - دیکھئے دیانند سرستی جی نے کیسے کیسے سخت گناہ کیے جو ایک معمولی جاہل بھی نہین کرسکتا - اونکے تمام کرتوت ہم پہلے بیانونمین ظاہر کرچکے ہین - ہمارا یہ شیوہ نہین کہ مکرر سہ کرر اوسی کو پھر بیان کرین - اس کتاب کے دیکھنے سے آپ پر خود واضح ہوجائیگا -

گوشت خوری سے جو آپنے نفرت ظاہر کی ہی اسکے جواب مین ہم یہ دعوی سے بیان کرتے ہین کہ آپ ایسے ابھی گوشت خوری نہین چھوٹی - اگر آپ اسی کو چھوڑدین تو آپ کو پھر اور کسی کام کی ضرورت نہین بلا روک ٹوک آپکی مکتی ہوجاے - مگر مشکل تو یہ ہی کہ آپ کھاتے ہین اور پھر کہتے ہین اسکا کیا علاج سنیئے آپ دودھ تو خوب شوق سے نوش کرتے ہین از روے علم ڈاکٹری یہ گاے کا خون ہے - آپ گھی اور مکھن خوشی سے کھاتے ہین یہ گاے کی چربی ہی - ہوا اور پانی تو ہر وقت آپکے استعمال مین رہتا ہی ان دونون چیزونمین ہزار ہا جاندار کیڑے جو بشکل گھونگھہ مچھلی وغیرہ مختلف صورت کے ہین - آپ برابر کھاتے پیتے ہین -

اگر آپکو یقین نہووے تو آپ علم ڈاکٹری وخوردبین کے ذریعہ سے صداقت کرسکتے ہین - آپ کے گرو تو ستیارتھ پرکاش مین اسکے قائل ہوچکے ہین - آپکی وہی نقل ہی کہ ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی -

اگر شراب وکباب وحور وغلمان میوہ پھل یعنے سامان عیش وعشرت بہشت مین نہو تو پھر بہشت مین جانیکا کیا فائدہ - گویا بہشت نہوئی تو آپکے بیان کی مکتی یعنے قید تنہائی ہوئی - مکتی نام سرگ مین داخل ہونیکا ہی - لیکن دیانندجی نے بباعث عداوت ہنود اور بوجہ ضد مسلمانون کے مکتی کے معنونکو پلٹا کر قید تنہائی بنا دیا - کتاب ستیارتھ پرکاش مین لکھا ہی کہ مکتی نام اس بات کا ہی کہ انسان ایشور کی اردلی مین میعاد معینہ تک آنند رہے - اب یہ فرمائیے کہ عقل بڑی یا بھینس - آپکے خیال سے بھینس ہی بڑی ہی - سنیئے کہ اب آریون کا ایشور سرب ویاپک یعنے ہر چیز مین سمایا ہوا ہی اور محیط کل ہے - یعنے ہر چیز چھوٹی بڑی کو محیط کیے ہوے ہی - تو فرمائیے کہ ایسے شخص کی اردلی مین کوئی کیونکر اور کہان رہ سکتا ہی جب تک کہ ایشور کے موافق خود انسان سرب ویاپک اور محیط کل نہوجائے - اور جب یہ صفت انسان مین آگئی تو وہ بھی ایشور ہوگیا -

تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ دیانندجی کی بنائی ہوئی مکتی بالکل خلاف عقل اور غلط - اور قدیم اہل ہنود کا خیال بابت سرگ کے بہت ٹھیک اور اہل اسلام کا بیان بہشت بہت سچا -

ناظرین - حکیم نورالدین صاحب قادیانی کے جواب مندرجہ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۰۲ سطر ۷ - آریون کا یہ غرض تہا - اور ان کے ذمہ بڑا بھاری قرضہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے اس سچے فلسفہ کے مقابل وید سے دکھاتے ہین کہ وہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کے مطابق نیکی اور بدی اور انکے محرکات اور مزیلات کا فلسفہ بیان کرتا" جسکے جواب مین برہمچاری جی کہتے ہین :-

آریہ۔ آریہ تو آپکے کسی بڑے کے بھی مقروض نہین ہوے انکے ذمہ قرض نکالنا کیا معنی۔ آریون کا فلسفہ بہت پرانا ہی۔ ابھی تک سڑی ہوئی مٹی سے آپ کے بابا آدم کا ڈھانچہ بھی تیار نہوا ہوگا جبکہ آریون کے رشی منی موجود تھے۔ ابھی آپ کے بابا آدم کی پسلی توڑکر حوا نہین نکلی تہی جبکہ آریون مین گارگی اور میتری جیسی فلسفہ دان عورتین موجود تھین۔ ابھی آپکے نبی کا نور معلوم نہین کسکی پیٹھ یا پیشانی مین پوشیدہ ہوگا جبکہ آریون کے فلاسفر اُپنشدون کو لکھ چکے تھے۔ ابھی قرآن کا ظہور نہین ہوا تھا جبکہ ہمارے بعض ہموطن قرآن کی طرح اکثر پران لیلا کا پرکاش کر چکے تھے۔ پھر آپ کا قرضہ ہمارے ذمہ کیسا؟ آپ کا قرض ہوگا تو اللہ میان کے سر ہوگا آپکے عربی بھائیون کا مقروض ہوگا تو اللہ میان ہوگا جو آپ لوگون سے یا آپکے بزرگون سے دوگنے دینے کی امید پر قرض کھا بیٹھا ہے۔ اور ابھی تک مانگ رہا ہی۔ قرض دو اللہ کو قرض دو۔ قرض کی نالش کرنی ہو۔ تو اللہ میان پر کیجیے۔ کے آمدے وکے پیرشدی۔ تیرہ چودہ سو برس کا قرآن وہ بھی بائبل کا دودھ پیکر پلا ہوا۔ آج آریون کو قرضدار کہہ رہا ہے۔ آہ۔ زمانہ کی رفتار اُلٹی ہوگئی حدیثون مین پڑھا تھا کہ قیامت کے قریب سورج مغرب سے نکلے گا۔ مگر ہمارے پرجوش دوست نے ابھی سے اُلٹی باتین شروع کردین۔ خیر وہ بھی معذور ہین سچ کہتے ہین ویدون مین ایسا فلسفہ کہان کہ جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ اللہ میان کی طرح نور کل ایشور بھی لوگون کو گمراہ کرتا پھرتا ہے۔ یا لوگون کو گمراہ کرنے کے لیے اسنے شیطان کے گھوڑسوار چھوڑ رکھے ہین یا اللہ میان کی طرح وہ خیر الماکرین ہے۔ یا لوگون کے دل و دماغ پر پردہ ڈالتا یا کانون مین روئی ٹھونستا پھرتا ہی۔ یا لوگون کو حیوانی قربانی اور گوشت خوری پر اُکسا رہا ہے۔ یا حور و غلمان۔ شراب وکباب کے جھانسے دیکر سپاہیون کو لڑنے مرنے پر آمادہ کر رہا ہے۔ نہ صاحب ایسا فلسفہ ویدون مین ہرگز نہین ہے اس فلسفہ کی جڑ قرآنی زمین ہی مین لگی ہوئی ہی۔

فقرہ ذوالفقار حیدری ۔ پہلے زمانہ یعنے سلطنت اسلام مین قرض لینے اور دینے کا ایسا اچھا اور صاف انتظام تہا کہ جس کسی کو قرض لینا منظور ہووے اپنے کسی دوست یا مہاجن سے حسب حیثیت بلا تکلف لے لیتا تہا۔ نہ دو چار گواہونکی ضرورت تہی نہ دستاویز لکھی جاتی تہی صرف قرض کا دارومدار زبان اور ہاتھ پر تہا۔ یہ ایسا عمدہ طریقہ تہا کہ کسیکو کانون کان خبر نہوتی تہی۔ رفتہ رفتہ تمسک اور دستاویز کا چلن ہوا اور گواہان حاشیہ کی ضرورت ہوئی۔ اس مضبوطی پر بھی بے ایمانیان ہونی

لگین اور مہاجنون کا روپیہ ہضم جب حکام کے دلونمین حق تلفی کا خیال ہوا تو محکمہ رجسٹری قایم ہوا - لیکن عیار لوگ اسپر بھی نہین چوکتے طرح طرح کے فسا دکھڑے کردیتے ہین اکثر رجسٹریان جعلی ہوجاتی ہین - اکثر کا سچا قرضہ اور اصلی تمسک رجسٹری شدہ ناجائز ہوجاتا ہی - یا کسی وجہ سے ردی تصور کیا جاتا ہی اسی دستور اور زمانہ حال کے اثر سے بسبب آریہ تعلیم کے ہمارے دہرم پال جی نے اسلام کے قرضہ سے کیا صاف انکار کردیا - گویا اسلام سے قرضہ لیا ہی نہ تھا اور طلب و تقاضا تو کیسا بوقت ذکر نوبت باپ دادا تک پہونچائی - افسوس چودہ صدی کا ہی اثر ہے - کہنے کو تو آریہ از روے وید ہر جگہ اور ہر موقع پر یہی بیان کرتے ہین کہ سچائی بڑی عمدہ شی ہے اور اسکے برابر کوئی اچھی چیز نہین - اور سچائی ہی کی ہمیشہ فتح ہے مگر افسوس ہاتھی کے دانت دکھانیکے اور - اور کھانیکے اور زبان پر تو سچائی کا ذکر ہے - مگر دل مین جھوٹ اور فریب کا خزانہ بھرا ہی - من مین تیغ بغل مین اینٹین شعر

ہر بار آپ کہتے ہین نہین نہین نہین ۔ انکار وصل پر کہین اقرار ہو نہ جائے

دیکھیے کھوٹے پن اور بد معاملگی کی یہی بات ہی کہ سچے قرضہ سے صاف صاف انکار ہے اگر ہمارے پاس اسوقت رجسٹری شدہ مع دستخط اور مہر کے باضابطہ دستاویز ہوتی تو لیجیے برہمچاری جی کو سولہون آنے ہضم - روپیہ ضبط تھا - یہی بد معاملگی دیکھکر ہمارے حکیم صاحب نے نوٹس دیا ہی اور ہم بھی صاحبان آریہ کی خدمت مین اطلاع کرتے ہین کہ آپ اسلام کے قرضدار ضرور ہین چونکہ اسلام مین رحم نہایت درجہ ہی اگر برادرانہ طریق سے کہتے تو ہم معاف بھی کردیتے لیکن ایک تو قرضدار دوسرے باپ دادا تک جانا بھک منگی دہرہنگی کیسی کمینی بات ہی -

ہم اپنی صداقت کے واسطے مضمون دستاویز پیش کرتے ہین - اگر برابر نقطہ کے بھی اسمین بناوٹ جعلسازی جھوٹ کوئی ثابت کردے تو ہمارا دعوی باطل اور نامسموع اور ہم منفعل و پشیمان -

ہمارا قرض تو آریہ پر ضرور ہی ہے مگر اونکے ساتھ اونکا ایشور بھی ہمارا مقروض اور رشتہ دار ہے - برہمچاری جی مین از روے وید اور تواریخ کے بیان کرتا ہون سنیئے یہ تو آپ کے یہان مسلمہ ہے کہ ایشور عورتون کے رحم مین باس کرتا ہی اور اس بات کے بھی آپ قائل ہین کہ یہی انسان کسی جنم مین مرد کسی جنم مین مؤنث ہوجاتا ہی شعر

یہ بھی ہے قضیہ اتفاقی ۔ فوارہ تو گم خزانہ باقی

اور کتاب ستیارتھ پرکاش کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم معلوم ہوتا ہے کہ آپکے ایشور کے نام مذکر بھی ہین اور مؤنث بھی اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ آپکا ایشور ہی حسب ضرورت بہروپ بدل کر عورت سے مرد اور مرد سے عورت ہوجایا کرتا ہی - اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ عورتون کے رحم مین مؤنث بنکر رہتا ہی اگر مذکر بنکر رہے تو دوسری بات ہوئی جاتی ہی - اس سے یہ بھی بخوبی ثابت ہی کہ دنیا مین مشہور ہی کہ بہ نسبت مردونکے عورتون مین خواہش نفسانی بہت زیادہ ہوتی ہی کوئی ہزار حصہ - کوئی سو حصہ - کوئی ستر حصہ کا اندازہ لگاتا ہے

توبنا برانکی ہو وے خیال سےکے ایشور کی بھی ڈبل قوت تو ضروری ہونا چاہیے اور بخیال باریکی جتنا کہا جاوے درست ہی یعنے ایشور مین بمقابلہ انسان ہزار گنی قوت زیادہ ہی۔

اور جب لشکر اسلام ہند مین آیا تو بسبب معیوب ہونے کے اونکی عورات ہمراہ نہین آئین نیز بوجہ فاصلہ دور دراز وراہ دشوار گذار یہ غیر ممکن بات تھی۔ یہی عورتین آریہ ورت کی بیاہی بن بیاہی خواہ بجبر خواہ برضامندی مسلمانون کے استعمال مین آئین اس بات سے کوئی تواریخ دان اور صاحب عقل انکار نہین کر سکتا۔ اور اکثر مہارانیان بھی سلاطین اسلام کے تخت مین آئین۔ اور اکثر بباعث اتحاد و مراسم ہدیتہً بھی پیش کی گئین۔ اسجگہ صاحبان فہم سمجھ سکتے ہین کہ درمیان اہل اسلام اور آریون کے کسطرح کا رشتہ نازک پیدا ہو گیا۔ اور بقول آریہ یہ بھی قابل یادداشت ہی کہ آریون کا ایشور بشکل مونث عورتون کے رحم مین موجود تھا اسلیے ایشور بھی ہمارا رشتہ دار بن گیا۔ اب رہا جہیز جو برضامندی طرفین ملا ورنہ بزور شمشیر حاصل کیا۔ جسطرح ہندو راجاؤن مین دستور تھا کہ بعد قلع و قمع و جنگ و جدل جہیز ملتا تھا۔ اب یہ بات رہی کہ جہیز تو اسباب زر و جواہر نقد و جنس وغیرہ وغیرہ ہمکو ملا اوسمین بباعث سرو پا پاک ہونے کے ایشور بھی اونکے ہمراہ آیا۔ گوکہ ہم نے اسقدر بیشمار اور لازوال دولت حاصل کی لیکن جسپر بھی آپ ہمارے قرضدار کے قرضدار رہے۔ جسقدر آپ دین آپکی مہربانی۔

اور مسلمانونکا رحم دیکھیے کہ بعوض اس سلوک کے کل آریون پر اتنا بڑا احسان کیا کہ جسکا عوض آریون سے ادا ہونا محال ہے“

کتاب رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۲ مین بحوالہ یجروید ادھیاے ۲۳ منتر ۱۹ ترجمہ پنڈت جی دہرم عالم سنسکرت سے ثابت ہی ”کہ اوس زمانے مین عورتین آریہ ورت کی ایسی بوالہوس ہوتی تھین کہ گھوڑے۔ ٹٹو۔ خچر۔ وٹمانگن وغیرہ سے رفع خواہش کرتی تھین اسلام کے غازیون نے اپنی بہادری سے اون عورتونکی اس عادت کو زائل کر دیا۔ یہ بھی کتنا بڑا احسان کیا کہ ہمجنسیت مین شامل کر لیا“۔

دفعہ ۲۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حوا علیہما السلام کی طرف جو آپنے بے ادبانہ الفاظ استعمال کیے ہین۔ یہ آپکی سعادتمندی ہی ذرا غور سے سنیئے۔ ابھی تھوڑے دن گذرے ہین کہ آپ مسلمان تھے اور آپکے والد بزرگوار دیندار مسلمان تھے۔ بسبب اونکی اولاد ہونے کے مسلمان ہی کا دودھ پیکر ہاتھ پاؤن نکالے نشو و نما پائی انگریزی قانون یہ بات بتا رہا ہی کہ کوئی شخص بوجہ تبدیل مذہب یا حیثیت اپنی وراثت یا حقوق والدین سے محروم نہین ہو سکتا تو کسی طرح آپ اپنے باپ کی اولاد ہونے سے انکار نہین کر سکتے اور بموجب طریقہ اسلام ضرور آپکے باپ کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام تھے اگر میری بات کا یقین نہو تو آپ جسسے

چاہیے اسے دریافت کر لیجئے۔ تحقیق ہوجائیگا۔ اس حساب سے حضرت آدم علیہ السلام آپکے دادا پردادا وغیرہ ہوے۔ آپکو اختیار ہے جو چاہے اونکی خدمت مین گستاخی کیجئے۔ ہمارا کچھ نقصان نہین لیکن سننے والے اور دیکھنے والون کے نزدیک جو اپنے بزرگونکو برا کہے ناخلف کہلاتا ہے۔ اگر آپ تبت مین پیدا ہوے ہوتے تو پھر ہمارا کوئی اعتراض نہ تھا۔ اور ستیارتھ پرکاش مین آپکے گرو دیانندجی کہتے ہین اور تاکید کرتے ہین کہ نامہذبانہ اور بے ادبانہ الفاظ آریونکو کسی بات مین استعمال نہ کرنا چاہیئن لیکن جب آپ اپنے باپ دادا کے نہوئے تو دیانندجی کے آپکیا ہونگے اور اونکے حکم کی کیا وقعت کرینگے۔

دفعہ ۲۔ حضرت آدم ع سے پہلے آریہ مت کا ہونا۔ یہ بھی شیخی کی بات ہے۔ اسکا رد بھی ہم آگے کسی موقع پر بیان کرینگے۔ اس سبب سے باطل ہے۔

حضرت آدم ع سے پہلے آریہ مت کا ہونا یہ بھی آپکا خیال بیجا اور غلط فہمی ہے۔ آپکے گرو دیانندجی نے جینیات کے موافق حساب کیا ہے۔ سوامی جی نے جو حساب دنیا کی پیدایش کا کیا ہے یہ اونکی کم فہمی اور نادانی ہے کیونکہ رگوید آدی بھومکا بھاشیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شخص بغیر پڑھے عالم نہین ہوسکتا۔ تو کوئی آریہ ہمین تحقیق کردے کہ مہاراج نے وید کی تعلیم کہان پائی تھی۔ اور کس پاٹ شالہ (مکتب) مین اور کس پنڈت سے پڑھا تھا تھر متھرا مین "مہاراج ویرجانند" جو جنم کے اندھے تھے اونسے کچھ ویا کرن "(علم صرف ونحو)" آپنے پڑھا ہے اوسیکے زور سے آپ کچھ کچھ ویدون کو پڑھ لیتے تھے چونکہ آپ انسانی مشین مین چلتے پرزے تھے اسیلیے اپنی عقل کے زور سے اون ویدون پر جو مدت سے مٹی مین دبے ہوے تھے قلمی کی ہے۔ اسیطرح پیدایش وقیام عالم کا حال اٹکل پچو لکھدیا ہے۔ اسیلیے کبھی وہ قابل اعتبار نہین دنیا کی پیدایش کا حال اور اوسکا ثبوت آیندہ ہم لکھینگے۔ انجکہ بباعث طول نظر انداز کرتے ہین۔ اسے ہم ثابت کرچکے ہین کہ آریون کا ایشور ہی لوگونکو گمراہ کرتا پھرتا ہے۔ آٹھوین شکل کی دفعہ ۵ مین موجود ہے۔ دیکھ لیجئے۔ بار بار اوسی پرانی بات کو دوہرانا ہمارا کام نہین۔ یہ عادت ہمارے برہمچاری جی ہی کو مبارک۔

اور بقیہ اعتراضون کے جواب بھی ہم دے چکے ہین۔

ناظرین حکیم صاحب موصوف کے اس جواب "یہ سفیہانہ طریق جو اونھون نے اپنے لیے پسند کیا ہے کہ تمام حقائق پر بیباکی سے زبان طعن کھولتے ہین یہ طریق سچے علوم اور تحقیق حق کا دشمن ہے" کی بابت کہتے ہین:—

آریہ — (تہذیب الاسلام صفحہ ۲۰۴ سطر ۱۲ و صفحہ ۲۰۵) حضور نے "سفیہانہ" "حقائق"، "دشمن" کو موٹے الفاظ مین لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ آریون کے ہاتھ سے بہت ہی تنگ

آئے ہوے معلوم ہوتے ہین ورنہ آپ معترض کی خاطر تمام آریونکو "سفیہہ" ہرگز نہ کہتے مگر آپکا کیا قصور ہی آپکا اللہ میان خود عقلمندون کو "سفہا" کہہ رہا ہے عقلمند ونکو کہا جاتا ہی کہ عام لوگون کی طرح ایمان لاؤ۔ عقلمند جوابدیتے ہین کہ:۔ انؤمن کما آمن السفہاء (پ۱ س بقرہ) ترجمہ کیا ہم بیوقوف لوگون کی طرح ایمان لے آئین"۔ اللہ عقلمندون کی اس بات پر غصہ ہوتا ہی اور بجاے معقول جواب دینے کے کہتا ہی کہ:۔ الا انہم ہم السفہاء ولکن لا یعلمون (پ۱ س بقرہ) ترجمہ "دیکھو یہ لوگ خود ہی بیوقوف ہین مگر نہین سمجھتے"۔

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ الحق مُرٌّ درحقیقت سچی بات کڑوی ہوتی ہی اس سفیہا نہ کے لفظ سے آپکے دلپر بہت اثر ہوا۔ یہ بھی آپکی عقلمندی ہی اول آپکو اپنے دل مین غور کرنا چاہیے تھا کہ آیا مین اس خطاب کا مستحق ہون یا نہین لیکن آپنے بجاے غور کے غصہ کیا سنیئے یہ انسان کی فطرتی بات ہی کہ ہر شخص اپنی عقل اور دوسرے کی جمع کو کم نہین سمجھتا۔ جو دانا ہین اونکا اسپر عمل نہین ہے دیکھیے اس دنیا مین جسقدر عقلمند اور حکیم و فلاسفر گذرے ہین کسی نے اپنے منھ سے یہ نہین کہا کہ مین عقلمند ہون بلکہ اُنکی تصنیفات اور اونکے ہندبانہ کلام و علمی مباحث و حکیمانہ خیالات سے اونکی دانائی و حکمت و عقلمندی سب پر ثابت ہو گئی گو کہ اونکے زمانہ کو سیکڑون ہزارون برس گذر گئے مگر اونکے نام صفحہ دنیا پر بطور یادگار موجود ہین اور قیامت تک باقی رہین گے۔ اسی قاعدہ سے ہم آپکے اطوار کو دیانندجی کے کلام ہی سے ملاتے ہین جو بات آپ پر صادق آوے اوسے تسلیم کیجئے اور جو مطابق نہوا وسے چھوڑ دیجئے (کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۳۔ فقرہ ۳۲) جسنے کوئی شاستر نہ پڑھا نہ سنا مگر نہایت مغرور مفلس ہو کر بڑے بڑے خیالی پلاؤ پکانیوالا بغیر کام کیے اشیاء کے حصول کی خواہش کرنیوالا ہو اوسکو عقلمند لوگ ابلہ یا موڑھ کہتے ہین۔

اب اس قول کو ہم آپکے اوپر حسب مقالہ اول شکل ۸ تحریر اقلیدس کے منطبق کرتے ہین یہ بھی یاد رہے کہ شرع مین شرم نہ چاہیے۔ شاستر پڑھنے کا حال یہ ہے کہ جس زمانہ مین آپ آریہ ہوے اوس زمانہ مین آپ سنسکرت سے محض نابلد تھے اب بھی آپکو سنسکرت کی کوئی علمی لیاقت نہین۔ اگر آپ خود کو علم سنسکرت کا عالم سمجھتے ہین تو یہ بتلایئے کہ آپنے کونسے پاٹ شالے اور کس گرو سے پڑھا ہی اور کس قاعدے سے آپنے دیانندجی کی جھوٹی باتین اور آریون کے معمولی فقرہ سچ سمجھ لیے۔ آپکے دل مین یہ خیال کیون نہین پیدا ہوا کہ شاید دیانندجی کی باتین دروغ ہی ہون لاؤ کسی پرانے عالم سنسکرت وید خوان سے تحقیق کرین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ از روے تحقیق کے آریہ نہین ہوے۔ اور اپنی راے اور خیال کو بڑا اور صحیح

سمجھکر یہ طریق اختیار کیا۔پس یہی بات عقل کے خلاف اور سفیہانہ ہے۔
مغرور اور مفلس تو آپ ضرور ہی ہین کیونکہ یہ مفلسی آپکی کچھ انسان کی دی ہوئی نہین ہے بلکہ نوشتہ قسمت ہے۔ کیونکہ اول تو آپ کچھ پیدا کر کے کھاتے پیتے تھے اب آریہ ہونے سے ترے میرے ٹکڑون پر اوقات آگئی نہ پیرین جوتا نہ سر پر پگڑی پہلے دنیا مین آپکی عزت تھی اب لوگ خلاف باتون سے آپکو یاد کرتے ہین اور بیوقفی کی نظرون سے دیکھتے ہین مغرور بلا شک و شبہہ ہین۔نجانے آریہ ہونے سے یہ صفت پیدا ہوگئی یا اسکے قبل بھی آپکا مزاج اسی طرح کا تھا کہ ہیچمدان دیگرے نیست آپکی مصنفہ کتاب تہذیب الاسلام سے حرف بحرف آپکا غرور ثابت ہے ہم بطرفداری اہلِ اسلام نہین کہتے بلکہ کسی شخص غیر کو جو کہ نہ آریہ ہو نہ مسلم اپنی کتاب دکھائیے اور وہ منصفانہ طور سے آپکو مغرور نہ کہدے تو ہم قائل ہین **شعر** تکبر عزازیل را خوار کرد ❊ بزندان لعنت گرفتار کرد
بغیر کام کیے اشیاء کے حصول کی خواہش یہ بھی آپ مین موجود ہے کہ نہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔اپنی بساط سے زیادہ اور مادہ و ما سکھے سے بڑھکر آپکے خیالات پرواز کرتے ہین۔اور عالم بالا پر جاتے ہین انکو لے **شعر**

ناواقف رہ بنتے ہین ہادی طریقت	دیتے ہین معائب کو ہر پر بھی فضیلت

اسلیے آپکے گرو دیانندجی کا قول ابلہ اور موڑھ کا آپ پر بخوبی صادق آتا ہے اور حکیم صاحب موصوف کا لفظ سفیہانہ بجا و درست **دوسرے** (کتاب رگوید ادی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۲۷ فقرہ ۴۳) ویدون کے سمجھنے کے واسطے شرائط حسب تفصیل ذیل چاہیین اور ان شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے اگر ان شرائط کو پورا نہ کریگا کبھی وید سمجھ مین نہ آیگا

مطابقت

۱۔رشی اور عابد ہو	” برہمچاری جی نہ پہلے تھے نہ اب ہین۔
۲۔ریاضت الٰہی کرنیوالا ہو	” ایسا بھی نہین۔
۳۔غور و فکر و خوض سے کام لیوے	” ہمارا تجربہ اس سے بھی مخالف بتاتا ہے۔
۴۔مقدم اور موخر سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو	” جسکی بابت اول مین ہمنے اپنی تحقیق لکھی ہے ایسا بھی نہین ہے۔
۵۔منترون کے معنے اول خود ذہن نشین کرلے	” جو شخص علم سنسکرت سے جاہل ہے وہ منتر کے معنی کیا سمجھیگا۔
۶۔اعلیٰ درجہ کا عالم اور ویدونکے علم مین مہارت رکھتا ہو	” ہان یہ صفت پوری پوری آپ مین موجود ہے۔
۷۔کم علم کوتاہ عقل اور متعصب نہو	”
۸۔سچ اور جھوٹ کی تمیز کرسکتا ہو	” اس سے واقف ہونا تو درکنار آپ اسکی تمیز بھی نہین کرسکتے۔

اس بحر دیبکے قول سے بھی صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان صفات سے آپ معرا ہین اور وید کا سمجھنا آپ پر صادق نہین آسکتا۔اسلیے حکیم صاحب کا قول بہت صحیح ہے **شعر**

زجاہل نیاید جز افعال بد ۔ وزو نشنود کس جز اقوال بد
سرانجام جاہل جہنم بود ۔ کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۲۰۵ - ۷ اسطر) آپ کا اصول موضوعہ نمبر اول وہی ہے نہ کہ جسکی روسے اللہ میان کو ماہی گیر اور دربان کی طرح نصف کا حصہ دار بننا پڑتا ہی لوگون کی گمراہی کو اللہ کی طرف نسبت کرکے اللہ میان کی شان کو بڑھانا قرآن کی ہی ایجاد ہی اگر گمراہی کو علت العلل کی طرف نسبت کرنے سے اللہ میان کی جبروت ٹپکتی ہی تو زناکاری - چوری - جوا - ٹھگی - بدمعاشی - لچ پنا - قماربازی - گرہ بری - قزاقی - لواطت غرضیکہ تمام افعال قبیحہ کو اسکی طرف منسوب کردیجیے تاکہ اسکی شان کبریائی دوبالا ہوجاوے تعجب ہی کہ ایک طرف تو آپ تمام افعال قبیحہ کو اللہ میان کی طرف منسوب کر رہے ہین - دوسری طرف شیطان کے سر پر منڈھ رہے ہین کیا اللہ میان اور شیطان مین کچھ فرق بھی ہی یا دونون ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین ؟ معلوم نہین آپ لوگون نے کیون ایسے اللہ کو مان رکھا ہی -

فقرہ ذوالفقار حیدری - برہمچاری جی آپ ماسٹر سے مبتدی بنکر آ - اگو - ای کیطرح رٹ لگا دیتے ہین بار بار اوسی پرانے سبق کو دوہرایا چوہرایا کرتے ہین - آپکا مزاج اوکتا پسند نہین - براے مہربانی کوئی نئی مثال لائیے کہ جسکا جواب بھی نیا ہو اور ہمارا بھی دل لگے - وہی کہنہ دیمک خوردہ باتین جو ردی اور قلمزد ہو چکی ہین نئے نئے پیرائے مین بھی نہین بلکہ بجنسہ تکرار کے ساتھ نقل کرتے ہین - آفرین - صد آفرین -

ماہی گیر اور دربان والے فقرہ کا جواب تیسری شکل کی دفعہ ۲ مین دیکھتے ہین ملاحظہ کیجیے -

گیارھوین شکل

(گیارھوان اعتراض)

دعویٰ "آسمانی پاکیزگی کا نمونہ"

دھو دیا اشک ندامت نے گناہونکو مرے ۔ تر ہوا دامن تو بارے پاک دامن ہو گیا

پاکیزگی دو طرح کی ہوتی ہی ایک ظاہری ایک باطنی اسکے مقابل و ضد گندگی بھی دو قسم کی ہوتی ہی ایک ظاہری اور ایک باطنی -

اول ہم ذکر پاکیزگی و صفائی ظاہری و باطنی کا کرتے ہین - صفائی ظاہری بہت آسان ہی - اور ہر ایک آدمی اسے حتے الامکان اپنے طور پر حاصل کرتا ہی -

دوسرے صفائی باطنی و تزکیہ نفس، یہ بہت مشکل اور دشوار ہے لیکن اسکی بھی تدبیر و حکمت اوس حکیم حقیقی نے قرآن مجید مین بیان کی ہی اگر ہم ان سب کو مفصل و مشرح بیان کرین تو بہت طول ہو جاویگا اسلیے ہم برہمچاری جی کے اعتراض ہی سے ثابت کیے دیتے ہین۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۰۷ سے صفحہ ۲۰۹ تک برہمچاری جی نے تین صفحے صفائی کے بارہ مین نیلے کیے ہین غلاظت بیماری کی جڑ ہے۔ بیرونی غلاظت سے بیرونی بیماریان اور اندرونی غلاظت سے اندرونی بیماریان پیدا ہوتی ہین۔ غلیظ رہنا پاپ ہی۔ غلاظت ہر ایک صورت سے بیماری پیدا کرتی ہی۔ پلیگ ہیضہ۔ بخار۔ چیچک وغیرہ جسقدر بیماریان ہین سب غلاظت سے ہین۔ اس زمانے مین شاہ حال نے کیسے کیسے عمدہ بندوبست ہر ایک شے کی صفائی کے کیے ہین جو زمانہ سابق مین کبھی نہ تھے اور علاوہ اسکے بہت اسی قسم کی باتین لکھی ہین اور معترض کا حاصل یہ ہی کہ آسمانی خدا انسانو پر خود گندگی پھیکتا ہی تو جب خدا ہی گندگی پھیکتا ہی تو صفائی ظاہری باطنی انسان کیونکر کر سکتا ہی۔ خدا کی نسبت جو یہ بہتان ہے ہم اسکا جواب معترض کی تمہید ہی کے جواب مین دیتے ہین اور یہ ثابت کرتے ہین کہ گندگی ظاہری و باطنی کا پھیکنے والا کون ہی؟

تیغ ذوالفقار حیدری۔ درحقیقت صفائی بہت عمدہ شے ہی اور اس ظاہری صفائی کی ہمکو بہت ضرورت ہے اور اللہ جل شانہ نے جو صفائی و طہارت کے واسطے علاوہ غسل و وضو و تیمم کے بہتسے اسباب طہارت پیدا کیے ہین۔ جنکا ذکر ہم ابھی بیان کرینگے لیکن جو برہمچاری جی تحریر فرماتے ہین کہ ہر ایک بیماری پلیگ۔ ہیضہ وغیرہ غلاظت اور ناپاکی سے پیدا ہوتی ہین یہ قول محض غلط اور سراسر لغو ہی جسکا ثبوت ہم دیتے ہین۔

اول اگر غلاظت اور ناپاکی بیماریونکی جڑ ہوتی تو ہندوستان مین ایک بھی بھنگی۔ مہتر۔ زندہ نہ رہتا سب کے سب مر جاتے۔ اور جب مہتر نہ رہتے تو سبکو اپنے ہاتھ سے یہ کام کرنا پڑتا جیساکہ ولایت مین ہی۔ پس بوجہ غلاظت ہملوگ بھی زندہ نہ رہتے سب مر جاتے۔

دوم بڑے بڑے شہرون مثل بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس۔ بنارس۔ لکھنؤ۔ کانپور وغیرہ وغیرہ بہ نسبت اور چھوٹے چھوٹے شہرون کے زیادہ تر خراب حالت مین رہتے تھے۔ اب گورنمنٹ نے جگہ جگہ حسب موقع بم پولس بنا دیے پانی کی صفائی بھی قرار واقعی کردی سڑک اور گلی کوچہ صاف کرنے کے واسطے مہتر اور بہشتی مقرر کر دیے مکانون کی صفائی کے واسطے بہت تاکید یہانتک کہ جو مکان ذرا میلا رہتا ہی اوسکا مالک بموجب قانون میونسپلٹی سزایاب ہوتا ہی اور غربا کے مکانونکی صفائی خود گورنمنٹ اپنے روپیہ سے کراتی ہی جدھر دیکھو اودھر صفائی ہی صفائی نظر آتی ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا صفائی ہو سکتی ہی۔

لیکن کیا اس صفائی سے بیماریونکی جڑ کٹ گئی۔ کل بیماریان نیست و نابود ہوگئین۔ نہین ہرگز نہین بلکہ جسقدر

صفائی بڑھتی جاتی ہی اوسقدر بیماری بھی بڑھتی جاتی ہی اور ہرایک موسم مین ان سب بیماریون کا ملک ہند
اسٹیشن مقرر ہوگیا اور لاکھون آدمی نذر اجل ہوگئے۔ مقامات کی صفائی سے آدمیون کا صفایا ہوگیا
ہم اسجگہ ایک واقعہ چشم دید بیان کرتے ہین ۱۸۵۰ عیسوی مین بمقام سہارنپور ہیضہ کا دور دورہ ہوا
تمام شہر مین آپکی تشریف آوری سے ہلچل اور دھوم مچگئی دو روز کے عرصہ مین ہزارون آدمی زندگی سے
ہاتھ دھوکر دنیا کے بکھیڑون سے پاک ہوگئے جب سکنائے شہر نے یہ حالت دیکھی محلہ محلہ چندہ جمع ہونے لگا
آناً فاناً مین زرکثیر مجتمع ہوگیا۔ تیسرے دن سب مندرون۔ مسجدون۔ خانقاہون غرضکہ تمام عبادت خانون
متبرک مقامون مین کھانے پکنا شروع ہوگئے۔ گیارہ بجے سے اذن عام دیدیا گیا کہ جو آدمی آئے بلا تکلف شکم سیر ہوکر
کھائے۔ اسیطرح نصف شب تک لنگر جاری رہا۔ ہرایک بھوکے محتاج نے خوب آسودگی سے کھایا۔ اور صبح کو
ایک کھٹی ڈکار تک نہین آئی اور پھر ہیضہ خان کا پتہ بھی نہ لگا کہ کہان فرار ہوگئے۔ چوتھے دن شہر مین امن امان
ہوگیا اور نہایت تعجب کی یہ بات ہے کہ اس قسم کی وبائی بیماریان عرصہ دس بیس برس تک آیا کرتی تھین
اور تین چار روز مین رفع ہوجایا کرتی تھین سب سے اول تجربہ کا نسخہ یہی تھا جو اوپر بیان ہوا کیونکہ صدقہ
دیا رد بلا مشہور ہی اس زمانے مین ان وبائی مرضون کی بڑی بڑی عمدہ دوائین اور تجربہ کے نسخے حاصل
کیے ہین لیکن سب بے سود البتہ ڈاکٹرون اور دوا فروشون اور وید و حکیم۔ عطارون وغیرہ کا فائدہ کثیر ہوتا ہی
اسی وبائی موسم کی آمد پر اور بہار کھاتے ہین۔ اوس زمانے مین گو عملداری انگریزی تھی مگر نہ کہین پولس
تھا نہ پانی کی صفائی تھی نہ جھتر نہ بہشتی نالیان و سڑک وغیرہ صاف کرتے تھے نہ میونسپلٹی کے ممبر ہان ہین ہان
ملانے والے نہ ست بچن کہنے والے تھے نہ میونسپلٹی کے یہ سخت قانون تھے کہ کسی کے دروازہ پر ذرا سا کوڑہ
دیکھا اور بائلے مین چالان کیون اوسنے تو نظر صفائی مکان۔ گھر کی بلا باہر پھینکی۔ مگر اوس بیماری کے قبل
ہی اوسپر جرمانہ اور سزا کی آفت آگئی۔ یا کسی غریب رعایا کو بجائے جو بغرض صفائی نہار رہا تھا دیکھا اوسکا
بھی چالان۔ یا کچھ نذرانہ لیکر چھوڑدیا۔ غرضکہ یہ سب مصیبتین صفائی سے نازل ہوتی ہین۔ اگر صفائی مانع
بیماری ہوتی تو زمانہ حال مین بیماری کا نام نہ سنا جاتا۔ اور زمانہ سابق مین کوئی آدمی نظر نہ آتا
سب مرجاتے۔ اس روداد کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ صفائی ایسی عمدہ شے ہے جیسے سب انسان پسند
کرتے ہین۔ اسی خیال سے بیماری اور وبا کو بھی یہ صفائی بہت پسند ہی۔ اس سبب سے جلد جلد بیماریان آتی
ہین۔ پھر عمدہ صفائی دیکھکر یہاںسے جانیکو اونکا جی نہین چاہتا۔ ہان دو تین چیزین اس قسم کی ضرور ہین
کہ وہ بیماریون وباؤن کی مددگار قوی ہین۔ اول بم پولسو نکی کثرت دوسرے آریہ مذہب کا ہوم تیسرے
کم ہونا خیرات کا۔ یہ تینون چیزین بیماریونکو ضرور مدد دیتی ہین۔ جب سے ان بم پولسون کی کثرت

ہونیلگی بیماریون کی اور شدت ہوگی۔ترقی پانے لگین۔ یہ بات ثابت ہی کہ جمع ہونے غلاظت سے ہوا مین سمیت پیدا ہوتی ہی اور ہر طرح یہ بھی ثابت ہی کہ گنجان شہرونکی آب وہوا بہت دیر مین صاف ہوکر زہریلے اثر سے پاک ہوتی ہی اور میدانون اور کھیتون کی آب وہوا جلد صاف ہوتی ہے پہلے جب بم پولس نہ تھے تو اکثر لوگ میدانون اور کھیتون مین پاخانہ جاتے تھے اور گھرون مین بھی چھوٹے چھوٹے پاخانے تھے دو وقت صاف ہوتے رہتے تھے گندگی و غلاظت جمع نہین ہوتی تھی اور اکثر اطراف شہر کے لوگ باہر ہی رفع ضرورت کو جاتے تھے اس کارروائی سے کھیتونکو قرب وجوار کے بڑا فائدہ ہوتا تھا۔ بلاخرچ۔ پیداوار مین ترقی ہوتی تھی۔ اب اسکی بدولت میونیسپلٹی کو زر کثیر ملجاتا ہی سوا اسکے اور کوئی فائدہ نہین۔

بم پولسون سے ہوا کا نقصان ۔۔ یہ ظاہر ہے کہ سنکھیا۔ آرسینٹ (سخت زہری) اگر ذرا رتی بھی انسان کھاجائے تو فورًا ہلاک ہوجائے۔ اسی خیال سے سرکار نے اسکی عام فروختگی بند کردی ہی اگر اسکا استعمال موافق اندازہ خوراک کے مناسب طور سے کیا جاوے تو اسکے فائدہ مثل آبحیات کے ہین مقوی اعصاب مصفی خون۔ دافع بخار۔ اول درجہ کی دوا ہی۔ یا فرض کرو کہ دنیا مین بارود ایسی سخت چیز ہے کہ بذریعہ بندوق ایک ڈرام بارود کسقدر فاصلہ پر جاندار کو ہلاک کردیتی ہی۔ اگر ہم ایک من بارود لیکر کسی مکان مین دفن کرکے آگ لگادین تو وہ مکان تو فورًا ہی غارت ہوجائیگا بلکہ اسکی کیا حقیقت صدہا جانین جائینگی اور کتنے ہی مکان برباد ہوجائینگے قیامت برپا ہوجائیگی بخلاف اسکے اگر اوسیقدر بارود کو لیکر تمام گھرون اور کھیتون اور میدانون مین چٹکی چٹکی ڈالدیجئے تو وہ بارود بوجہ نمی زمین کے خود ہی نکمی ہوجائیگی۔ اگر کہین آگ بھی اتفاقی لگ گئی تو اوتنے ہی سے حصہ کو ضرر ہوگا۔ اسی خیال سے ہر محلہ مین ہر بم پولس بیماریونکی بارود کا میگزین ہی۔ متفرق جگہ حاجت ضروری رفع کرتے تھے تو اوسکی بدبو اور خراب اثر کو زمین اور ہوا صاف کردیتی تھی اور کچھ عرصہ مین غلاظت مثل مٹی کے ہوجاتی تھی اب بم پولس گویا بیماری بڑھانے کی مشین ہین۔ اسیطرح آریون کا ہوم بھی ہوا کو خراب کرتا ہی۔ سب لوگ آریہ اس بات کو سمجھتے ہین کہ ہوم سے صفائی ہوا کی ہوتی ہی لیکن یہ بات بت پرستی کے چھپانے کو ظاہری قایم کی ہی ہم آیندہ از روے علم کیمسٹری اس بات کو ثابت کرینگے کہ اسی ہوم کے سبب سے زیادتی طاعونکی آفت اس ہند مین آئی ہی اب رہا خیرات کا دینا سوا آریہ مذہب کے اور جملہ مذہبون مین جائز ہے اور خدا کا حکم ہے کہ جہانتک ہوسکے خیرات کرو۔ اس سے دنیا و آخرت دونون مین فائدہ ہی۔ لیکن افسوس دیانندجی کے علم و عمل پر کہ اونھون نے خیرات کا دینا یک لخت بند کردیا۔ بلکہ جو دو وہ ہم ہی کو دو۔ اور کسیکو ندو جسقدر ویدکے ترجمے اور کتابین بنائی اور ترجمہ کی ہین کسی فقرہ مین دان یعنے خیرات کا فائدہ نہین بتایا

شاید ویدون مین بھی کوئی منتر خیرات کا نہین ہی لیکن ہم کسطرح کہین کہ نہین ہی۔ مہابھارت کے زمانہ کے آگے اور پیچھے خیرات کا بڑا رواج تھا اور اسی خیرات کی وجہ سے بہت سے راجہ اور مہاتماؤن کا نام ابھی تک چلا آتا ہی اور عرب مین حاتم طائی اسی خیرات مین آجتک ضرب المثل ہے۔

قدرتی صفائی ۔۔ اس بات کے سب مذہب قائل ہین کہ خداوند تعالے علیم و حکیم ہی جب اوسنے اس دنیا کو پیدا کیا تو اوسکو یہ معلوم تھا کہ جسطرح پانی ہوا وغیرہ کی انسانون کو ضرورت ہی اوسیطرح صفائی کی بھی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ صفائی جزو حیات ہی اسلیے باری تعالے نے صفائی کا بندوبست بھی قرار واقعی فرمادیا۔ جب یہ نعمت دنیا مین پیدا کی اوسیطرح صفائی کے محکمہ کے ممبر بھی مقرر کردیے۔ جسطرح زمین اپنے محور پر بلاعذر گھومتی ہی اور سورج اپنے فرض منصبی کو ادا کرتا ہی اوسی طرح یہ آسمانی ملازم اپنے کام مین فعل نہین ہوتے۔

شاگرد ۔۔ وہ آسمانی ملازم محکمہ صفائی کے کون ہین؟ جو خفیہ پولس کیطرح پوشیدہ رہتے ہین۔ مہربانی فرماکر اونکے نام بتلائیے۔

اوستاد ۔۔ ان ملازمون مین بہت ایسے ہین جنکو ہم روز دیکھتے ہین اور ایک آدھ ایسا بھی ہی جو نظرون سے پوشیدہ رہتا ہی۔ اس محکمے کے افسرون اور ملازمون کے نام ہین زمین۱ سورج۲ آندھیون۳ کا الشیور۔ گدھ۴ چیل۵ کوا۶ ابابیل۷ مکھیان۸ چیونٹی۹ جونک۱۰ کھٹمل۱۱ جھینگر۱۲ چھپکلیان۱۳ سانپ۱۴ کچھوا۱۵ چوہے۱۶ سئے۱۷ مگر۱۸ گھڑیال۱۹ مچھلی۲۰ وغیرہ وغیرہ اور خود السان۔ اور انکے علاوہ ہزارون ایسے ہین کہ جنکا نام بھی کوئی نہین جانتا۔

شاگرد ۔ یہ بیان توآپنے حقائق الموجودات کا کیا ہی اسنے اور صفائی سے کیا مناسبت۔

اوستاد ۔۔ یہ سبق حقائق الموجودات کا نہین ہی بلکہ ان سب سے صفائی متعلق ہے ہم اسکی تفصیل یعنے ان سب ملازمانِ محکمہ صفائی کی کارگذاری و منصب و عہدہ کا ذکر تحریر کرتے ہین۔

اوّل زمین ۔۔ اس کرۂ خاکی مین اسقدر قوت جاذبہ ہی کہ جو چیز اسکے سپرد کیجاے اوسکو بھی بسبب اپنی قوت جاذبہ کے اپنی مثل بنادیتی ہی۔ تمام گندگی اور غلاظت کو بھی جذب کرتی ہی روز بے شمار لاشین اسکے سپرد ہوتی ہین مگر پھر کسی کا پتہ بھی نہین لگتا۔ علاوہ قوت جاذبہ کے کشش مقناطیسی اسقدر ہے کہ تمام اجسام خاکی یعنے حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ کو اپنی طرف کھینچے ہوے اور قایم کیے ہوے ہے۔

دوم سورج ۔۔ یہ عظیم الشان مخلوق۔ جو ہر روز اپنی ڈیوٹی کو بلاناغہ ادا کرتا ہے نہایت مفید مخلوق ہے۔ کرۂ زمین کا ہر حالت مین مددگار۔ جو کام زمین کی طاقت سے باہر ہین یہ اونکو انجام دیتا ہی یعنے جس گندگی اور غلاظت کو زمین جذب نہین کرسکتی یہ اوسکو جذب کرتا اور سکھاتا ہے

اگر یہ زمین کو قوت و مدد نہ دے تو زمین غلہ وغیرہ نہین پیدا کر سکتی جتنی غلاظات رطبہ ہین یہ سبکو خشک کر دیتا ہی اور جابے نجاسات کو پاک ۔ بنظر فوائد اسی سے قدیم اہل ہنود اسکی پرستش کہتے اور اسے بڑا بھاری دیوتا تصور کرتے ہین ۔

سوم آریون کا ایشور ۔ یہ صاحب بھی محکمہ صفائی کے اعلے درجہ کے افسر ہین اور اس کام مین بہت ہوشیار اور قابل تعریف ہین ۔ تاب زبان نہین جو آپکی توصیف کر سکے لیکن افسوس کہ اللہ پاک نے انکو اختیار بہت کم دیا ہی سوا اس کام کے اور کچھ بھی نہین کر سکتے ۔ یہانتک کہ اپنے منھ پر سے ایک تنکا تک کو نہین ہٹا سکتے ۔ خواہ مخلوق انکو کسیقدر تکلیف پہونچائے یا بے ادبی کرے اور علاوہ صفائی کے کام کے ہمارے ہر نیک و بد کام مین ممد و معاون و شریک رہتے ہین ۔ اس سبب سے تمام مخلوق انکی نہایت درجہ ممنون ہی اور صفائی کا کام تو ایسی خوبی سے انجام دیتے ہین کہ ہر ایک نیک و بد آدمی انکو اپنا معاون سمجھکر انکی تعریف کیا کرتا ہی ۔ اور تعریف یہ ہی کہ ہم لوگون کو خبر بھی نہین ہوتی اور آپ اپنا کام کر جاتے ہین ۔

شاگرد ۔ آریون کا ایشور تو خدا ہی مانا گیا ہی مخلوق مین داخل نہین ہی جب مخلوق نہین تو صفائی کا کام کسطرح کرتا ہی ۔ آپکا کلام کچھ تعصبانہ ہی ۔

اوستاد ۔ مین تعصب کرنیوالے پر لعنت بھیجتا ہون ۔ میری یہ طاقت نہین کہ مین وید کے خلاف ایک حرف بھی کہ سکون ۔ ان دونون باتون کا ثبوت مین وید سے دیتا ہون ۔ غور سے سنو ۔

اول اسبات کو سب مذاہب تسلیم کیے ہوے ہین کہ انسان اور تمام مخلوقات خدا کی بنائی ہوئی ہے ۔ اور وید کا یہ قول ہی کہ ایشور جیو پرکرتی ۔ ازلی و ابدی ہین ۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایشور اس دنیا کا بنانیوالا نہین بلکہ اسکے ساتھ ہی ۔ اور بلحاظ تعدد تزمن ایشور جیو پرکرتی برابر ہین ۔ اور باعتبار اختیار و قدرت بھی برابر ہین کہ بغیر مدد دیگرے کوئی انمین سے کچھ نہین کر سکتا ۔

یہ امر قرین عقل ہے کہ جسے خدا تسلیم کرین وہ خالق عالم و صانع حقیقی ۔ بمقابلہ مخلوقات و مصنوعات قادر کامل ہو اور حکیم و علیم و عادل ہو اور جملہ صفات حسنٰی بکمال درجہ علویت رکھتا ہو اور واحد اور لاشریک ہو اور کسیکا محتاج مدد نہو ۔

ہمارے اسی قول کی تصدیق وید بھی کرتا ہی ۔ **کتاب ستیارتھ پرگاش صفحہ ۲۱ ۔ دفعہ ۲۹ ۔**

پرمیشور صاحب قدرت کو ایشور کہتے ہین جو قادرون مین "پرم" یعنے افضل ہی وہ پرمیشور ہے یعنے جو قدرت والون مین قدرت والا ہو اور جسکے برابر کوئی بھی نہو اوسکا نام پرمیشور ہی ۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ وید کا مقولہ جو قبل مین (الیشور۔ جیو۔ پرکرتی۔ ازلی و ابدی ہین اور تینو نمین
تعلق باپ اور بیٹے اور ماں کا ہی) ذکر ہوا صحیح ہی یا یہ مقولہ بالا دفعہ ۲۹ کا ان دونون مین بڑا اختلاف
ہے اور ان دونون کا ماننا اجتماع نقیضین ہے اور یہ محال عقلی ہی اس سے ثابت ہوا کہ آریون کے
الیشور کو ہمراہ دنیا کے اوس خدا نے پیدا کیا کہ جسکے متعلق حوالہ بالا کے بیشتر بیان ہوا اور یہ صفات کلیہ
قرانی خدا مین موجود ہین پس الیشور بھی اللہ جل شانہ کی مخلوق ہی۔

شاگرد۔ الیشور مخلوق تو ثابت ہوگیا اب یہ فرمائیے کہ وہ صفائی کا کام کیونکر کرتا ہی؟

اوستاد۔ از روے وید یہ بات مسلمہ ہے کہ آریون کا الیشور سروپاپک اور محیط کل ہے۔ تو بوجہ سروپاپک
ہونے کے لکڑی۔ پتھر۔ اینٹ۔ انسان۔ حیوان۔ غلیظ۔ کوڑا۔ کرکٹ۔ حتی کہ عورت کے رحم و شکم اور مرد
کے شکم و مقعد۔ اعضاے تناسل وغیرہ وغیرہ مین باس کرتا اور ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اور بوجہ
محیط کل ہونے کے سبکو گھیرے ہوئے مثل غلاف کے چسپان ہی۔ اور بموجب رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۸۹
وید مین مشہور ہین غیر متناہی قوت جاذبہ ہی" صاف صاف ظاہر ہے کہ جب آریون کا الیشور ہر غلیظ و
نجاست و گندگی مین سروپاپک اور محیط ہی۔ اور غیر متناہی قوت جاذبہ رکھتا ہی۔ تو بسبب غیر متناہی
قوت جاذبہ کے رطوبت غلیظہ کو سب سے زیادہ جذب کرتا ہی۔ اسلیے کہ بعض بعض ایسے مقامات ہین کہ
جہان کے رطوبات غلیظہ زمین۔ آفتاب وغیرہ بھی جذب نہین کرسکتے یہ بوجہ سروپاپک ہونے کے
ایسا جذب کرتا ہی کہ باید و شاید۔

شاگرد۔ اچھا باقی جانداروں کے کام بتائے جنپر آپنے چار سے بیس تک نمبر دیے ہین۔

اوستاد۔ ایسا کوئی صاحب عقل نہین جو ان جانداروں کے کام نہ جانتا ہو۔ اگر یہ جانور صفائی
نہ رکھین تو دنیا مین پھر انسان کی مجال نہین جو صفائی کرسکے اگر ہم اسجگہ صرف چیونٹی کا بیان کرین
تو ایک رسالہ ہو جائے اسلیے ان سب کا مفصل حال لکھنا فضول ہی اور سب واقف بھی ہین اور
اصل مطلب مین طول ہوگا۔

شاگرد۔ انسان کو تو خدا نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہی۔ اس سے صفائی کا کام کیونکر متعلق ہوسکتا ہی
اوستاد۔ درحقیقت انسان اشرف المخلوقات ہی اور یہ ملازمان محکمہ صفائی جنمین کچھ ظاہر کچھ پوشیدہ
ہین یہ سب کے سب انسان ہی کے فائدہ پہونچانے کی غرض سے بنائے گئے ہین رہے مہتر وہ بھی انسان
ہی ہین اور ہر د مان خانہ روز اپنے اپنے گھرون کی صفائی کرتے ہین۔ زیادہ تر صفائی کا کام جو انسان
کے متعلق ہے وہ یہ ہی کہ جسقدر حیوانات حلال کیے جائین اونکو کھاتا ہی۔ اسکا حساب بھی دشوار ہی

کہ کسقدر جانور روزانہ انسانون کے صرف مین آتے ہین۔ اور انکی کھال چمڑے۔ اون وغیرہ سے کتنے فائدے پہونچتے ہین۔ باوصف اسقدر صرف کے خدانے اتنی برکت دی ہی کہ پھر بھی کم نہین ہوتے۔ شہرونمین جو جانور ذبح ہوتے ہین۔ یہ سب دیہات سے آتے ہین اور گڑریے انکو پالتے ہین اور ان ہی کے انتفاع سے اپنی اوقات بسر کرتے ہین اور یہ بھی دیکھا گیاہے کہ موضع موضع گڑریے نہین ہین بلکہ دو چار موضعون کے بعد کہین ایک آدھ گھر گڑریے کا ملتا ہی۔ ان لوگون مین بڑے سے بڑے کے پاس پچاس ساٹھ جانورون سے زیادہ نہین دیکھے جب دیکھیئے اوتنے ہی کے اوتنے بلکہ کچھ زائد ہی پائے جاتے ہین اور چھ چھینے مین ایک یا دو بچے دیتے ہین اور اگر خرچ کا شمار کرو تو روزانہ ہزارون لاکھون کی نوبت۔ یہ تعجب کی بات ہی کہ اتنی کم پیدا وار پر اتنا خرچ کثیر۔ اسی کا نام برکت ہی۔ اگر انسان انکو نہ کھاتے تو پھر انکی اتنی کثرت ہو جاتی کہ پھر دنیا مین انسان دکھائی دیتے اور یہی ہوتے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ جسقدر صفائی کی ضرورت ہی اوسکا انتظام اللہ تعالے نے شروع پیدایش دنیا سے ہی کر دیا ہے اور یہی آسمانی پاکیزگی کا نمونہ ہی جو ہمنے بیان کیا۔

اور برہمچاری جی نے جسقدر بیان کیا ہی وہ تعصبانہ طرز یہ ہی طرزیہ بیان دلکی صفائی سے دور ہی۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۱۰۔ سطر ۷۔ یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون (پارہ ۱۱ سورہ یونس) ترجمہ۔ گندگی ڈالتا ہی اون لوگون پر جو کم عقل یا بھولے بھالے ہین۔

وصفحہ ۲۱۱۔ سطر ۶۔ انظروا ماذا فی السموات والارض **ترجمہ** بھلا دیکھو تو سہی " کہ زمین اور آسمان مین کیا کچھ ہے " (پ۱۱۔ یونس)

وصفحہ ۲۱۲۔ سطر ۲۔ وما تغنی الایات والنذر عن قوم لا یومنون ترجمہ ان لوگون کے لیے جو ہماری باتون پر ایمان نہین لاتے نہ تو نشانیان ہی کارگر ہوتی ہین نہ ہی ڈراوا "

فقرہ ذو الفقار حیدری۔ ہمارے معترض صاحب وہی عادت قدیمانہ کے بموجب ایکہی بات کو بار بار ذکر کرتے ہین۔ ان تینون آیات مذکورہ بالا کا جواب کافی ہم نوین شکل کی پانچوین دفعہ مین دیچکے ہین اور معترض کا فریب و مغالطہ دنیا ظاہر کر چکے ہین۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۱۲۔ سطر ۵۔ بھلا صاف پرہیزگار۔ متقی عقلمند۔ سنیاسی کسی سے کیون ڈرے۔ آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک اللہ میان ڈراتا ہے۔ تو ڈرا وے۔ وہ لوگ جو پاک باشن برادر کے عامل ہین وہ تو ڈرنے سے رہے۔ افسوس جب کوئی تدبیر کارگر نہوئی اور عقلمند کسیطرح سے

اللہ کو نہین مانتے تو اسے خود ہی بذریعہ قاصد کہنا پڑتا ہی کہ قل انتظروا انی معکم من المنتظرین

ترجمہ۔ تو انکو کہدے کہ تم بھی منتظر رہو۔ مین بھی منتظر رہونگا" (۱۱۔ پارہ سورہ یونس رکوع ۲)

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ جس مقام پر برہمچاری جی یہ آیت بالا پیش کرتے ہین مناسب موقع ومحل کلام نہین ہی۔ کیونکہ یہ آیت بعینہٖ نہین لکھی گئی۔ معترض نے اپنا ایجاد بندہ موافق عادت قدیمانہ کیا ہی اب ہم اس آیت کا مقام صرف بتاتے ہین۔

ارشاد خدا ہے۔ کہ اے پیغمبر (ان لوگون سے) کہو اگر خدا چاہتا تو مین یہ (قرآن) تمکو پڑھکر سناتا ہی نہین اور نہ خدا تمکو اس سے آگاہ کرتا اس سے پہلے مین مدتون تم مین رہ چکا ہون اور مین نے کبھی وحی کا نام بھی نہین لیا۔ کیا تم اتنی بات بھی نہین سمجھتے۔ تو اس سے بڑھکر ظالم کون؟ جو خدا پر جھوٹ (جھوٹ) بہتان باندھے یا اوسکی آیتون کو جھٹلائے اسمین ذرا شک نہین کہ (ایسے) گنہگار فلاح نہین پائینگے۔ اور مشرکین خدا کے سوا ایسی چیزون کی پرستش کرتے ہین جو نہ تو انکو نقصان ہی پہونچا سکتے ہین اور نہ انکو فائدہ ہی پہونچا سکتے ہین اور کہتے ہین کہ (ہمارے) یہ (معبود) اللہ کے ہان سفارشی ہین (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کیا تم ایسی چیز (کے ہونیکے) خبر دیتے ہو جسکو وہ نہ (تو کہین) آسمانون مین پاتا ہی اور نہ (کہین) زمین مین وہ (اون لوگون کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے اور (شروع مین) لوگ ایک ہی طریقے پر تھے اختلاف تو ان مین پیچھے (پیدا) ہوا اور (اے پیغمبر) اگر تمھارے پروردگار کی طرف سے قیامت کا عہد پہلے سے نہ ہوا ہوتا تو جن چیزون مین یہ لوگ اختلاف کررہے ہین (کبھی کا) انکے درمیان اونکا فیصلہ کردیا گیا ہوتا اور کہتے ہین اس (پیغمبر) کو اسکے پروردگار کی طرف سے کوئی معجزہ (جیسا ہم چاہتے ہین) کیون نہین دیا گیا تو (فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین ۵) ترجمہ (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ غیب (کی خبر تو) بس خدا ہی کو ہے تو تم (بھی حکم خدا کا) انتظار کرو۔ مین (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنیوالون مین ہون

ناظرین۔ اس آیت کا سلسلہ کلام اور منشا و محل سمجھ گئے ہونگے۔ اور معترض کا تغلب تصرف بھی پہچان گئے ہونگے۔ اب ہم عرض کرتے ہین کہ برہمچاری جی کا جو قول ہے کہ پرہیزگار۔ متقی۔ عقلمند۔ راستباز کسی سے کیون ڈرے؟ بہت درست اور بجا۔ نیز اسکے بعد والا فقرہ۔ وہ بیشک طنزیہ اور مہمل ہے اسلیے کہ اللہ کسی نیکوکار کو نہین ڈراتا ہی۔ بلکہ بدکار۔ بداعمال۔ مشرک۔ معاند۔ کافر وغیرہ کو ڈراتا ہی معترض صاحب ایسے لوگونکو راستباز۔ متقی۔ پرہیزگار۔ عقلمند فرماتے ہین۔

عقلمند وہ ہے جو راستباز ہو اور آیندہ کا خیال و لحاظ رکھے اگر بدکار آیندہ کا خیال کرین تو بدکاری سے ضرور باز رہین اور ایسا نہین۔ پس پھر یہ لوگ کیونکر عقلمند اور متقی ہو سکتے ہین۔ ہان اگر ایسے لوگ

متقی راستباز۔ پرہیزگار عقلمند۔ مانے گئے ہین۔ تو ویدمین جیسے ہم مہا بھارت کے زمانے مین ثابت کرچکے ہین۔ اسلیے کھلے طور سے اعتراض معترض مہمل اور باطل۔ ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا؟

الزامی جواب۔ کتاب سیتارتھ پرکاش دفعہ ۳۸ ۔ پرمیشور کا فعل حسب ضرورت ہوا کرتا ہے جتنے مکان وزمان مین فعل کرنا مناسب سمجھتا ہی اوتنے ہی مکان وزمان مین وہ فعل کرتا ہی اوس سے زیادہ نہ کم کیونکہ وہ علیم ہے"

برہمچاری جی دیکھیے آپکے گروہی آپکے اس اعتراض کورد کرتے ہین اور قرآن مجید کی تصدیق کرتے ہین کیونکہ اس حوالہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہر چیز کا ایک وقت مناسب مقرر ہی۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۶ سے و ۱۱۳۔ سطر ۳ تک۔

اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطھر قلوبھم **ترجمہ** یہ ایسے لوگ ہین۔ کہ اللہ انکے دلون کو پاک کرنا نہین چاہتا" اگر پاک کرنا نہین چاہتا تو کیڑا پاکر کے گندگی نہ پھینکے۔ مگر کوئی کیا کرے نہ یہان چین نہ وہان آرام لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم (۶۔ پارہ۔ مائدہ۔ رکوع ۸) **ترجمہ** انکے لیے دنیا مین بھی رسوائی ہی اور آخرت مین بھی سخت عذاب ہی۔ سچ ہی۔

فقرہ ذوالفقار حیدری ۔ برہمچاری جی بعض تخصیص کے موقعو پر تعمیم کے معنی گڑھکر منشاء کلام مین نقص ڈالتے ہین اور صحیح مخاطب ومخاطب الیہ مین فرق کردیتے ہین۔ اگر آیت معترضہ کے قبل کی دو ایک آیتین دیکھی جائین تو معترض کی غلطی ظاہر ہوجائے۔ ہم صرف ترجمہ اون قبل کی آیتون کا مسلسلہ کلام اور بخط توضیح مطالب ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

ارشاد خدا ہے۔ کہ اے پیغمبر جو لوگ کفر پر لپکتے ہین اونکی وجہ سے تم آزردہ خاطر نہو یہ دو قسم کے لوگ ہین (بعض تو ایسے (منافق) ہین جو اپنے منھ سے تو کہدیتے ہین کہ ہم ایمان لائے اور اونکے دل (ہین کہ مطلق) ایمان نہین لائے۔ اور بعض یہودی ہین۔ چھوٹی چھوٹی باتون کی کنسوئیان (یعنے کسی بات کی ٹوہ لگانا۔ درپے ہونا) لیتے پھرتے ہین (اور) کنسوئیان (بھی) لینے پھرتے ہین (تو) دوسرے (دوسرے) لوگون کے واسطے جو (ہنوز) تمھارے پاس (تک) نہین آئے (احکام تورات مثلاً سنگساری کے) الفاظ کو انکے ٹھکانے (یعنے معنی متعین ہوے پیچھے جگہ سے بے جگہ) کرتے ہین (اور لوگون سے) کہتے ہین کہ (ہم جو کہتے ہین) اگر (محمد کیطرف سے) تمکو یہی (حکم) دیا جائے تو اسکو (تسلیم) کرلینا۔ اور اگر تمکو (بعینہ) یہی حکم نہ دیا جائے تو (اوس سے) احتیاط کرنا اور (اے پیغمبر) جسکو اللہ اپنے (دینی) بلا مین مبتلا رکھنا چاہے تو اسکے لیے خدا پر تمھارا کچھ بھی زور نہین چل سکتا اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطھر قلوبھم لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم یہ وہ لوگ ہین کہ خدا

بھی انکے دلونکو معصیت کی گندگی سے پاک کرنا نہین چاہتا ان لوگونکی دنیا مین بھی رسوائی اور آخرت مین بھی انکے لیے بڑا سخت عذاب ہی"

اب ہم اس واقعہ کو مختصر بیان کرتے ہین کہ جب یہ آیات نازل ہوئین۔

یاایھا الرسول سے لیکر آخر رکوع تک آئتین اوس قصہ کی شان مین نازل ہوئی ہین کہ یہود خیبر مین دو معزز مرد و عورت زنا کے مرتکب ہوے۔ انکی شریعت مین زنا کی سزا تھی سنگسار کرنا لیکن دونون مجرمون کے تعزز کے لحاظ سے وہ اونکے ساتھ رعایت کرنا چاہتے تھے اور یہ وہ وقت تھا کہ حضرت پیغمبرؐ کا اقتدار مدینے مین جم گیا تھا اور غیر مذہب کے لوگ بھی اپنے جھگڑے فیصلہ کرانے کو اکثر لے آتے تھے۔ یہودیون کے اس مقدمہ کی خبر لوگون مین مشہور ہو گئی تھی جو یہودی معزز زناکارونکی رعایت کرنا چاہتے تھے اونھون نے اس مقدمہ کو جناب رسول خدا کے پاس اس توقع سے لے جانا چاہا کہ یہ بھی مجرمونکی رعایت کرینگے۔ اور مقدمہ لے جانے سے پہلے اس ٹوہ کے پیچھے پڑے کہ کسی طرح اس معاملہ مین پیغمبرصاحب کی راے پہلے سے معلوم کرلین اور اطمینان ہوجانے کے بعد مقدمہ لیجائین وہ مقدمہ حضور مین آیا۔ آپنے بھی وہی سنگسار کرنیکا حکم دیا اور حکم دیا بھی تو بحوالہ توریت۔ توریت منگوائی گئی تو یہود سنگسار کرنے کے حکم کو چھپانے لگے آخر یہ چوری پکڑی گئی۔

اس واقعہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ آیت خاص یہودیان خیبر بلکہ اونکے باب مین نازل ہوئی جو کہ احکام توریت کو چھپانا۔ مجرمونکو سزا سے بچانا چاہتے تھے اور قبل اظہار تجویز فیصلہ کی ٹوہ کرتے تھے عام لوگ اسمین شامل نہین ہین۔ لہذا اعتراض معترض صاف طور سے بیجا اور باطل ہی۔

الزامی جواب۔ برہمچاری جی کے اعتراض بالا کا جواب قرآن مجید سے تو دے چکے سو دیکھنا چاہیے کہ خدا معصیت کی گندگی بدکارونپر ڈالتا ہی یا نیکوکارونپر۔ اگر بدکارون ہی پر ڈالتا ہے۔ تو چھپا نہین ہی مگر ایسا ذکر کہین نہین ہی کہ خدا نیکوکارون پر بھی گندگی۔ شرک۔ وکفر۔ معصیت کی ڈالتا ہے۔ قرآن مین ہرگز نہین ہے۔

معترض صاحب آپکو چاہیے کہ تھوڑے روزون اپنی کتب مذہبی کو دیکھیے اور پھر ایسا اعتراض کیجئے کہ جسکا جواب الزامی ممکن نہو۔ تو اعتراض کی خوبی ہی۔ دیکھیے آپکا وید کیا کہ رہا ہی۔ **رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۹۵**۔ ایشور نیکون ہی کا معاون ہی مگر میری آشیرباد اونھین لوگون کے لیے ہی جو نیک اعمال اور نیک خصائل ہین نہ کہ اونکے لیے جو عوام یعنے رعیت کے لوگونپر ظلم و ستم کرنے والے ہین مین بدکار ظالمون کو کبھی آشیرباد (دعا) نہین دیتا۔ **رگوید اشٹک ۱۰۱۔ ادھیاے ۳۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲**۔

اس حوالے سے صاف ظاہر ہی کہ وید کا ایشور بدکردارون اور ظالمونکو کبھی آشیرباد نہین دیتا یعنے ہدایت

[illegible] دیتا - بلکہ نیکو کار دان ہی ہو اور بدکارون کو انکے حال پر چھوڑ دیتا ہے - ڈھیل دیتا ہی -

رگوید آدی بھاشیہ صفحہ ۱۴۲ - ۱۴۳ - مین بدکار ظالمون کو کبھی آشیرباد نہین دیتا -

رگوید اشٹک ۱ - ادھیا ۳ - ورگ ۱۸ - منتر ۲ -) اس سے بھی یہی مطلب حاصل ہے -

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴ - فقرہ ۳۴ ' جل " - بمعنی ہلاک کرنا - وابستہ کرنا - سے لفظ

جل مشتق ہوتا ہے - جو بدکاردات کو ہلاک کرتا ہے "

اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بدکرداروں کو بسبب معصیت کی گندگی کے ہلاکت دیجاتی ہے - نہ کہ ہدایت

ومدد - وفضل وغیرہ -

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵ - فقرہ ۰ [illegible] بمعنی رونا - یا علامت بیج کی لگانیسے لفظ رودر مشتق ہوتا ہی

جو ناانصافی کرنے والے لوگون کو رولاتا ہی - وہ رودر ہے - چونکہ ایشور - بدکردارون کو رولاتا ہے اسلیے

اوس پرمیشور کا نام رودر ہے "

اس فقرہ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ ناانصافی کرنیوالون کو رولاتا ہے - اور رولانا سزا اور عذاب کی سختی

کیوجہ سے ہوتا ہی جیسا کہ یہودیون نے عالم زنا مین ناانصافی کی اور حکم تورات سے منحرف ہوئے [illegible]

اسی حوالہ سے تصدیق ہوگئی - اور اوکھنین ناانصافی کرنیوالون کی بابت دنیا کی رسوائی اور آخرت مین [illegible]

بس از روے وید بھی آپکا اعتراض بے بنیاد اور باطل ہے -

ناظرین حکیم نورالدین صاحب قادیانی کے ہی نفرد [illegible] . . . . - قرآن کریم کی زبان نہ سمجھنے سے

ضلالت کی گرد ہے مین گرا ہی ") کے جواب مین لکھتے ہین کہ :-

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۲۱۳ سطر ۱۹ سے صفحہ [illegible] سطر [illegible] تک ریہ جالی گیہی مین ہی گر گیا ہی

اب بھی کوشش کرو اور اسے قرآن کی زبان سمجھاؤ - گڑھی سے نکالکر بہشت کی بیجر مین پھنساؤ - کچھ کرو بھی -

بار بار تکرار کرنے کی عادت ہمین پسند نہین - ہان اتنا ضرور کہدیتے ہین کہ گمراہی کے گڑھے مین گرنیسے تو اللہ میان

کے رسول بھی نہ بچ سکے - ہم نہ تو پیغمبر - نہ نبی - نہ رسول - نہ ولی - نہ خلیفۃ اللہ - نہ حبیب اللہ - نہ کلیم اللہ

ہم تو پھر بھی جلد ہی گمراہی سے نکل آئے مگر آپکے حضرت خاتم النبیین - سیدالمرسلین شفیع المذنبین صاحب تو

شاید ہم سے دگنی عمر کے تھے جب انکو ہدایت نصیب ہوئی - لو - گواہی لے لو - اللہ کہتا ہے کہ :-

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ (پ ۳۰ - ضحےٰ) اور پایا تجھکو گمراہ - پس ہدایت دی "

فقرہ - ذوالفقار حیدری - حکیم صاحب نے خوب فرمایا - واقعی معترض ضلالت کے گڑھے مین

منھ کے بھل ضرور گرا ہی - اسے ہم اکثر ثابت کر چکے ہین - معترض نہ قرآن کا قائل - نہ وید کا معتقد - نہ اپنے

گروکے قول کا ماننے والا۔ پس ایسے شخص کو گمراہ۔ کہنا کیا بیجا ہے۔ علاوہ برین ہم تیسرے مقالہ کی شکل اول مین جہان شرائط توضیح مطالب قرآنی کا ذکر ہے ثابت کرچکے ہین کہ معترض ان شرائط سے معرا ہے۔ اور ہیا علمی کا بھی بیان ہوچکا ہے پھر زبان قرآن معترض کیونکر سمجھ سکتا ہے۔ ع

مین نہ خود سمجھون تو پھر کیا کوئی سمجھائے مجھے

یہان تو برھمچاری اپنی زبان سے ضلالت کے گڑھے مین گرے۔ بیشک حق بر زبان جاری اور وہان یعنے آخرت مین۔ اسفل السافلین کے گڑھے مین گرائے جائین گے۔ اور دوزخ کے دائمی محبس جسے آپ پنجرہ کہتے ہین ضرور بیٹھین گے۔ یہ گمراہی آپکی خاص گرو کا ٹیکہ ہے اور جن لوگون کو ضلالت کے بعد ہدایت ہوئی تو وہ تو سرخرو ہوگئے مگر نہ کہ آپ۔ بقول ع۔ سیاہ روئے زمانہ کبھی سرخرو ہوگا۔

حضرت خاتم المرسلین کی نسبت جو آپ فرماتے ہین۔ اوسکا جواب سنیئے۔

حضرت رسول مقبولؐ تو کسی وقت بھی ضلالت مین نہ تھے۔ نہ قبل ولادت نہ بعد ولادت جیسا کہ آیۂ تطہیر اور (طہٰ) ویسین (اے پاک و پاکیزہ اور اے سید و سردار) سے ظاہر ہوتا ہے پاک و پاکیزہ وہی ہوگا۔ جو راستباز۔ ہدایت یافتہ ہوگا۔ نہ کہ مضل و گمراہ۔ اور یہ بھی (باخبر) تو آپ ایام رضاعت ہی سے تھے۔ مبعوث برسالت بعد کو ہوئے یعنے پیغام پہونچانے کی خدمت تفویض ہوئی۔ آپ تبلیغ رسالت کی۔ وحی آنا شروع ہوئی جس سورہ کی آیت آپنے پیش کی یہ سورہ۔ اظہار رحم و لطف و عطا مین جو پیغمبر پر خدا کیطرف سے ہوئے نازل ہوا۔ سنیئے ارشاد خدا ہے۔

اے پیغمبر ہمکو چاشت (کی وقت) کی قسم اور رات کی (قسم) جب (سب چیزون کو) ڈھانک لے کہ تمہارا پروردگار نہ تو تم سے دست بردار ہوا اور نہ (کسیطرح) ناخوش ہوا ہے۔ یعنے قبل ولادت ہی آپکے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا انتقال ہوگیا تھا تو آپکو آپکے دادا حضرت عبد المطلب اور انکے بعد آپکے چچا ابوطالبؑ پرورشس کیا؛؛

اور البتہ آخرت تمہارے لیے (اس) دنیا سے کہین بہتر ہے اور تمہارا پروردگار آگے چلکر تمکو اتنا کچھ دیگا کہ تم (بھی) خوش ہوجاؤ گے کیا تمکو اوسنے یتیم نہین پایا (یعنے پایا) پھر جگہ دی

اور تمکو دیکھا کہ (راہ حق کی تلاش مین بھٹکے) بھٹکے پھر رہے ہو تو (تمکو دین اسلام کا) سیدھا راستہ دکھایا (یعنے تمہارے لیے قرآن کو نازل کیا تاکہ ہدایت ہو اور تعلیم تبلیغ رسالت مین جو جو فکرین و تردد و دقتین پیش آئین اونھین دفع کیا۔ چارہ و تدبیر کسی امر کی بتانا۔ یہ بھی ایک قسم کی ہدایت ہے۔ اور تردد و تشویش بھی ایک طرح کی ضلالت ہے۔ کہ اسمین بھی آدمی مطمئن نہین ہوتا اوسکی عقل بھٹکی اور پریشان ہے۔ اور چارہ کا

کی جستجو مین مضطرب رہتی ہے ''

یہان اسکی طرف اشارہ ہے ''

ف ۲ (از تفسیر حسینی اردو) وَوَجَدَكَ ضَالًّا اور پایا تجھکو تیرے ربنے راہ گم کردہ دروازہ مکہ پر اوسوقت کہ حلیمہ دایہ تیری تجھکو لائی تھی تاکہ تیری مان اور دادا کے سپرد کردے فَهَدٰی پس راہ دکھائی تجھکو بدینطور کہ تیرے دادا کو تیرے پاس پہونچا دیا۔ اور بعضا کہتے ہین راہ مین اوسوقت کہ میسرہ کے ساتھ تو تجارت کو گیا تھا اور تیرا اونٹ راہ سے بے راہ ہو گیا تھا جبرئیل نو بھیجا کہ وہ تیرے اونٹ کی نکیل پکڑ کے سر راہ پر لے آیا۔ یا تو نے علم اور اس کام کی راہ نپائی تھی تیرے ربنے تجھکو راہ بتادی۔

اور تمکو مفلس پایا تو اسنے غنی کر دیا ف۔ یعنے ولادت سے پہلے والد کے انتقال کر جانے سے پیغمبر صاحب تہید ست رہ گئے دادا اور چچا نے پرورش کیا تو وہ بھی انکا احسان تھا پیغمبر صاحب کی توانگری جسکی منت خدا انپر رکھتا ہی اسطرح پر شروع ہوئی کہ خدیجۃ الکبریٰ سی مالدار بی بی ملین۔ آپ کی بے سروسامانی دور ہو گئی یہی انکی توانگری تھی ''

تو (ان نعمتون کے شکریہ مین) یتیم پر (کسیطرح کا) ظلم نہ کرنا اور نہ سائل کو جھڑکنا اور (لوگون سے) اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا (کہ یہ بھی شکر گذاری کا ایک طریقہ ہے)۔

پس اگر بقول برہمچاری جی خدانخواستہ آپ ضلالت یعنے گمراہی مین ہوتے تو آپکو یہ نعمتین دنیا و آخرت کی جنکا ذکر ہوا نہ ملتین۔ کیونکہ یہان تو وقت ولادت سے ہی خدا اپنے افضال و نعمت و احسان کا ذکر فرماتا ہی۔ پھر کسیطرح سے ضلالت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور مفلس و گمراہ پر نعمت و افضال نہین ہوتا ہے

آریہ ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۱۴ سطر ۱۱ حضرت کلیم اللہ جیسے شخص جو سید المرسلین کے مثل کہے جاتے ہین۔ اسی گرہے مین گر کر قاتل و خونی بنے۔ دیکھیے موسیٰ فرعون پاس آکر پیغمبری کا دعوی کرتا ہے فرعون کہتا ہے کہ تو وہی ہے نا جسنے فلان موقعہ پر فلان کام یعنے خون کیا تھا۔ اب تو پیغمبر بنتا پھرتا ہے موسیٰ جواب دیتا ہے فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ پ ۱۹ س شعراء آیت (۲۰) ''بیشک مین نے وہ کام (خون) تو کیا تھا مگر مین اوسوقت گمراہ تھا ''

فقرہ ذوالفقار حیدری ۔ برہمچاری جی نے لفظی ترجمہ کیا ہے جس سے منشاء کلام مین خلل پڑ گیا ہے۔ باوجودیکہ معترض صاحب نے اپنے دسوین اعتراض کے صفحہ ۱۹۵ سطر ۴ مین لکھا ہے کہ '' آپ نے اپنے پیشکردہ معنون کی تائید مین کسی لغات کا حوالہ نہین دیا الضلال کے معنے سن لیجیے :۔ الضلال الضلالۃ والضلالۃ ضد الہدیٰ (قاموس) '' مگر آپنے اسجگہ اوس سے روگردانی کرلی اور مِنَ الضَّالِّينَ کے معنی ''گمراہ تھا'' کے لیے حالانکہ اسکی منافی و ضد اس آیت مین کہین لفظ ہدیٰ سے ذکر نہین ہوا۔ پس

اس موقع پر اسکے معنی "نادانی بھانا" لینا چاہیئے۔ جیسا کہ تفسیر حسینی سے ظاہر ہے۔ **تفسیر حسینی**
وَفَعَلْتَ اور کیا تو نے فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ جو کام کہ تو نے کیا یعنی فاتون نام قبطی کہ میرا باورچی
تھا اسے تو نے مار ڈالا وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور تو ناشکرا ہے کہ میرا احسان نہ مانا کہ میرے ایک خواص
کو قتل کیا قَالَ فَعَلْتُهَا کہا موسیٰؑ نے کہ کیا میں نے وہ کام اِذًا اسوقت مین وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ اور تھا
مین غافلون مین سے یعنی مین نہ جانتا تھا کہ میرے مکا مارنے سے وہ مرجائیگا۔ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ پس بھاگا مین تم سے
لَمَّا خِفْتُكُمْ اسوقت کہ ڈرا مین کہ تم مجکو مار ڈالوگے اور مدین کو چلا گیا مین فَوَهَبَ لِيْ پس بخشا مجھے
رَبِّيْ پروردگار میرے نے مدین سے پھرتے وقت [illegible] علم و فہم یا نبوت وَجَعَلَنِيْ اور کیا مجھکو
مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ پیغمبرون مین سے جو رسول کہ نوح کیطرح بھیجے انکے زمرہ مین مجکو بھی داخل کیا"
جواب [illegible] کا ارادہ [illegible] کہ حضرت موسیٰ ارادتاً عمداً یعنی جان بوجھ کر قتل کرتے
[illegible] مکا ارادتاً نہ تھا۔ جب وہ مرگیا تو آپ فرار ہو گئے
[illegible] اور اگر آپ یہ یقین کرتے کہ عمداً یہ فعل تھا۔ تو اسکا
جواب [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] فرعون کے پاس آئے تو اوسنے سوا اپنے احسان جتانے
اور [illegible] فاتون [illegible] وہ آپکا دشمن اور مخالف تھا۔ کیونکہ
[illegible] عمداً قتل کرنا [illegible] سہواً تھا۔ عمداً جب ہوتا کہ جب آپکے پاس کوئی آلۂ قتل
ہوتا [illegible] وہ مرجاتا ہے ایسا نہیں ہوا صرف مکا مارنے سے آدمی نہیں مرتا ہے یہ فعل اتفاقی
تھا۔ [illegible] ایسا ہی دیکھا گیا ہے۔ کہ اگر کسی سے کوئی شخص مکے وغیرہ سے مرجائے تو اوسپر
قتل عمد کا جرم نہوگا۔ [illegible] قتل پر موقوف ہے۔ مثلاً جانور کے شکار کیوقت کوئی آدمی گولی
سے ضایع ہوجائے تو از روے تعزیرات ہند شکار کھیلنے والا قتل عمد کا مرتکب نہ سمجھا جائیگا۔
یا کسی ڈاکٹر کے آپریشن کرنیسے کوئی شخص مرجاتا ہے تو ڈاکٹر بھی بری الذمہ ہے۔ ویسا ہی حضرت موسیٰؑ
کے بیچ بچاؤ کرنیسے اگر قبطی مرگیا تو آپ بری الذمہ ہین۔

الزامی جواب۔ برہمچاری جی آپکے اعتراضون کا جواب تو ہم اپنی سمجھ کے موافق دیچکے اب آپ براہ مہربانی اپنے
گرو دیانندجی کو سنبھالیے اور بنظر انصاف دیکھیے کہ اونکی کیا حالت ہے۔ گو کہ آپ کو یہ بات قبل ترک اسلام کے دیکھنا چاہئے
تھی۔ لیکن خیر ابھی وقت ہے بقول غالب۔ شعر ؎

صبح جو جاوے اور آوے شام	اوسکو بھولا نہ جانیئے کہنا

اول۔ مہاراج دیانند سرستی کو سب آریہ حضرات انبیا علیہم السلام سے اعلیٰ درجہ کا انسان مانتے ہین اور اونکی

علم کے مقابل کسی عالم سنسکرت کی کچھ اصلیت نہین سمجھتے ۔ دیانند جی کو بڑھا کر اسقدر آسمان پر پہونچا دیا ہے جس مرتبہ کے لایق وہ ہرگز کسیطرح نہ تھے رگوید آدی بھومکا بھاشیہ اور جیون چرتر مین یہ بھی لکھا ہی کہ سوامی جی نے بذریعہ جوگ ایشور کو دیکھ بھی لیا ہی لیکن از روے وید یہ بات سراسر جھوٹ اور غلط ہی ۔ کیونکہ ایشور بوجہ محیط کل ہونے کے نہ کسی جسم مین آسکتا ہے نہ کوئی ہیئت تبدیل کر سکتا ہی پھر کسطرح دکھائی دیا ۔

دوم ۔ رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۱۲۳ کے پانچوین سطر مین لکھا ہی کہ وہ یعنے ایشور غیر ذی شعور اور ذی شعور دونون قسم کی کائنات کو دیکھتا اور جانتا ہی مگر اوسکو کوئی نہین دیکھ سکتا کیونکہ وہ محسوس نہین ہو سکتا" تو اب یہ بتائیے کہ پھر دیانند جی نے ایشور کو کیونکر دیکھا ۔ دیکھا نہین بلکہ جھوٹ کہدیا اور جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے"

سوم ۔ مہاراج دیانند جی علم جوگ سے بالکل ناواقف تھے اسکا ثبوت یہ ہے کہ جوگیون کی کی ایسی بری تو ند نہین ہوتی جیسی کہ مہاراج کی تھی اور مہاراج کی نشست بھی جوگیون کے خلاف ہے جو اونکی تصویر سے ظاہر ہے ۔ اسکا ثبوت ہمارے پاس بہت معقول اور طولانی موجود ہے آیندہ بیان کرینگے ۔ یہان گنجایش نہین ۔ مہاراج نے ضرور جھوٹ بولا ۔ اور جھوٹ بولنے والا ۔ بدکار ۔ بداعمال ۔ بدافعال ۔ گمراہ کہلاتا ہے ۔

چہارم ۔ مہاراج کی جسقدر گمراہی ثابت ہوئی وہ سب گمراہی ان گرو لوگون کی صحبت سے ہوئی کہ جن کے ساتھ رہے ۔ چوری ۔ فریب ۔ مکر کیا ۔ جسکا ثبوت ہم پچھلے اعتراضون مین دے آے ہین ۔ دیانند جی کی ان سب گروؤن کو اونکا جیون چرتر مصنوعی بخوبی بتلا رہا ہے ۔ تو اس قاعدے سے دیانند جی اول درجہ کے گمراہ ثابت ہوتے ہین ۔ اور جب گرو گمراہ ہوا تو چیلے ضرور گمراہ ہوے ۔ علاوہ ان سب خراب باتون کے مہاراج نے بت پرستی بھی کی ۔ مہادیو کے اصلی لنگ اور مٹی کے بنے ہوے نقلی لنگ کو بھی پوجا ۔ اور زمانہ رشد (عقل سلیم کے زمانہ) مین بھی مہادیو کے لنگ پوجنے کا اپدیش کیا ۔ اور جھوٹ جو سب گناہون کا مدار ہے اسکے بولنے مین تو لاثانی اور فرد تھے ۔ آپکی عمر جھوٹ ہی بولنے مین کٹی جیسا انسان ہوتا ہے ویسا ہی سبکو سمجھتا ہی چونکہ برھمچاری جی کے گرو جی عیب شرعی تھے ویسا ہی اونکا خیال سبکی طرف ہے مثل ہے کہ ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا دکھائی دیتا ہے ۔ اسلیے برھمچاری جی کے یہ اعتراض باطل اور غلط ۔

آریہ ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۱۳ ۔ سطر ۱۹ سے صفحہ ۲۱۵ تک

حضرت کلیم اللہ پر ہی کیا منحصر ہے ۔ اہل اسلام کے جدامجد حضرت خلیل اللہ صاحب بھی ایک مدت تک اسی گرداب مین پڑے رہے ۔ ستارہ کو دیکھکر بول اوٹھے ۔ کہ ۔ هٰذَا رَبِّی یہ میرا اللہ ہے" مگر جب ستارہ غروب ہو گیا تو ستارہ پرستی پر نادم ہوے پھر چاند کو دیکھکر بول اوٹھے کہ: هٰذَا رَبِّی یہی میرا اللہ ہے" مگر جب چاند بھی چھپ گیا تو چاند پرستی سے نادم ہو کر بولے کہ : لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ (پ ۔ انعام) اگر میرا اللہ مجھے ہدایت نہین کریگا ۔ تو مین گمراہ لوگون سے ہی ہونگا "

گمراہی سے نکلنے کی دعا کی - کہ اتنے مین سورج طلوع ہوا - ہنومان جی نے سورج کو منھ مین ڈالکر حلق رسیار
کرلیا تھا - مگر حضرت ابراہیم صاحب نے اوسکو اپنا اللہ میان ہی سمجھ لیا اور بول اوٹھے ہٰذا ربی ہٰذا اکبر
(پ - انعام) یہ میرا اللہ ہے یہ ہے بھی بڑا" مگر جب سورج بھی غروب ہوگیا تو سورج پرستی سے بھی نادم
ہوے - اگر کہین ہاتھی کو دیکھ لیتے تو شاید اوسکو اللہ کہہ بیٹھتے - مگر خیر گذری جلدی ہی راستہ ملگیا"

فقرۂ ذوالفقار حیدری - جس جگہ کے حوالہ قرآنی معترض نے پیش کیے ہین ہم اوس مقام کی آیاتکے معنی مختصر اظہار مطلب کے لیے ہدیہ ناظرین کرتے ہین - خداے تعالی اپنے رسول مقبول سے ارشاد کرتا ہے -

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○ وَكَذَٰلِكَ
نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ○ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا
قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ
لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ○ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ
فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ○ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

"اے پیغمبر جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا تم بتون کو معبود مانتے ہو - مین تو تمکو اور تمھاری قوم کو صریحی گمراہی مین مبتلا پاتا ہون اور (جسطرح ابراہیمؑ کے زمانے مین ہم نے یہ خیال پیدا کیا) اسیطرح ہم ابراہیمؑ کو آسمان و زمین کا انتظام دکھانے لگے تاکہ وہ (کامل) یقین کرنے والون مین سے ہوجاوین - تو جب اونپر رات چھاگئی اونکو ایک ستارہ نظر آیا (اور اوسکو دیکھکر) کہنے لگے کیا یہی میرا پروردگار ہے پھر جب وہ غروب ہوگیا تو بولے کہ غروب ہوجانے والی چیز ایسی کو تو مین پسند نہین کرتا (کہ خدا مان لون) پھر جب چاند کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے کیا یہی میرا پروردگار ہے - پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو بولے اگر مجھکو میرا پروردگار راہ راست نہین دکھائیگا تو بیشک مین (بھی) گمراہ ہوجاونگا - پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے یہی میرا پروردگار ہے کہ یہ (سب سے) بڑا (بھی) ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو (اپنی قوم سے مخاطب ہوکر) بولے کہ بھائیو جن چیزون کو تم شریک (خدا) ٹھیراتے ہو مین تو اوس سے بے تعلق (محض) ہون مین نے تو اپنا رخ اوسی ذات پاک کیطرف کرلیا ہے جسنے آسمان و زمین کو بنایا - اور مین مشرکون مین سے نہین ہون"

ناظرین - حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ آپکی سمجھ مین بخوبی آگیا ہوگا -

براہ انصاف اگر دیکھا جائے تو اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایقان کامل ثابت ہوتا ہے اور حضرت کا ہٰذا ربی فرمانا - استفہام انکاری ہے - جو آپنے آیات آسمانی دیکھکر اپنی قوم کی ہدایت کے لیے کہا تھا - اور وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ "مین مشرکون مین سے نہین ہون" حضرت کا فرمانا خود اسے ثابت کررہا ہے - اگر

آپکا یہ کہنا (ھٰذَا رَبِّیْ) اعتقاداً ویقیناً فی نفسہٖ ہوتا تو پھر من باب الخاتمہ فقرہ آخر بالا کا اعلان فرماتے۔ علاوہ اسکے اجتماع نقیضین ہوجاتا۔ اور اجتماع نقیضین نزدیک ذوی العقول محال عقلی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت مین انھین کواکب کو وہ لوگ پوجتے تھے جیسا کہ آریہ مت وغیرہ۔

نیز حضرت کا ان ستارون کے طلوع وغروب دیکھکر ھٰذا ربی کہنے کا یہ منشاء تھا کہ تم انکو اپنا خدا مانتے ہو حالانکہ صریحاً دیکھتے ہو کہ یہ حادث اور مجبور ومحکوم ہین۔ جب یہ حاکم و مجبور ومحکوم ہین تو یہ خدا نہین ہوسکتے خدا وہ ہے جو سب سے اعظم وقدیم وقادر ہے۔

ہمارے معترض صاحب نے جواب نے اعتراض مین یہ فقرہ (مگر جب ستارہ غروب ہوگیا تو ستارہ پرستی پر نادم ہوے) لکھا ہے۔ ہمین کسی قرآن اور کسی تفسیر سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ یہ فقرہ کچھ عبارت قرآنی سے تعلق لفظی یا معنوی بھی رکھتا ہے محض بیجا دنبدہ ازراہ طنز وبہتان گڑھا ہے۔ جسے ناظرین خود عبارت قرآنی و معنی سے سمجھ لین گے۔ معترض کا تعصب۔ جہالت۔ ہٹ دھرمی۔ اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی اوسی فقرہ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ سے خود رد ہوگیا۔ اسلیے کہ یہ فقرہ سارے بیان کا خلاصہ۔ اور نتیجہ۔ اور مقولہ اولی کا حاصل ہے۔ معترض کو ضلالت کی گڑھی مین کو رانہ گرنے سے پشیمانی (کھسیانپن) اور چیڑھ سے غصہ آگیا۔ اور آنکھ بند کرکے بیجا اعتراض کرنا شروع کردے۔

الزامی جواب (جیون چرتر مصنفہ پنڈت جگناتھ صفحہ ۱۷) اگر مورتی پوجن سے سوامی جی کو نفرت ہوتی تو سوامی جی متھرا مین مورتی پوجن کا کیون اُپدیش کرتے۔ مصنف جیون چرتر کے سامنے مقام آگرہ پنڈت جوالہ پرشاد اور مقام پراگ مین پنڈت سندر لال صاحب ڈاکخانہ کے افسر نے سوامی جی سے کہا تھا کہ ہمکو تو آپنے اول بار تھی پوجن (مٹی کا لنگ بناکر پوجنے) کا اپدیش کیا ہے اوسی کو ہم ابتک مانتے چلے آتے ہین۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ اوس وقت ہم نادان (جاہل) تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مہاراج نے مورتی خود پوجی بھی اور پوجوائی بھی۔ اور زمانہ جہالت یعنے گمراہی کا کیا۔

اب دوسرے الزامی جواب سے ہم یہ ثابت کرتے ہین کہ مہاراج کی عمر کا بہت بڑا حصہ بت پرستی مین گذرا اور گمراہ رہے۔

الزامی جواب (جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج صفحہ ۱۸۶ سطر ۶ سے سطر ۱۲ تک ۸۵)

آپ (یعنی دیانند سرستی) شیومت کے پیرو تھے چنانچہ وہ خود لکھتے ہین کہ مین نے جے پور پرتھم یعنے اول ویشنو مت کا کھنڈن (رد) کرکے شیومت کی ستھاپنا (قایم) کی۔

جے پور کے راجہ مہاراجہ رام سنگھ نے بھی شیومت کو گرہن (قبول) کیا۔ اس سے شیومت کا پھیلاؤ

ہوئی ہزار بار رودراکش کی مالا مین نے اپنے ہاتھ سے باندھی - اور وہان شیومت اتنا پکا ہوا کہ ہاتھی گھوڑے
وغیرہ سب کے گلے مین بھی رودراکش کی مالا پڑگئی - اس سے ثابت ہوتا ہی کہ مہاراج اس زمانہ تک بت کے
پوجنے والے تھے - اور گمراہ تھے -

شاگرد - برائے مہربانی یہ تو فرمائیے کہ جب آپنے جنیو پہن مہادیو کے پوجن کے شوق کر جنکو مہادیو کا لنگ
پوجا اور پجوایا - اُسوقت دیانندجی کی کتنی عمر تھی -

اوستاد - یہ تو سیدھا حساب ہی کچھ اسمین دقت نہین - اگر تم حساب جانتے ہو تو دریافت کرلو - کہ مہاراج
دیانندجی سمت ۱۸۸۱ بکرمی مین پیدا ہوئے اور سمت ۱۹۲۴ کا یہ ذکر ہے - تو اس حساب سے ۴۳ برس
کی عمر تک مہاراج بت پرست رہے - اور کل عمر مہاراج کی صرف ونسٹھ برس کی ہوئی تو کل ۱۶ برس از
روے حساب آریہ بت پرستی نہین کی لیکن ہمارے خیال مین جو شخص وید پڑھکر ۴۳ برس بت پرستی کرے تو اوس سے
بت پرستی کا چھوٹنا مشکل ہی - اگر مہاراج نے بت پرستی کی بھی تو کیا ہرج ہوا آخر وید بھی بت پرستی ہی بتا رہا ہے -
اگر ۱۶ برس بظاہر بت پرست نہ تھے تو بباطن تو ضرور تھے - اس سے ثابت ہوا کہ مہاراج تمام عمر گمراہ ہی رہے
اور گمراہ ہی مرے - اور آپکا مذہب مستقل نہ تھا بلکہ رکابیہ تھا جسکا کھانا اوسکا گانا -

آریہ - (تہذیب الاسلام صفحہ ۲۱۸ سطر ۲ سے صفحہ ۲۱۹ تک -)

اچھا میان! اگر اس تھیلی کے تمام بٹے ایک ہی سانچے ایک ڈھانچے کے بنے ہوئے ہین - تو ہمارا کیا
قصور - شکایت کرین تو کیا کرین - کس سے کرین - کسطرح کرین - اللہ میان آگ بھڑکا رہا ہی - اور گمراہ
کر رہا ہے - قرآن نے تو چارون شانے چت گرادیا گمراہ چھوڑا ہو جب ہلاکت کبھی ہو گیا - ایشور کرے - اللہ
میان اور قرآن لوگون کو خوب گمراہ کرتے رہین - تاکہ دنیا جلدی عقلمند بنجاوے - اور بھولے بھالے لوگ
اس راستہ سے بچ جاوین جسکی طرف کہ قرآن اشارہ کر رہا ہے - بیشک قرآن یقیناً ہادی اور راہنما ہے
مگر افسوس وہ رہنمائی کرتا ہے - اس چیز کیطرف راستہ دکھاتا ہی - اس سبز باغ کیطرف - زندگی کا مقصد
بتاتا ہے - اس چیز کو کہ جسے کسی نیکدل خدا ترس نے دنیاوی چھلکے سے بھی بدتر کہا ہی - پس مبارک ہین
وہ جنکے لیے قرآن باعث ہلاکت وضلالت ہو - مبارک ہین وہ جو قرآنی راستے کو بھول جائین مبارک ہین
وہ جو اس گمراہ کنندہ کو چھوڑکر اس روشنی کیطرف دوڑین - جو زندگی کا اصلی مقصد ہے - مبارک ہین
وہ جو پلیدی انداز سے منہ موڑکر اس جوتی سروپ منور بالذات کیطرف رخ کرین - کہ جسکو سوچیت
کہا گیا ہے - جو نہایت ہی پوتر شدھ سوروپ - شدھتائی دینے والا - پاکیزگی دینے والا
مبارک ہین وہ جو صرف اپنے آپ کو ہی نہین - بلکہ اپنے رشتہ دارون - دوستون - مترون کو بھی

گمراہ کنندون کے ہاتھ سے بچا کر تاریکی سے نکالکر اس نور کیطرف لاتے ہین کہ جو آتما کا سورج ہوکر منور بالذات راہنما ہی۔ مبارک ہین وہ جو ایسے پرمانند کو پاکر اپنے ہمجنسون کو بھول نہین جاتے بلکہ انکو بھی اگیانتا تاریکی پاپ۔ گمراہی یا گمراہ کنندون کے پنجے سے نکالنے کی کوشش کرتے ہین۔ مبارک ہین وہ پاک پاتما جو اپنے ارد گرد برسات کے کیڑون مکوڑون کیطرح گمراہی مین رینگتے ہوئے انسانون کو دیکھکر انکو اس تاریکی سے نکالنے کے لیے جد وجہد کرتے ہوئے دلی گداز سے بھر کر پرماتما سے پرارتھنا کرتے ہین۔ کہ ہے ،،

فقرہ ذوالفقار حیدری - پڑھچار ہی سے معلوم ہوا کہ آپ اور آپکے گرو اور سب آریہ ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے اور ایک ہی سانچے اور ایک ہی دھاتے کے بنے ہوے ہین۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ اصل آریون کی تعریف آپ لوگون پر کسیطرح صادق نہین آتی کیونکہ بموجب قول دیانندجی کے آپ لوگون کی شکلین علت مادی کے خلاف ہین پھر کسطرح ہم آپکو آریہ کہہ سکتے ہین۔ اسمین ہمارا کوئی قصور نہین۔ ہم شکایت کرین توکس سے کرین اگر آپ صاحبون سے عرض کرتے ہین تو آپ لوگ سنتے ہوے نہین سنتے۔ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے۔ اگر بنظر انصاف ذرا توجہ کیجیے تو آپکو معلوم ہوجاوے کہ دیانندجی نے آپکو بہکاکر گمراہ کر دیا ہی۔

اور وید کا ایشور جو آپکے ہر نیک و بد کام مین شریک ہی مستقر پریشان ہین سب اوسکی ذات سے ہین۔ ہمکو بڑا افسوس اس بات کا ہی کہ ہمیشہ پاپ کی اودھر گزرتی ہے۔ ابھی اوسکے بھرنے مین کچھ کسر ہے۔ اور علاوہ اسکے ابھی وہ وقت بھی نہین آیا۔ کیونکہ کل اصرار دھرم [illegible] اسلیے مین آپکی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ وید کی تعلیم۔ بازاری کسبیون کی تعلیم سے بھی بدتر۔ کیونکہ کوئی نیک بخت سے نیک بخت انسان بھی ایسا نہین کرسکتا کہ اپنی نکاحی عفت دار پاک بی بی کو اجازت دیدی کہ میرے واسطے اولاد پیدا کیا کرو۔ اور اپنی آنکھون سے دیکھتے رہے سامنے دس دس آدمیون سے اپنے نکاحی بی بی کو زنا کروای افسوس اس وید کے حکم کے ماننے والون پر ہزار افسوس۔ اور وہ پاکبازون مین جو وید کو فحش تعلیم دینے والا سمجھکر اوس سے کنارہ کش ہین۔ افسوس اون شخصون پر ہے جو قرآنی صراط مستقیم سے بھٹک کر وید کی گندگی دلدل مین پھنس جاتے ہین۔ اور مبارک ہین وہ لوگ جو ان گرفتاران بلا کی رہائی کی فکر کر رہے ہین۔ اور وید کی ناپاک تعلیم پر طعن نہین کرتے۔ افسوس اونپر ہے جنکو دیانندجی نے مثل ٹھگون کے راستہ بھلا کر جال مین پھنسایا ہی۔ مبارک ہین وہ جو اس گمراہ کنندہ مکار کو چھوڑکر قرآنی خدا کیطرف رجوع کرکے توبہ کرتے ہین۔ اور راہ راست پر چلتے ہوے نظر آتے ہین۔ کیونکہ شیخ سعدی کہتے ہین سہ

رہ راست برو اگرچہ دور است ؛ زن بیوہ (بدکار۔ نیوگ کرنے والی) مکن اگرچہ حور است۔

مبارک ہین وہ جو اس گندگی مین پاس کرنے والے ایشور کو ترک کرکے حق سبحانہ پر ایمان لائے ہین۔ مبارک ہین وہ جو علم محمدی کے سایہ مین آرام کر رہے ہین۔ مبارک ہین وہ برگزیدگان اسلام جو ان برساتی مینڈکون کو

جو شروع بارش سے ہی زمین پر نکل پڑے ہین - اور ٹرٹر کے شور وغل سے دماغ پریشان کر رہے ہین - انکے دفعیہ کی تدبیر مین دل وجان سے ساعی ہین -

مبارک ہین دیانندجی کے ماں باپ اور کنبے کے لوگ اور وہ بیراگی جان پہچان جنھون نے دیانندجی پر لعنت ملامت کی - افسوس ان پر جو ایشور مین تثلیث مانتے ہین اور اُسکو سرو ویاپک اور محیط کل سمجھتے ہین -

مبارک ہین وہ جو جھوٹ نہین بولتے - اور جھوٹے - مکار - طامع - سکو مہارشی نہین کہتے سب سے زیادہ افسوس ہزار افسوس میرے پیارے برھمچاری جی آپ پر ہے جو دیدہ ودانستہ گندگی کے گرھے مین گر کر ہوش باختہ ہوگئے ہو -

مبارک ہین وہ لوگ جو سچائی کو پسند کرتے اور سچائی پر عمل کرتے اور سچائی ہی پر چلتے ہین - اور سچی کتابون کو مانتے اور سچی تعلیم دیتے ہین - کیونکہ سچ ہی کی ہمیشہ فتح ہی شیخ سعدیؒ فرماتے ہین - سہ

	کہ در گلبن راستی خار نیست	بہ از راستی در جہان کار نیست	

بارھوین شکل

بارھوان اعتراض "دعویٰ" شیطان بہادر

	لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین		اس بانکپن پہ کون نہ مرجاے اے خدا	

بارھوین اعتراض کی سرخی ہمارے دعوے کی بنیاد ہے - اسلیے ہم ثابت کرتے ہین کہ شیطان بہادر کیا چیز ہے "؟

ذوالفقار حیدری - آہاہ شیطان رجیم آگئے - ابھی آپکا ذکر ہی ہو رہا تھا - ع

سچ ہے خدا مزادے کی رسّی دراز ہے

ناظرین یہ شیطان بہادر ایسے قومی شخص ہین کہ انکے شعبدون اور ہتھکنڈون کی تعریف نہین ہوسکتی - ایسا کون فرد بشر ہے جو انھین نہین جانتا - کیون حضرت شیطان ؟ آجکل آپنے کوئی نیا شگوفہ نہین کھلایا - فرمایئے تو آجکل آپکی کیا کیفیت ہے -

شیطان - حضرت آجکل ہمارے پاس بہت کام ہے ہمکو اور ہمارے متعلقین کو دم بھر کی فرصت نہین ہوتی - اُسپر بھی ہمارا کام حسب خواہش خاطر خواہ انجام نہین پاتا - وجہ یہ ہے کہ اگر ہم مسلمانون مین جاتے ہین تو وہان لاحول ولاقوۃ کی صدا سے ٹھہرنے نہین پاتے - اور اگر عیسائیون مین گئے تو "اے شیطان میرے دل سے دور ہو" کی صدا بھگا دیتی ہے اگر قدیم ہندوون مین جاتے ہین تو وہان رام رام کا جاپ ٹھہرنے نہین دیتا - اس سبب سے مجبور ولاچار ہین کچھ بن نہین پڑتا - ہان ایک فرقہ جدید جو دیانندی کہلاتا ہے انھین لوگون مین دن رات

رہتے ہین جیسی بڑی بڑی تکلیفون اور مشقتون سے مہاراج دیانند سرستی اور اونکے چیلون کو راہ پر لگایا ہے - اور ایسا مطیع کیا ہی کہ ہمارے کہی کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہین - ہم جو کچھ کہین وہ سچ - اور جو کوئی کہے وہ جھوٹ"

اوستاد - لعنت خدا کی تجھپر - جھوٹ بولنا تیرا شعار ہے" کہان مہاراج دیانندجی اور تیرا گذر - کل آریون کو تو ایشور محیط کیو رہتا ہے بلکہ اوسمین دیا بالہا ہونے کی اونکے اندر اور باہر موجود رہتا ہی - دل و دماغ اور ہر عضو مین اونکا ایشور پاس رہتا ہی - ان مقامون سے زیادہ مستحکم و محفوظ کوئی قلعہ اور کوئی گڑھی ہو نہین سکتی - وہان جواس خمسہ کی بھی رسائی دشوار ہے - پھر تمہارا گذر ایسی جگہ کسطرح ہو اندر رکھنے کی جگہ تو باقی نہین - تمہارا اتنا بڑا جسم وہان کیونکر سمایا - ہمین سچ سچ بتاؤ کہ تم وہان کیونکر پہونچے"؟

شیطان - حضرت سچ سچ بیان کرنے کی تو آپنے بیدھ سب سنائی - ہم لوگ سچ بولنا تو جانتے ہی نہین اور نہ آجتک سچ بولا - اس سچ کے نام سے میرا بدن تھرا گیا -

دیانندجی کا قصہ بہت طویل ہے مجھکو دیر ہوگئی اور آپکا ہرج بھی ہوگا - نیز یہ راز مخفی ہے ہم لوگون مین اسکا اظہار معیوب ہے - براے مہربانی معاف فرمائیے"

اوستاد - سن اے ملعون اگر تو نہ بتلائیگا تو ہم بہت بُری طرح پیش آئین گے ابھی تجھکو قید کرکے دفن کردینگے پھر اوڑکر کہان جائیگا"؟

شیطان - نہین اوستاد ایسا کلمہ زبان مبارک سے نہ فرمائیے حسب الحکم ابھی آپسے بیان کیے دیتا ہون اگر آپکو کچھ شک و شبہ ہو تو مہاراج کے بیون جیر سے تصدیق کر لیجیے کیونکہ آپکے سامنے میری اتنی طاقت نہین کہ خلاف بیان کر سکون"

اوستاد - بتا سے انتہا تک سچ سچ بیان کرو -

شیطان - سمت ۱۸۸۱ بکرمی مین کل شیاطین کے جو افسر ہین اونھون نے حکم دیا کہ پرسون امر نگر شہر مین دربار عظیم ہوگا وقت موعود پر سب چھوٹے بڑے شیاطین حاضر ہون غرض سب خرد و کلان چیلے چاپڑ حاضر ہوے - ہمارا جو اعلیٰ افسر تھا اوسنے کھڑے ہوکر یہ اُپدیش دیا - کہ اے جملہ شیاطین حاضرین جلسہ ہذا مین تمہاری کارروائی سے سخت ناراض ہون کیونکہ مدت سے تمنے کوئی کارگزاری ایسی نہین کی جس سے مین خوش ہون اسلیے مین تمکو ایک سال کی مہلت دیتا ہون اگر اس عرصہ مین کوئی کار نمایان تمنے نہ کیا تو سب کو بڑی سخت سزا دونگا - جو تمام عمر یاد کروگے"

نائب افسر نے جو شیطانون مین حاضر تھا - بعد ختم ہونے اپدیش کے معذرت چاہی کہ اے اعلیٰ درجہ کے سلطان الشیاطین تمہارا دم قیامت تک رہے (دلمین قیامت کے روز تو خیر نہین) ہم اور جتنے ہمارے فرمانبردار

جو اسوقت حاضر جلسہ ہین نہایت کوشش کرتے ہین لیکن از حد مجبور ہین - لاحول اور بسم اللہ - اعوذ باللہ کی صدا - اور رام رام کی آواز سے ہمارے ہوش و حواس کے ساتھ سب کام بگڑ جاتے ہین - آپ ہی کوئی ایسی ترکیب بتایئے کہ جوان لوگون تک ہماری رسائی ہو"

شیطان - جو مینے حکم دیا ہے اسے کسیطرح منسوخ نہین کر سکتا اگر اسکی تعمیل نہوگی تو سخت سزا دونگا"

اوستاد - اچھا پھر کیا ہوا؟ -

شیطان - یہ حکم سنکر افسر تو ہمارے رخصت ہوکر اوسکے بعد سبکے مشورہ سے چار شیطان - نامی عیار کیا - [illegible] منتخب کیے گئے اور یہ مشورہ قرار پایا کہ یہ شیطان تو کوئی ایسا بڑا کام کرین کہ جس سے ناموری ہو اور باقی سب اپنا معمولی کام کرینگے [illegible] اور چارون شیطانون نے یہ وعدہ کیا کہ ہم تھوڑے ہی عرصہ مین [illegible] قیامت تک رہے"

اوستاد - اچھا [illegible]"

شیطان - ہم چارون شیطان [illegible] دکھن دیش مین [illegible] اور ہم جو کہین وہ کرینگے [illegible] بالادست [illegible] دل و دماغ کو جگہ خالی نہین ہے - [illegible] دلمین ہماری رسائی اور قابو ہو تو کسیطرح قابو چلے [illegible] اوس لڑکے کو مہتی کا لنگ پوجتے ہوے دیکھا - [illegible] شیو کے مندر مین شیو [illegible] ہاتھ پر رکھے اور جاگتے ہوے پایا - اوسوقت ہمنے خیال کیا کہ جب وید کا ایشور ایسا ہے کہ باوجود سرب شکتی مان اور محیط ہونے کے اس لڑکے کو بت پرستی سے منع نہین کر سکتا بلکہ ہر عیب اور بد کام کے کرنے مین ایسی مدد دیتا ہے گویا کہ خود ہی کرتا ہے - تو ایسا بید ستار یا ایشور ہمارا کیا کر سکیگا - چونکہ یہ لڑکا بھوکا اور رات بھر کا جاگا ہوا تھا اور نیند کی غنودگی اسپر پورا پورا اپنا اثر کر رہی تھی بلا خوف ایک شیطان تو اوسکے دلمین سما گیا اور ایک نے دماغ مین جگہ لی - اور اوسی کے دلمین داخل ہوکر طرح طرح کی وسواس و خطرے پیدا کر دیے - اور بات گھات اور چوری - فریب وغیرہ کا سبق پڑھا کر پورا فاضل بنا دیا - باقی دو لون بیرونی شیطان جو ہے بکر مہادیو کے لنگ پر دوڑنے اور کھانے لگے قصہ مختصر اس لڑکے کو فن تلبیس و مکاری مین سند یافتہ دیکھکر آٹھون گانٹھ کمیت بنا کر گھر سے نکالا اور ایسے ایسے گناہ کبیرہ کرائے جنکو سنکر آپ بھی عشعش کرینگے -

بات گھات کا خطاب دلوایا - باپ کی دل آزاری کرائی جو کسی مذہب مین درست نہین - مکر و فریب

کرایا۔ نقد و زیور گھر کا چروایا۔ سپاہی کا لوٹا چروایا تین مہینے تک۔ اوباشون۔ بدچلنون کی صحبت مین رکھو کر تمام برے کام کروائے۔ بڑے بڑے اونچے مندرون کی چوٹیون اور درختون پر بلا مدد سیڑھی اور کمند کے چڑھوایا بعد اسکے بباعث خوف گرفتاری ارتکاب مادرکشی کے بھگا کر جنگلون پہاڑون پہاڑون لیے پھرے۔ دو تین جگہہ اوسکو فقیرون کا چیلہ بنوا کر نام بھی تبدیل کرادیا۔ بڑی خرابیون سے خاک چھنواتے ہوے شہر متھرا مین لائے وہان مہاراج ویرجانند جو خوب کے اندھے تھے اونسے ویاکرن کی کچھہ تعلیم دلوائی جب انکو علم سنسکرت کی کچھہ سدھ بدھ ہو چلی تو پھر کیا تھا۔ انکے دلمین ایسا غرور پیدا ہوا کہ تھوڑے ہی دنون مین گرو سے بدنیتی کا مارا چھپنے لگے۔ اور طمع کے پھندے مین ایسے پھنسے کہ پھندے سے کی بھاگا [illegible] مین [illegible] کے یہان جمع کرکے [illegible] ساہوکار بنگئے۔ اور ہزارون کم عقل آدمیون کو [illegible] اب یہ قصہ بہت طولانی ہے کہانتک بیان کرون آپ [illegible] خود دیکھ لیجئے۔

اوستاد — [illegible] شیطانون [illegible] کاروائی [illegible] کیا۔

شیطان — جب ہمنے دیکھا کہ ہماری کارروائی پوری ہوگئی — [illegible] چیلے اور دو تین جگہہ [illegible] مہاراج دنیا مین زندہ رہین اور انکی تصنیف کی ہوئی کتابین اور انکی سماجین قایم رہین تب تک وہ [illegible] نہ چھوڑے ہمنے مہاراج کے دلمین اچھی طرح یہ جمادیا کہ آپ سے بڑھکر دنیا مین کوئی عقلمند نہین ہے اس غرور سے مہاراج کو بنارس بھیجا یا اور وہان کے عالم فاضل پنڈتون سے مباحثہ کا مصمم ارادہ کرادیا۔ یہ مباحثہ مہاراجہ بنارس کے مکان پر بڑے عظم وشان سے ہوا۔ اس جلسہ مین بڑی بڑی پنڈت وید خوان رشی منی شہر بنارس کے جمع تھے۔ بقدر ہجوم ہوا کہ بایدوشاید۔ غرضکہ مباحثہ شروع ہوا۔ آخر کو دو چار ہی سوال و جواب مین مہاراج دیانند جی کے ہوش وحواس رفو چکر (جاتے رہے) ہوگئے ایسا ہوا کہ جب انکے جواب دینے کی باری تھی تو بباعث بیحواسی اور کم علمی کے ہمارے مہاراج سوچتے ہی رہگئے اور وہان میعادی گھنٹہ بج گیا اور بنارس کے پنڈتون نے جیت کی تالی بجادی مہاراج بیچارے مایوس اپنے ڈیرے پر چلے آئے۔ بڑے بول کا سر نیچا۔ اوسوقت کچھہ شیطان تو ماری خوشی کے اپنے جامے مین نہین سماتے تھے اور کچھہ مہاراج کے غم والم اور ندامت وپشیمانی کو بڑہا رہے تھے۔ اور پھر ہمنے سب شیاطین کو خبر کردی کہ اسوقت موقع ہی بہت اچھا ہے آدمیون کو بہکا کر انکا مرید (چیلہ) بنوادو اسلیئے ہمارے ساتھیون نے سیکڑون چیلے بھی کرادیے اور سماجین بھی قایم کرادین اب کیا تھا چارون طرف سے روپیہ برسنے لگا اور امیر کبیر ہو گئے لیکن پھر بھی پیٹ نہ بھرا کیونکہ ؎

طمع را سہ حرف ست وہرسہ تہی

کہنے کو تو مہاراج سنیاسی فقیر تھے مگر بظاہر دکھانے کو تھے د ل سے نہ تھے ۔ ہمنے انکی ظاہرداری کو بھی خیرباد کھلا دیا اور جو جو باتین سنیاسی فقیرون کو منع ہین وہ سب مہاراج سے ظہور مین آئین یا دنیاوی چمڑہ کا جوتہ پہنوایا ۔ گھی دودھ بالائی شکر اچھے اچھے مال لذیذ کھانے کھلوائے ۔ پہننے کو ریشمی کپڑے شال دوشالے ۔ سواری کو لینڈو وفٹن قسم قسم کی گاڑیان جنمین عمدہ عمدہ جوڑیان پرتکلف سازویراق سے آراستہ جوتی ہوئین ۔

رہنے کو وسیع ومرتفع کوٹھیان بنگلے ۔ باغات پرفضا ۔ سونے کو اچھی اچھی مسہریان ۔ چھپرکھٹ پلنگ نواڑ کے ۔ چنیر مخملی اور ملائم نرم اونی قالینون کے تھے نے بمبئی سے ایک بائی جی بھی بلوا کر مہاراج کی حاجتگاہ مین ٹھہرا دی ۔ از جیون چرتر مولفہ جگناتھ پرشاد مرادآبادی ۔

شاگرد ۔ کیا یہ باتین سنیاسی کو نہین چاہئے ہین ؟ ۔

اوستاد ۔ سنیاسی فقیر کو ہرگز ایسی عیش پسندی ۔ اور خط نفس کرنا واجب نہین ہے یہ کام تو دنیادارون کے ہین سنیاسیون کو سفر ہی کرنا چاہئے ۔ کھڑاون ہی جوتا پہننا چاہئے کوئی غذا عمدہ لذیذ ۔ خوشمزہ نہ کھانا چاہئے ۔ نہ اپنے ہاتھ سے پکانا چاہئے ۔ نہ واسطے بندوبست خانہ کے برہمن باورچی اور خدمتگار نوکر رکھنا چاہئے ۔ صرف پانچ گھر سے بھیک مانگ کر کھانا چاہئے ۔ اگر ایک ہی گھر سے مل جاوے تو اسی پر قناعت کرنا چاہئے اور اگر پانچون گھرون سے کچھ نہ ملے تو فاقہ کرنا لازم ۔ اور ننگے پیر رہنا چاہئے ۔ عورت کے ہمراہ ہرگز نہ رہنا چاہئے ۔ تین روز سے زیادہ ایک ہی مقام پر نہ رہنا چاہئے کسی قسم کی سواری پر نہ چڑھنا چاہئے ۔ کوئی سامان آرائش وگھرداری کا ہمراہ نہ رکھے ۔ اور قسم لباس سے صرف ستر پوشی کو دو گز کپڑا ۔ اور ایک ڈنڈا جو عطیہ گرو ہو سوا اسکے اور کوئی شے آلات حفاظت سے اپنے پاس نہ رکھے ۔ مکان اور شہر مین نہ رہے علاوہ اسکے اور بھی لوازم ہین جنکا بیان فضول سا ہے غرض یہ ہے کہ ترک دنیا ہو نفس کشی ہو اور ریاضت وعبادت الٰہی کرے ۔ آجتک کوئی عابد زاہد سنیاسی فقیر بغیر ترک دنیا اور نفس کشی کے نہین ہوا ۔

شیطان ۔ قصہ مختصر جب مہاراج کی وفات بوجہ سراپ ایک مہارشی بنارس کے ہوئی اسوقت تک ہم مہاراج کے ہمراہ رہے اور مہاراج کے غم مین بہت دنون رویا کیے ہمارا یہ غم والم دیکھکر آریون کے ایشور کو رحم آیا اور ہمین اپنے پاس بلا لیا ۔

ناظرین ۔ اس بیان سے ہمارا دعویٰ شیطان بہادر کا بخوبی ثابت ہوگیا ۔

آریہ ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۲۲ ۔ سطر ۱۱ ۔ سے صفحہ ۲۲۳ ۔ سطر ۱۵ ۔ تک ۔

دیکھو! شیطان جانتا تھا۔ کہ اللہ میاں کے سوائے کسی کو سجدہ کرنا پاپ ہی اسکا یہ خیال اللہ میاں کے خیال کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ اللہ میاں نے اپنے الہام مین بتادیا تھا کہ میرے سوا کسی کو سجدہ نکرو۔ کیونکہ مین غیور ہون اور نہین پسند کرتا کہ تمہاری پیشانی کسی کے سامنے جھکے۔ فرشتون اور شیطان کو حکم ہوتا ہے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ فرشتے خوشامدی تھے۔ فوراً ناک رگڑ بیٹھے مگر شیطان بہادر اخلاقی بہادر تھا۔ اسنے سلف ریسپکٹ (آتم سنمان) کو قایم رکھا۔ اور سجدہ کرنیسے صاف انکار کردیا۔ اللہ میان کا غضب بھڑکا کہ تونے سجدہ نہین کیا چل مردود یہان سے نکل جا۔ شیطان بہادر نے نہ تو اللہ میان کی پرواہ کی۔ نہ منت کی۔ نہ کسی خوف و خطر کی۔ اوٹھ کر چلدیئے۔ مگر جاتے جاتے اس سچی بات کا اظہار کر گئے کہ۔

رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ (پ ۱۴۔ س حجر) اے اللہ جیسا تونے مجھے گمراہ کیا ہے مین بھی لوگون کو اسطرح گمراہ کرونگا۔ اور اونکو زینت دکھاؤنگا۔

سچ مین غضب کا بل ہی۔ اللہ میان چونکہ خود ہی لوگون کو گمراہ کرنیوالا ہی۔ جیسا کہ ہم نے پیچھے دکھایا ہے۔ اوسنے شیطان کو بھی گمراہ کیا۔ شیطان نے اس گمراہی کا سبب اللہ میان کو گردانا تو میان صاحب انگشت بدندان رہ گئے۔ اگر جواب دیتے کہ مینے تجھے گمراہ نہین کیا۔ تو شیطان بہادر لوح محفوظ پر سے قرآن اوتار کر فوراً میان صاحب کو دکھا دیتے کہ یہ پڑھیے تونے کیا لکھا ہو۔ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ جسکو اللہ گمراہ کردیتا ہے اوسکو کوئی راہ نہین دکھا سکتا۔ اب تو مجھے گمراہ کرکے انکار کرتا ہے۔ کہ تونے مجھے نہین بہکایا؟ کیا یہ تیری ایمانداری ہے؟ بلہ رے شیطان بہادر! تیری جرأت! تونے سچی بات کہکر اللہ کے منھ پر مہر خاموشی لگادی اور اوسے لاجواب کردیا۔

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ یہ بھی ارہی جی کا یہ اعتراض بھی متعلق مسئلہ جبر و اختیار کے ہی۔ یہ بھی اریہ جی وہی جاہلانہ برتاؤ اور تعصب۔ اور خلاف قول دیانند سرستی خلاف منشاء و مطالب تاویل کرتے ہین اور ایجاد بندہ تو آپکا اصول ہوگیا ہی۔ پس ہم پہلے از روئے کلام مجید معترض کی غلط فہمی اور جہالت ثابت کرتے ہین شیطان کی طرفداری کا حق آریون ہی کے ذمہ تھا۔ جیسا کہ ہمنے ثبوت دعوی مین بیان کیا کیون نہو ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

جواب از روئے کلام مجید۔ دیکھو۔ ۱۴۔ پارہ سورہ حجر۔ آیت ۲۶ سے ۴۳ تک آدم اور شیطان کی پیدایش کا اسطرح ذکر ہے۔ **تفسیر حسینی** وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ ہمنے پیدا کیا انسان کو (آدم کو) مِنْ صَلْصَالٍ خشک مٹی سے مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ وہ مٹی جو بنی تھی خمیر سا تر پانی کے اوس سے صورت بنائی گئی وَالْجَانَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ اور جان (جو جنون کا باپ ہی) اوسے پیدا کیا (قبل پیدایش نسل انسان سے)

مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ بے دھوین کی آگ سے (کہ مسام مین گھس جاتی ہو اور صاعقے اوس آگ سے پیدا ہوتے ہین) وَاِذْ قَالَ اور یاد کر اوسکو اے پیغمبر کہ جب کہا رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ تیرے پروردگار نے فرشتون سے (کہ واسطے خلافت زمین کے) اِنِّیْ خَالِقٌ مین پیدا کرنے والا ہون بَشَرًا آدمی کو مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ خشک مٹی سے (جو گندھی ہوئی ہو پانی سے) فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ پس جب درست کرون مین صورت اور ہیئت اوسکی وَنَفَخْتُ فِیْهِ اور پھونکون مین اوسمین مِنْ رُّوْحِیْ اس روح سے کہ میری پیدا کی ہوئی ہے (اور وہ جسم اوس سے زندہ ہو جاوے) فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ پس ہو جاؤ اوسکو سجدہ کرنے والے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ پس سجدہ کیا فرشتون نے کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ سب نے ایک ہی بار مگر ابلیس نے اور تکبر کر کے اَبٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ انکار کیا اور سرکشی کی اوس سے کہ ہووے مَعَ السّٰجِدِیْنَ ساتھ سجدہ کرنے والون کے آدم کو قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ کہا خدا نے اے ابلیس مَا لَکَ کیا ہے تجھے یعنے تیری غرض کیا تھی اَلَّا تَکُوْنَ اسمین کہ نہوا تو مَعَ السّٰجِدِیْنَ ساتھ سجدہ کرنے والون کے ساتھ قَالَ کہا ابلیس نے لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ نہیں ہون مین کہ سجدہ کرون لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ اوس آدمی کو کہ پیدا کیا ہے تو نے اوسکو مِنْ صَلْصَالٍ خشک مٹی سے [illegible] (یعنے خاک جو عناصر مین پست ترین ہے آدم کو پیدا کیا اور مجھے اشرف [illegible] کسواسطے فرمانبردار ہو جیسا [illegible] کہا کہ آدم کو خدا نے [illegible] تعلیم [illegible] قَالَ کہا خدا نے ابلیس [illegible] تھی) اوس مرتبہ سے کہ تجھے حاصل ہوا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ پس تحقیق تو راندہ ہوا [illegible] وکرامت سے وَّاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَۃَ اور تجھ پر لعنت ہے اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ روز جزا تک قَالَ رَبِّ کہا ابلیس نے اے پروردگار میرے فَاَنْظِرْنِیْ پس مہلت دے مجھکو اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اوس روز تک کہ اوٹھائے جاوینگے آدمی (غرض ابلیس کی اس سے یہ تھی کہ نہ مرے کیونکہ جانتا تھا کہ بعد بعث کے مرگ نہیں ہے مگر خدا نے قبول نکیا) قَالَ کہا خدا نے فَاِنَّکَ پس تحقیق ہے تو مہلت دیے ہوؤن مین سے اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ دن اور وقت معلوم تک (اس سے مراد یہ ہو کہ نفخۂ اولیٰ سے نفخۂ ثانیہ تک جسکا فاصلہ چالیس سال کا ہوگا ابلیس مردہ رہیگا بعد اوسکے اوٹھایا جائیگا) قَالَ رَبِّ کہا ابلیس نے اے رب میرے بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ قسم کھاتا ہون (یا اس سبب سے) جو تو نے مجھے گمراہ ٹھہرایا ہی لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ البتہ آراستہ کرونگا مین آدمیون کے لیے گناہ کو فِی الْاَرْضِ زمین یعنے دنیا مین کہ غرور کا گھر ہے وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اور ضرور اونھین گمراہ کرونگا اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمْ مگر جو بندے تیرے اونمین سے

الْمُخْلَصِيْنَ مخلصین مین میرا فریب اونپر اثر نہ کریگا قَالَ کہا خدا نے هٰذَا یہ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ایک راہ ہے میری طرف سیدھی اِنَّ عِبَادِيْ تحقیق میرے بندون یعنے مخلصین پر لَيْسَ لَكَ نہین ہے تجھے عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اونپر تسلط اور قوت بہکانے اور گمراہ کرنے مین اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مگر وہ کہ متابعت کرین تیری مِنَ الْغٰوِيْنَ گمراہون مین سے تو اونپر مسلط ہوسکتا ہے وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور تحقیق کہ دوزخ وعدہ گاہ اون سب کی ہو (یعنے تیری پیروی کرنے والون کے لَهَا واسطے دوزخ کے سَبْعَةُ اَبْوَابٍ سات دروازے ہین لِكُلِّ بَابٍ واسطے ہر دروازے کے مِّنْهُمْ گمراہون مین سے جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ایک حصہ قسمت کیا گیا ہو (مراد ابواب سے طبقات و درجات دوزخ ہین کہ ہر طبقے کیواسطے ایک قوم معین ہے)۔

ناظرین۔ برہمچاری جی کا یہ اعتراض بسبب ناواقفیت علم عربی اور بباعث عداوت اہل اسلام کے ہو کیونکہ آیات مذکورۂ بالا سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اللہ نے شیطان کو بہکایا ہو۔ یا خاص واسطے اغوائے انسان کے پیدا کیا ہو۔ بلکہ شیطان نے خود تکبر اور عدول حکمی کی۔ اور بوجہ غرور اور آدم کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے سبب راندۂ درگاہ ہوا۔ شیخ سعدیؒ کہتے ہین ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد ؛ بزندان لعنت گرفتار کرد

عدول حکمی اور غرور۔ اول درجہ کا گناہ ہے۔

شاگرد۔ خدا کا تو یہ حکم تھا کہ سجدہ خاص میرے ہی لیے ہو اور دوسرے کیواسطے نہین ہو تو پھر آدمؑ کو کیون سجدہ کرنے کے لیے کہا گیا۔

اوستاد۔ پہلا حکم تو ضرور یہ تھا کہ سوا میرے اور کسی کو معبود مان کر سجدہ نکرنا مین ہی لایق پرستش وعبادت ہون ؞

دوسرا حکم جو دربارۂ آدم ہوا اوس سے یہ مراد تھی کہ آدم کی بزرگی و شرف تسلیم کر۔ یعنے سجدۂ تعظیمی کر۔ اور انکے مراتب کو قبول کر۔ یہ حکم مخصوص اوسی وقت کے لیے تھا جس سے متابعت حکم مقصود تھی۔ نہ کہ عبادت۔ اور سجدہ کے معنی سر فرو کردن۔ وسر بخاک عجز نہادن۔ یعنے سر جھکانا۔ تسلیم وتعظیم کرنا اظہار عجز وانکسار کرنا۔ جیسا کہ فرشتون نے بزرگی آدم کو تسلیم کیا۔ اور حکم خدا کی متابعت کی۔ اگر فرشتون کا سجدہ حقیقی ہوتا تو خدا اونکو بھی راندۂ درگاہ کردیتا کیونکہ وہ غیور ہے اور بسبب جلالت وقدرت کے وہی سزاوار سجدہ ہی۔ وہ نہین چاہتا کہ میرے سوا کسی غیر کو سجدہ کیا جائے۔ ایسا نہین ہوا۔ بلکہ ملائکہ نے تعمیل حکم کی اور انکسار ظاہر کیا ؎

بلند کر جو سر اپنا تو خاکساری سے	کہ بعد سجدے کے زیادہ سر اوٹھاتی ہین

اور ہر فعل کے ساتھ نیت ہی جیساکہ ہم پیشتر بھی بیان کر چکے ہین۔
پس دیکھنا چاہیے کہ نیت ملائکہ سجدۂ آدم سے کیا تھی۔ آیا آدم کو معبود حقیقی اور منعم و قادر و الٰہ سمجھکر سجدہ کیا تھا۔ یا نبی۔ اور خلیفہ خدا (نائب) حامل اسماء بزرگ۔ شریف سمجھکر۔ حالانکہ اسی خیال کو عقل تسلیم کرتی ہی۔ اور شق اول نادرست پس نیت ملائکہ فاسد العقیدہ مثل ابلیس کے نہ تھی۔ نہ غرور و استکبار تھا۔ بلکہ عجز و انکسار۔ کیونکہ ملائکہ پر بزرگی آدم بسبب تعلیم اسماء کے ظاہر تھی۔
جیساکہ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ ۱ س بقر رکوع ۴)
(ترجمہ) اور آدم کو سب اسماء بتا دیے پھر اونکو (یعنے جنکے اسماء بتائے تھے) فرشتون کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ اگر (اپنے دعوی مین سچے ہو) یعنے خود کو آدم پر تفضیل دیتے ہو" تو تم ہمکو انکے نام بتاؤ فرشتے بولے تو پاک ذات ہی جو تو نے ہمکو بتا دیا ہے اوسکے سوا ہمکو کچھ معلوم نہین۔ تو ہی جاننے والا (مصلحت کا) پہچاننے والا ہے"
اس آیت سے ظاہر ہے۔ فرشتون کی کم علمی اور حضرت آدم کی علمیت جو باعث فضیلت ملائکہ ہی۔ مگر ابلیس کہ شریر خبیث النفس۔ مغرور متکبر۔ تھا اسے شرافت آدم پر رشک ہوا۔ اور اپنے اونکی بزرگی کو تسلیم نہ کیا۔ اونکے آگے حکم خدا سے سر نہ جھکایا اس سے مردود و ملعون ہوا۔

شاگرد۔ آپنے سجدہ کا جواب تو خوب دیا مگر آیت معترضہ کے فقرۂ اول کا استدلالی جواب نہین دیا۔

اوستاد۔ مین سمجھا تم قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِیْ کی بابت کہتے ہو۔

سنو! معترض نے جو کئی مترجمان باسواد کے ترجمون کے حوالہ اور تفاسیر وغیرہ کی اسناد پیش کی ہین۔ بہت بجا اور درست ہم اون سب کو صحیح و مسلم سمجھتے ہین صرف الفاظ وہی ہین مگر مفہوم معترض سے علیحدہ لی ہی۔ اسلیے کہ آپنے خلاف منشا تاویل کی ہی جس سے بدگمانی و تعصب ظاہر ہوتا ہی۔ برھچاری جی تمام زلیخا پڑھ گئے مگر یہ معلوم نہوا کہ زلیخا مرد تھا یا عورت۔ ویسی ہی تمام قرآن پڑھ گئے مگر محل و منشا مطالب اور سلسلہ کلام کی تمیز نہوئی۔ آپنے آریہ ہوکر اسی بات پر عزم بالجزم کر لیا ہی کہ حق کو تسلیم ہی نکرینگے اور باطل ہی کو زور دیکر کوشش کے ساتھ حق ثابت ہی کر دکھائین گے۔
یہ بات جدا ہی اور تحقیق جدا ہی۔ تاوقتیکہ تعصب سے قطع نظر نہ کیجائے تحقیق حق محال ہی۔ یک من علم را ده من عقل بباید مقولہ جی کسی کا بہت سچ اور حق ہی۔ مگر آپ اسکے مصداق نہین ہین۔ برعکس نہند نام زنگی کافور آپنے اپنی دانست مین یہ اعتراض جو متعلق مسئلہ جبر و اختیار کے ہی۔ بڑا جواب منتخب کرکے پیش کیا ہی۔ جسکا جواب ہم چند لفظون مین

دیتے ہین آپنے تو بہت سے صفحہ رنگے ہین -

المختصر - آیت معترضہ شیطان کا مقولہ ہے - تو شیطان کی بات کا کیا اعتبار کیونکہ وہ اسوقت مجرم ہے "ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آرد بگوید" کا پورا پورا مصداق تھا - سارے قرآن مجید مین کہین اسکا ذکر نہین ہے کہ خدا نے شیطان کو بہکایا - یا خدا نے کہا ہو کہ مین نے شیطان کو گمراہ کیا - اگر یہ کہین لکھا ہو تو اب ہمین دکھلا دین تو آپکا اعتراض مسلم ورنہ آپکو اپنا اعتراض واپس لینا - اور معافی طلب کرنا لازم ہوگا - شیطان کی شہادت قابل وثوق نہین ہے مجرم اپنی جرم کو چھپاتا ہی - انکار کرتا ہی - حیلہ حوالے کرتا ہے بریت جرم چاہتا ہے - مگر خود کردہ را علاج نیست - کیا ہو سکتا ہے - جرم نافرمانی ابلیس تو واضح ہی آپ اب لاکھ اوسے چھپائین - اور لیبین پوتین - لیکن - ابلیس مجرم ہو چکا - اسلیے کہ جب شیطان کو مشیت خدا ظاہر ہو گئی اور اوسنے یہ سمجھ لیا کہ مین مجرم قرار پاگیا تو اب اوسے کیا خوف تھا جو کچھ اوسکے دلمین آیا اوسنے کہا - جیسا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ سے ظاہر ہی - اگر یہ کہا جاے کہ شیطان کو خدا نے منع کیا تھا کہ میرے سوا کسی غیر کو سجدہ نہ کرنا - تو یہ حکم خدا سجدہ حقیقی کی بابت تھا - نہ کہ سجدہ مجازی جسے تعظیمی کہتے ہین - جیسے ہم لکھ چکے اور ثابت کر چکے ہین -

شاگرد - خدا نے اس گستاخی کی ابلیس کو سزا کیون نہین دی - جیسا کہ ابلیس نے کہا تھا کہ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي اور مین تیرے بندون کو گمراہ کرونگا -

اوستاد - اول جو سزا اوسکو دی گئی وہی کیا کم ہی دنیا اور آخرت مین اس سے زیادہ کوئی اور سزا ہو نہین سکتی - دوم خداوند تعالی حلیم ہی - اوسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہین - سب کام اپنے اپنے وقت پر ہوتے ہین نہ اوس سے زیادہ کم ویسا ہی یہی مقولہ ہے - اس خیال سے جسوقت مشیت خدا ہوگی اوسے سزا ملیگی جیسا کہ آیت مین ذکر ہے - مثلاً ہمارے مہربان دھرمپال جی کسقدر گستاخیان اللہ کی جناب مین کرتے ہین - کوئی فقرہ آپکا شیطانی باتون سے کم نہین ہے اگر ہم یہ کہین کہ اونکو سزا کیون نہین ملتی - تو سزا ضرور ملیگی مگر اوسکا وقت معین ہی چنانچہ قرآن شریف مین اسی کی بابت خدا فرماتا ہی کہ تم بھی منتظر رہو مین بھی انتظار کرتا ہون - نیز پاپ کی ناؤ بھر کر ڈوبتی ہی - اگر یہ کہا جاوے کہ شیطان پہلی ہی نافرمانی کے بعد عبادت کرنیوالا اوسی وقت عبادت کی کیا خبر لی تو ہم یہ کہینگے کہ قبل نافرمانی شیطان ضرور مقرب تھا اور معلم الملکوت کہلاتا تھا اوسیکے نتیجہ مین اوسکی یہ درخواست منظور کیگئی قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ اور خدا نے حکم دیا قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ کیونکہ خدا حلیم ہے وہ فوراً ہی سزا نہین دیتا ہی - خدا نے تو ابلیس سے کہدیا تھا کہ وان جہنم لموعدھم پس یہ اعتراض بھی باطل

جواب تحقیقی - یہ بات از روے قرآن مجید ہم ثابت کر چکے ہین کہ خدا نے اس دنیا کو واسطے آزمائش کے پیدا کیا ہی اور اسکا ثبوت مع الزامی جوابات در مقالہ ۲ شکل آٹھ مین دے آئے ہین - یہ دنیا مزرعہ آخرت بھی کہلاتی ہے - یعنی جیسا یہان بوؤگے ویسا ہی آخرت مین کاٹوگے - یعنے اگر دنیا مین نیک کام کروگے اوسکا انجام بہشت ہوگا - اگر بد کام

کروگے تو دوزخ مین جاؤگے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ خداوند تعالی نے حضرت آدمؑ کو اگرچہ مٹی سے بنایا لیکن ایسی عزت عطا فرمائی کہ مسجود ملائکہ گردانا۔ اور اشرف المخلوقات کا خطاب مرحمت فرمایا۔ اور اس جسم خاکی آدمؑ کو پاک وصاف بنایا کہ حضرت آدم منزہ عن الرجس اور پاک و پاکیزہ معصوم صفت تھے۔ اگر قرآنی خدا آدمؑ کو گناہ کا بانی یا گناہ کنندہ بناتا تو خدا کی قدوسیت مین نقص لازم آتا۔ اور بزرگی و شرافت آدم درمیان مخلوق مابہ الامتیاز نہوتی۔ اور صفی اللہ (برگزیدۂ خدا) حضرت آدم کا خطاب نہوتا۔ چونکہ انبیا و اوصیا علیہما السلام آیات خدا (اللہ کی نشانیان) ہین اور یہ حضرات مظہر صفات الٰہی ہین اس سبب سے بمقابلۂ مخلوق عامہ یہ حضرات پاکیزہ و منزہ بدرجۂ اولی ہین۔ چونکہ خدا قدوس اور ہر عیب سے مبرا ہے اس سبب سے اوسکی بنائی ہوئی چیزین بھی بے عیب ہونا چاہیئے۔

اب دیکھیے اگر شیطان یعنے ابلیس بباعث غرور اور عدول حکمی کے راندۂ درگاہ نہوجاتا تو دنیا مین بدی کہان سے آجاتی۔ سب انسان نیک ہی نیک ہوتے۔ اور تمام کاروبار دنیا کے بند ہوجاتے۔ پھر امتحان کہان باقی رہتا۔ اور پھر دنیا ہی بہشت ہوجاتی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ نیکی کی پہچان بدی سے اور بدی کی شناخت نیکی سے۔ بیماری کی تمیز صحت سے اور صحت کی پہچان بیماری سے۔ رات کی پہچان دن سے اور دن کی پہچان رات سے کیونکہ (کل شئ تعرف باضدادھا) بہت سچا مقولہ ہی۔ اس حساب سے اگر نیکی کی پہچان بدی سے نہوتی تو نیکوکارون کی شناخت کیسے ہوتی۔ سب انسان ایک ہی درجہ کے یعنے نیک ہی ہوتے سلسلۂ توالد و تناسل بھی منقطع ہوجاتا۔ اس دنیا مین طرح طرح کے عجائبات عمارت۔ باغ۔ لین۔ دین۔ امیر۔ غریب۔ مدرسی منی۔ جاہل۔ بدکار۔ عابد و زاہد۔ بہشت و جہنم بار بار کے جنم۔ سب دنیا کی ایک ہی جنم مین مکتی ہوجاتی۔ عدالت۔ انصاف قاضی۔ مفتی۔ جج۔ کمشنر۔ بادشاہ۔ شاہنشاہ ایک بھی نہوتا جسطرح دنیا قبل پیدائش تھی ویسی ہی رہتی۔ پھر خداوند تعالی کے صفات یعنے۔ رحم و عدل۔ کرم و قدوسیت و جلال و حشمت وغیرہم کیونکر ظاہر ہوتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے کوئی شے بیفائدہ اور بیکار نہین پیدا کی۔ جس مذہب مین شیطان کا وجود نہین مانا جاتا اوس مذہب مین شیطانی کام خدا ہی کا عاید ہوتا ہے۔ اس امر کو ہم الزامی جواب مین ثابت کرینگے۔ چونکہ عقل انسانی ایسی چیزون کی کنہ دریافت کرنے مین قاصر ہے اسلیے یہ کوئی ضروری بات نہین ہی کہ جو چیز ہماری سمجھ مین نہ آئے وہ غلط۔ کوئی انسان مثل دیانندجی کے ناسمجھ نہین ہے کہ جو بات اونکی سمجھ مین نہ آئے وہ جھوٹی اور غلط۔ یہان سب جھوٹے طب جھوٹی تشریح و جراحی جھوٹی۔ تنتر منتر جھوٹے۔ نجوم جھوٹا جسقدر علمائے علم سنسکرت گزرے ہین سب جھوٹے۔ صرف ایک دیانندجی سچے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ دیانندجی ہی جھوٹے ہین اور سب سچے ہین۔

الزامی جواب۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۷۔ فقرہ (۵)۔ جیو اور ایشور مین فرق

اور اونکا باہمی تعلق | جیو اور ایشور ذات اور صفات سالبہ کے لحاظ سے جدا اور محاط و محیط اور صفات موجبہ کے لحاظ سے غیر جدا ہین - یعنے جسطرح اکاش سے شکل والا جوہر نہ کبھی الگ تھا - نہ ہے اور نہ ہوگا اور نہ کبھی ایک تھا نہ ہے اور نہ ہوگا - اسیطرح پرمیشور اور جیو مین محاط اور محیط معبود و عابد اور باپ بیٹا وغیرہ کا رشتہ مانتا ہون ؂

اس فقرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشور یعنے خدا - اور جیو یعنے انسان اور پرکرتی یعنے (مادہ یا علت) یہ تینون ازلی و ابدی ہین اور ایشور اور جیو مین تعلق باپ بیٹے کا ہی غور کرنیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایشور اور جیو مین تعلق باپ اور بیٹے کا کبھی نہین ہو سکتا یہ بات غلط اور جہالت کی ہے -

شاگرد - یہ بات آپکے صرف کہنے سے غلط نہین ہو سکتی - کوئی ثبوت دیجئے -

اوستاد - اس امر کا ثبوت پرتکش (بدیہی) ہے - یہ کوئی علمی اور منطقی مسئلہ نہین ہی - بلکہ ایک معمولی موٹی سی بات ہے - اوّل باپ اور بیٹے کا رشتہ زبانی نہین ہو سکتا بلکہ باپ بیٹے کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے جو پیدا ہوا وہ بیٹا کہلاتا ہے -

چونکہ جیو یعنے انسان کو ایشور نے پیدا نہین کیا بلکہ موافق ایشور کے یہ بھی ازلی و ابدی ہے اسوجہ سے کسطرح جیو بیٹا ہوا - بلکہ برادرانہ رشتہ کہو تو درست ہے - چنانچہ اسکی صداقت کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۷ - فقرہ - ۵۰ "چونکہ اسنے اپنے اندر تمام مختلف "لوگون" (نظامون) کو بذریعہ قدرتی قوانین کے ضبط کر رہا ہے اور بھائیون کیطرح مددگار ہے چنانچہ اسیوجہ سے وہ اپنے اپنے دائرہ اور قانون سے تجاوز نہین کر سکتے اور جسطرح کہ بھائیون کا مددگار بھائی ہوتا ہے اسیطرح پرمیشور بھی زمین وغیرہ نظامون کو قایم اور محفوظ رکھتا ہے اور سکھ کا دینے والا اسلیے اُسکا نام "بندھو" (برادر) ہے" سے ظاہر ہے

دوم حسب حالتین ایشور - جیو - پرکرتی - ازلی و ابدی ہین انکا پیدا کرنیوالا کوئی نہین ہی آپسے آپ ہین تو بوجہ قدامت تینون چیزین برابر ہوئین "

سویم - نہ ایشور بلا مدد جیو اور پرکرتی کے کوئی کام کر سکتا ہی نہ جیو بلا مدد دونون کے نہ پرکرتی بغیر مدد جیو اور ایشور کے کچھ کر سکتے ہین - اسیلئے بلحاظ قدرت و اختیار کے بھی تینون برابر ہین "

چہارم ایک کلپ کے بعد ایشور بھی غائب ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے کلپ مین ظاہر ہوتا ہے - اسیطرح پرکرتی بھی ایشور کے ہمراہ غائب ہوتی ہے اور ہمراہ ظاہر ہوتی ہے اور جیو بھی بار بار جنم لیا کرتا ہے جسے غیبت و شہادت کہتے ہین - تو اس اعتبار سے ازروے تناسخ بھی تینون برابر ہوتے ہین "

پنجم - آریہ مذہب مین شیطان کا وجود نہین مانا گیا - اور انسان کو فاعل و مختار تصور کیا ہی - جو آدمی گناہ کرتا ہے وہ اپنی طبیعت سے کرتا ہے تو اس باعث سے بدی کا بانی جیو یعنے انسان ہوا - اور اسلام

مین بدی کا بانی شیطان کو کہتے ہین"

ہم اوپر ثابت کرچکے ہین کہ ایشور اور جیو مین تعلق برادرانہ یعنے مساوات و برابری ہے پس ایشور بھی شیطان ہے۔ اگر اوسے یعنے ایشور کو شیطان نہ کہین تو جیو سے اس صفت مین مساوات نہو گی جو از روے درجہ تساوی قبیح ہے۔

رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۱۸۱۔ نیک نہاد انسان کو "دیو" اور بد نہاد انسان کو "اسُر" کہتے ہین۔ یہ دونون "دیو" اور "اسُر" (شیطان) مالک اور محافظ کائنات پرمیشور کے نزدیک فرزند کی مثال ہین۔ اور اسی وجہ سے دونون پرمیشور کے پیدا کیے ہوے سامان کے حقدار اور وارث ہین۔ (شتھ پیت براہمن کانڈ ادھیاے ۷۔ براہمن ۵۔ کنڈ کا ۲۲) اس جگہ ثابت ہوتا ہے کہ اسُر شیطان ہے اور اسر کو ایشور ہی نے پیدا کیا ہے۔ اور ایشور باپ۔ اور اسُر (شیطان) فرزند ہے۔ پس اس قاعدہ سے بھی بلحاظ سیرت ابائی اور حسب مقولہ اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہِ ایشور بھی شیطان ہوا۔

تیسرے۔ بوجہ سرویاپک ہونے کے ایشور ہر ایک بدی اور ہر ایک غلاظت مین موجود ہے اور بدی کرنا کرانا اور غلاظت مین باس کرنا اور گندگی کو پسند کرنا کار شیطانی ہے اسلیے آریون کا ایشور بھی شیطان ہے"

چوتھے۔ بوجہ محیط کل ہونے کے۔ انسان سے جو بدی یعنے چوری۔ ڈاکہ زنی۔ زناکاری وغیرہ ہوتی ہے اوسکا کرنیوالا اور کرانیوالا بھی ایشور ہی ہے"

پانچوین۔ کتاب ستیارتھ پرگاش صفحہ ۱۹۔ فقرہ ۴۰-۶۴۔ چونکہ وہ بالذات تعقل ہو اور تمام جیون کو تعقل دیتا ہے اور سچ اور جھوٹ کا جتلانے والا ہے۔ اسلیے اوس پرماتما کا نام چیت ہے"

چونکہ ایشور جھوٹ کا تبلانے والا ہے پس یہ بھی کار شیطانی ہے۔

چھٹے۔ جو کوئی شخص جھوٹ بولے۔ اور جھوٹی کتابین تصنیف کرے اور جھوٹی کہانیان بطور تمثیل لکھے اور اپنے مقابلہ مین تمام دنیا کے عالم اور فاضلون۔ عقلمندون کو جھوٹا اور اونکی تصنیفات کو جھوٹا تبلاوے اور چوری۔ فریب۔ قتل۔ مکر۔ دغابازی۔ خیانت۔ کرے اور جھوٹی تعلیم دے۔ وہ بھی شیطان ہے۔ اسی لیے دیانندجی بھی شیطان ہوئے۔

ساتوین۔ چونکہ بموجب وید۔ بدی۔ اور جملہ خراب کام انسان کی خاص کرتوت ہی اور بدی کرنے اور کرانے والا شیطان ہی۔ اس حساب سے کل وید کے ماننے والے یعنے آریہ بھی شیطان ہین۔

آریہ- (تہذیب الاسلام صفحہ ۲۲۵ سطر ۱۳ سے صفحہ ۲۲۶ سطر ۱۲ تک

(حکیم صاحب فرماتے ہین)" اللہ تعالیٰ۔ ۔ ۔ ہر جگہ موجود ہے- اور شریر جسقدر بکواس کرتا ہے وہ سب خدا کے سامنے کرتا ہے اور رو در رُو کرتا ہے- کہ گویا اس سے بالمشافہ جنگ کرتا ہے"

مین آنجناب کے اشارون کو بخوبی سمجھتا ہون- اللہ ہے ہی اسی لایق کہ اس سے جنگ کیجائے- اور اوسکو تخت سے اوتار کر نیچے پھینکا جاوے کیا آپ نہین دیکھتے- کہ وہ اچھے کام کرینوالے آدمیون کو شہوت افزا چیزین دینا چاہتا ہے؟ کیا آپ نہین جانتے؟ کہ وہ متقی آدمیون کو شراب کی ہوس دلا رہا ہے- کیا آپ نہین جانتے کہ وہ رحم دلون کو کبابون کا چسکا دے رہا ہے؟ کیا آپ نہین جانتے کہ وہ غالب الحواسون کو عورتین دینا چاہتا ہے؟ کیا آپ نہین جانتے کہ وہ بدکردارون کے گناہ معاف کرنے پر آمادہ ہے؟ کیا آپ نہین جانتے- کہ وہ بھلے مانسون کو آگ مین پھینکنے کے لیے تیار ہے؟ کیا آپ نہین جانتے کہ وہ ناپاک دل کو پاک کرنا نہین چاہتا؟ کیا آپ نہین جانتے- کہ وہ لوگون کے دلون- آنکھون- کانون پر مہرین لگاتا پھرتا ہے؟ کیا آپ نہین جانتے کہ وہ نیکی بدی کو اپنی طرف منسوب کرکے لوگون کو بدی پر دلیر کر رہا ہے؟ کیا آپ نہین جانتے- کہ گناہون کی معافی کا وعدہ دیکر وہ گنہگارون کی تعداد بڑھانے مین مددگار ہو رہا ہے؟ ہان! ہان!! ایسے اللہ کے ساتھ جتنا جنگ کیا جاوے اوتنا ہی تھوڑا ہے- جتنے لوگون کو ایسے اللہ کے پنجے سے چھڑا لیا جاوے اتنا ہی اچھا ہے- مگر آپ اسکا نام شرارت رکھتے ہین- افسوس!"

فقرہ ذوالفقار حیدری- برہمچاری جی یہ آپ کی گستاخانہ تحریر حد سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے- حکیم صاحب کا بیان بہت شایستہ اور سچا ہے- جسکے آپ بھی قایل ہین لیکن خدا جانے آپ کس بات پر افروختہ خاطر ہو گئے- اور تہذیب کے جامہ دری کرکے ننگے دھڑنگے ہو کر اوچھلنے کودنے لگے- نعل در آتش ہونا کیسا- شاباش، شاباش!! کیون نہو- شاید آپنے اپنے ذہن ناقص مین یہ منصوبہ گانٹھ لیا ہے کہ اسلام میری ان لایعنی باتون- اور دریدہ دہنی کا جواب دینے مین عاجز ہے- لیکن آپکا یہ خیال غلط ہے- ابھی آپ ایک طفل مکتب ہین- آپکو اور آپکے گرو دیانند جی کو ابھی تک اسلام سے سابقہ نہین پڑا ورنہ حقیقت دریدہ دہنی و بدزبانی کھل جاتی- اسلام نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ "جواب جاہلان باشد خموشی" لیکن پھر بھی جواب نہ دینا السکوت کالاقرار یا لاعلمی کیطرف منسوب ہوتا ہے- براے مہربانی متوجہ ہو کر اپنے فقرات معترضہ کا جواب سنیئے! بمصداق کل شیء یرجع الی اصلہ یعنے ہر چیز اپنی اصل کیطرف رجوع کرتی ہے- چونکہ آپکا ازروے اقوام ہند شرفا مین شمار نہین ہے اسی سبب سے آپکے اخلاق و عادات و رفتار و گفتار بھی شریفانہ نہین رہے-

جواب فقرہ اول - آپکے فریبانہ رمز - اور شارہ چاہے مورکھون کے سمجھ مین نہ آئین مگر اہل اسلام اچھی طرح جانتے ہین - چونکہ انسان اور ابلیس مین دیرینہ مخالفت ہی اس سے شیطان اور اوسکے طرفدارون - چیرون کو بخوبی پہچانتے ہین - آسمانی خدا کا تخت تو اتنا دور ہی کہ آپکا خیال بھی وہان نہین جاسکتا - اوسے آپ تخت سے اوتار کر نیچے نہین پھینک سکتے - زمین و آسمان کا فرق ہی - اوس سے جنگ تو درکنار اوسکی ادنا مخلوق سے بھی آپ لڑائی نہین کرسکتے - ہان یہ ممکن ہی کہ آپ اپنے مجبور ایشور کو جو بغیر مدد دوسرون یعنے جیو - پرکرتی کے کچھ نہین کرسکتا - اوسے اوسکی گدی سے اوتار کر نیچے پھینک سکتے پاؤن سے روند سکتے ہین - کیونکہ آپکے ایشور تک آپکی رسائی بہت آسان ہی اسی لیے کہ وہ محیط کل اور سرویاپک ہی - اپنا عیب دوسرون پر لگانا آپ ہی کا کام ہی - شاید کنایۃً آپنے آسمانی اللہ کے پیرایے مین درپردہ اپنے مجبور ایشور کیطرف اشارہ کیا ہی - ؟

۲ کیا آپ بقول اپنے گرو کے سنتے ہوے نہین سنتے دیکھتے ہوی نہین دیکھتے - کہ آپکا گرو اور ایشور بھلے مانسون کو بذریعہ نیوگ دیوث - زناکار بنا رہا ہے - ؟

۳ کیا آپ بھی مثل اپنے گرو کے بھنگی ہوگئے ہین جیسا کہ وہ بھنگ کے نشے مین از خود رفتہ ہوکر مورکھونکو فریب دیکر اپنا جال پھیلایا کرتے تھے

۴ کیا آپ واقف نہین - کہ آپکا مجہول ایشور آریہ عورتون کو فی نفر دس دس مردون سے ناجائز تعلق پیدا کرنیکو کہہ رہا ہی اونکے دامن عفت مین زنا سی بدکاری کا دھبہ لگا رہا ہے ؟ -

۵ کیا آپ آگاہ نہین کہ آپ ہی کا محیط کل اور سرویاپک ایشور تمام دنیا کی عیبون بدکاریون کا ٹھیکہ دار ہوگیا ہی ؟ -

۶ کیا آپ نہین سمجھتے کہ آپکا وید از روے ترجمہ پنڈت مہیدھر بوالہوس عورتون کی گھوڑون - خچرون سے کھلم کھلا مباشرت کرا رہا ہے

۷ کیا آپ نہین جانتے کہ آپکا وید اور آپکا ایشور آریون کو کتے - اور سور کا جنم دیکر غلیظ (میلا) کھلا رہا ہی ؟ -

۸ کیا آپ کو معلوم نہین کہ ایشور نے آپکے گرو دیانند جی کو چوری - ٹھگی - بدچلنی - قتل - مکر - فریب سکھا کرامات گھاتک کے لقب سے موسوم کرکے گمراہ کردیا ؟ -

۹ کیا آپ کو خبر نہین کہ آریون کا غالب الحواس تخلط پسند ایشور - آریون کے دلون - کانون - آنکھون - شکم - عورتون کے رحم - مردون کے عضو خاص - مقعد بلکہ جملہ اعضاے درونی و بیرونی جسمانی پر مسلط - محیط - سرویاپک ہوکر حظ نفس اوٹھانے اور بدی کرانیوالا ہے ؟ -

۱۰ کیا آپ مطلع نہین کہ آپکا ناعاقبت اندیش ایشور وید کی خراب تعلیم سے انسانون کو گمراہ کرکے ہر بدی - کی ترغیب و تحریص دے رہا ہی تاکہ بدکارون کا شمار بڑھجاوے - ؟

۱۱ کیا آپکو فہم نہین کہ جب آپکی گھریلو عورتون کو نیوگ (زناکاری) کا از روے وید کے دس دس مردون سے حکم دیے جانیکی تعلیم ہوگی یا اونھین یہ حکم وید کا سنایا جائیگا - تو اونکے دلون پر کتنا خراب اثر پڑیگا - اور اونکا وہ

جوش و ولولہ جو کسی نہ کسی خیال سے دبا ہوا تھا مثل آزاد بازاری عورتون کے ۔ پھر کس حد تک پہونچیگا - (سیان بھئے کوتوال اب ڈر کاہیکا) جب ایشور ہی نے یہ حکم دیدیا تو پھر انکے جوش کو کون روک سکتا ہی " صاحبان عقل عورتون کو غیر مہذب یا عشق و عاشقی کے قصے جس سے بد خلاقی حاصل ہو جوش و ولولے ابھرین خیالات فاسد ہون کبھی پڑھنے یا سننے نہین دیتے؟ کیا آپ کو نہین ظاہر کہ آریہ دھرم کے زمانے " جسے آپ مہابھارت کا زمانہ کہتے ہین " مین جتنے راجا مہاراجہ - دیوتا - رشی منی تھے سبکی پیدائش اسیطرح ہوئی ہی کہ اپنے اور مرد اپنے اصلی باپ کے نطفے سے نہ تھے - اور عورتین مثل کارتک کی کتیون کے اپنی پسند کیے ہوے دس دس مردون سے کارروائی کرلی تھین - اس باب مین شوہرون کی رضامندی کیا بلکہ اجازت تھی؟ سو کیا آریہ لوگ وید کے اس حکم نیوگ کو جسکا بجالانا فرض تھا بھول گئے کہ پنڈت لیکھرام مقتول آریہ مسافر کی بی بی کو نیوگ کرنیکا حکم نہ دیا - کہ پنڈت مقتول کا نام و نشان قایم رہتا - مگر اس جگہ مخالفت حکم وید کیگئی - ورانحالیکہ خلاف منشاء وید گناہ عظیم ہے - ؟ - ہان جناب ہان !! ایسے بدکردار ایشور کی جسقدر تا تا تھاری کیجاے وہ کم اور بہت ہی کم ہے - پرمیشر اری جی سمجھ اور پرارتھنا کرو جس سے راہ مستقیم سوجھائی دے - اگر آپکی آنکھون پر غفلت کا پردا پڑا ہے تو تعصب کی عینک اوتار ڈالو تو صاف دکھلائی دینے لگے "

آریہ - (تہذیب الاسلام صفحہ ۲۳۶ سطر ۱۳ سے صفحہ ۲۳۷ - سطر ۱۲ - تک)

(**حکیم صاحب فرماتے ہین**) کیا تم لے جو بدکلامی رسالہ ترک اسلام مین کی ہے - کہین خدا سے مخفی اور خدا کے بندون سے مخفی کی ہی - ہو بہو یہی بات ہی جو قرآن کے اندر شیطان و ابلیس کے متعلق بیان ہوئی ہی "

اسے حضور ! آپ اپنے اللہ کیطرح کپڑون سے باہر کیون ہوے جاتے ہین ؟ مین نے ترک اسلام مین کہین بدکلامی نہین کی - بلکہ معقولیت سے کام لیا ہی - ہان حضور کی بدکلامی اظہر من الشمس ہی - آپکا مجھے شیطان سے تشبیہ دینا ظاہر کرتا ہی کہ آپ لوگ کچھ ایسے بدحواس اور از خود رفتہ ہوگئے ہین کہ آگا سوجھتا ہی نہ پیچھا - بلکہ بابا آدم کیطرح جو کپڑون سے ہاتھ دھوکر ننگ دھڑنگ ہوگیا تھا - آپ بھی عقل اور ہوش و حواس سے ہاتھ دھوکر لباس تہذیب کو اوتار بیٹھے ہین - آپ یہ خیال کرتے ہونگے - کہ اگر ہم معترض کو بدکلامی سے جواب دینگے - تو وہ بھی بدکلامی سے پیش آئیگا ؟ حضرت ! ایسا نہین - مین نے بھنگ نہین پی - کہ بکواس کرون نہ میری عقل ماری گئی ہی کہ آپکی طرح نامعقول باتین بناؤن - مین صداقت پر کھڑا ہون - صداقت وہ بل ہی کہ جس کے سامنے بکواسی ٹھہر ہی نہین سکتا - سیتھ کو سیتم بلم نہا بلم نکلھا ہی - مجھے ضرورت نہین کہ آپکی باتون سے چڑھون - اگر سچی باتون سے آپ یا آپکا اللہ میان چڑھتا ہی - تو مین کیا کرون - اس چڑچڑاہٹ کا نسخہ کچھ حکیم لوگ ہی جانتے ہونگے تو جانتے ہون مین نہین جانتا - مین تو فقط صداقت کا اظہار کرنا جانتا ہون - اللہ چھوڑ اسکے فرشتے بھی سبناک ہوجائین تو مجھے اسکی پرواہ نہین "

فقرہ ذوالفقار حیدری - برھمچاری جی پھر آپ وہی کور باطنون کیطرح گفتگو کرتے ہین آپ کیا ننگے ہوئے تمام دنیا کو ننگا سمجھ لیا - ایسے حواس بگڑے کہ اللہ تک پہونچے حکیم صاحب کی واجبی بات مہذبانہ سخن پر مزاج عالی مکدر ہوگیا - ذرا اپنے ایشور اور اپنے دیانند جی کیطرف بھی تو خیال فرمایئے کہ یہ دونون کیسے جامہ سے باہر ہوگئے تھے - اول دیانند جی اپنی علمی لیاقت نہ دیکھکر بباعث غرور جامہ سے باہر ہوکر بنارس مین مباحثہ کرنے کو گئے آخر غرور نے مثل راون کے خاک مین ملا دیا - چونکہ مہاراج کے ہمراہ آپکا ایشور بھی غرور مین شریک تھا پس وہ بھی اونکے ساتھ ہی خاک مین ملگیا - سوامی جی کے باپنے جب انکو گرفتار کیا اور مہاراج کا تونبا توڑ ڈالا اور لباس ننگ ناموس پھاڑکر دھجیان دھجیان کرڈالا تو اوسوقت بھی مہاراج معہ ایشور کے ننگ دھڑنگ یک بینی دو گوش ہوگئے - اوسوقت بھی مہاراج نے برہنگی کی کھلی ذلت اوٹھائی - اسیطرح دونون نے بوجہ بدکرداری کی لعنتین بھی اوٹھائین -

اب ہم آپکی تہذیب - معقولیت - خوش کلامی کے بجائے حضور کی بے تہذیبی - دریدہ دہنی - لاف زنی گستاخی - بے ادبی - آپکے رسالہ ترک اسلام سے ثابت کرکے آپکی صدق گفتاری کی جگہ جناب کی دروغگوئی کذب لسانی ظاہر کرتے ہین - ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

رسالہ ترک اسلام صفحہ ۱۲ - اعتراض بارھوان - فقرہ آخر -

افسوس خدا کو کتنا پاؤن کے نیچے روندا گیا ہے - گویا شیطان کا شیطان بنادیا گیا ہے - اے دل توڑ اور اپنے بھائیون کے لیے آنسو بہا"

صفحہ ایضاً اعتراض ۱۳ - خدا کو بھنگڑ خانے کا بھنگڑ بنا دیا - جہان بھنگی بھنگ پیکر ایک دوسرے کو مخول کرتے ہین - وہان خدا بھی بیچ مین آلودہ ہوتا ہے"

ازین قبیل تمام رسالہ بدتہذیبی سے بھرا ہوا ہے جس سب کا بیان باعث طول ہے ہمنے صرف بنظر اختصار مشتے نمونہ از خرداری نقل کیا ہے -

رو برو کھکر مکرنا - مقابلہ پر دھند لانا آپ ہی کا مقتضائے غیرت ہے - شاید آپکے مذاق مین ایسی ہی طرز گفتار کو تہذیب معقولیت وغیرہ کہتے ہین - مگر ہمین تعجب ہے کہ پھر بدتہذیبی - بدکلامی آپکے خیال مین کس حد پر ہوگی - صرف اسکے بعد تو فحش ہی باقی رہگیا - آپکا شعار بدکلامی ہے - بلکہ اس باب خاص مین مقدم الجیش مثل جنود ابلیس کے حضور ہی ہین - ع

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا	کہتی ہے تجکو خلق خدا غائبانہ کیا

واقعی ایسا ہی ہے - آپنے بھنگ نہین پی مگر آپ کے گرو دیانند جی ہی بھنگی تھے - جو روزانہ ایک تولہ بھنگ

پیا کرتے تھے۔ اور اوسی کے نشہ مین بکواس کیا کرتے تھے۔ اُنھین کی عقل بھی ماری گئی تھی کہ نامعقول باتین بناتے تھے۔ اونکی لایعقلی اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ علم سنسکرت کے تمامی علماے قدیم و عقلا و فضلاے ذہن سلیم کے مقابلہ مین اپنی ہی راے کو یکطرفہ ڈگری دیتے رہے۔ اسی کو اہل خرد حمق و جہالت تصور کرتے ہین آپکے گرو تو ضرور جھوٹے تھے مگر آپ اونکے مجازی سپوت صداقت پر کھڑے ہین۔ چونکہ آپکے سامنے بکواسی ٹھہر ہی نہین سکتا اسی لیے آپکے پہلے ہی آپکے گرو آنجہانی ہوگئے۔ شاید در پردہ آپ کا روئے سخن اونھین متوفی کیطرف ہو مگر

خطاے بزرگان گرفتن خطاست

گو کہ اکثر انسان تو اسی کے موید ہونگے مگر مین امر حق ہی اختیار کرونگا۔ صداقت۔ راستبازی اسی کی مقتضی ہی کہ سچی بات کے اظہار کرنے مین دریغ نہ کرے۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

شاباش۔ آفرین صد آفرین۔ سپوت ایسے ہی ہوتے ہین۔ "سیتھ کو سیتم بلم مہا بلم" کہنا بہت درست ہی یقین ہی کہ ان باتون سے آپ نہ چڑھین گے"

شاگرد۔ رسالہ ترک اسلام صفحہ ۱۲۔ بارھوین اعتراض کے فقرہ آخر (افسوس خدا کو کتنا پاؤن کے نیچے روندا گیا ہی۔ گویا شیطان کا شیطان بنا دیا گیا ہی۔ اے دل تو رو اور اپنے بھائیون کے لیے آنسو بہا!) کا الزامی جواب دیجیے"

اوستاد۔ اسی بارھوین اعتراض مین ہم آریون کے ایشور کو شیطان کا شیطان ہونا بخوبی ثابت کر چکے ہان پاؤن کے نیچے روندے جانیکا جواب دیا جاتا ہی۔ سنو! سنو! یہ بات آریو مین مسلم ہی کہ وید کا ایشور۔ بباعث سرو یاپک اور محیط کل ہونے کی ہر ایک شے مین موجود اور سب چیزون کو گھیرے ہوے ہے۔ تو اس صفت کے سبب ہمارے بوٹ۔ اور اوسکے تسمے۔ کیلین۔ نعل۔ وغیرہ اور کیل کانٹے سب مین موجود ہے اور بباعث خلا کے اوسکے اندر بھی بھرا ہوا ہی اور اس محیط کل ہونے کیوجہ کے۔ روے زمین پر۔ راستے۔ گلی۔ کوچہ۔ سڑک ریل۔ پل۔ پگڈنڈی۔ وغیرہ وغیرہ کو گھیرے ہوے اور سب پر بچھا ہوا ہی۔ کنکر پتھر وغیرہ مین سرو یاپک ہی تو جب ہم انگریزی بوٹ۔ ٹابدار یا پنجابی۔ یا ہندوستانی! یا دہلی کا سلیم شاہی! لکھنؤ کا ٹاٹ بائی! جوتہ پہنکر چلتے پھرتے ہین۔ تو خدا جانے اس حرکت سے کیا حال ہوتا ہوگا۔ نیز جب گائے۔ بیل بھیڑ بکری۔ اونٹ ہاتھی۔ گھوڑا۔ خچر۔ گدہا۔ کتا۔ سور وغیرہ اس زمین پر چلتے ہونگے تو عجب ہی درگت ہوتی ہوگی "کردنی خویش آمدنی پیش"! اے ایشور جو تو محیط کل اور سرو یاپک ہی ہمارے غریب برہمچاری جی تجہ پر رحم کر یہ بیچارے۔ تیری چھاتی پر بیٹھے ہوے تین چار برس سے رو رہی۔ انکو تسلی دے اور

چڑچڑاہٹ کا بھی کوئی نسخہ بتادے"!

ناظرین - تہذیب الاسلام کے صفحہ ۲۳۸ مین جو ڈراما شیطان بہادر کا معترض صاحب نے لکھا ہی - اسکا جواب ہم ہدیۂ آپکے سامنے پیش کر چکے - ایک ہی بات کو دُہرانا آپکی تضیع اوقات - اور باعث فضول سمجھکر نظر انداز کیا جاتا ہی -

برھمچاری جی براے مہربانی سچ ہی پر عمل کیجئے - سچ ہی بولیے - سچ ہی کو پیش نظر رکھیو - سچے ہی راستہ پر چلیے کیونکہ سچائی سے بڑھکر دنیا مین کوئی شے نہین ہی - شیخ سعدی رح

دم از راستی گر زنی صبح وار	ز تاریکی جہل گیری کنار

تیرھوین شکل

(تیرھوان اعتراض)

"دعوی" - (ایسی دل لگی بھی کیا) !!

ذرا سے چھیڑنے مین پھوٹ بہتے ہو تم اے چھالو	اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیابان کا

صفحہ ۲۴۷ - لغایت صفحہ ۲۵۰ - برھمچاری جی نے اللہ تعالی کے شان مین دل لگی کے پیرائے مین ناشایستہ کلما استعمال کیے ہین - اس اعتراض کی سرخی کو ہم اپنے دعوی کے ثبوت مین پیش کرکے یہ ثابت کرتے ہین کہ اسکا مصداق کون ہے ؟ -

دل لگی - ٹھٹھے بازی - بھی ایک ایسی شے ہی کہ جو بغیر سیکھے حاصل نہین ہوسکتی - جو انسان دل لگی کے رموز سے ناواقف ہو وہ ہرگز دل لگی نہین کرسکتا ! اگر جرأت بھی کریگا تو ندامت اوٹھائیگا - دل لگی بھی کئی قسم کی ہی -

ایک فحش - جو لنگارے - بازاری آدمیون مین ہوتی ہے - اسی مین گالی گلوج بھی شامل ہی - مں خیال فحش ہی

ایک تمسخر ہے - جو بھانڈ - نقال - بہروپیے - تماشے والے کرتے ہین - یہ قسم بھی دل لگی کی جھوٹی بناوٹی خلاف واقع محض حاضرین جلسہ کے ہنسانے کی غرض سے ہوتی ہے -

ایک مضحکہ ہے - جس سے ذی عزت - بھلے مانسون - کی سُبکی ہو -

ایک مذاق ہی - جو خوش طبعی کے محل پر امرا کی صحبتون مین ہوتا ہے -

ایک مزاح ہے - جو صاحبان علم و عقلا و فضلا کے جلسون مین رائج ہی - یہ خلاف واقع نہین ہوتی - نہ اس سے کسی کا سبک کرنا مقصود ہوتا ہی - بلکہ مہذبانہ الفاظ مین ادا کیجاتی ہی بلحاظ مسرت مستعمل ہی -

ایک سخریہ ہے - یہ قسم - بدچلن - چور - ٹھگون - اوباشون مین ہوتی ہی - جسمین بدنیتی بھی شریک ہی -

چکمہ - دھوکا - فریب - ہوتا ہی - دوسرے کو بیوقوف بناکر اپنا کام دھوکے سے نکالنا - اور جب مغالطہ دہی اونکی ظاہر ہوئی تو اونھون نے کہدیا کہ یہ تو چکمہ تھا - اور کسی دوست احباب کی کوئی چیز دست برد کی اگر دیکھ لیا گیا تو دل لگی ورنہ چوری تو صاف ہی -

پہلی اور آخری قسم کی تعلیم مہاراج نے عمدہ طرح سے پائی تھی اور اس فن مین کامل تھے چنانچہ جیون چرتر مصنفہ آریہ صفحہ ۱۵۲ - و ۱۵۳ - سوامی جی وہان سے کوٹ کام گڑھ نامے ایک قصبہ مین پہونچے - یہ مقام چھوٹی سی ریاست احمد آباد کے متصل ملک گجرات مین واقع ہی اس جگہ اوسوقت بہت سے بیراگی جمع تھے اور اونمین ایک رانی بھی اونکے پھندے مین پھنسی ہوئی شامل تھی ان بیراگیون نے جب سوامی جی کو گیروی لباس مین دیکھکر اونسے تمسخر شروع کیا اور نیز اپنے دام تزویر مین پھنسانیکی کوشش کی آخر اونکے کہنے سے سوامی جی نے ریشمی کنارے کی دھوتیان (یعنے مال مسروقہ) جو اونکے پاس اُسوقت موجود تھین پھینکدین - اور سادی دھوتیان خریدلین - (واسطے خفائے جرم کے) اس جگہ وہ تین ماہ تک مقیم رہے - اب یہ سوچنے کی بات ہی کہ ان بدچلن بیراگیون مین تین مہینے مقام کرنا اور انکی صحبت مین رہنا سوائے دل لگی - اور بدمعاشی سیکھنے کے اور کیا تھا جب مہاراج کو کوئی دل لگی کا موقع نہ ملتا تھا تو اپنے چیلون ہی سے دل لگی کیا کرتے تھے - اور ان دل لگی باز آدمیون کی یہ بھی عادت ملکیہ ہوتی ہی کہ جھوٹی سی جھوٹی بات جب کسی کے آگے بیان کرین گے تو ایسی صورت اور تیور بناکر بیان کرینگے کہ سننے والے کو مثل وید کے حکم کے یقین آجائیگا -

دیکھئے مہاراج نے کیا صاف دل لگی کی ہی جسکا سب آریون کو یقین کامل ہوگیا واہ مہاراج - کیا کہنا آپکی تعریف بہت دشوار ہی - مرحبا - مرحبا -

(جیون چرتر مصنفہ آریہ صفحہ ۱۶۹ - و ۱۷۰ -") اور پھر ساتھ تندہی کے آپ تجربات کی تلاش مین مصروف ہوگئے - دروناساگر سے روانہ ہوکر سوامی جی مرادآباد ضلع اور [illegible] ہوتے ہوئے دریائے گنگ کی کنارون پر جا پہونچے اوسوقت اونکے پاس اور کتب کے علاوہ زبان سنسکرت میں جراحی و علم طبابت کی متعلق بھی چند کتابین تھین جنکا کہ وہ اکثر مطالعہ کیا کرتے تھے - یہ کتابین اس طرز پر لکھی ہوئی تھین کہ اونکا یاد کرنا مشکل تھا - اور اونکی صحت مین بھی سوامی جی کو شک تھا - لیکن ابتک اونکو کوئی موقع نہ ملا تھا کہ اونکی صحت کا امتحان کرین ایکدن دریائے گنگا مین ایک نعش بہتی ہوئی نظر پڑی - اوسے دیکھکر سوامی جی کو کتب کی صحت اور امتحان کرنیکا خیال آیا - اسی نیت سے کپڑا اوتار دریا مین کود پڑے - اور نعش کو پکڑکر کنارے پر لے آئے - تیز چاقو سے نعش کو کاٹا - اوسکا دل نکالا - کتاب سے دیکھا کہ بیان ملتا ہی یا نہین پھر سر اور گردن کے حصون کو کاٹا - اور کتب کی ساتھ مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کتابین لغویات سے پُر ہین - اس نتیجے پر

پہونچکر سوامی جی نے ان کتابون کو پھاڑ ڈالا۔ اور نعش سمیت دریا بُرد کردیا۔ یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ سچی ودیا کی حصول کا خیال اور تحقیقات کا مادہ سوامی دیانند مین کیسا زبردست تھا۔ ورنہ کہان ہندو سنیاسی اور کہان نعش کا چیرنا" (یہ لوگ لاش چھونے اور ہاتھ لگانے سے ہی ناپاک ہوجاتے ہین) جیسا کہ اوسکو چیر کر اچھی طرح سے امتحان کرین اور کتاب کے بیانات کو اصل سے جانچین۔ یہی تحقیقات کا مادہ تھا جسنے سوامی دیانند کو مہان پرش بنا دیا اسیطرح دریائے گنگ پر تھوڑے دن اور رہکر سوامی جی سمت ۱۹۱۲ کے آخر مین فرخ آباد گئے"

شاگرد۔ اس جیون چرتر کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراج دیانند جی کے پاس اوسوقت چھرا بھی تھا۔ اور چند کتابین بھی جراحی وحکمت کی موجود تھین۔ مگر یہ کیونکر مہاراج کو ثابت ہوا کہ جراحی کی کتابین غلط ہین۔ زمانہ حال مین کیسے کیسے ڈاکٹر موجود ہین جو فن جراحی مین کامل ہین۔ ابھی سنہ ۱۹۰۳ء مین ہمارے شاہنشاہ دام اقبالہ کے شکم مبارک کا آپریشن ہوا تھا۔ خدا کے فضل سے صحت یاب ہوے۔ یہ ایسا سخت آپریشن تھا کہ تا قیامت علم جراحی کی صداقت دیتا رہیگا۔ اور دیانند جی اس علم کو جھوٹا ثابت کرتے ہین۔ اس جھوٹ کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ اور علم حکمت کی صداقت وید بھی کر رہا ہے۔ یہ علم ایسا مفید ہے جسکے خوبی کی حد معین نہین دیانند جی کا تجربہ اسے غلط ثابت کرتا ہے۔ یہ بھی مہاراج کی دروغگوئی اور دغا ہے۔ لاش کے چیرنے یعنے پوسٹ مارٹم کرنیکا بھی ایک علم ہے جو بغیر سیکھے حاصل نہین ہوسکتا۔ اس واقفیت کو علم تشریح کہتے ہین۔ طلباء طبیہ وجراحیہ برسون اسکے مشق کرتے ہین تعلیم پاتے ہین۔ پھر ہم کیونکر یقین کرسکین کہ ایک چھوٹی ترکاری کاٹنے کی چھُری سے مہاراج نے ایسا سخت آپریشن بغیر آلات جراحی کے کرلیا۔ یہ بات غیر ممکن ہے۔ اور قابل اعتبار نہین۔ اگر ہم جیون چرتر کی عبارت غلط سمجھکر یہ تاویل کرین کہ بجائے چھوٹی چھری کے چھرا تھا جیسا کہ ٹھگ لوگ ناجائز طور سے اپنے پاس رکھتے ہین۔ تو ایسے چھُرے سے بھی آدمی کو قتل کرسکتے ہین نہ کہ تشریح ابدان۔ بلکہ بدون آلات کے اعصابی تحقیقات ممکن نہین ہان اگر یہ کہا جائے کہ کسی گاؤ قصاب وغیرہ سے مہاراج نے یہ علم حاصل کیا تھا تو بجا ہے۔ کیونکہ قصاب کو بھی اپنے فن مین ملکہ ہوتا ہے۔ مگر مثل واقفان تشریح کے نہین جان سکتے۔ علاوہ اسکے مہاراج نے بزدلی کی۔

جیون چرتر صفحہ ۱۶۰۔۱۶۱۔ وہان اونھین ایک برھمچاری اور دو پہاڑی سادھو ملے یہ تینون ملکر ... مقام کیطرف چلے گئے یہ مقام تحصیل علم کے لحاظ سے بڑا مشہور تھا۔ اسجگہ ان آدمیون مین سے ایک نے ایکدن سوامی جی کی ضیافت کی اور مقررہ وقت پر ایک آدمی بھی اونکی بلانے کے لیے بھیجا۔ اس آدمی کے ساتھ سوامی جی مع ایک برھمچاری کے گیے وہان جاکر کیا دیکھا کہ ایک پنڈت مانس (گوشت) کو کاٹکر تیار کررہا ہے۔ یہ نظارہ دیکھکر سوامی جی کو بہت نفرت ہوئی۔ گو اونھون نے تپاک سے انکو خوش آمدید کہا اور

آگے بڑھنے کی التجا کی - مگر مہاراج وہان نہین گئے اور فرودگاہ پر لوٹ آے "

اس بیان سے ثابت ہوا کہ مہاراج کو گوشت کی صورت دیکھنے سے ایسی نفرت ہوئی کہ ٹھہرنا بھی دشوار ہوا - تو ایسے بزدل شخص سے لاش کا آپریشن کرنا خلاف عقل سمجھا جاتا ہی ہرگز ایسا کبھی نہین ہوا - صرف مہاراج کی واقفیت علم تشریح کے اظہار کے لیے یہ بات بنائی گئی - یہ بھی ایک قسم کی دلگی تھی "

بموجب قاعدۂ سنیاس کے کسی ہتھیار یا چاقو کا پاس رکھنا اور لاش کو چھونا ناجائز ہے - اور مہاراج بھی سنیاسی تھے پس اونکے پاس کسی قسم کا ہتھیار یا چاقو رہنا غیر ممکن ہی - اسجگہ یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ مہاراج کے ساتھ سوا ہتیارون کے ایک برچھیاری بھی رہتا تھا -

شاگرد - آپکے اس بیان سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ لاش مرد کی تھی یا عورت کی سڑی ہوئی تھی یا تازہ - یا جھلسی ہوئی "؟

اوستاد - اسکی تشریح تو جیون چرتر مین کچھ نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس بات کو مصلحت پوشیدہ کیا گیا اور دریاے گنگ مین تازہ لاش کا ملنا غیر ممکن بات ہے - لاشین اکثر ہندوونکی ہی گنگا مین بہائی جاتی ہین - اسکے بھی دو عنوان ہین بہت آدمی تو لاش کو جلا کر بہاتے ہین - یہ دستور میرٹھ - سہارنپور دہلی وغیرہ کی طرف زیادہ رائج ہے - اور اکثر پورب طرف گنوارون مین یہ بھی دستور ہے کہ لاش کو جھلسکر (یعنے قبل از خاکستر) بکفایت ایندھن بہا دیتے ہین - اور دریا کے لاگو جانور - مگر - گھڑیال کچھوے وغیرہ فوراً کھا لیتے ہین - یہ چشم دید ہی کہ جب لوگ کسی لاش کو پھونکنے لیگئے تو لاش کے جلنے کی چراہند سے دریا کے جانور اپنی غذا محسوس کرکے وقت کے منتظر رہتے ہین ادھر لاش پھینکی گئی اور ادھر اونکا لقمہ ہوا - پس نہ جھلسی ہوئی لاش کی تشریح ہوسکتی ہی نہ لاش مسلم قابل آپریشن ایسے دریاؤن سے ملسکتی ہے - اسلیے یہ بیان مہاراج کا ناقابل اعتبار نہین اور محض جھوٹا ہے - صرف خلاف واقع ازراہ دلگی ہے "

شاگرد - یہ بیان مندرجۂ بالا آپکا بہت صحیح ہی جسے یقین نہو وہ ازراہ تصدیق امتحان کرلے - اسجگہ ہمکو بڑا شک ہوتا ہی کہ مہاراج کے پاس آلۂ ضرب بھی موجود تھا اور اونکی مدد کو اونکے ہمراہ ایک آدمی کا رہنا تو جیون چرتر سے ثابت ہی عجب نہین کہ اور بھی لوگ خفیہ اونکی مدد کو ساتھ رہتے ہون "

اوستاد - میری سمجھ مین تو یہ معما نہین آتا لیکن غور کرنیسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ مقام گڑھ مکتیسر جسکے قریب کا یہ واقعہ ہی - یہ مقام ہندوون کے تیرتھ کا ہی - اور بہت دور دور سے لوگ اشنان کو لیے آتے ہین اور بڑا میلہ ہوتا ہے - چونکہ دیانند جی کا چال چلن فی زماننا قابل اطمینان نہ تھا - اور اونکی جیون چرتر سے مات کھاتک ہونا اور گھر سے نقد و مال چورا کر بھاگنا بخوبی ثابت ہے - اور شیخ سعدیؒ کا یہ قول بھی

بہت درست ہے۔ ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست	نرود جز بوقت مرگ از دست

اس [illegible] ہوتا ہی۔ کہ شاید خدانخواستہ ایسا ہی ہوا ہو کہ کوئی عورت میلے کی اوسیلو مقام تنہائی مین مہاراج کو نظر پڑی ہو اور اوسکو مہاراج نے بطمع زیور ہلاک کیا ہو اور اوسکا زیور اوتر نہ سکا ہو اور گلے کو کاٹکر ہنسلی وغیرہ اوتاری ہو۔ کیونکہ اکثر چور ٹھگ ڈاکو۔ لوگ گھبراہٹ اور جلدی مین۔ جو زیور پھنسا ہوا ہوتا ہے اور اوسکے اوتارنے مین دقت دیکھتے ہین یعنے سہولت سے نہین اوتر سکتا تو اوس اعضا کو (جسمین وہ زیور چپہا ہوا ہوتا ہے جو بسہولت اوتر نہین سکتا) کاٹ ڈالتے ہین۔ اکثر واقعات ایسے ہی سنے گئے ہین۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ مہاراج کی یہ بھی ایک مجرمانہ دل لگی تھی۔

نیز مہاراج کے پاس کتب جراحی وطبیہ کا ہونا اور کسی جگہہ جیون چرتر سے ظاہر نہین ہوتا۔ بلکہ نہونا ثابت ہوتا ہے۔ **جیون چرتر مصنفہ آریہ صفحہ ۱۶۶۔ سطر ۱۱** "مگر آگے چلنے کی طاقت نہ تھی سوامی جی نے بدن کے کپڑے اوتار کر پاؤن سے لیکر ران تک لپیٹ لیے"

اسجگہہ یہ نہین لکہا کہ کتابین کونسی کوٹھری مین رکھ لین۔ جسقدر آپکے پاس کپڑے تھے وہ تو پاؤن پر لپیٹ گئے۔ آپ اب ننگے ہوگئے۔ اگر اوسوقت آپکے پاس کتابین ہوتین تو اونکے رکھنے یا پھینکنے یا گٹھری باندھنے کا ضرور ذکر ہوتا۔ اسلیے ثابت ہوتا ہی کہ آپکے پاس سوائے چھرے کے اور کچھ نہ تھا۔

جیون چرتر مصنفہ آریہ صفحہ ۱۷۲ مین لکھا ہی کہ "لوگون نے براہ ہمدردی ایک لنبا سوٹا (لٹھ) سوامی جی کو دیا (بغرض حفاظت) تو اونھون نے اوس سوٹے کو بھی اوسی جگہہ پھینکدیا اور آگے چلدیے۔ سارا دن سفر کرتے رہے آفتاب غروب ہوگیا"

ناظرین خیال کیجیے کہ ایک لٹھ جو حفاظت جان کیواسطے نہایت مفید تھا اور ایسا بھاری بھی نہو گا وہ تو بوجھ کے سبب چل ہی نہین سکا۔ اسوقت اگر کتابون کا گٹھا آپکے پاس ہوتا تو اوسکو بھی ضرور پھینکدیتے۔ اور اسجگہہ برہمچاری کا کہین ذکر نہین ہی جو دعوت مین آپکے ساتھ گیا تھا۔ اور عموماً آپکے ساتھ رہتا تھا۔ اسلیے ثابت ہوتا ہے کہ آپکے ہمراہی اور ہتیار آپکے ہمراہ پوشیدہ طور سے رہتے تھے کسی نے دیکھ لیا تو سادھو ورنہ ڈاکو۔ تو ایسی بھی دل لگی کیا"

دلقت بچہ کار آید و تسبیح مرقع۔ سعدی ؒ ؎

خود را زعمل ہاے نکوہیدہ بری دار	درویش صفت باش کلاہ تتری دار

آریہ۔ تہذیب الاسلام۔ باب دوم صفحہ ۲۵۰ (سطر ۷ سے) صفحہ ۲۵۱ سطر ۵ تک

صفحہ ۲۵۱ سطر ۵ تک) - اللہ یستہزئ بہم (پ بقرہ) "اللہ میان لوگون سے ہنسی کرتا ہے" تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ سبک سری خریدتا ہی ہان اگر چند آدمی کسی الٹی پلٹی بات کو دیکھکر یا سنکر یہ بھی کہہ دین کہ اس بات پر تو:- انا نحن مستہزؤن (پ بقرہ) "ہمین ہنسی آتی ہے یا ہم دل لگی کرتے ہین" تو اتنا یا کسی عقلمند اور سنجیدہ انسان کو بالکون کیطرح خود بھی دل لگی نہین کرنے لگجانا چاہیے بلکہ دل لگی کرنے والون کو دلیل سے - پیار سے بحث مباحثے سے قایل کرنا چاہیے کہ بیشک وہ بیجا بات ہے - وہ دل لگی کی مستحق نہین ہے - نیز سنجیدہ آدمیون کو بھی جب پتہ لگجاوے - کہ فلان آدمی یا اللہ میان کے ساتھ اگر ہم ٹھٹھ بازی کرینگے - تو وہ ہم سے ٹھٹھ بازی کرے گا - تو اونکو مخول نہین کرنا چاہیے - کیونکہ جن لوگون نے اللہ کے بندون یا مسلمان سے :- یسخرون منہم (پ توبہ) ٹھٹھ بازی کی - یا کرتے ہین سخر اللہ منہم (پ توبہ) اللہ میان نے بھی اونسے ٹھٹھ بازی کی"

فقرہ ذوالفقار حیدری - معترض نے حسب ترتیب قرآنی - پہلی آیت کو بعد مین اور دوسری آیت کو اول مین لکھا ہے - اور پوری آیتین بھی نہین لکھین - یہ اسوجہ سے تاکہ سلسلۂ کلام و ترتیب معنی مین خلل پڑجاوے اسلیے کہ پہلا فقرہ شرط او دوسرا جزا واقع ہوا ہے - اور جب یہ غیر مرتب ہوا تو معنی مین ضرور خلل ہوگا جیسا کہ مقصود معترض ہے بغرض مغالطہ دہی ترتیب مین فرق کیا ہے معترض کی یہ عادت قدیمانہ نہین جاتی -

جواب ازروے کلام مجید - (مطبوعۂ اکبر آباد - ترجمہ تفسیر ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمۃ الموسوم بہ تنویر البیان) واذ القو اور جب (منافق) ملاقات کرتے ہین - الذین آمنو - اون لوگون سے جو ایمان لا چکے ہین قالو تو کہتے ہین مسلمانون سے ازروے نفاق کہ آمنا ہم ایمان لائے جیسے تم ایمان لائے محمد پر اور قرآن پر واذا خلوا اور جب اکیلے ہوتے ہین (یعنے جب مسلمانون کے پاس سے رخصت ہوکر) الے شیطٰنہم سرکشون سے ملتے ہین (یعنے رئیس پیشوایان قوم سے جو مکر کرتے ہین - لوگون کو گمراہ کرنے مین اور نفاق کرنے مین مثل شیطان کے ہین) قالوا تو کہتے ہین اپنے اعتقاد کے موافق انا معکم ہم تو تمھارے قدم بقدم ہین (یعنے جو تمہارا دین ہے سو ہمارا بھی وہی دین ہے انما نحن سوا اسکے نہین جو کچھ ہمنے مسلمانو کہا مستہزؤن دل لگی ہے مسلمانون سے -

(ناظرین - اب اس شرط کی جزا بھی سن لیجئے - اللہ تعالیٰ مومنین کیطرف سے فرماتا ہے) اللہ یستہزئ بہم " اللہ اس ہنسی دل کا اونکو بدلا دیگا" (یعنے منافقون کو اللہ سزا دینے والا ہے) ویمدہم فی طغیانہم اور کھینچے گا اونکو - سرکشی اور نافرمانی مین یعمہون حیران و سرگردان رہین "

(غور سے ملاحظہ فرمایئے آیت متذکرہ کے معنی و مطالب صاف ظاہر ہین کہ منافق مفسدہ پرداز۔ لگانے بجھانے والے۔ جھگڑا کرنے والون کی ظاہری باطنی حالت کا ذکر کیا گیا ہو۔ برھمچاری جی کی متعصبانہ اعتراض بیجا اور بے بنیاد معلوم ہوتے ہین جو مغالطہ دہی پر مبنی ہین۔ مگر کیا کرین جب آنکھون پر تعصب کے پردے پڑجایئن تو کتنا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھین پر نہین سوجھتا۔ حق کا ناحق ناحق کا حق ہی دکھائی دیتا ہے قرآن مجید مین اکثر مقام پر ایسے جملے ہین جن مین شرط وجزا واقع ہے۔ الکنایۃ ابلغ من التصریح۔ دوسرے قرآن مین جا بجا ایسے فقرے ہین جنہین صنعت اشتقاق ہو اول صیغہ کے معنی دوسرے صیغہ کے مخالف ہین یعنے اول کا صیغہ بمعنی شرط اور دوسرا بمعنی مشروط یعنے جزا وارد ہوا ہے دیکھو مکروا ومکر اللہ یعنے مکر کرتے ہین وہ لوگ اور جزا مکر کی دیتا ہے اللہ۔

دوسرے (پ۔ توبہ) فیسخرون منہم سخر اللہ منہم ولہم عذاب الیم (یعنے ٹھٹھا کرتے ہین منافقین اون مومنین سے۔ جزا ٹھٹھا کرنے کی دیگا اللہ اونکو اور واسطے اونکے ہے عذاب سخت) علی ہذا یہ آیت بھی مقولہ اولی کی مثبت ہو (پ۔ سورہ انفعال) یمکرون ویمکر اللہ۔ یعنے مکر و فریب کیا کرتے تھے وہ لوگ اور سزا مکر و فریب کی دیا جاتا ہو اللہ) وغیرہ وغیرہ سے ظاہر ہے)" اسکا پورا مفصل ثبوت مقالہ ۳ شکل اول ودوم مین ملاحظہ کر لیجیے۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام باب دوم صفحہ ۱۵۲ سطر ۲ آخر فقرہ ۵۔) ایسی ٹھٹھہ بازی کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جو کہ دلی کے بھنگر خانہ کے بھنگڑون کی ٹھٹھہ بازی کا ہوا۔ جسکی شہادت۔ ع

شامت اعمال ماصورت نادر گرفت

ابتک موجود ہے اسلیے کہ انسان ایسی ٹھٹھہ بازی کے بد نتایج سے بچ سکے "۔

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ جواب تحقیقی۔ اگر کسی عالم فاضل۔ ذی عزت۔ باوقعت رئیس حاکم۔ بادشاہ کے ساتھ کوئی معمولی آدمی استہزا۔ یا ٹھٹھہ بازی کرے جس سے اوس معزز کی منقصت ہو۔ یا اوس ٹھٹھہ باز کا اس ٹھٹھہ بازی سے یہ مقصود ہو کہ مفسدہ۔ جھگڑا یا۔ اشتعال طبع کسی دو فرقون مین پھیلے۔ یا مثل اون منافقین کہ جنکی خبر قرآن مجید مین ہو جو بظاہر دکھانے کو مومنین کے موالف بنے ہوئے تھے اور بباطن منافق تھے۔ گویا کہ اپنے زعم مین مومنین کو بیوقوف بنا کر ٹھٹھہ بازی کرتے تھے۔ پس ایسی مفسد عادت اہلہ فریب دھوکہ باز۔ طامع۔ لوگ ضرور قانوناً اور عرفاً۔ شرعاً۔ ہر قوم اور ہر ملت مین مجھی جایئن گے ان لوگوکا نفاق اور ایسی ٹھٹھہ بازی کا اثر زہر ملی چھری سے بدرجہا بڑھا ہوا ہو اور مضر نامی ود ہے۔ پس ایسے ہی شخصون کی ظاہری و باطنی حالت کیطرف خدا نے قرآن مجید مین مومنین کو آگاہ فرمایا ہے تاکہ مومنین باخبر

ہوکر اونپر بھروسا و اعتماد نہ کرین - اور اونکے مفسدے - شرارت - نفاق سے محفوظ رہین - ان لوگون کی ٹھٹھہ بازی خوش طبعی پر محمول نہ تھی بلکہ فتنہ پردازی - اشتعال - نفاق - مفسدہ - دھوکہ - فریب - بیوقوف بنانا مقصود تھا - جیساکہ آیت کے مضمون سے ظاہر ہے جسکی بابت خدا نے اونکی سزا دہی کا وعدہ کیا - اللہ کا ٹھٹھہ بازی کرنا کہین پایا نہین جاتا - اسلیے اعتراض بداہتًا باطل ہی تیرہ سو برس کے بعد قرآن مجید پر ہماری لائق برہمچاری جی نے اعتراض کیا - اسکے قبل اونکی بزرگان قوم نے کوئی اعتراض نہین کیا - کیا اونمین لیاقت کا مادہ نہ تھا - نہین بلکہ وہ لائق صاحب علم - مہذب - منصف مزاج لوگ تھے اونکی طبائع ہٹ دھرم - متعصب نہ تھے - وہ بھنگڑ خانہ کے بھنگی نہ تھے جنکی بات معتبر نہو - نہ مثل دیانند جی کے نا انصاف تھے - اگر آپ بھنگی کی باتون پر اعتماد نہین کرتے تو اپنے گرو کے اقوال کو کیون مانتے ہین وہ بھی تو بھنگ بکثرت پیتے تھے - مگر اکثر اعتراض آپنے اپنے رگوید - اور ستیارتھ پرکاش مصنفۂ سوامی جی کے مخالف کیے ہین جس سے یہ پتا چلتا ہی کہ آپ بھی بسبب اونکی بھنگ نوشی اونکے اقوال کو مستند و معتبر نہین جانتے ہین - جسکا یہ نتیجہ نکلا کہ جسکے گرو کے اقوال غیر معتبر ہون تو اونکے چیلون کے اقوال کا کیا پوچھنا -

الزامی جواب - چونکہ برہمچاری جی وسیع الخیال ہین - اس سبب سے اپنی ہی رائے مقدم اور اپنا عیب ہنر سمجھتے ہین - اسی خیال سے اپنی فقہ کی کتب بھی نہین ملاحظہ کرتے - دیکھیے اونکی کتاب وید کیا کہتی ہی -

سیتارتھ پرکاش سملاس پہلا صفحہ ۱۲-۱۳ - فقرہ - ۳۱) مصدر "دو" معنی کھیلنا - جیتنے کی خواہش - کاروبار - روشنی - تعریف - راحت - مستی - نیند - خواہش - پہنچ -

۱ - جو کھیل کر رہا ہی وہ "دیو" ہے یعنے اپنے وجود مین آپ ہی آنند سے کھیل کر رہا ہی - یا کھیل کیطرح طبعًا بلا امداد غیر سے تمام دنیا بناتا ہی اور تمام کھیلون کا سہارا ہی "

(۱) "جو کھیل کر رہا ہو وہ دیو" ہے اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آریون کا ایشور کھیلنے والا ہی یا مثل بچون کے نادان - بیوقوف - نابالغ - کھلنڈرا ہے جسکی دن رات کھیل کود (لہو و لعب) مین بسر ہوتی ہی - اور کھیل کی بنیاد ہنسی ٹھٹھہ - دل لگی - پولو - کرکٹ - فٹبال - جوا - قمار بازی - راگ رنگ - کنکوا - بٹیر بازی - مرغ بازی - گھوڑ دوڑ - چوسر - پچیسی - تاش - گنجفہ - وغیرہ - گٹے - گھروندا - کبڈی - کشتی - اوچھل کود - ڈھول دھپہ وغیرہ وغیرہ پر ہے

(۲) اپنے وجود مین آپ ہی کھیل رہا ہی - خدا جانے اس جگہ اقسام لہو و لعب مذکورہ سے کونسا کھیل مراد ہی کیونکہ اس لفظ وجود مین بلاغت معنوی ہی - جو بطور رمز مخفی ہی - اور خدا مجسم بھی ثابت ہوتا ہی - اور اوس سے فعل عبث یعنی لہو و لعب بھی صادر ہوتے تھے "آپ ہی آنند سے کھیل رہا ہی" اس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اکیلا - تنہا - آپ ہی آپ بغیر کسی دوسرے ساتھی کے خوش خوش اپنے وجود مین کھیل کر رہا ہی -

(۳) اور تمام کھیلون کا سہارا ہی" واہ وا - نادان لوگون کے ساتھ آریون کا ایشور بھی شریک ہے سینگ کاٹ بچھیڑون مین ملگیا - تمام کھیلون کا وہی سہارا ہی - گویا یون کہو کہ بغیر آریون کے ایشور کے کوئی کچھ کھیل نہین سکتا ٹھیکہ دار وہی ہے - "دیا کھیل کیطرح طبعًا بلا امداد غیرے تمام دنیا بناتا ہی" یہ فقرہ ستیارتھ کا متناقض ہی اسلیے کہ کئی جگہ اسی ستیارتھ مین یہ بیان ہوا ہے - کہ ایشور بغیر مدد پرکرتی اور جیو کے کچھ نہین کرسکتا اسیطرح جیو - اور پرکرتی -

یہ بھی اس سے پایا جاتا ہی کہ جیسے کھیل کود (لہو ولعب) فعل عبث ہے ویسی ہی دنیا کا بنانا - طبعًا تو ہو ہی نہین سکتا اسلیے کہ اسمین پرکرتی اور جیو بھی تو شریک ہی - جیسا کہ کھیلون مین ایشور کا سہارا ہی"

(۴) دیو بمعنی مستی (کیا خوب باوجود کثرت مستی ایشور بہت مستی ہوگیا) صحیح ہے جب وجود ہوا تو اوسکے واسطے مستی کا ہونا بھی مقدم و لازمی ہی - ہے بھید راز نہفتہ کھل گیا - پردہ ہٹا - حجاب اوٹھ گیا - سمجھ مین آگیا - مہارشی دیانند جی اسی سبب سے فرماتے ہین کہ آریون کا ایشور عورتون کے حمل مین بھی رہتا ہی - اگر یہی مستی پتر استیارتھ مین ہوتو سلیم بھی کہا جاسکتا ہو کہ جا اور سے تو آریہ لوگ تیاگ عار نہ کرتے ہین مگر جب ایشور کو اس سے کیونکر بچا سکین گے ایشور تو بہ نسبت مخلوق کے بہت عظیم و قوی ہی پس اوسکی مستی کا بھی انتہا نہ ہونا چاہیے آریون کو اپنی حفظ ناموس وعزت کی فکر ضروری ہے -

	چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی	

(۵) دیو بمعنی نیند (ابھی تک آپ خواب خرگوش ہی مین پڑے ہوئے - چونکہ آپ تمام دنیا کے سہارا دینے والے ہین - اگر آپ ایسی ہی غفلت کی گہری نیند سو یا کیجیے گا تو لطف مستی کون اوٹھائے گا ؎

کبھی ہی کاٹی شب وصل کب کی دونون مین حجاب یار گیا تھا ابھی کہ خواب آیا

(۶) دیو بمعنی خواہش - اہا ہا - ابھی آپکی خواہش باقی ہی - تمام دنیا آپکی زیر سایہ ہی اور آپ سرمایہ ہین اور سب رحولت الغرض سب وجود و دولت پر آپ کا قبضہ ہے - کیونکہ آپ محیط کل ہین پھر اسپر بھی آپکا دل نہین بھرا شکم سیری نہین ہوتی -

	سپاہی زمورفت از رو نرفت		ہوس از سرم یک سر مو نرفت

(۷) دیو بمعنی پہونچ - سب جگہ تو آپ پہونچ گئے - اور سب چیزون مین آپ موجود تمام دنیا تو آپکے پیچھے نہین کیسی ہوئی ہی - ان سب چیزون تک آپکی پہونچ ہو صرف ایک جہنم ہی باقی ہے اگر وہان تک آپکی پہونچ ہوگئی تو پھر دنیا آزاد ہوجائیگی - اگر آپکی کوشش ہوگی تو رفتہ رفتہ دوزخ تک بھی رسائی ہوگی

برہم چاری جی اسلام سے تو آپ کو مخالفت ہوگئی - اسلام آپکے ناپسند ہوگیا - اسکا کچھ مضایقہ نہین اپنی

اپنی طبیعت لیکن آپنے مذہب بھی وہ پسند کیا جو دنیا مین سب سے نیچا - اختراعی - انسانی بناوٹ کا ہی - لیکن اب کیا ہو سکتا ہے خودکردہ را علاج نیست آپ بھی مجبور ہین مگر آپ مجھ ضعیف پر مہربانی فرماکر اوسی نظر سے کہ جس نظر سے آپنے قرآن مجید کو ملاحظہ فرمایا ہی آریہ مذہب کی اردو کی ہی کتابین دیکھ لیجیے - اور اپنے طفلانہ حرکات تخیلی چھوڑ دیجیے

چودھوین شکل

چودھوان اعتراض

دعویٰ "تمھارا کیا اعتبار!!"

نہ حفظ مال سے ہو وقعت و کمال سخن	وہ اعتبار جدا ہے یہ اعتبار جُدا

صفحہ ۲۶۵ - سے صفحہ ۲۶۸ تک برھمچاری جی نے بطور تمہید بے اعتباری کے مضمون سے باری تعالیٰ کے تخرج کا نتیجہ نکالا ہے - اس چودھوین اعتراض کی سرخی ہی ہمارا دعویٰ ہی جسے ہم ثبوت مین پیش کرتے ہین - ؟

اعتبار کبھی دنیا مین نعمت عظمیٰ ہی یہ ایسی شے ہی جو دولت سے حاصل نہین ہوتی - امیر رئیس - راجہ - مہاراجہ کو بزور حکومت و زر بھی اعتبار کی دستیاب نہین ہوتا مہاتما رشی مہارشی کو گیروی کپڑے رنگنے - اور اونگلیون پا مالے پر اوم اوم رام رام چپنے سے نہین ملتا - خرقہ جبہ - دستار - پہنکر ہزار دانہ کی تسبیح کی اولٹ پھیر سے بھی حاصل نہین ہوتا - اگر حاصل ہوتا ہی تو سچائی سے - سچے ہی آدمی کا اعتبار رہتا ہی - بازار مین - گھر مین - دکان مین - تجارت مین جلسو مین - دنیا کے تمام کاروبار مین - گرہ مین پیسہ نہین مگر لاکھون کا اعتبار - بدن پر کپڑے نہین مگر تمام بزازہ اوسکا

اعتبار کا جانا زیادہ تر اوسوقت ہوتا ہی جب آدمی کی عادت جھوٹ بولنے کی ہو جاتی ہے - اوس سے بغیر جھوٹ بولے رہا بھی نہین جاتا - اسیوجہ سے اوسکا اعتبار بھی جاتا رہتا ہے ایسا آدمی پایۂ اعتبار سے گرجاتا ہے - اگر کبھی سہواً سچ بھی بولے تو اوسکی بات کا اعتبار نہین ہوتا اور اوسکو لوگ کاذب و مکار بھی جانتے ہین جھوٹے آدمی اکثر ہر عیب شرعی رکھتے ہین کیونکہ جھوٹ سب عیبون کی جڑ ہے - اور تمام برائیون کا سردار - اسی بنا پر جو کتاب یا جو گرو جھوٹ کی تعلیم دیوے اوسکا بھی کچھ اعتبار - اگر جھوٹا آدمی اپنے اوپر جبر اختیار کرکے بذریعہ سچی تعلیم کے جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو گو اوسمین ہزارون سخت عیب ہون تو وہ بھی سب یکقلم چھوٹ جاتے ہین - جیسا کہ حضرت رسول مقبول صلعم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر ہوا - وہ ایمان لایا - مگر اس شرط سے کہ چند عیوب مجھ مین ہین جنکا مین عادی ہون اون سب کو مین ترک نہین کر سکتا - آپنے فرمایا کہ صرف جھوٹ نہ بولنا - اور میرے پاس تیری کوئی شکایت

نہ آنے اور جو کام کرنا تنہائی مین کرنا۔ اسپر اوسنے عہد کیا اور چلا گیا۔ بعد چندے اوسے چوری کرنے کا موقع ملا۔ مگر اوس خیال کے ساتھ عہد کا بھی خطور ہوا۔ کہ اگر تو نے چوری کی اور گرفتار ہوکر حضرت کے سامنے گیا تو موافق عہد کے ارتکاب "جھوٹ" جرم پر انکار نہو سکے گا۔ جرم کی سزا مین ہاتھ کاٹ ڈالے جاینگے۔ پھر جب اوسے جس عیب کرنیکا خیال ہوتا اپنے عہد کا بھی خیال آجاتا۔ جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس جھوٹ کے خیال نے اوسکے تمام عیب چھوڑا دیئے۔

شاگرد۔ سب چیزون کے دنیا مین درجے مقرر ہین مثلاً۔ گناہ۔ ثواب۔ نیکی۔ بدی۔ علم۔ جہل۔ کمال۔ مال۔ قرابت۔ قوم۔ وغیرہ وغیرہ کے بس۔ سچ۔ جھوٹ کی درجے بھی بیان کیجیے۔

اوستاد۔ جھوٹ کے بھی کئی درجہ ہین۔

اول جو آدمی جھوٹ بلا وجہ بولے جسمین نہ تو کوئی اوسکا فائدہ ہو نہ کسی دوسرے کا فائدہ ہو یا نقصان۔ ایسا آدمی اول درجہ کا مکار کہلاتا ہے۔ ایسے انسان سے خدا محفوظ رکھے یہ "سگ زرد برادر شغال" برادر شیطان ہے۔

دوم۔ جو انسان دوسرون سے جھوٹ بولکر کوئی فائدہ دینی یا دنیوی اوٹھاوے یہ بھی مکار کہلاتا ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ اسنے بوجہ جھوٹ کے کچھ فائدہ اوٹھایا مگر جھوٹ کا گناہ اسپر بھی بمنزلہ دفعہ اول کے ہے مثلاً کسی شخص نے بعوض زر نقد کسی کی جھوٹی گواہی دی تو یہ شخص جھوٹ بولنے کا مجرم تو ضرور ہوا لیکن مدعی یا مدعا علیہ کو کچھ فائدہ ضرور پہونچا چونکہ دوسرونکو فائدہ پہونچانا اچھی بات ہے گو کسی طرح ہو۔ اسلیے اسکا نمبر ۲ ہوا۔

سوم اگر اپنے جھوٹ بولنے سے کسی قسم کا فتنہ و فساد یا ڈاکہ زنی اور خون ریزی سے بچ جاوے تو گو یہ جھوٹ بولنے کا جرم اس پے ضرور رہا لیکن اس جھوٹ سے لاکھون روپیہ کا فائدہ ہوا اور خونریزی کی آفت ٹل گئی اسکی صواب کی بنسبت جھوٹ کا گناہ کم اسلیے ایسا جھوٹ بولنا بمقتضائے مصلحت۔ جائز ہے۔ سعدیؒ

دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

چہارم۔ جو رشی۔ یا مہاتما۔ یا ولی۔ یا سنیاسی۔ اپنے رسوخ بڑھانے اور دوسرے انسانون کے گمراہ کرنے کی غرض سے جھوٹ بولے یا جھوٹی کتاب تصنیف کرے۔ یا جھوٹ عالم فاضل بنے یا سب سچون اور راستبازآدمیون کو اور عالم فاضلون رشی منی۔ مہاتماؤن کو جھوٹا بنائے اور اپنے آپ کو باوجود جھوٹے ہونے کے سچا بنکر اپنے منھ میٹھو بنے وہ سب جھوٹون کا سردار اور اول درجہ کا مکار ہے اوسکی بات کا کیا اعتبار۔

پنجم۔ جو شخص جھوٹ بولے اور اپنے جھوٹ کی صداقت کیواسطے حلف یا قسم کھاوے اوسکا درجہ بہت بڑا ہے کیونکہ اس شخص نے اول جھوٹ بولا۔ دوسرے جھوٹی قسم کھائی۔ اوسکو دروغ حلفی کہتے ہین۔ دیکھو عبارت جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج۔

(جیون چرتر صفحہ ۱۷۱) یہان سے روانہ ہوکر چانڈال گڑھ مین پہونچ درگا کوہ کے مندر مین جا اترے اور

اوس جگہ وہ دن رات لوگ ویدیک کے پڑھنے مین اور اوسکے عمل مین مصروف رہنے لگے ۔ یہان پر بھنگ پینے کی عادت پڑگئی چنانچہ وہ اکثر اوسکے نشہ سے مدہوش ہوجاتے ۔ ایک دن چنڈال گرہ کے متصل ایک گانو کیطرف گئے اور ایک شوالے مین جاکر رات بسر کی یہان خواب کی عبارت بسبب طول ترک کی گئی ۔ جب سوامی جی جاگے اونھین اپنے خواب کا خیال آیا تو انکے دلکو بڑی تکلیف محسوس ہوئی اوسوقت بارش بڑے زور شور سے ہو رہی تھی اور سوامی جی مندر کے برآمدے مین آرام کر رہے تھے حسب معمول اوس شوالہ مین ایک سانڈ کا بت پڑا ہوا تھا اونھون نے اپنے کپڑے اور کتابین اوس سانڈ کے پیٹ مین رکھدین اور اپنے خواب کے تعلق کچھ سوچنے لگے جو ہین کہ اونکی نظر سانڈ کے بت کے اندر پڑی کہ اوسمین ایک آدمی چھپا ہوا بیٹھا ہے اونھون نے اوسکی طرف ہاتھ پھیلایا اور وہ ڈر کے مارے نکلکر گانو کیطرف بھاگ گیا ۔ اب یہ خود اوس بت کے اندر گھس گئے اور باقی کی رات وہین بسر کی ۔ صبح کے ہوتے ہی ایک بوڑھی عورت نے آکر سانڈ کی پوجا کی گڑ اور دہی بھینٹ کیا ۔ انکو بھوک لگی ہوئی تھی خوب مزے سے دہی کھائی ۔ چونکہ دہی ترش تھا اسلیے بھنگ کا نشہ اوتارنے مین بڑا معاون ہوا ۔ اسوقت سے سوامی جی نے بھنگ کا پینا ترک کردیا ۔

فقرۂ ذوالفقار حیدری ۔ شعر ۔ قلق ؎

کہ بگڑتی ہے کاہ بنتی ہے ۔۔۔ بھنگ نوشون مین گاڑھی چھنتی ہے

بھنگ کی تعریف اگر از روی وید لکھی جائے تو ایک کتاب ہوجائے ۔ بھنگ از روے وید ایک نہایت عمدہ شے ہے جسکا اصلی نام از روی وید سوم ہے جوگی ۔ رشی ۔ منی ۔ سنیاسی ۔ اور خصوص وہ لوگ جو شیو کی پوجا کرتے ہین اسکو ضرور پیتے ہین ۔ یہ پی کھانا ازحد کھلاتی ہے ۔ کسی ملک کی آب وہوا کا اختلاف اسکے پینے والے پر کم اثر کرتا ہے ۔ براہمنون اور قدیم ہنود مین بطور ٹھنڈائی کے اکثر اسکے پینے کا رواج ہے ۔ یہ سب کچھ ہے ۔ مگر اسکے عیب بھی بہت ہین اول تمام تر مثل افیون کے پیچھا نہین چھوڑتی نہ پینے پر اسکے قبض دائمی ۔ دوران سر ۔ وغیرہ ہوتا ہے بھوک نہین لگتی معدہ خراب ۔ اگر پیو تو تندرست نہ پیو تو بیمار ۔ غرض یہ کہ یہ شے عمر بھر نہین چھوٹتی بلکہ چتا تک ساتھ دیتی ہے ۔ علاوہ اسکے ایک ضرر اسکا بہت بڑا یہ ہے کہ عقل کو سست (کند) ذہن کند کردیتی ہے ۔ دماغ پر اسکا ایسا اثر پڑتا ہے کہ عالم بھی مثل جاہل کے بیوقوف ہوجاتا ہے سلیم الطبعی جاتی رہتی ہے ۔ اسکے نشہ مین یہ حالت ہوتی ہے کہ کبھی آسمان پر کبھی زمین پر ۔ دنیا کے نشیب وفراز کیطرح اونچا نیچا دیکھا کرتے ہین جسکی جو دھن بندھگئی وہ بندھ گئی پھر جبتک نشہ نہین اوترتا تب تک اوسکا خیال اوسمین جاری رہتا ہے ۔ متھرا کے چوبے اسکے نشے کی دھن مین کھاتے ہی چلے جاتے ہین ۔ پیٹ ہی نہین بھرتا ۔

(آریہ - فقرہ - ۲ - اور سوامی جی مندر کے برآمدے مین آرام کر رہے تھے -)
جواب - ایک تو اکثر مندرون مین برآمدی نہین ہوتے - اور اگر ہوتا بھی ہو تو شاذ - دوسرے جب سوامی جی برآمدی مین آرام کر رہے تھے - تو یہان اونھین بارش سے کیا تکلیف تھی - یہ مقام تو محفوظ تھا - اور برآمدی سے آرام ہی کی غرض ہوتی ہے -
(آریہ فقرہ - ۳ - حسب معمول اوس شوالہ مین ایک سانڈ کا بت پڑا ہوا تھا اونھون نے اپنے کپڑے اور کتابین اوس سانڈ کے پیٹ مین رکھدین اور اپنے خواب کے متعلق کچھ سوچنے لگے -
(**جواب**) ایک تو معمولاً جہانتک دیکھا گیا ہی شوالون مین تقریباً دو ڈھائی فٹ سے زیادہ بیل کی مورت نہین ہوتی - نہ کہ واقعات مین شاعرانہ مبالغہ اتنا جھوٹ - اتنی بڑی بیل کی مورت خلاف معمول کہان سے آئی جسمین مہاراج کی کتابون اور کپڑون کا گٹھر بھی آگئی - اور مہاراج باوجود اس تن و توش - گران قامتی کے اوسمین آرام سے لیٹ بھی رہے - اور ادس مورت کا اتنا حجم (مولمان) تھا جسمین ایک اور آدمی بیٹھا ہوا تھا - تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اوس بت مین عرضاً قریب پانچ فٹ کے اندازاً مع زور گہرائی ہوئی - اور طول اوسکا اندازاً ساتھ آٹھ فٹ کے ہوگا جسمین سوامی جی آرام سے لیٹ سکے - تو عرض و طول کے لحاظ سے کتنی بڑی مورت ہوگی خلاف قیاس و مشاہدہ ہی - دوسرے پتھر کی مورت مین خلا ہونا خلاف محال ہی کیونکہ جسقدر بت یا مورت پیتل - تانبا - سونا چاندی وغیرہ کے ہوتے ہین یہ سب کسی دھات کو گلاکر ڈھالی جاتی ہین - اسطرح سے بنانے مین انسان کو اختیار ہی کہ خواہ اوس بت کو کھوکھلا رکھی یا ٹھوس - لیکن پتھر کے بتون کے بنانے کی ترکیب آجتک ایسی نہین نکلی کہ جس سے پتھر کو دھات کے موافق گلاکر جو چاہین ڈہال سکین - پتھر کی مورتین اور چیزین سنگتراش لوگ پتھر سے گڑھ کر بناتے ہین - آگرے - جے پور - مرزاپور وغیرہ مین قابل تعریف پتھر کا کام بنتا ہے - لکھنؤ کے عجائب خانہ مین بڑی بڑی مورتین پتھر کی موجود ہین لیکن سب ٹھوس ہین کوئی کھوکھل نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جس پتھر کے بت مین سنگتراش کے بیٹھنے کی اتنی جگہ جسمین بخوبی اپنے اوزار سے کام لے سکے نہوگی وہ خالی نہین ہوسکتا - علاوہ اسکے پتھر مین طاقت مثل دھاتون کے نہین ہے - نہ پتھر مین لچک وغیرہ ہے پتھر کے بت وغیرہ جتنے موٹے ہونگے اوتنی ہی پائدار ہونگے اور جتنے پتلے - نازک - ہون گے - ویسی بودے - غیر مضبوط - اور ذرا سے صدمہ سے ٹوٹنے والے -
اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مہاراج سوامی کے بھنگ کے نشہ کے ترنگ ہی -
آریہ - فقرہ - ۴ - جونہین کہ اونکی نظر سانڈ کے بت کے اندر پڑی کہ اوسمین ایک آدمی چھپا ہوا بیٹھا ہی اونھون نے اوسکی طرف ہاتھ پھیلایا اور وہ ڈر کے مارے نکل کر گاؤن کیطرف بھاگ گیا"

ومغرب۔ جنوب وشمال تھا۔ آپ کل ہی تو بیان کر چکے ہین اوسمین وہ لگا رکھا ہیلتہا دوسرا جھوٹا یہ بات سنکر شرمندہ ہوا مجبور ہوا کہ اوسکی بات جھٹلاتا ہی تو اپنی بات جھوٹی ہوئی جاتی ہے۔ ایک نے دوسرے کی تائید کی بموجب۔ ع۔ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔

۱۱۔ چنار گڑھ ضلع مرزاپور مین ہے اور درحقیقت وہان پتھر کا کام کثرت سے ہوتا ہی وہان جادھر دیکھو پہاڑی پتھر ہے لاکھون فٹ پتھر ہر روز حسب ضرورت اکثر اضلاع مین جاتا ہی جیون چرتر مین لکھا ہی کہ چنڈال گڑھ کے قریب ہی ایک موضع کا یہ واقعہ ہے۔ یہ جگہ بہت قریب ہی عجب نہین کہ بہت سے آریون نے اوس سانڈ کی مورت کے درشن کیے ہون۔ خاص مرزاپور کی سماج اور باشندے تو اس سانڈ سے بخوبی واقف ہونگے۔ اسی لیے مین بھی امیدوار اس عنایت کا ہون کہ کوئی آریہ صاحب جو اس گاؤن سے واقف ہون مجھکو اپنی ہمراہ لیجاکر اوس سانڈ کی مورت کو دکھادین خرچہ آمدورفت کا میرے ذمہ۔ اگر وہ جا نہ سکین تو اوس گاؤن کا نام بتائین جہان وہ مندر اور سانڈ کی مورت ہی۔ اگر مہاراج دیانندجی کا بیان سانڈ کی مورت کا موافق مشاہدہ صحیح نکلے تو مین حمایت اسلام سے باز آجاؤن اور اگر یہ بات جھوٹ اور گپ ثابت ہوئی تو جملہ سماج اس جیون چرتر کا بھی ہوم کردین اور اس مذہب کو چھوڑ کر اپنے اصلی مذہب پر آرہین۔ اور حق تو یہ ہے کہ کل آریہ۔ توبہ کرکے شریک اسلام ہوجائین اور پھر سیدھے راستے سے نہ بھٹکین۔

برھمچاری جی اور تمام صاحبان آریہ آپکو اگر اپنے مذہب اور دیانندجی کی سچائی پر دعویٰ ہی تو اس شرط پر مضبوطی سے مستعد ہو کر اقرار نامہ لکھیو اور رجسٹری کرائیے کیونکہ آپکے مذہب اور گرو کی تصدیق کا ذریعہ یہ بھی سہل اور کم خرچ ہے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ اگر آپ اوس سانڈ کو نہ دکھائیگا تو آپکے مذہب کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی ایک دلیل کافی ہی۔ اسواسطے یہ ثابت ہوتا ہی کہ دیانندجی جھوٹے فریبی۔ مکر کرنے والے۔ انکا کیا اعتبار ؟۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۶۸ سطر ۱۷ سے آخر صفحہ ۲۶۹ تک) مگر اتنا بھولاپن بھی کیا کہ کوئی چالباز پانی۔ اینٹ۔ پتھر۔ ہوا۔ مٹی۔ وغیرہ کی قسم کھاے اور اوسکی بات کو مان لیا جاے۔ سچ کو قسم کے سہارے کی ضرورت نہین ہی۔ پھر قسم بھی ایسی چیز۔ کہ جسکا وجود ہی ندارد ہو اگر کوئی شخص اللہ میان کیطرح یہ کہے کہ والسماء ذات الرجع (پ ۳۰ - س طارق) قسم ہی آسمان چکر کھانے والے کی" تو اسکی بات کا ہرگز ہرگز اعتبار نہین کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اول تو آسمان کا ہی وجود ندارد پھر اسکا چکر کھانا کیا معنی۔ دوسرے معدوم چیز کی قسم کھانا ڈبل جھوٹ بولنا ہی۔ اسیطرح اگر اللہ میان کیطرح کوئی دوسرا آدمی یہ کہے۔ کہ والسماء ذات الحبک (پ ۲۶ - ذاریت) "قسم ہے آسمان جالی دار کی" تو سمجھ لو۔ کہ وہ

چھپتا ہی - کیونکہ وہ ایک ایسی چیز کی قسم کھاتا ہے جسکا کوئی وجود [illegible] - نہ [illegible] نہ بٹیر [illegible]
قسم کی کیا معنی یا وہ [illegible] قرآن [illegible] وہ برج [illegible]
وغیرہ وغیرہ [illegible]
کھانا ثبوت [illegible] کا کام [illegible] کھا لیا [illegible]
اسکے [illegible] آدمی قسم کو معیوب سمجھتی [illegible]
جلدی اوٹھ جاتا ہے - یہانتک کہ لوگ [illegible] کی قسم کی [illegible] کہ یہ [illegible] کھا لیا تھا
اسکی [illegible] منھ پھیر لیا کرتے ہین - قرآن [illegible] کو بعض آدمیون کی طرح [illegible] قسمین کھاتے دیکھکر
میرا دل کانپ اوٹھا کہ دیکھو اتنا بزرگ اور ایسی [illegible] قسمین [illegible] ہمدردی اور نیک [illegible]
ترک اسلام مین چودھوان اعتراض [illegible]

فقرہ ذو الفقار حیدری - لکچر ترک اسلام مصنفہ دہرم پال آریہ و رسالہ (ترک) عالم فاضل و گو
شناد اللہ صاحب و کتاب تہذیب الاسلام مصنفہ برھمچاری جی وغیرہ میری نظر سے گذری مگر یہ ثابت نہوا
کہ انکا اصلی مذہب کیا ہی - یہ سنا ہی کہ بابو عبد الغفور اسلام سے منحرف ہوکر دہرم پال برھمچاری جی آریہ
ہوگئے - لیکن ان کتابون کے دیکھنے سے آریہ مذہب اور وید کے ماننے والے معلوم نہین ہوتے - بلکہ وید کے
مخالف اونکا عقیدہ ہی - بقولے

کسکی ملت مین گنون آپکو بتلا ای شیخ	تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو

جسقدر اعتراض برھمچاری جی نے قرآن مجید پر کیے ہین وہ سب اعتراض وید کے مخالف ہین - گویا کہ در پردہ
وید کی مخالفت و تردید ہی - ہان یہ ضرور پایا جاتا ہی کہ یہ مذہب بطبع دنیا اختیار کیا ہی - ایسے ہی مذہب کو کاسۂ
کہتے ہین - جیسا کہ ہماری الزامی جوابات سے ظاہر ہوتا ہی - صرف معترض کی یہ غرض ہی کہ اہل اسلام کی اشتعال طبع
ہو - عجب ہی ایسے غیر مہذب اور بے ادبانہ و گستاخانہ کیا بلکہ فحش آمیز عنوان تحریر ہی - نہ تو یہ طرز محققانہ
ہے نہ شریفانہ ہی - ایسے شخصون کی نسبت قرآن مجید کا یہ ارشاد ہی کہ اونکی آنکھون اور کانون پر پردے پڑے
ہین - اور اونکے دلون پر مہرین ہین! اور وید کا یہ قول ہی کہ ایسے شخص دیکھتے سنتے ہوی نہین سنتی) !
(اور انجیل مین ہی کہ تم اپنے موتی سورون[1] کے آگے نہ پھینکو) !
ہر سہ آیات مندرجۂ بالا کی نسبت برھمچاری جی فرماتے ہین کہ آسمان اور اوسکی بروج کا کوئی وجود نہین ہے
جس حالت مین کہ ان اشیاء کا ہونا ہی محقق نہین تو اونکی قسم ہی کیا - بیشک اگر ہم ان دونون کا ثبوت
نہ دیسکین تو قرآن کا منجانب اللہ ہونا مان لیا جاوے -

[1] نابینا -

(جواب ۴) جب سانڈ کا پیٹ اسقدر وسیع تھا کہ ایک لمبا جوان معہ اپنے ضروری اسباب کے اوسمین آرام کر سکے تو ضرور اوسکے ہاتھ پاؤن - چہرہ - دم - وغیرہ - پیٹ کی مناسبت سے بنے ہونگے - تو اس حساب اوسکے پیٹ مین داخل ہونے کے لیے کوئی سیڑھی ضرور ہوگی - جسکے ذریعے وہ شخص پیٹ مین آیا گیا ہوگا اور سوامی جی نے یہ نہین بیان کیا کہ وہ شخص پیٹ سے نکلکر بھاگا تو منھ کیطرف سے یا دم کیطرف مقام گوبر سے

آریہ - فقرہ - ۵ - اب یہ خود اوس بت کے اندر گھس گئے اور باقی کی رات وہین بسر کی -

جواب ۵ - جیون چرتر سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ مہاراج منھ کیطرف یا گوبر کرنے کی طرف سے پیٹ مین داخل ہوے - کیونکہ ان مقامون سے داخل ہونا خالی از دقت نہین - پھر اوسپر طرہ یہ کہ ہاتھ مین کپڑے کتابون کا گٹھر - جیسے مندر کی چوٹی پر آپ لوٹہ لیے بے سیڑھی وغیرہ چڑھ گئے تھے - ویسے ہی یہان بھی - مگر آپ کدھر سے داخل ہوے یہ ثابت نہین ہوتا - بت خواہ کتنا ہی بڑا ہو نہ تو اوسکے منھ سے ہوکر پیٹ مین پہونچ سکتے ہین کیونکہ بغیر سر کٹنے کے پہونچ دشوار نہ بغیر دم کٹے ہوے گوبر کے مقام کیطرف سے رسائی ہو سکتی ہے نیز جب تک یہ دونون مقام بھی مثل شکم کی کشادہ نہون - اومین آنا جانا - لیٹنا بیٹھنا - مہاراج کا خواب وخیال ہے نہ شکم مین ہموار جگھہ ہو سکتی ہے کہ جسمین مثل چارپائی تخت کے آرام ملے - اگر ہوگی بھی تو ناہموار جگھہ ہوگی اگر ہموار جگھہ بنائی جائے گی تو شکم کی صورت نہ رہیگی"

آریہ - فقرہ - ۶ - صبح کے ہوتے ہی ایک بوڑھی عورت نے آکر سانڈ کی پوجا کی گڑ اور دہی بھینٹ کیا -

جواب ۶ - بڑھیانے دہی کس جگھہ پر چڑھایا تھا جو سوامی جی کا ہاتھ وہان تک پہونچ گیا - اور دہی گڑ وغیرہ مع برتن کے چڑھایا ہوگا جب تو مہاراج نے کھایا ہوگا ورنہ زمین پر اونڈیل دینے سے تو مہاراج نہ کھا سکتے زمین سے دہی دودھ وغیرہ تو کتے بلی ہی کھا - اوٹھا سکتے ہین نہ کہ انسان بت کی پیٹ مین لیٹ یا بیٹھکر کیونکر دہی اوٹھا اور کھا سکتا ہے" برتن سمیت چڑھانے کا دستور نہین ہے - یا بڑھیانے دہی سانڈ کے منھ پر ڈال دیا ہوگا جسکو مہاراج نے بعد چلے جانے بڑھیا کے زبان سے چاٹا ہوگا - کیونکہ پتھر پر گرا ہوا دہی ہاتھ سے اوٹھانا مشکل ہے"

آریہ - فقرہ - ۷ - (انکو بھوک لگی ہوئی تھی خوب مزے سے دہی کھائی -

جواب ۷ - شوالون مندرون مین چڑھاوا چڑھانے کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی بت کو کوئی چیز بھینٹ دیجاتی ہے تو وہ چیز ایک اونگلی سے مورت کے منھ کو لگا دیجاتی ہے - نہ کہ سیر دو سیر چیز معہ ظروف وغیرہ کے بھینٹ دیجاتی ہو - کیا ایک دو اونگلی دہی چاٹنے سے آپکا پیٹ بھر گیا - اس مقدار مین آپکا پیٹ کیونکر بھرا دو تین سیر دہی مین آپ شکم سیر نہوتے - دہی کھٹا تھا - مگر جب اوسمین گڑ ملا ہوا ہوگا تو ضرور ترشی جاتی

رہی ہوگی - اور میٹھی چیز سے نشہ نہین اوترتا - اس دہی گرو کے بیانمین بھی کچھ جھوٹ ضرور ملایا گیاہی کیونکہ بھینٹ وغیرہ جو زیادہ مقدار مین دیجاتی ہی وہ پجاری کا حق ہی - اگر پوجاری وہان ہوتا توانکو کیونکر اوسکا حق ملجاتا - پجاری اوسوقت وہان موجود نہ تھا - اور چڑھاوا چڑھانے والی بھی چلی گئی تھی - مہاراج نے بغیر اجازت دونون کے وہ دہی کھایا توضرور جرم سرقہ کے مرتکب ہوے - افسوس چوری کی عادت اب بھی نہین گئی"

آریہ - فقرہ - ۸ - اسوقت سے سوامی جی نے بھنگ کا پینا ترک کردیا -

جواب - بھنگ کی عادت کا ترک ہونا غیرممکن - اسقدر کثرت سے پینے والی کو ترک کردینا دشوار ہے ابھی تک چوری کی عادت تو گئی نہین بھنگ کیونکر چھوٹ گئی "

۹ - علاوہ برین جب مہاراج برآمدے مین آرام سے سورہے تھے اور خواب بھی دیکھ رہے تھے اور بارش بھی زور شور سے ہورہی تھی اگر مہاراج کو کچھ تکلیف تھی تو مندر کے اندر کیون نہ چلے گئے تعجب ہی کہ ایسے وقت مین سانڈ کے پیٹ مین گھسنے کی تکلیف کیون اوٹھائی - اور ایک بیچارہ کو اوسمین سے نکالا جو پناہ گزین تھا - اور آپ داخل ہوکر - شاید ابھی تک ڈھونڈھنے والی سوار اور پیادونکا خوف مہاراج کے دلمین سمایا ہوا تھا - افسوس صد افسوس ہزار افسوس - بیچارہ نانجی یہ موقع آپکے رونے پیٹنے - آنسو بہانیکا ہے واہ واہ جناب آپکے گرو دیانندجی ایسے اگھوری تھے کہ بلا دھوئے منہ ہاتھ اور بدون کلی مسواک کے بغیر اشنان و پوجا پاٹ کئے - دہی اور کچھ نوش کرگئے وہ بھی چوری کا - رشی منی - مہاتما - کا یہ کام نہین ہی کہ بغیر اشنان وغیرہ کچھ کھالے ایسا تو مہترہ بھی نہین کرتے بے نہائے دھوئے وہ بھی نہین کھاتے - نہ کہ مہاراج سوامی جی - اور دوچار روزکے فاقہ سے بھی نہ مرجاتے کہ بغیر اشنان کئے بے کھائے مرجاتے - نہاکر کھالیتے جلدی ہی کیا تھی "

شاگرد - کیا یہ بیان سانڈ وغیرہ کا واقعی ہے - یا کسی شب بھنگ خانہ کی بکواس

اوستاد - یہ اصلی واقعہ نہین ہے بلکہ ایک بھنگ خانہ کی بھنگی کی سی بکواس ہے -

جیسا کہ ایک نقل مشہور ہی کہ کسی جلسہ مین دو شخص - یا وہ گو - حد کے جھوٹ بولنے والے بیٹھے تھے - ادھر اودھر کے ذکر ہورہے تھے - کہ ذکر لوگون کی قوت اور رشتہ وغیرہ کا ہونے لگا - ایک جھوٹے نے بیان کیا کہ فصل بارش مین جب کبھی دو تین دن تک متصل بارش ہوتی - گھٹا ٹوپ اندھیاری چھائی رہتی - آفتاب غائب رہتا - تو ہمارے داداجان اپنے لکڑی اوٹھنے کے لگنے سے بادل کو ادھر اودھر ہٹادیا کرتے تھے اور آفتاب نکل آیا کرتا تھا -

دوسرا جھوٹا جو اس ذکر کو سن رہا تھا اوسکا رنگ مٹانے کے لیے جرح کر بیٹھا - کہ یہ تو بتائیے اتنا بڑا لگا کس جگہ رکھا جاتا تھا - پہلا جھوٹا - آپکو خیال نہین ہی آپکے پردادا کا جو اصطبل تھا جسکا عرض طول مشرق و

اقمار کہلاتے ہین اور وہ گرد ان سیارون کے گردش کرتے ہین کسی کے گرد ایک اور کسی کے گرد دو تین وغیرہ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان گیارہ سیارون مین سے جو آفتاب سے زیادہ بعد رکھتا ہے اوسکی گرد اوسکو روشنی پہونچانے کیواسطے کئی ایک قمر گردش کرتے ہین چنانچہ گرد زمین کے بھی ایک قمر معروف و معلوم گردش کرتا ہے۔ اور گرد دوسرے سیارون کے کئی ایک قمر گردش کرتی ہین سیوے آفتاب کے گرد ایک قسم کے دنبالہ دار یعنے دمدار ستارے بھی گردش کرتے ہین غرض اس آفتاب کے گرد تین قسم کے سیارہ گردش کرتے ہین اور جو اقمار کہ گرد سیارون کے گردش کرتے ہین اسوجہ سے کہ وہ سب سیارے گرد آفتاب کے گردش کرتے ہین یہ ایک عالم ہے اور مراد عالم سے ایک آفتاب اور گرد اوسکے تین قسمون مذکورہ کے سیارون کا گردش کرنا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے ستارے ثوابت جو ہماری نظرون مین چھوٹے دکھلائی دیتے ہین انکا شمار طاقت بشری سے باہر ہے کہ کسقدر ہین یہ بباعث بُعد کثیر کے چھوٹے دکھلائی دیتے ہین بہت سے اون مین اپنی جگہہ پر بمنزلہ اسی آفتاب کے جسامت رکھتے ہونگے اور انکے گرد بھی اسیطرح کے تین قسم کے سیارے گردش کرتے ہونگے اور انمین ہر طرح کے مخلوقات و ذیحیات آباد ہونگے یہ سب ستارے جو زیادہ چمکتے اور بڑے ہین ایک ایک عالم ہین جناب باری کے بہت سے عالمون سے کہ جنکا شمار ممکن نہین اور پھر ہر ایک مین کثرت مخلوقات کی انتہا نہین پس اوس حکیم قادر علی الاطلاق کے مخلوقات اس بیان سے اس کثرت کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ جو احاطہ قیاس انسانی سے باہر لاریب کہ اس انتظام فیثاغورثی سے خدا کی بہت بڑی قدرت وشان نظر آتی ہے۔

حسب عقائد حکما مضمون بالا سے تعریف عالم بھی بخوبی واضح ہوگئی - اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ سب ستارے جو لا انتہا ہین سب ایک ایک عالم ہین - اسی سبب سے قرآن مجید کے شروع سورۂ حمد کے پہلی آیت مین (الحمد للّٰہ رب العالمین) ترجمہ ہر طرح کی تعریف واسطے اللہ کے ہے ایسا اللہ کہ پالنے والا تمام عالمون کا ہے" سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ صرف ایک ہی عالم کا پالنے والا نہین بلکہ تمام عالمون کا پالنے والا ہے - اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے پیدا کیے ہوے بہت سے عالم ہین ورنہ لفظ جمع نہ ہوتا - پس محصل اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ از روے علم ہیئت بھی وجود فلک بروج و نجوم وغیرہ ثابت ہے - ایک مثال از روے وید بھی نقل کیجاتی ہے کہ چاند بہ نسبت اور سیارون کے زمین سے بہت قریب ہے پس جو ستارے چاند کے متعلق ہین یہ آسمان دویم پر ہین - اس آسمانی طبقے کو سنسکرت مین بھوالوک (भू लो) کہتے ہین - اور تیسرا طبقہ "سواہ" اور چوتھا طبقہ "مہا" اور پانچوان جنا چھٹا طبقہ "پتا" ساتوان طبقہ

ہے اسی طبقہ کو عرش اعلیٰ کہتے ہین - اور اول طبقہ آسمان کا نام اسلیے نہین لکھا گیا کہ ہندی مین زمین ہی کو پہلا طبقہ مانا گیا ہی جسے **بھولوک** کہتے ہین - یہ ساتون طبقون کے نام منترون مین گاتری کے اس خیال سے شامل ہین کہ ان ساتون لوک کا مالک ایشور ہی ہے ان ستارون کے گرد جبکہ مطلع صاف ہوتا ہے تو ہم ایک چیز نیلے رنگ کی بسیط و محیط دیکھتے ہین جو مثل حجاب کے ہی - اسیکو ہم آسمان - اور ہندی مین اکاش کہتے ہین - درحقیقت یہ ایک خلا ہے لیکن کوئی شے ضرور ہے - ایسی بہت سی چیزین ہین جنکا وجود ہم نہین دیکھ سکتے مثلاً ایک آریونکا ایشور ہی ہے کہ ہر شے کو محیط کیے ہے اور ہر خلا حتی کہ رحم و شکم وغیرہ تک مین موجود رہتا ہے اور بوجہ سرد یا پاک ہونے کے ہر پاک اور ناپاک چیز مین داخل ہے لیکن ہمین کہین نظر نہین آتا - عدم - وجود دونون برابر جسکا نتیجہ یہ کہ جب اکاش کو نیست مانتے ہو تو ایشور کو بھی نیست ماننا چاہیے یعنی ایشور باعث محیط کل و سرد یا پاک ہونے کے ہر نشیب و فراز پر چھایا ہوا ہے اور ہر خلا مین سمایا ہوا ہی - اور رحم و شکم مین اسطرح سے ہی کہ بچے جنین کو نہین روکتا نہ وقت قربت رحم مین باہر تداخل ہی نہ راستہ چلنے مین - مانع و حاجب مثل اکاش کے ہی تو اگر ایشور کو کوئی چیز تصور کرین یا مان لین تو اکاش کو بھی ماننا پڑیگا اور اگر ایشور ہی کا وجود نہ مانین تو آسمان کا وجود نہین - جیسا ایشور حاجب نہین ہے اسیطرح ہماری نظر کی بھی روکنے والی کوئی چیز نہین ہی "

شاگرد - آپکے بیان سے آسمان کا خلا ہونا ثابت ہوتا ہے تو درصورت خلا ہو جانے قیام و قرار کیونکر ممکن ہے مثلاً حضرت عیسیٰ ؑ کا چوتھے آسمان پر تشریف رکھنا اور جناب رسول ؐ کا معراج مین جانا کسطرح ہوسکتا ہی؟

اوستاد " تمہاری عقل بھی مثل دیانند جی کے ہی کہ ذرا سی بات بھی سمجھ مین نہین آتی میری طرف متوجہ ہو کر غور سے سنو اول تو قرآنی اللہ قادر مطلق ہی - اسمین ایسی انوکھی قوت قدرت ہی کہ اوسکی اتنی مخلوقات بے انتہا اور ایسی مقامات ہین جنکو ہماری قوت مدرکہ دریافت نہین کرسکتی "

دوم آسمان کے ہر ہفت طبق پر جو جو ستارے نظر آتے ہین یہ سب اپنی اپنی جگہ مثل ایک دنیا کے مخلوقات سے آباد ہین تو یہ کوئی مستبعد نہین ہی کہ چوتھے آسمان پر کوئی ستارہ ہو اور آپ اوسمین فروکش ہون اور وہ ستارہ اون بہشتون مین سے کوئی بہشت ہو جنکا قرآن مجید مین ذکر ہے - اور یا سیرگاہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ سیارہ مقرر کیا گیا ہو - علاوہ برین جناب خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ تو عرش برین پر بفحوای (فتدلیٰ قاب قوسین او ادنیٰ) تشریف لے گئے اور تمام عجائبات و غرائبات کی سیر فرمائی - یہ مقامات بھی سب ستارون ہی مین ہون تو کیا بعید ہے - نیز کرۂ آفتاب زمین سے نو کرور دس لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے خداوند تعالیٰ نے اسمین ایسی حرارت شدید (آگ) پیدا کی ہی کہ باوجود اتنے فصل کی اوسکی برداشت ہمکو نہین

ہر چند کہ یہ عیسائی پادری کا یہ اعتراض بالکل جھوٹا ہے - مگر ہم مجبوری صرف اس خیال سے کہ چھوٹے آدمی کو
حق کا پہنچانا چاہیے اسکا جواب لکھتے ہین -

جواب - تحقیقی [illegible] کتب آسمانی مین [illegible] قرآن مجید مین تو بعد سات آسمانون اور [illegible] کا [illegible]
ہے [illegible] کی ضرورت [illegible] اب ہم اسکا ثبوت [illegible] سے علم ہیئت [illegible] ہین [illegible] ان مین
[illegible] کو تسلیم کیے ہوے [illegible] ہماری پورو [illegible] زمین [illegible] سورج اور تمام سیارے مختلف فاصلون
پر [illegible] ہین مثلاً آفتاب زمین سے نو کروڑ [illegible] لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے - اور بقول بعض کہ [illegible] کروڑ
پچاس لاکھ اور بقول بعض [illegible] دو لاکھ پچاس ہزار میل - اور چاند زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل کے
فاصلہ پر ہے [illegible] سے یہ پایا گیا کہ چاند زمین سے نزدیک ہے اور آفتاب بہت ہی دور ہے اسیطرح
اور سیارے بھی [illegible] مختلف فاصلون پر واقع ہین - تجربہ و مشاہدہ از روے علم [illegible] سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ [illegible] ستارے [illegible] ایک ہی سطح [illegible] پر نہین ہین - بلکہ خداوند عالم نے ان سیارون کو
باترتیب قائم کیا ہے - کیونکہ وہ علیم و حکیم ہے اور اسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہین - سب
ستارون کا ایک سطح پر نہونا اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] بعض چھوٹے بعض بڑے کیون دکھائی دیتے ہین - اسلیے
کہ دور کی چیز چھوٹی اور قریب کی چیز بڑی معلوم ہوتی ہے مثلاً کوئی بڑا پہاڑ - یا مینار - دور سے دیکھیے گا
تو ایک چھوٹا ٹیلہ معلوم ہوگا اور جون جون [illegible] قریب سے دیکھتے جاؤگے اوسیقدر وہ بڑا دکھائی دیگا
ویسے ہی ستارے بھی اور خاص یہی سبب لازمی نہین ہے بلکہ بعض فی نفسہ چھوٹے بھی ہین اسواسطے منظر مین
برابر نہین ہین - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو ستارے ہمکو نظر آتے ہین صرف آنکھ کے دیکھنے سے اسقدر
معلوم ہوتے ہین اگر بذریعہ دوربین دیکھے جاوین تو انکے سوا اور بھی ستارے معلوم ہونگے جنہین پہلے
ہم خالی آنکھ سے نہ دیکھ سکتے تھے - انھین ستارون کے ترتیب و تدریج کے خیال سے آسمان کی
سات - طبقے - (پرتین) مقرر کیے گئے ہین جنہین ہفت فلک کہتے ہین - اور انھین ہفت کواکب
کے لحاظ سے - ہفتہ کے دنون کے نام بھی سات ہی مقرر کیے گئے ہین - تقریباً ہر زبان مین سات ہی دن
ہین - انگریزی اور ہندی زبان مین تو ساتون دنونکے نام ستارون کے نامون پر رکھے گئے ہین - اور
ہفت اقلیم کی حصون کی تقسیم بھی انھین سبعہ سیارہ سی کیگئی ہے -

شاگرد - ابھی آسمان کی تقسیم سمجھ مین نہین آئی - مہربانی فرماکر تشریح کے ساتھ سمجھا دیجیے -

اوستاد - اس امر کا مفصل بیان تو بہت طولانی ہی مگر مختصر اً یہ ہی کہ از روے مذہب حکیم بطلیموس جو
زمانہ سابق مین بہت بڑا عالم علم ہیئت و ریاضی وغیرہ کا گذرا ہے چنانچہ ابتک بہت سے ملکون مین مثل ممالک ایشیا

و افریقہ وغیرہ مین نظام بطلیموسی رائج و شایع ہی اور لوگ اسکے معتقد ہین) آسمان کی اسطرح پر تقسیم ہی۔
پہلا فلک قمر دوسرا فلک عطارد تیسرا فلک زہرا چوتھا فلک شمس پانچوان فلک مریخ چھٹا فلک مشتری ساتوان فلک زحل آٹھوان فلک البروج نوان فلک اطلس یا فلک الافلاک۔
اور زمین یا مرکز زمین سب کرون اور تمام عالم کا ہی۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ ایک گردش فلک سبعہ کو طبعی مغرب سے جانب مشرق کے ہوتی ہے یہ گردش ہر ایک فلک کے جدا جدا ہی ایک دوسرے کے موافق نہین یعنے اس گردش مین کوئی فلک تیز رفتار و سریع السیر ہے اور کوئی بہ نسبت اوسکے سست اور کم رفتار ہی اسی گردش کے باعث ہر ایک ستارہ جو جس فلک پر واقع ہی اپنے فلک کے متابعت مین وہ بھی گردش کرتا ہے اسی لیے اونکو سبعہ سیارہ کہتے ہین مگر یہ ستارے خود نہین گردش کرتے کیونکہ حکماے سابق کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ستارے جرم فلک مین مرکوز ہین مگر آفتاب کہ وہ بعض حکماؤن کے نزدیک مرکوز نہین اور وہ خود گردش کرتا ہی اسلیے اصلی سیارہ اونکے نزدیک یہی آفتاب ہی اور سب ثوابت البروج مین مرکوز ہین مگر فلک البروج مین بہ تبعیت فلک الافلاک کی گردش یومیہ روزانہ رکھتا ہے اور ۲۴ گھنٹے مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور اپنے قطر و محور پر گھوم جاتا ہی اور سوا اسکے فلک البروج بھی مثل اور افلاک کے ایک گردش طبعی نہایت خفیف مغرب سے جانب مشرق کے رکھتا ہی اور ستر برس مین ایک درجہ طے کرتا ہی پس اس حساب سے پچیس ہزار دوسو برس مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے۔
ناظرین۔ اس بیان نظام بطلیموسی سے بھی وجود فلک اور بروج و سیارات کا بخوبی ثابت۔
اب ہم **نظام فیثاغورثی**۔ جو نہایت معقول اور مسلم الثبوت ہی اور جسکو حکما و علماے یورپ و ہیئت دان واقفان و ریاضی زمانہ سابق او لاحق یعنے حال کے بھی محقق اسی پر بالاتفاق معتقد ہین اور واجب التسلیم سمجھتے ہین بیان کرتے ہین اس حکیم نے بھی تقسیم فلک کو حسب عقیدہ بطلیموس ہی صحیح مانا ہے مگر اسنے آفتاب کو مرکز عالم تصور کیا ہی کہ وہ اپنی جگہ پر ساکن ہی اور گرد اوسکے گیارہ سیارہ مفصلہ ذیل گردش کرتے ہین۔ **عطارد۔ زہرہ۔ زمین۔ مریخ۔ ویسٹا۔ جونو۔ سیرس۔ پالس مشتری۔ زحل۔ جرجیس**۔ منجملہ انکے ایک زمین بھی جو تخمینا ۳۶۵ دن مین آفتاب کے گرد گردش کرکے اپنا دورہ تمام کرتی ہی بباعث طول ان سیارون کی گردش کا حال ترک کیا جاتا ہی معلوم ہو کہ جیسی اس زمین مین مخلوقات آباد ہی اوسیطرح ان گیارہ سیارون مین بھی مخلوقات آباد ہی گو وہان کے ذیحیات مشابہت اور مناسبت اس زمین کے ذیحیات سے رکھتے ہون یا نہ رکھتے ہون اور ان گیارہ سیارون مین سے کوئی آفتاب سے بہت دور واقع ہوا ہے اور کوئی بہ نسبت اوسکے قریب اور ایک قسم کے سیارہ دوسرے ہین کہ وہ

ہے اور ہماری آنکھین اوسکی حرارت کو نہین سہ سکتین ۔ پس دنیا کی کیسی ہی تیز آگ ہوگی ہم اوس سے مثال نہین دیسکتے ۔ اور یہ تحقیقات جدید سے ثابت ہوا ہی کہ کرہ آفتاب مثل دنیا کے مخلوقات معمور ہے چنانچہ اسمین ایسی مخلوق ہے جو اوسکی حرارت کی متحمل ہے ۔ بقول ے ۔ ع

میسازم و میسوزم چون خون بہ کباب اندر

جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آفتاب کی رہنےوالے اوسمین جلتے مرتے ہونگے تو اسی خیال سے اس کرہ آفتاب ہی کو دوزخ کہا گیا ہو تو کیا تعجب ۔ اور چونکہ بہت بڑا کرہ ہی اوسی کے درجے یا طبقے بھی ہون ۔ اور عطارد جو آفتاب سے قریب ہی ۔ اور اسمین گرمی بھی بہت کم ہے تو اوسکو اعراف کہا جانا ۔ قرین عقل ہی ۔

سیوم چاند جو ستارہ ہی اسکی روشنی ٹھنڈی اور فرحت بخش ہی ۔ تو ایک انسان وقت پیدایش سے تا مرگ اس کتنا فائدہ اوٹھاتا ہی لیکن افسوس اس زمین کو فلک نے ایک ہی چاند عنایت فرمایا ہی ۔ اور ستارہ مشتری کا جو کرہ ہے اوسکو چار چاند دیئے گئے ہین ۔ پس جبکہ ہم ایک چاند والی دنیا کی نعمتین اور اسکے فوائد کا شمار نہین کرسکتے تو اوس چار چاند والی دنیا کی نعمتین جو بیحد ہونگی اوسکا شمار کون کرسکتا ہے ۔ اگر اسی کو جنت یہی بہشت و جنت النعیم کہی گئی ہو تو کیا عجب ہی ۔ ؟

وجود بہشت و دوزخ و آسمان اس نہج سے ثابت ہے ۔ پس قرآن مین جنکا ذکر کیا گیا ہے ضرور وہ سب صحیح ہے ۔ اور مضمون بالا سے قرآن کی صداقت پوری پوری ہوتی ہے اور ساتھہ ہی بطلان دید و تردید اعتراض معترض بھی ہوتا ہے ۔

جواب الزامی ۔ اب ہم یہ ثابت کرتے ہین کہ آسمان کا وجود از روے وید بھی ثابت ہی ۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ برہمچاری جی اپنی وید سے ناواقف یا مخالف ہین ۔ صرف زبانی جمع خرچ بہت ہی ۔ مگر تحقیق حقیقی نہین ہے نہ کوئی مسلک و مذہب پایا جاتا ہی ۔

ناظرین ملاحظہ ہو کہ وید کھلے کھلے الفاظ مین آسمان (اکاش) کا ہونا بیان کر رہا ہے اور برہمچاری جی از روے جہالت و تعصب اس سے انکار کرتے ہین ۔

(۱) رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۵۷ ۔ سطر ۳ جسوقت یہ ذرون سے ملکر دنیا پیدا نہین ہوئی تھی ۔ اوسوقت یعنی پیدایش کائنات سے پہلے " استھ " (یعنے غیر محسوس حالت) تھی یعنی " ستونیہ " اکاش بھی نہین تھا کیونکہ اوسوقت اوسکا کچھ کاروبار نہ تھا (رگوید آشٹک ۸ ۔ ادھیاے ۷ ورگ ۱۷ منتر ۱) اس سے ظاہر ہوا کہ دنیا کی پیدایش کے پہلے اکاش (آسمان) نہ تھا ۔ اور ہمراہ دنیا کے یا بعد پیدا ہوا ۔ پس دونون حالتون مین وجود اکاش کا پایا جاتا ہے ۔

(۲) (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۷۶ - سطر ۴ -) اسکی فنا و بقا اوسی کے ہاتھ ہے اوس سب کے مالک اور اکاش - آتما - یعنے وسیع و بسیط اور اکاش کیطرح محیط کل پرمیشور مین یہ تمام کائنات قائم ہی - (رگوید آشٹک ۸ - ادھیاے ۷ ، ورگ ۱۷ - منتر ۲) "

اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ اکاش (آسمان) مثل پرمیشور کے تمام دنیا مین محیط ہے -

(۳) (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۷۶ - سطر ۱۰ -) اوسنے زمین سے لیکر اکاش (آسمان) تک تمام کائنات کو بنایا اور وہی اوسکو قایم رکھتا ہی - (رگوید اشٹک ۸ - ادھیاے ۷ - ورگ ۳ - منتر ۱)

اس منتر سے اکاش (آسمان) کا بنانا بخوبی ثابت ہی -

(۴) (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۸۱ - سطر اول -) اکاش بصورت قدرت سے اکاش پیدا ہوا - اور "وایو" (ہوا) بصورت قدرت ہوا - پران یعنے انفاس اور تمام حواس پیدا ہوے - اور نگہ اعلی و پر جلال قدرت سے آگ پیدا ہوئی "

اس سے یہ معلوم ہوا کہ مثل عناصر اکاش (آسمان) بھی پیدا ہوا -

(۵) (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۸۱ - سطر ۶ -) زمین کی علت بصورت - قدرت سے پرمیشور نے زمین کو اور اسیطرح پانی کو بھی پیدا کیا اور اکاش (آسمان) کی علت بصورت - قدرت سے دشا یعنے سمات پیدا ہوئیں -

(برھمچاری جی - ملاحظہ ہو آپکا رگوید - آسمان کی مجسم ہونے - علت والا - صاحب قدرت ہونیکا قائل ہے - یک تشد دو سند - وجود آسمان تو صورت کا لفظ ظاہر کر رہا ہے - رہا لفظ قدرت یہ تو ویسا ہی تخیل ہے جیسا کہ شاعر کہتے ہین ")

(۶) ایضاً صفحہ ۱۸۲ - سطر ۲ - اور پانچ عناصر کثیف (یعنے "بھوت" یعنے مٹی - پانی - آگ ہوا اکاش - انکو آفرینش عالم کی سدھا (علت) سمجھنا چاہیے "

(اس سے یہ ظاہر ہوا کہ اکاش (آسمان) بھی ایک عنصر ہے اور ہر عنصر موجودات سے ہی - پس وجود آسمان ثابت - نیز مٹی - پانی - وغیرہ بھی مجسم و محسوس ہین جبکہ یہ بھی ایک عنصر قرار پایا تو یہ مجسمہ و محسوسہ مین داخل ہوگا)

(۷) ایضاً صفحہ ۱۸۳ - منتر ۱۷ -) اوس قدیم پرش پرمیشور مین بھتوی یعنے زمین کے بنانے کے لیے پانی سے رس کو لیکر مٹی کو بنایا - اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا - اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے - اور اکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا " (اس سے بھی وجود اکاش (آسمان) کا واضح ہی - کہ جسطرح یہ عناصر پیدا ہوکر ویسا ہی یہ آسمان بھی پیدا ہوا -

(۸) **ایضاً صفحہ ۸۴ - سطر ۲۲**) آٹھون یعنے زمین - او - آکاش (آسمان) تیرے دہن کشادہ کی مثال ہین "
(اسجگہ بھی آسمان ایشور کے دہن کشادہ سے مثال دیا گیا) پس مماثل ومماثل بہ اگر کچھ تعلق نہین رکھتی تو لغویت رگوید کی ظاہر ہوتی ہی - اور اگر تعلق رکھتے ہین تو ایشور اور آسمان دونون مجسم ثابت -

(۹) (**ایضاً صفحہ ۸۰ - سطر ۱۰ سے ۱۱ تک**) پرکرتی "مادہ کی" - حالت اولین" وغیرہ اعلیٰ ولطیف کائنات اور گھاس - مٹی چھوٹے - کیڑے - مکوڑے - وغیرہ - ادنیٰ مخلوقات نیز انسان کے جسم سے لیکر اکاش تک متوسط درجہ کی کائنات پرمیشور نے اپنی قدرت یعنے علت سے پیدا کی ہے "
(اگر کوئی مجسمہ ومحسوسہ صورت اکاش (آسمان) کی نہوتی - تو پرمیشور کسے پیدا کرتا - اور پھر خلقت آسمان مین علت کیسی - ماحصل یہ کہ پیدائیش آسمان کی ثابت ")

(۱۰) **ایضاً صفحہ ۸۵ - سطر ۱۹** -) نیز کل "دیو" (عالم - سورج - چاند - زمین وغیرہ کرے جو اکاش کے اندر موجود ہین " سب اوسی سے پیدا ہین "
اس سے بھی وجود اکاش (آسمان) ثابت - اور اسکی پیدائیش بھی مثل اور کرون کے مسلم - برہمچاری جی یہ دس حوالہ رگوید کے ملاحظ فرمایئے - اگر انھین بھی نہین مانتے اور انکے مخالف ہین - تو اب ہم ستیارتھ پرکاش کے بھی چند حوالہ پیش کرتے ہین انھین تو آپ مانین گے - اگر انھین بھی آپ نہ مانین تو آپ دیانندی آریہ مت پر نہین ہین -

(۱۱) (**کتاب ستیارتھ پرکاش سملاس آٹھوان** صفحہ ۲۴۷ - سطر ۵ -)
"یہ سب عالم پیدائیش سے پیشتر تاریکی مین چھپا ہوا شب کی رات نا قابل تمیز اور اکاش کی مثال تھا"
(اس سے بھی یہی ثابت ہی کہ اکاش بھی کوئی موجود شے ہو جبھی تو اوس سے مثال دی گئی) "

(۱۲) **ایضاً صفحہ ۲۷۹ - فقرہ ۱۰۱ -**) جب کوئی چیز بنائی جاتی ہو تب مختلف ذریعون یعنے علم - نگاہ - طاقت - ہاتھ - اور طرح طرح کے آلات - اور مکان زمان اور اکاش علت عام کی ضرورت ہوتی ہی - ان علتون کے بغیر کوئی شے نہ بن سکتی نہ بگڑ سکتی ہے - برہمچاری جی آپ تو اکاش کو کوئی چیز ہی نہین مانتے اور یہ فقرہ مذکورہ صاف یہ کہہ رہا ہے کہ بغیر اکاش کے کوئی شے بن ہی نہین سکتی - (ہم تو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلا)

(۱۳) **ایضاً ۲۸ - فقرہ - ۱۷**) (سوال) کیا علت کے بغیر پرمیشور معلول کو نہین بنا سکتا؟
(جواب) نہین - کیونکہ جو نیست ہی یعنے جسکا وجود نہین اوسکا ہست ہونا بالکل غیر ممکن جیسے

ہوئی گپ ہانک دی کہ مین نے عقیقہ کے لڑکے یا لڑکی کی شادی دیکھی اور وہ انسان کے سینگ کا کمان اور اکاش کے پھول کی مالا پہنے ہوئے تھے ؎

(اس سے بھی وجود اکاش (آسمان) کا ثابت اور مہاراج دیانندجی کی کم علمی وجہالت مثل آسمان کے پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ حوالہ سبق نمبر ۱۲ مین کوئی شے بغیر اکاش کے نہین بن سکتی۔ تو پھول مین بھی علت اکاش کا وجود مستلزم ہوگا۔ اور جب پھول مین اکاش ہوا تو اوسے اکاش کا پھول کہہ سکتے ہین مثلاً خلقت انسان مین علاوہ اور عنصرون کے ایک عنصر مٹی بھی ہی جسکے لحاظ سے انسان مٹی کا پتلا کہا جاتا ہے ویسے ہی یہ پھول اکاش کا ہو سکتا ہی۔ اور یہ پھولونکا مالا بھی اور اکاش کے پھولونکا مالا پہننا بھی ہو سکتا ہے"

(۱۴) (ایضاً صفحہ ۸۳۔ فقرہ ۱۷۰) سرایت کے پانی مین غسل کرکے اور گندرک شہر مین رہتے تھے"

(آ) نوٹ صفحہ مذکور مترجم ستیارتھ پرکاش گندرک ایک فرضی شہر کا نام ہے جو اکاش مین ہی بظاہر اشکال ابر کے کسی ہیئت خاص سے یہ خیال سوجھا ہے ؎

مصنف و مترجم دونون عقل سے بے بہرہ اور علم ہیئت وجوتش سے محض نابلد ہین۔ کیونکہ گندرک کو ایک فرضی شہر بھی کہتا ہی۔ اور اکاش مین ہی۔ یہ بھی مانتا ہی۔ البتہ تعجب تو اسپر ہے یہ فقرہ کہ "بظاہر اشکال ابر کے کسی ہیئت خاص سے یہ خیال سوجھا ہے"

اسپر بے عقلی ثابت کرتا اور عجب نہین کہ کسی چھوٹے سے ستارہ مین گندرک کسی آباد شہر کا نام ہو جس سے مترجم ناواقف ہو اور اسکے ناواقفیت سے کچھ ضروری نہین کہ وجود شے نہ سمجھا جاوے۔

(۱۵) ایضاً صفحہ ۳۴۔ سملاس اٹھ فقرہ ۳۵) زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ اکاش چاند۔ تارے۔ اور سورج کو اسلیے وسو کہتے ہین کہ اونھین مین تمام اشیا اور مخلوقات بستی ہی اور یہی سب کا مسکن ہے"

اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اکاش (آسمان) کا وجود ہے اور مخلوقات آباد اور تمام اشیاء اوسین موجود ہین۔ اب اس سے زیادہ تصریح وثبوت کیا ہوگا۔ مگر ہمارے معترض صاحب شاید ستیارتھ پرکاش اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا بنظر سرسری۔ انتشار طبیعت کے وقت جستہ جستہ دیکھی ہو ورنہ اگر آپنے بغور وتعمق نظر مطالعہ کیا ہوتا تو کبھی ایسے بے سمجھ اعتراض نہ کرتے۔ اور ترک اسلام ایسی نادانی سے کبھی نہ کرتے میرے خیال مین۔ آپنے وید کو غور سے بطور انصاف نہین دیکھا۔ نہین تو آپ اس مت مین قیامت تک نہ داخل ہوتے

شاگرد۔ آپنے وجود آسمان تو بخوبی ثابت کردیا اب کچھ برج کا بھی ذکر فرمایئے۔

اوستاد۔ آسمان (اکاش) بارہ بروج پر منقسم ہے اور علماے ہیئت وجوتش ونجوم نے انکے یہ نام

رکھے ہین - پہلا برج حمل (میکھ) دوسرا برج ثور (برکھ) تیسرا برج جوزا - (متھن) چوتھا برج سرطان (کرک) پانچوان برج اسد (سنگھ) چھٹا برج سنبلہ (کنیان) ساتوان برج میزان (تلا) - آٹھوان عقرب (برچھک) نوان - قوس (دھن) دسوان جدی (مکر) گیارھوان دلو (کنبھ) - بارھوان حوت (مین) - یہ بارہ برج (منازل) ان سیارون کی ہین اور انھین کی رفتار سے متعلق ہین - گویا یہ ستارون کی سڑک یا راستہ ہے - اسکے زیادہ بیان کی ضرورت نہین ہو - صرف دیانندجی کے اس بیان کو بیان کافی سمجھتے ہین -

(کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۳) سوال - تو کیا جوتش شاستر (علم ہیئت) جھوٹا ہے ؟ -

جواب - نہین جو اوس مین علم ہندسہ - جبر و مقابلہ - اقلیدس - اور علم ریاضی وہ تمام صحیح ہے لیکن جو پھل (ثمرہ) کی نیرنگی ہے وہ سب باطل ہے -

شاگرد - کیا یہ قول دیانندجی کا صحیح ہے - ؟ -

اوستاد - یہ بیان محض غلط اور جاہلانہ ہے - علم جوتش - کو علم فلکیات و علم نجوم کہتے ہین اور علم ہندسہ جبر و مقابلہ - اقلیدس - علم ریاضی وغیرہ کو جوتش نہین کہتے جوتش مین صرف حالات سے ستارون کے واقف ہونا کہا گیا ہو - مہاراج کی اس عدم واقفیت پائی جاتی ہے کہ وہ ان علوم کی تعریف تک نجانتے تھے کہ ہیئت کسے کہتے ہین - ؟ - رہے پھل وغیرہ اسکی بابت یہ کہ مین انھین فاعل بالذات نہین جانتا -

چونکہ مہاراج نے صرف دیا کرن ہی پڑہی اور کوئی علم تحصیل نہین کیا - اس سبب سے جنکو وہ نہین جانتے اونکو جھوٹا کہدیا - مثلاً ایک جگہ گردہ مکستہ مین گنگا کے کنارے آپنے ایک لاش کی چیر پھاڑ کی - اور علم طب کی کتابون سے مقابلہ کیا - اور علم طب کی کتابون کو جھوٹا پایا اور وہ کتابین سب پھاڑ کر اوس لاش کے ساتھ دریا برد کردین - ہمارے مہاراج دیانندجی کی تحقیق سے علم طب جھوٹا ہوگیا - یا وہ کتابین غلط ہوگیئن - نہین ایسا نہین ہوسکتا ہو - ایک تو اون کتابون کے نام نہین لکھے - دوسرے اون کتب کے سبب سے علم طب کیونکر جھوٹا ہوسکتا ہو - ہان یہ ہوسکتا ہو کہ اسکے جاننے والے پوری طرح سے اوسے نجانتے ہون یہ مسلم ہے - ایسے ہی مہاراج نے بھنگ کے نشہ مین گپ ہانکدی ہے چونکہ مہاراج علم ہیئت کو جھوٹا نہین کہتے پس غرض ہماری اسی سے متعلق ہو -

شاگرد - بروج کا بھی ذکر ہوگیا اب کچھ قسم کی بابت ارشاد فرمائیے - ؟

اوستاد - اہل اسلام مین زمانہ سلف سے تا ایندم سچی قسم کا کھانا جائز ہو - اور جھوٹ قسم کھانا اور جھوٹ

ہونا قطعًا منع ہے بمصداق لعنت اللہ علی الکاذبین (بیزاری رکھتا ہے اللہ جھوٹون سے) اور رسولؐ نے اسی جھوٹ کو سید السیئات کہا ہی۔ لیکن قسم کھانا۔ کوئی نماز نہین۔ وظیفہ نہین۔ خیرات نہین۔ زکاۃ نہین۔ جو بات بات پر قسم کھائی جائے اور اوٹھتے بیٹھتے استعمال کی جائے۔ بات منہ سے نکلی نہین اور قسم پہلے ہوگئی۔ ایسا شخص۔ جھوٹا۔ نالایق۔ بازاری۔ غیر معتبر۔ بدچلن کہا جاتا ہے۔ ایسی ہی شخص سے قرآن نفرت ظاہر کرتا ہے۔ مگر سچ بات پر قسم کھانا درست ہی۔ اور قسم بالذات کوئی شے نہین ہی بلکہ اوسکا محل استعمال بُرا نہو۔ یہ مثل ایک فعل کے ہے۔ قطع نظر اسکے کہ نیک ہو یا بد۔ ویسی ہی قسم۔ اگر کوئی دن رات قسم قسم ہی کہا کرے تو کوئی گناہ و ثواب نہین۔ مگر یہ فعل عبث ہوگا۔ اس قسم کی کئی قسمیں ہین۔ اول عہد و پیمان و اقرار۔ دوم وعدہ۔ سوم۔ شرط۔ حلف۔ وغیرہ مین مشترک استعمال ہوتی ہے نہ کہ خالی قسم۔ یہ کیون کھائی جاتی ہے۔ اسیلیے تاکہ عہد کی مضبوطی۔ وعدہ کی امید وفا۔ شرط کی تکمیل شہادت کی توثیق۔ واقعہ کی تصدیق۔ خبر کا اعتبار ہو جائے۔ اسیطرح اگر کوئی کسی سے کچھ عہد کرے بلا قسم کے۔ تو عہد لینے والے کو اطمینان پوری طرح نہوگا جب قسم کے ساتھ عہد ہوگا۔ تو ضرور دوسرے کو امید یقین اور بھروسا ہو جائیگا۔ بغیر قسم کے عہد بے اعتبار۔ اور بغیر عہد کے قسم بےمعنی۔ مثلًا۔ گورنمنٹ عالیہ کے حکام متعہد۔ جب کسی عہدہ پر مقرر کیے جاتے ہین تو اونسے گورنمنٹ عہد لیتی ہے اور وہ اوس عہد کی مضبوطی پر قسم و حلف کرتے ہین۔ انجیل و بائیبل اوٹھاتے ہین اور عدالتون مین شہادت و اظہار و اقرار وغیرہ غیر معتبر ہین جبتک حلف کے ساتھ نہو۔

حلف و قسم دو طرح کے ہوتے ہین ایک تحریری دوسرے زبانی۔ تحریری وہ جیسے رجسٹری عدالت عالیہ گورنمنٹ بطور تصدیق شہادت موجود۔ زبانی وہ کہ عدالت وغیرہ مین زبان سے حلف و قسم توثیق بیان و شہادت کے لیے استعمال ہو۔ اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ عہد بغیر قسم بے معتبر ہوتا ہے۔ اعتبار و انضباط بغیر حلف و قسم تحریر و زبانی کے عہد و اقرار کا نہین ممکن۔ حتی اکہ فی زمانہ بیع و شرا و دیگر معاملات۔ بغیر قسم ناجائز ہین۔ قسم بغیر وعدہ و اقرار وغیرہ کے بے سود و بے محل ہے۔

شاگرد۔ آپکے بیان سے سچے قسم کا کھانا تو ثابت ہوا لیکن یہ بات جو مشہور ہے کہ انسان کو جھوٹی یا سچی قسم ہی نہ کھانا چاہیے۔ حضرت مسیح علیہ السلام انجیل شریف مین فرماتے ہین "کہ مین تم سے کہتا ہون کہ سچی یا جھوٹی قسم نہ کھاؤ کیونکہ اگلی شریعت مین قسم کا کھانا اور اوسکا پورا کرنا جائز تھا"۔

اوستاد۔ یہ قول حضرت مسیح کا بالکل صحیح ہی اور یہ حکم اونکے لیے ہے کہ جن شخصون کی نسبت یہ ارشاد ہی کہ جو کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا گال بھی اوسکی طرف پھیر دو۔ اور جو کوئی

تمہارا کرتہ اوتارے اوسکو اپنی عبا بھی دیدو۔ یہ نصیحت خاص سچے رحمدل خدا ترس متقی نیک برگزیدہ لوگون کی نسبت ہی کہ ایسے اشخاص کو قسم وغیرہ کا موقع ومحل ہی نہین آتا۔ نہ کہ ایسے بازاری۔ بدچلن۔ فریبی۔ مکار۔ انکے بارے مین تو حضرت عیسیٰؑ کا یہ ارشاد ہے کہ اپنے سچے موتی سورون (اندھوان) کے آگے نہ پھینکو عام لوگون پر قسم کا خوف۔ دہشت بہت متاثر ہے ہی سے قسم کھانے ڈرتے اور اندیشہ کرتے ہین کہ مبادا قسم جھوٹی ہو جائے اور خدا کی نافرمانی ہو اور عذاب آخرت کا مستحق ہونا ہو۔ کیونکہ جھوٹ اور جھوٹی قسم کی سزا اللہ تعالیٰ نے بہت سخت ارشاد فرمائی ہے۔ مثلاً بچشم دیدیہ واقعہ ہے کہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد مین ایک بھاٹ جو ٹانڈہ سے دو کوس کے فاصلہ پر رہتا تھا۔ اوس نے ایک اپنے ہم قوم سے جو ٹانڈہ کا رہنے والا تھا ایک گھوڑی بقیمت آٹھ روپیہ قرض خرید کی۔ کچھ دنون وعدہ امروز فردا رہا۔ بالآخر زیادہ سخت تقاضہ پر صاف انکار کر گیا۔ کہ میرے ذمہ اب کچھ باقی نہین مین سب روپیہ دیچکا۔ اس معاملہ کے فیصلہ کو برادرانہ پنچایت مقرر ہوئی۔ پنچایت مین یہ بات طے ہوئی کہ اگر مشتری قسم کھالے کہ مین قیمت دیدی تو معاملہ فیصل۔ اس فیصلہ پر بایع بھی رضامند ہوا اور مشتری کے ہاتھ پر ایک لوٹا پانی کا بھر کر رکھدیا کہ تم اس گنگا کی قسم کھا کر کہو کہ تمنے سب روپیہ بایع کو دیا ہے یا نہین۔ پس مشتری نے اوسی صورت سے قسم کھالی۔ وہ جلسہ برخاست ہوا سب اپنے اپنے طرف چلے گئے۔ مشتری بھی اپنی اوسی گھوڑی پر سوار ہو کر گھر کی طرف چلا۔ ٹانڈہ مین۔ دکھن کے ناکہ پر متصل تالاب قاضی کچھ حصہ سڑک کا بہت اونچا ہی۔ جب اوس جگہ پہونچا تو یکایک گھوڑی کے دونون اگلے پیر اولجھ گئے۔ اور گھوڑی معہ سوار کے غلطان پیچان (لنڈھکتی) ہوئی اوس اونچی سڑک سے اصلی زمین (نشیب) تک اسطرح آئی کہ سوار کا منھ دبکر ایسا لمبا ہوا کہ جسے دیکھنے والے کہتے تھے کہ اسکا سور کا منھ ہو گیا ہے۔ اور سوار مر گیا۔ پس جھوٹی قسم کھانے کے اکثر ایسے ہی برے نتیجے زبان زد اور دیکھنے مین آئے اور اب بھی آتے ہین۔

پس اسی سبب سے خوف اور بچاؤ ہوتا ہے۔ اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ سچی قسم کھانا درست اور جھوٹی قسم ناجائز۔ برھمچاری جی کا اعتراض باطل۔

جواب الزامی ۔ اول تو برھمچاری جی کو از روے وید ثابت کرنا چاہئے تھا کہ قسم کھانا نادرست ہے۔ اور معقولی ومنقولی ثبوت دینا تھا۔ مگر یہ اعتراض اونکا طبعی ہے۔ اور خود رائی کا ہی جس قابل اعتبار نہین ہے۔ دوسرے برھمچاری جی اپنے مذہب کی کتابون اور وید سے ناواقف اور

ابھی بقول انہین کے مین ٹدل ماسٹر سے طالب علم بنکر آ - اُو - ای - کا سبق پڑھ رہا ہون جسکا ماحصل یہ کہ مبتدی ہون" پس جنکی لیاقت علمی کی یہ حالت ہو اونکی بات ضرور بے وقعت ناقابل تسلیم ہے -

تیسرے - اب ہم قسم کا کھانا از روی وید ثابت کرتے ہین "

ستیارتھ پرکاش سملاس چہ صفحہ ۱۸۵ سطر ۲۲ کیونکہ جو لوگ پیدایش سے ہی برھمچریہ اور راست گوئی وغیرہ کے عہد واثق سے یا علم اور غور سے بے بہرہ مثل شودر چلے آتے ہین ایسے ہزارون شخصون کی فراہمی بھی انجمن نہین کہلا سکتین (منو ۱۲ - ۱۱۴)

عہد واثق کو سمجھنا چاہیئے - عہد تو اقرار کسی امر کا ہی اور وہ درجۂ وثوق تک کب پہونچتا ہی جبکہ قسم کے ساتھ ہو - خواہ وہ قسم تحریری ہو یا زبانی جیسے ہم پیشتر ثابت کر چکے ہین - پس عہد واثق بغیر قسم محال ہے - اس جگہ اسکے معنی قسم کے ہین - مگر مترجم نے انہین یا تو غلطی یا دانستگی برت کی سبب دوسرے الفاظ سے اور قسم کو بدل ڈالا ہے - اس مقام پر کوئی اور لفظ معنوی نہین ہو سکتی اگر عہد واثق - بالفرض تکرار و مرات - قرائن متکلم - طرز تکلم - اسباب وجہ اور اعتبارات کے ہوتا تو پھر خالی عہد کی کیا شان ہے - کیونکہ جالیہ مکار چالباز ایسی صورت و وضع اور بات بناکر کہتے ہین کہ جھوٹی بات سچ ہی معلوم ہوتی ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ عہد بغیر قسم واثق نہین ہو سکتا -

(**ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۵ - دفعہ ۴۰**) ان معاملات کے متعلق جن مین کثیر التعداد کا فیصلہ قدیمی دھرم کا سہارا لیکر کیا کرے - یعنے کسیکی طرفداری نہ کرے (منو ۸ - ۸)

جب ازروے دھرم یا ایمان کوئی فیصلہ باہمی یا نزاعی یا عہد وغیرہ ہوا تو یہ بھی کھلی قسم ہوگئی کیونکہ فی زمانا یہی قسم بہت رائج ہے - عدالت تو چیز خرید و فروخت مین مستعمل ہے -

(شہادت کا طریقہ)

کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۸ - گواہ کی وہ بات ماننی چاہیئے جو کہ وہ طبعاً بلا کسی ساخت اور بناوٹ متعلق معاملہ کے بولے اور وہ جو سکھلائی ہوئی باتین بولے اونکو جلیس عدالت ناکارہ آمد سمجھین (منو ۸ - ۷۸)

جب مدعی اور مدعا علیہ کی روبرو سبھا مین گواہ حاضر ہون تو جلیس عدالت او مختار یعنی وکیل یا بیرسٹر اسطرح پوچھین (منو ۸ - ۷۹)

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۹ - دفعہ ۶۷) آتما کا شاہد آتما - اور آتما کی گتی آتما ہے - اے شخص تو اس بات کو سمجھکر اپنی آتما کی جو تمام انسانون کا افضل شاہد ہے - بیعزتی مت کر یعنے

راست گوئی جو تیری آتما مین اور زبان مین ہے سچ اور جو اس سے اولٹا ہو جھوٹ ہو - (صفحہ ۱۶۳)

لغت - لفظ آتما سے مراد اس موقع پر صرف روح سے نہین بلکہ نہایت پرمیشر سے مراد ہے"

جب آتما سے پرمیشر ہی مراد ہو تو صاف صاف حلف اور قسم ہو جیسا کہ عدالتون مین کہا جاتا ہو کہ خدا کو حاضر و ناظر جانکر سچ سچ کہو - اور اس جگہ خاصکر گواہ اور شاہد کی بابت ذکر ہی اس سبب سے اور کوئی تاویل ہی نہین ہو سکتی

اب ہم قسم کا درست ہونا آریون کے چال چلن سے ثابت کرتے ہین جسکی بابت دیانند جی نے بیان کیا ہو کہ مہابھارت کی لڑائی تک دنیا مین ایک مذہب وید کا تھا اور سب وید پر چلتے تھے اور مہابھارت سہولا کھون برس پہلے کا ذکر کرتے ہین جس زمانہ مین سچے آریہ وید پر چلنے والے تھے جنکے چال چلن سے دنیا اونکو اوتار کہتی تھی - ہم بالمیکی رامائن سے واقعات بیان کرتے ہین جسکے دیانندی آریہ بھی قائل ہین

اول - راجہ دسرتھ نے اپنی رانی کیکئی سے عہد واثق یعنے قسم کھائی تھی اور اوسی عہد یا قسم کے پورا کرنے کو اپنے خلف اکبر یعنی سری رامچندر جی مستحق سلطنت کو بن باس دیا - اور اونکی جدائی مین اپنی بھی جان دیدی (دیکھیے قسم کا کھانا آپکے بیان بھی درست ہی - اگر درست نہوتا تو راجہ دسرتھ قسم کیون کھاتے"

دویم - بعد بن باس راجہ رامچندر جی کے جب بھرت جی اپنے ماموں کے گھر سے مکان پر واپس آئے تو سبکا یہ خیال ہوا کہ رانی کیکئی نے بطمع سلطنت بھرت جی کی سازش سے رامچندر جی کو بن باس دلوایا ہی - اسوقت بھرت جی نے بھری سبھا مین ایشور کی سوگند کھا کر صفائی اور اپنی … حاصل کی"

سوئم - جسوقت راجہ رامچندر بعد فتح لنکا مع سیتا جی مکان پر آئے ہیں اوسوقت راجہ رامچندر جی کو اپنی زوجہ سیتا جی کی عفت و عصمت کا سوء ظن (بدگمانی) ہوا - کیونکہ … اون کی قید مین رہین کیونکر [عصمت] باقی رہی ہوگی - جب اس بدگمانی کی اطلاع سیتا جی کو ہوئی تو اونھون نے اپنی … عصمت عفت پر ایشور کی قسم کھا کر صفائی حاصل کی

چہارم - ہنومان جیون چرتر مصنفہ آریہ مین لکھا ہو کہ جسوقت پون جی نے اپنی سسرال مین عہد واثق کیا کہ مین بعد شادی کے مہارانی انجنی یعنے اپنی بی بی منکوحہ سے ۱۲ برس تک واقف نہونگا - چنانچہ اپنی قسم کو اونھون نے بھی پورا کیا اور میعاد معینہ تک اپنی بی بی سے علیحدہ رہے یعنے قربت نہ کی باوجودیکہ اونکی عشق مین مدہوش تھے مگر قسم کا خیال تھا - **پنجم** کتاب مہابھارت پرب ۸ **ہشتم** کرن پرب

اودھر لڑ رہے تھے یہ دونون جوان — اودھر بھیشم کی اب سنو داستان
دوساسن سے دست و گریبان تھا یہ — طلبگار خون دشمن جان تھا یہ
دوساسن کو مغلوب اوسنے کیا — زمین پر پٹھایا نہ اوٹھنے دیا
ہوا کثرت زخم سے نیم جان — زمین پر وہ تھا سینہ پر یہ جوان

بدن سے کیا سر عدو کا جدا ہوا عہد پورا لہو بھی پیا
بھرا تھا جو ہاتھون مین اوسکے لہو گیا پیش جسر جودھن جنگجو
کہا آج مین نے بفضل خدا دوشاسن کو مارا لہو بھی پیا
جو لذت مجھے اوس لہو مین ملی [illegible] ہرگز زبان کو نہ دی
پریشان خاطر ہوئے کورو ان دو گشتہ ہوا [illegible] جان
شکستہ ہوئی یا رغم سے کمر [illegible] ٹھکرون کے [illegible]

ناظرین - یہ حال اوس لڑائی کا ہے کہ جسکو آریہ لوگ دھرم کی لڑائی سمجھتے ہین - اور کتاب مہابھارت جو اس لڑائی کے بیان مین ہے اوسکو مستند مانتے ہین - چنانچہ پنڈت دیانند جی نے اپنی کتابون مین یعنی رگوید - وستیارتھ پرکاش وغیرہ مین اکثر حوالہ مہابھارت کے دئے ہین - اسلئے اس کتاب کو انکی معتبر سمجھکر ہمنے بھی حوالہ دیا ہے - اس واقعہ کا مختصر حال یہ ہے کہ بھیم اور دوشاسن دونون حقیقی چچا زاد بھائی تھے - بھیم نے بباعث نزاع باہمی عہد واثق (قسم) کیا کہ اگر مین اپنے بھائی دوشاسن کو لڑائی مین زیر کرونگا تو اوسکا ڈھائی چلو لہو پیونگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - ارسپر طرہ یہ کہ دوشاسن کا خون پیا اور ہاتھ اوسکے خون میں بھر کر مقتول کے حقیقی بھائی جرجودھن کے پاس گیا اور اوسکے خون پینے کا حال اوس سے بیان کیا تاکہ اوسے صدمہ ہو -

دیکھئے - آریہ لوگ ایسی ہی لڑائی کو دھرم کی لڑائی سمجھتے ہین اور (بھیم) بدچلن ظالم ستمگار زنا زادون کو دیوتا سمجھتے ہین - عجب نہین کہ یہ لوگ آدم خوار بھی ہون کیونکہ بغیر عادت ایسی تنفر شی پی جاتا - اور بھیم کو اپنے بھائی کا - اگر کوئی بالفرض کبھی خون ہوتا تو بھی کوئی وید کا ماننے والا ایسا نہ کرتا - کسی انسان صاحب عقل کا یہ کام ہے - خاص عادت بھیڑیے ہی کا نام ہے اپنی ہم جنس کا گوشت کھانا - خون پینا - آدمیت کے خلاف ہو - اور آدمی کا کھانا بھی سخت معیوب ہی - جہالت اور کسے کہتے ہین جس وید کے ماننے والے ایسے ہون - غرض اوسکا بیان تھا - ان باتون مندرجہ بالاسے بخوبی ثابت ہوگیا کہ بھی قسم کھانا درست - اور یہی نفو قسم ناجائز و مثل اعتراض معترض کے باطل ہے -

شاگرد - قسم کھانا تو آپنے ثابت کر دیا کہ درست ہے اور فی الحقیقت بجا ہے - مگر پنڈت جی چونکہ کمسن ناتجربہ کار - کم علم - ہٹ دھرم ہین - اس سبب سے انکا اعتراض معقول نہ تھا - بلکہ انہین یہ اعتراض کرنا تھا - کہ دنیا مین یہ قاعدہ ہے کہ اپنے سے اشرف - افضل - بزرگ - عزیز شے کی قسم کھاتے ہین نہ کہ جو چیز اپنے سے پست قدر - کم رتبہ - حقیر ہو - پھر ایسے حقیر چیزون یعنے آسمان - چاند - سورج

رات - دن - آگ - وغیرہ کی قسم کیون کھائی - یہ اشیاء تو خدا سے کہین کم تر ہین پھر انکی قسم کھانا چہ معنی دارد -

اوستاد - ہان تمہارا یہ سوال معقول ہے اس موقع پر برھمچاری جی کو یہی اعتراض کرنا چاہیئے تھا -

اس سوال کا جواب بھی ازروے قرآن مجید اور تحقیقی ہمارے پاس موجود ہی لیکن اسکا جواب دینا باین شرط مشروط ہی کہ جب برھمچاری جی ہمارے سوالات مرقومہ ذیل کا جواب دیدین - ہان الزامی جواب اسکا کوئی مشکل نہین ہی وہ ہم ابھی دے دیتے ہین -

سوال - ویدون کا خلاصہ خدا کی ذات کی نسبت یہ ہے کہ وہ محیط کل ہی اور حتی کہ عورت کے حمل - شکم - کو بھی محیط کیے ہوئے ہی اور سب مخلوق یعنی تمام دنیا کو سہارا دے رہا ہی اور سرو یاپک یعنے ہر اچھی بری - اعلی ادنی - شے مین سمایا ہوا ہی برھمچاری جی ازروے علم و تحقیق معقولات - ہمین اس سوال کا جواب دین - ایک الزامی تحقیقی علمی طور پر اکتفا کی گئی ہے - اسلئے کہ وید کے حوالہ کی ضرورت نہین اور اوسکے ہم منکر ہین ... [illegible]

اوّل - خدا نے اس دنیا کو سورج سے ... [illegible] نہین بنایا ہے -

دوسرے - یہ زمین جسپر ہم بستے ہین مٹی کی کیون بنائی؟

تیسرے - انسان بغیر دُم اور بندر کے دُم کیون بنائی؟

چوتھے - آریہ جو سب سے افضل ہین انکی شکل بموجب قول دیانند جی بصورت ... مادیت (یعنے شرمگاہ) کیون نہ بنائی؟ -

پانچوین - انسان کی آنکھین گدی کیطرف کیون نہ بنائین کہ وہ اپنے گناہون کی گٹھری مثل دوسرون کے گناہون کے دیکھتا -؟

چھٹے - دیانند جی کی ناک کی جگہ سونڈ کیون نہ بنائی جیسے گنیش جی کے سونڈ ہی -

ساتوین - ایشور جیو - پرکرتی انکا بنانیوالا - اور پیدا کرنیوالا کون ہی جب کوئی چیز بغیر صانع و خالق اور کوئی معلول بغیر علت نہین ہو سکتا تو یہ کیونکر پیدا ہوے؟

الزامی جواب (ناظرین اب ہم اپنے شاگرد کے سوال کا جواب دیتے ہین ملاحظہ کیجیے) -

ہان قاعدہ یہی ہی کہ آدمی جب قسم کھاتا ہی تو سواے بزرگ اشیاء کے اپنے سر اور جان اور آنکھون کی بھی قسم کھاتا ہی - اور وید مین یہ مانا ہی کہ ایشور محیط کل اور سرو یاپک ہے پس اسی لحاظ سے ایشور - چاند - سورج - آسمان - پانی - آگ - پتھر - ہوا - مٹی وغیرہ مین موجود - محیط کل سرو یاپک ہی - اور ایشور یعنے خدا نے انکی قسم کھائی تو گویا اپنی خود قسم کھائی - اس سبب سے خدا

کا قسم کھانا درست ہی۔

جواب تحقیقی۔ اکثر انسان اونکی قسم کھاتا ہی جو بہت عزیز (پیاری) چیز ہوتی ہی جیسے اولاد وغیرہ چونکہ خدا نے اپنی مخلوق کو مثل مان باپ کے پیدا کیا۔ پرورش کیا۔ پالا۔ تو خدا بمنزلہ باپ۔ اور مخلوق بمنزلہ اولاد ہوئی۔ پس خدا کا ان اشیا کی قسم کھانا گویا کہ اولاد کی قسم کھانا ہے۔ ہمارے اس قول کی تصدیق ستیارتھ پرکاش۔ صفحہ ۴۳۷۔ دفعہ ۵۔ اسیطرح پرمیشور اور جیوین محاط اور محیط معبود و عابد باپ اور بیٹا وغیرہ کا رشتہ مانتا ہون۔)

لہذا جسطرح جیو اور پرمیشور مین تعلق باپ بیٹے کا بسبب خالق و مخلوق کے۔ یا محاط و محیط و معبود و عابد کا ہی اوسیطرح کل مخلوقات یعنے حیوانات و نباتات وغیرہم کو سمجھنا چاہیئے۔

اسی سے ان سب کی قسم کھانا درست ہوا۔

آریہ۔ (تہذیب الاسلام صفحہ ۳۷۔ ۴ سطر ۹ سے صفحہ ۴۷ سطر ۵ تک) بلکہ اللہ نے تو اس معرفت کی ترنگ مین کھلی چھٹی دیدی۔ اللہ میان اپنے کوڈ مین فرماتے ہین لایواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم (پ ۲۔ بقرہ۔ رکوع ۲۰) اللہ تمکو نہین پکڑتا ہے۔ اوپر لغو ہونے تمھاری قسمون کے" یعنے تمھاری قسمین اگر جھوٹی بھی ہون تو کوئی بازپرس نہین پھر آگے اللہ فرماتا ہے قدفرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم (پ ۲۸۔ سورہ تحریم۔ جس کا ترجمہ شاہ ولی اللہ یون کرتے ہین۔ "ہر آئینہ مشروع ساختہ است خدا برائے شما کشادن سوگند ہائے بیشمار" اور اوسکے نیچے یہ اُردو ترجمہ موجود ہے "ٹھہرا دیا ہے اللہ نے تمکو کھول ڈالنا اپنی قسمون کا" قسم ہے! یا تنگ تبا کہ جھٹ کھولڈالی جاتی ہے۔

اسکا مطلب ہی۔ کہ اگر کوئی جھوٹی قسم کھالے۔ یا غلطی سے قسم کھا بیٹھے۔ تو کوئی مواخذہ نہین ہے پس جب کوئی مواخذہ ہی نہ ہوا تو کون مطلب براری کے لیے جھوٹی قسمین نہ کھائیگا۔ ورنہ بتائیو جہان یہ کھلی چھٹی ملی ہے وہان اوسکے ساتھہ ہی کفارہ یا مواخذہ کا کہان ذکر ہے۔ لہذا جس صورت مین کہ خراب بات کا اللہ نے دروازہ کھولدیا ہے جو عربون کے نزدیک ملک کو تباہ کرنے والی تھی"

ذوالفقار حیدری۔ معترض کے اعتراض مندرجہ بالا بیجا ہین کیونکہ خدا نے لایعنی قسمونکا مواخذہ نہین کیا ہے اُس موقع پر جسکی بابت اونکو تعمیل کا حکم ہوا کہ اگر وہ چار مہینے مین رجوع کرلین اپنی بیبیون سے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ یہ اونکی لایعنی قسمونکی جزا (مواخذہ) کفارہ ہے۔

خدا نے لایعنی - عبث - قسم کا مواخذہ نہین کیا - اسوجہ سے کہ وہ لغو ہے - اگر بطمع وحرص ذاتی - یا دوسرون کو نقصان پہونچانے کی غرض سے قسم جھوٹی کھائی جاتی تو مواخذہ ہوتا جیساکہ ساتوین پارہ مین قسمون کے کفارونکا ذکر ہے -

کوئی مواخذہ شرعاً وعرفاً افعال لایعنی کا نہین کیا جاتا ہے - لایعنی فعل وہ ہے جو بغیر قصد وارادہ واقع ہو اور شرع مین ہر فعل کا مدار قصد ونیت پر ہے - تاوقتیکہ قصد ونیت فاعل نہو نہ موجب عقاب ہے نہ ثواب - اگر جھوٹی قسم پر مواخذہ نہ کیا جاتا تو قابل اعتراض ضرور ہوتا - یا قسم کا ذکر بغیر لفظ لغو کے ہوتا - پس یہ دونون صورتین نہین ہین - اس سبب سے اعتراض معترض کھلے طور سے باطل اور بیجا ہے -

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۴۷ - سطر ۱۹ سے آخر صفحہ تک) اور اس ترنگ مین مسیح موعود - مہدی الزمن - سلطان القلم - رئیس قادیان - جناب حضرت میرزا غلام احمد صاحب - یا حد کلجگی کرشن نے ڈپٹی آتھم کے بارہ مین پیشگوئی کی تھی -

"مین اسوقت اقرار کرتا ہون - کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنے وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ مین آجکی تاریخ سے - سزائے موت ہاویہ مین نہ پڑے - تو مین ہر ایک سزا کے اوٹھانے کے لیے تیار ہون - مجکو ذلیل کیا جاوے - روسیاہ کیا جاوے - میرے گلے مین رسا ڈالدیا جاوے - مجھکو پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کے لیے تیار ہون اور مین اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہون - کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا - ضرور کریگا - زمین وآسمان ٹلجائین - پر اوسکی باتین نہ ٹلین گی"

زمین بھی قایم - اور میرزا صاحب کا آسمان بھی موجود - مگر جھوٹا ہونے مین کسی کو مطلق شبہ نہین ہے ایسی قسمون سے بظاہر کوئی خرابی بھی واقع نہین ہوئی جبکہ قرآن مین موجود ہے کہ اللہ جھوٹی قسمون پر نہین پکڑتا تو مہدی صاحب کو کون پکڑے -

ذوالفقار حیدری - اس قسم کے کئی عنوان ہین -

اول - یہ کہ یہ قسم بھی لایعنی ہے اگر میرزا صاحب نے اس بات پر قسم کھائی ہے کہ خدا میری خواہش کے موافق ہی کریگا - اسوجہ سے کہ انسان اپنے اختیاری اور قابو کی بات پر ایسا قوی بھروسا کی قسم نہین کھا سکتا ہے نہ کہ کسی دوسرے غیر ذات پر اور موت - زیست کا خدا مختار ہے - اسوجہ سے یہ قسم لایعنی ہے -

دوسرے - اگر وہ - کی ضمیر غائب میرزا صاحب کے طرف راجع ہے - تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میرزا صاحب نے یہ قسم اپنے قول تحمل سزا کی بابت کھائی ہے - کہ زمین آسمان ٹلجائین مگر اوسکی یعنے میری باتین نہ ٹلین گے - یعنے مین اپنے قول پر - راسخ - ثابت قدم رہونگا -

تیسرے - میرزا صاحب نے پندرہ ماہ کی میعاد جو معین کی ہے - تو اس اجمال کی تفصیل و تخصیص نہین کی بتا کہ یہ ظاہر ہوتا کہ یہ پندرہ ماہ کس سالہاے مروجہ سے متعلق ہین - کیونکہ - سال عیسوی - و ہجری و شاکی - رومی - فارسی - بنگلہ - فصلی - بکرمی - وغیرہ وغیرہ کتنے ہی سال ہین - مگر ہان میرزا صاحب کے تتمہ القاب مین کلنکی کرشن کا خطاب قابل نظر ہے - اور اسکا موخر ہونا اسی پر دال ہے کہ اسی تعلق سے میعاد مقرر ہونا چاہیے - جبکہ میرزا صاحب کو نورتنگے کرشن مان لیا گیا ہے تو شاید اسی لحاظ سے میرزا صاحب نے از روی وید برہما کے سال کے حساب سے پندرہ ماہ - کہے ہون - پس حسب الحساب سال برہما کے پندرہ ماہ گزر جائین اور تا کامیابی ظہور مین آوے تب برہچاری جی کو (موافق کتاب رگوید صفحہ ۵ انوٹ نمبر ۲ برہما کا ایک دن برابر ہے ایک سال کے) میرزا صاحب کی پیشگوئی کی بابت جھوٹ ہونیکا اعتراض کرنا چاہیے - ورنہ یہ جھوٹ معترض کیطرف منتقل ہوگا -

قرآن مین ہرگز جھوٹی قسم عمدا ارادۃً بغرض نفع ذاتی وغیر ذاتی کھائی جاوے اوس سے درگذر نہین کیگئی ہے - اور نہ جھوٹ بولنے والے سے - صاف طور سے اسے ہم ثابت کر چکے ہین - مگر ہان لا یعنی قسم پر مواخذہ نہین ہے

الزامی جواب - کلجگ کے مہارشی یعنے ویدون کے پوپ صاحب نے جو گپ ہانکی ہے اوسکا بھی حال سن لیجیے - ہماری خیال مین جسقدر گپی جھوٹی آدمی دنیا مین گزرے ہین - سب سے زیادہ ان پاکھنڈ ا پوپ صاحب کا ہے -

نظر بران انسان جو حلف اوٹھاتا ہے تو صرف ہاتھ سے یا زبان سے - اور آپ جو گپ بھی ہانکتے ہین تو حلفاً اسطرح - کہ آپکے اندر باہر ایشور سرو یا پک ہے - تو گویا کہ ایشور کو بیکر اور ایشور کے واسطے سے بیان کرتے ہین -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲ - سملاس ۳ - فقرہ - ۳۰) اڑتالیس سال کا برہم چریہ رکھنے سے چار سو سال کی عمر ہو سکتی ہے کہ نیچے از خود لا تنزل برہمچریہ رکھکر اور تیسرے اعلی درجہ کے برہمچریہ کا استفادہ کرکے مکمل یعنے چار سو سال تک عمر کو بڑھائین اور لوگون کو ترغیب دلائین کہ تم بھی ویسی ہی ترغیب اوسکو دو کیونکہ جو آدمی اس برہمچریہ کا فائز ہوکر اوسکو مٹاتے نہین ہین وہ ہر قسم کے امراض سے چھوٹ کر دھرم ارتھ کام مکش کو پراپت ہوتے ہین -

ناظرین - افسوس ہزار افسوس کہ دیانند جی ۵۸ برس برہم چریہ رہے اونکی عمر از روے اربعہ تنا سبہ کے پانسو برس کی ہونی چاہیے تھی - لیکن مہاراج سو سال بھی زندہ نہ رہے - ۵۸ ہی سال مین مر گئے - اور حالت برہمچریہ ہی مین مرے - اور امراض سے بچنا کیسا - منھ اور سر کیا تمام بدن پر چھالی پڑکر مرے

تھے - یا یون کہین کہ سارا بدن پھوٹ گیا یا گر پڑ گیا تھا -

پس مہاراج کیسے برہم چری تھے کہ نہ تو عارضہ سے بچے نہ عمر زیادہ پائی - یا تو مہاراج در اصل برہم چری نہ تھے صرف دکھاؤ اور بناوٹ ظاہری تھی - یا مہاراج جھوٹے فریبی تھے - اور قول و سخن مہاراج کا مطابقت و صداقت سے خالی تھا غیر مصداق الماضی لا یذکر - اونکا ذکر چھوڑ کر آپ جو دھیان دیجئے جو فی الحال برہمچری سے نامزد ہین [illegible] عمر [illegible] ہو اور امراض [illegible] ہین -

آریہ - تہذیب الاسلام [illegible] سطر [illegible] کے ساتھ آپکا یہ کہنا کہ قران کے دشمنون کا نام و نشان نہ رہا - [illegible] عرب مین ابھی ہزارون یہودی اور عیسائی موجود ہین - قرآن کے [illegible] روے زمین پر [illegible] موجود ہین - [illegible] اسلامی سلطنتون کو [illegible] گھن کھا رہا ہے -

ذوالفقار حیدری - اسلام و قرآن کے ایسے دشمن - یہودی و عیسائی نہین ہین جیسے کہ بت پرست مشرک - یعنے غیر موحد ہین - وجہ سے کہ اہل اسلام بھی صاحب کتاب اور وہ بھی صاحب کتاب ہین - وہ بنی اسرائیلی - اور اہل اسلام بنی اسمعیل یعنے اصطلاح اخوت و برادری بھی ثابت ہی - گو ابتدا عرب مین بت پرست کثرت سے تھے اور یہود و نصاری کی تعداد بہت ہی کم تھی - مگر اسلام کو جون جون عروج اور ترقی ہوتی گئی - بت پرستی کو تنزل ہوتا گیا فی زماننا جو یہ کثرت اہل اسلام کی دکھائی دیتی ہے یہ [illegible] ہوئی - [illegible] بت پرست سادہ یہودی اور عیسائی وغیرہ ہین جو آجکل شریک اسلام ہین - اگر [illegible] بڑھتے جاتے ہین تو اہل اسلام بھی بڑھ رہے ہین اور نسلین ترقی پا رہی ہین - [illegible] پیدائش مین کمی نہین ہی سلسلہ توالد و تناسل جاری ہی - [illegible] فی الحال بھی موجود ہین - مگر ہم دیکھتے ہین کہ آریون کی کو ضرور گھن کھا گیا - اور ایسے [illegible] نابود ہو گئین کہ صرف خواب و خیال سا بھی اونکا ذکر ہوجاتا ہی -

طاق نسیان پہ [illegible] کی کتاب	چاٹے جاتی ہی اوسے بیخبری کی دیمک

اس شعر کا مصداق تو پورا پورا وید ہو رہا ہی - کہ اب اوسکے ماننے والے اوسے چھونے سے بھی نہین دیکھ وید او وید ا تو پکار رہے ہین مگر کسی موقع پر بھی وید سے کام نہین لیا جاتا - خاصکر ہا سے برہمچاری جی کہ وید کا دم بھر رہے ہین مگر دید تو وید اپنے مذہبی کتب زبان اُردو کے بھی نہین دیکھتے وید کے

احکام پر چلتے ہین۔ آپکی عقل ایسی بوسیدہ اور کہنہ مثل وید کے ہوگئی ہے۔ جسمین معقولیت کی گنجایش ہی نہین ہوسکتی۔ ہٹ دھرمی۔ اور جہالت کی کرم نے ایسا کھا یا ہی کہ خانہ زنبور ہوگئی ہی۔ جو دیکھا ہے آپکی وہ تازکی مین آبگینہ ہی کہ ذرا سی ٹھیس مین ٹوٹ جاتی ہے۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۷۶۔ شروع فقرہ سطر ۱۔ لغایت سطر ۴)

کیا آپکو پتہ نہین ہے کہ منوسمرتی مین کتنا کچھ وید ورودھ لکھا ہوا ہی یہ سارا وید رودھ (خرافات) مضمون خواجہ مالک کے سپرد کرنیکی چیز ہی۔ قسم کھائین جھوٹے آدمی۔ قسم کھائین وہ جنکو عدالت مین بلایا گیا ہو دیکھ قسم کھائین چور قسم کھائین بد اعتبار قسم کھائین دوکاندار کیا تمہارا اللہ کچھ اسی قسم کا آدمی ہے یا اور؟

ذوالفقار حیدری۔ واہ واہ۔ برہمچاری جی۔ حق برزبان جاری۔ آپنے ٹھیک کہا اگر منوسمرتی وید ورودھ ہے تو اوسے خواجہ مالک کے سپرد کیون کیجیے خود ہی نذر آتش کر دیجیے اور سکا بھی ہوم کردیجیے تو بہتر ہے۔ کیونکہ مہاراج دیانند سرسوتی **کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۴ آخر فقرہ ۔ ۱۰۸)** یون فرماتے ہین۔

س۔ سب تنتر گرنت۔ پران۔ اوپ پران۔ بھاشا رامائن منصفہ تلسی داس رکمنی منگل وغیرہ اور دیگر سب بھاشا گرنتھ یہ سب بیہودہ کیااس اور یا طل ہاماین ہین۔

سوال۔ کیا ان کتابون مین کچھ بھی سچ نہین ہے۔

جواب۔ تھوڑا سا سچ تو ہی۔ لیکن بہت سا جھوٹ ملا ہوا ہی۔ یہ جیسے کہا گیا ہی کہ عمدہ وغیرہ کھانیکی چیز بھی اگر زہر آلودہ ہو تو قابل پھینکدینے کے ہے ویسی ہی یہ کتابین۔

آپکے گرو کے کہنے کے لائق یہ کتابین ونیز آپکے تحریر کے موافق بھی منوسمرتی جھوٹی ہی اور اسلیے ہم اون حوالون کو بھی جھوٹا سمجھینگے جو ستیارتھ پرکاش مین دیئے گئے ہین۔ جو کتاب وید سے مخالف ہے وہ بھی جھوٹا۔ اور جبکہ ثابت کہ منوسمرتی بھی وید کی مخالف ہی اسی سے یہ بھی جھوٹی اور ناقابل اعتبار جیسا کہ اہل اسلام کے نزدیک جو حدیث مطابق قرآن نہین ہی وہ بھی غیر معتبر۔ اب ہم وید کیطرف خیال کرتے ہین کہ وہ تحریف سے محفوظ ہی یا نہین۔

کتاب رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۲۵۔ فقرہ ۴۰) اسیطرح سائن وغیرہ زمانہ حال کے پرانک پنڈتون نے پران کی کتھاؤن کو جو انکے ذہن مین سمائی ہوئین تھین جگہ جگہ سے ویدون مین داخل کر دیا ہی ممکن ہی کہ کسی زمانے مین وید کے انکارون کو فسانہ اور ناٹک نویسی کی مشق کے لیے زمین بنایا گیا ہو۔"

اس بیان سے دو باتین ثابت ہوتی ہین - اول یہ کہ پران وغیرہ کو جو آریہ لوگ جھوٹا کہتے ہین وہ وید مین موجود اور وید اونکی تصدیق کرتا ہی - اگر آریہ لوگ پرانون کو سچا مان لین تو دیانند جی کا رنگا ہوا مذہب کچے رنگ کیطرح بالکل اوڑ جاتا ہی - اور اگر یہ فرض کرین کہ یہ پُرانک مضمون ناٹک اور فسانے کی کتھائین وید مین ملا دیے گئے ہین تو وید کی اقراری تحریف ثابت - دوسرے ثبوت کی کچھ ضرورت نہین جس کتاب مین تحریف ہو وہ غیر مستند اور پایہ اعتبار سے گرجائیگی - اور ناقابل تسلیم ہے - جیسا کہ فقرہ ۱۰۸ - مذکورہ بالا سے ظاہر ہے -

چنانچہ رگوید آدی بھومکا بھاشیہ صفحہ ۳۱۶ - سطر آخر) مین لکھا ہی -

سوال - ان کتابون مین جہان بہت سا جھوٹ ہی - وہان کسیقدر سچ بھی ہی اوسکو لینا چاہئیے یا نہین

جواب - ایسے سچ کی مثال زہریلے کھانے کی مانند ہے جسطرح اہل بصارت زہریلے کھانے کو خواہ وہ آب حیات کی برابر کیون نہو امتحان کرنے پر بالکل چھوڑ دیتے ہین ایسیطرح غیر مستند کتابین بھی قابل ترک ہین "

برہمچاری جی آپ بھی خیال رکھیے موافق اس فقرہ کے منو سمرتی - اور وید کے حوالے نہ دیجیے کیونکہ یہ دونون کتابین قابل ترک ہین -

آریہ منتھ ... از سطر ۴ صفحہ ۱۷۲ - سطر ۱ - لغایت سطر ۷) -

چراغ ہاتھ مین لیکر الزامی جواب ڈھونڈھنے لگے - میرا اعتراض تو یہ تھا کہ اللہ گھوڑون - اونٹون ہواؤن - درختون - زمین - آسمان - سورج - چاند - وغیرہ وغیرہ چیزون کی جھوٹے آدمی کیطرح قسمین کھا رہا ہی - کون سا اسنے لڑکی لڑکی کا بیاہ رچایا تھا - کہ اسکو بلا قسم کھاے کوئی قرض نہین دیسکتا تھا - اللہ نے کیون اپنا اعتبار جمانے کے لیے ایسا کام اختیار کیا مگر اسکا تو آپنے بال برابر جواب نہ دیا اور منو وغیرہ کو دانت بتانے لگ گئے - کہ وہان بھی ایسا ہی تو سبکو بہشت کے شہد کیطرح چاٹ لیجیے - دیگر صفحہ ۱۷۵ - سطر ۳ - اول تو میرا اعتراض انسانی قسمون پر نہین تھا بلکہ اللہ کی قسمون پر تھا -

فقرہ ذوالفقار حیدری - خلاصہ ان دونون اعتراضون کا یہ ہی کہ اللہ نے قسم کیون کھائی ؟ یہ اعتراض برہمچاری جی کا بالکل خلاف عقل ہی بلکہ وید اور جملہ مذاہب کے خلاف ہی شاید برہمچاری جی کے دماغ مین اوسی دیانندی پتھر کے بیل کے گوبر کا سا مادہ فضول بھر گیا ہی - سبھی کو بکواس اور ٹائین ٹائین کہتے ہین دنیا مین ایسی ایسی فلاسفر گزری ہین جنکا نام آجتک صفحہ روزگار پر سنہری حرفون مین

ہوئے قلم سے لکھا ہوا ہی - علاوہ برین جاہل بھی پلے درجہ کے ایسی ہی گذری ہین جنکے فسانے ابھی تک زبان زد خلایق چلے آتے ہین - مگر کسی نے آجتک ایسا بیہودہ اعتراض مثل معترض کے نہین کیا ہماری برھمچاری جی کے نزدیک قسم کھانا ہی عیب ہی - گو کہ سچی بھی ہو - حالانکہ یہ خیال اونکا صحیح نہین ہی جیسے ہم اسی چودھوین اعتراض مین اچھی طرح ثابت کر چکے ہین - اور اونھین کی معتبر کتب سے حوالہ دیچکے ہین - ہر عاقل کے نزدیک جھوٹ بولنا - جھوٹی اور لایعنی قسم کھانا برا ہے - اسے ہم بھی تسلیم کرتے ہین - دیکھیے مہابھارت مین راجہ بھیم نے قسم کھائی - رانی سیتاجی نے قسم کھائی - حالانکہ یہ معمولی آدمی نہ تھے - معترض کی عبارت سے عموماً قسم کھانا معیوب ظاہر ہوتا ہی - پس نتیجہ اوسکا یہ کہ جتنے اونکے مذہب کے رشی - عالم - فاضل - معزز - راجہ - وغیرہ ہین - اور اونھون نے قسم کھائی ہی - وہ سب کے سب بقول برھمچاری جی - جھوٹے - فریبی - بدچلن - چور - بداعتبار - دکاندار - ہین معترض جو چاہی کہے - ہم تو صرف جھوٹ بولنے والے جھوٹی قسم کھانے والے کو برا سمجھتے ہین نہ کہ سچے - راست سچی قسم کھانے والے کو - اسکا تجربہ بھی معترض کو ہوا ہی کہ بیاہ رچانے مین جھوٹی قسم کھائے بغیر کام نہین چلتا نہ بغیر جھوٹی قسم کھائے کوئی قرض دیتا ہی - ہمین کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا معترض کا ذاتی تجربہ ہے پس اس صورت مین جب معترض نے قسم جھوٹی کھائی تو وہ صاف مذکورہ جملہ خطابات کی نسبت معترض کی جانب منسوب ہو گئی -

اب معترض کو چاہیے کہ اس اعتراض اور خطابات کے جملون کو اوس جھوٹی قسم کیطرح شکر اور گھی لگاکر کھا جاوین یا معجون فلاسفہ سمجھکر چاٹ لین - مہاراج دیانندجی کے سانڈ والے بھینٹ کے وہی کیطرح یا گوبر سمجھکر چکھ لین -

۱۵ پندرھوین شکل

(پندرھوان اعتراض)

دعوی "چھومنتر"

کھیل مین بھی ہی فسونسازی بت نادان کے	پر کبوتر کے اوڑاتا ہے تو چھومنتر کے ساتھ

اس اعتراض مین برھمچاری جی نے خوب ڈگڈگی بجا کر بازی گرون کیطرح بھانمتی کا تماشا دکھلایا ہی -

ہمارے مہذب ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ یہ سحر کی ایف اے کی تعلیم کا اثر نہین ہے بلکہ یہ آریہ ست اختیار کرنے کا کرشمہ ہی۔ برھمچریہ کی فسونسازی ہی۔ دیانندجی کی شعبدہ بازیون کا کھیل ہے"۔

شاگرد۔ آجکل شہر لکھنؤ مین کہین سے ایک بازیگر آیا ہوا ہی۔ اچھے اچھے تماشے کرتا ہی بہروپ بدلتا ہے۔ اگر حکم دیجیے تو اوسے بلالاؤن"۔

اوستاد۔ بھئی۔ کھیل تماشے۔ مہذب لوگ نہین دیکھتے۔ یہ بچون کی دل لگی نادانون کا مشغلہ ہے۔ شیطانی کام ہے۔ فضول تضیع اوقات ہوگی۔

شاگرد۔ حضور۔ وہ بازیگر بڑا کمالات کا ہے۔ ایسے بجرنگی بہروپ نہ دیکھے ہونگے دو ہاتھون توند لیکر۔ کھڑا اون پینے درخت کی پھننگی مندر کی چوٹی پر ٹھہرتی اور ... کے چڑھ جاتا ہی۔ دست بردی مین بہت طاق ہے۔ روپ بدلنے مین مشاق ہی توندیلا شخص ہے اور پھر ایسی ... کہاتا ہی ؎

کہین یہ لوگ کہ تم بانس منڈی کے ... ہو	تھا وہ کہتا ہے کہ سر نیچے ٹانگین ہون اوپر

اوستاد۔ جانے بھی دو۔ مجھے فرصت نہین۔ نہ تماشہ دیکھنے سے دلچسپی ہے۔

شاگرد۔ اچھا تماشہ نہ دیکھیے۔ مگر یہ بتائیے کہ اگر تماشہ کرنا۔ بازی دکھانا۔ ڈگڈگی بجانا عیب۔ مہذب ہوتا تو رسالہ تہذیب الاسلام مین برھمچاری جی ایف۔ اے۔ بھانمتی کا کھیل برپا کرکے بازیگری نہ دکھاتے۔

اوستاد۔ تماشہ دکھانا اچھے آدمیون کا کام نہین ہے لیکن پنجابیون مین اکتسابی (کمانے کا) مادہ زیادہ ہے خواہ وہ کسیطرح ہو۔ اکثر کھیل تماشہ کرنے والے لوگ ہمنے اسی قوم کے دیکھے ہین۔ اسوجہ سے برھمچاری جی نے اپنے کرتب دکھائے ہین۔ گوناگون چٹکلے غیرمہذب فقرے چرب زبانی۔ لسانی مثل بازیگرون کے دکھائی ہے۔ ؎

اک ہاتھ مین لے ڈگڈگی اک ہاتھ مین بندر	روٹی تو کما کھائے کسیطرح مچھندر

شاگرد۔ اس پندرھوین اعتراض کی سرخی جو لفظ "**چھومنتر**" ہے اسکے معنے کیا ہین۔ ارشاد فرمایئے تاکہ مین بھی سمجھ لون؟ ۔

اوستاد۔ "چھومنتر" اک پرانا اور دقیانوسی وقت کا لفظ ہے"۔ اب یہ ثابت کرتے ہین کہ یہ لفظ کوئی پُراثر ہے یا صرف بازیگرون۔ مکارون کے روٹی کما کھانے کا ڈھکوسلا ہے۔ ہان جاہلون کے نزدیک تو یہ لفظ بالکل ڈھکوسلا ہے جیسا کہ برھمچاری جی خیال کرتے ہین۔ لیکن دراصل اس لفظ مین علمی طور بہت بڑا اثر ہے جس سے ہر قسم کی بیماریان اور انواع طرح کے درد ... چھو ہو جاتے ہین۔ کچھ پڑھکر پھونکنے کے وقت جو ہونٹ ملکر کھلتے ہین تو ایک آواز پیدا ہوتی ہے جسکا "چھو" تلفظ ہے۔

پس یہ عمل چھو منتر کے نام سے مشہور ہوگیا ہے۔ اگر اسکی تاثیرین از روے علم مسمریزم پوری طور سے بیان کیجاوین تو بہت طول ہو جائیگا۔ مگر مختصراً لکھتا ہون۔ اکثر اشخاص جنکو عملیات علوی و سفلی کا ذوق و شوق ہے۔ جب کسی بیمار یا سانپ بچھو وغیرہ کے کاٹے ہوے یا عضو دکھون کا علاج کرتے ہین تو کوئی منتر یعنے الفاظ با معنی یا بےمعنی یعنی اسماء یا آیت کریمہ یا تنتر منتر جنتر۔ پڑھکر دم کرتے (پھونکتے) ہین تو شفا ہو جاتی ہے۔ یہ پھونکنے کی ترکیب بہت فائدہ رسان اور سودمند ہے اور اللہ جل شانہ نے اسمین بہت اثر دیا ہے ایسا سریع التاثیر اثر ادویات مین ہرگز نہین چھوٹے چھوٹے بچے جو طبیبون سے اپنا حال نہین کہہ سکتے۔ اور جو تیز ادویہ کے متحمل نہین ہوسکتے اور علاج کرنے والے اونکے امراض کی تشخیص نہین کر سکتے۔ اونکے واسطے یہ علاج بہت نافع اور مناسب ہے یہ طریقہ سلب امراض کا علم مسمریزم سے ہے۔ جُہلا اور کم علم آدمی اسکے منافع اور اسکے طریقون سے ناواقف ہین اسی سے اسے لغو اور خرافات خیال کرتے ہین۔ جو ہوا ناک سے بذریعہ سانس کے نکلتی ہے۔ از روے علم کمسٹری یہ ہوا فاسد اور زہریلی ہوتی ہے۔ جو ہوا منھ سے بروقت پھونکنے کے نکلتی ہے۔ یہ بھاپ منھ سے آتی ہے۔ پیٹ سے نہین آتی۔ اور منھ مین جو آب دہن (تھوک) ہے اس آب دہن مین بہت قسم کے تیزاب اور نباتاً اثر ادویہ شامل ہین۔ اسکی پوری تشریح صاحبان علم کمسٹری پر بخوبی ظاہر ہے۔ شایقین کو بھی واقفیت ہوسکتی ہے۔ بہت سی ایسی تکلیفین ہین جو صرف آب دہن کے لگانیسے دفع ہو جاتی ہین مثلاً مرض داد۔ جھائین۔ پسو مچھر۔ وغیرہ کے کاٹے ہوے۔ رمد۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ یہ پھونک بھی آب دہن کا عطر ہے اس سبب سے اسمین اثر عظیم ہے اور اکثر بیماریون کی دوا ہے۔ پہلے شہر دہلی مین چار شخص پھونکنے والے مشہور تھے۔ مرض دق اور امراض مزمنہ جنکی علاج سے حکما عاجز آجاتے تھے اور جواب دیدیتے تھے۔ یہ لوگ اوس مرض سخت کو جھاڑ پھونک سے اچھا کر دیتے تھے۔ گویا کار مسیحائی دکھاتے تھے۔ مرض دق کا علاج اسطرح کرتے تھے۔ کہ مریض کو نرم بچھونے پر آرام سے لٹا دیا اور اسکے سینہ پر ایک کپڑا باریک ڈالکر یون پھونکنا شروع کرتے تھے کہ پہلے ایک پھر دوسرا۔ اور تیسرا۔ اور چوتھا۔ اور معمول کو کثرت سے عرق آتا تھا تب اوس پسینے کو چار دن آدمی بدفعات یعنے یکے بعد دیگرے پاس کرتے تھے۔ یہانتک کہ وہ پسینہ خشک ہو جاتا تھا۔ پس تین چار روز یہی عمل کرنے سے مریض صحیح و تندرست ہو جاتا تھا۔ اسی عمل سے یہ لوگ چار پھونکیے کے لقب سے مشہور تھے۔ سانپ اور بچھو وغیرہ کے کاٹے ہوے اشخاص اکثر

اسی پھونک سے اچھے ہوجاتے دیکھے گئے ہین ۔ اکثر آنکھ مین جو کوئی ذرہ ۔ یا خفیف تنکا ۔ یا بھنگا یا چھوٹا کیڑا مکوڑا مثل مکھی کے کاٹ لے ۔ یا پڑ جائے ۔ یا چوٹ لگجائے تو ہی پھونکنے سے دفع ہوجاتا ہے ۔ یا کسی انگلی مین خفیف ضرب آجائے تو پھونکنے سے تسکین ہوجاتی ہے۔ اور اگر یہی آب دہن عضو خاص پر قربت کے وقت لگا یا جائے تو امراض سوزاک و آتشک سے محفوظ رہے ۔ علاوہ ازین بہت سے امراض کے لیے یہ پھونک اور آب دہن مفید ہے جن سبکا ذکر باعث طول ہے ۔ ایسے ہی جھاڑ پھونک کے عمل دیکھے ہین اور میرے تجربہ مین بھی آئے ہین اکثر آیات قرآنی میرے امتحان مین آئے اور موثر بھی ہوئے ۔ کچھ مجھ ہی پر موقوف نہین بلکہ ہزارون اسکے جاننے والے ہین ۔ زیادہ ثبوت کی ضرورت نہین ۔

آریہ ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۸۴ سطر ۱۱ سے صفحہ ۲۸۵ سطر ۴ تک

اس دنیاوی بھانمتی کے "کن فیکون" یا پیل ہوجا" مین بات کو دیکھ گئے ہی کچھ اللہ میان کا "کن فیکون" یا چھو منتر ہے ۔ پہلے میدان صاف تھا ۔ اللہ میان نے اپنے ارادہ کی ڈگڈگی بجائی ۔ جن ۔ بھوت ۔ فرشتے ۔ شیطان وغیرہ تمام بلا ۔ بلا پیدا ہوگئی ۔ مگر کہان سے پیدا ہوگئی ؟ نیستی کی گٹھلی یا پٹاری سے نکل آئی! کیا پہلے وہان موجود تھی ۔ ؟ تماش مین کہتے ہین کہ ہرگز نہین بلکہ یہ سب کچھ نیستی ۔ سے ہست ہوا ۔ اگر نیستی کے معدوم گدام گھر سے اتنا مال برآمد ہوگیا ہے ۔ تو بھان متی کے کھلونون کیطرح وہ پھر اسی تھیلی مین بند ہوجائیگا ۔ کل شئی ہالک تمام چیزین نیست ہوکر بیقی وجہ ربک صرف اللہ ہی اللہ رہجائے گا ۔ اللہ میان کے اس "کن فیکون" کے چھو منتر پر ہمارا پندرھوان اعتراض ترک اسلام مین تھا ۔ کہ اگر چھو منتر سے ہی سب کچھ کرسکتا ہے تو اسنے چھ دن محنت کیون کی ۔ ؟

فقرۂ ذوالفقار حیدری ۔ اہل اسلام اوسی کو خدا مانتے ہین جو صفات حسنیٰ کے علاوہ قادر مطلق ہو ۔ یعنے اوسکی ذات مین کمال علم و قدرت و عدل ہو ۔

اور ایسا صانع کہ جو بغیر آلات و اسباب کے نیستی سے ہست کرے ۔ اور عدم سے وجود مین لائے باعتبار اسی صفت کے وہ مزید ہے ۔ چونکہ خدا مخلوقات کی بہ نسبت اعلیٰ افضل ۔ برتر ۔ اکمل ۔ اشرف ہی ۔ پس ہر صفت و خوبی مین اوسے فائق ہونا چاہیے اگر وہ بغیر آلات و اسباب کے کچھ بنا نہین سکتا تو وہ بھی مثل ہمارے ہی ہوا ۔ جیسا کہ ہم بغیر آلات و اسباب کے کچھ بھی نہین کرسکتے وہ بھی نہین کرسکتا ۔ اور اوسکی ذات مین عجز لازم آتا ہی ۔ اس صورت مین وہ قادر مطلق نہین

نہو سکتا - جبکہ وہ قادر مطلق نہ رہا - تو عاجز و مجبور مثل مخلوق کے ہو گیا - حالانکہ ایسا نہین ہی - ہم قادر مطلق کو خدا مانتے ہین - یہ معترض کی کم عقلی ہی - انشاءاللہ ہم جواب الزامی مین وید سے بھی اسے ثابت کر دینگے - اس سوال سے آپکی خوبی عقل ظاہر ہو گئی - شاید آپ مثل اپنے ایشور کے خدا کو بھی خیال کرتے ہین جو عاجز و مجبور ہے کہ بغیر مدد جیو اور پرکرتی کچھ نہین کر سکتا - گویا کہ مٹی کا ڈھونڈھا - یا جسکے ہاتھ پاؤن کٹے ہوئے مضغہ گوشت یا کاٹھ کی پتلی - یا پتھر کی مورت ہی کہ جو کچھ بھی آپ نہین کر سکتا دوسرونکا محتاج ہے - ۶

بدین عقل و دانش بباید گریست

۲ - آپکا یہ کہنا کہ ایسا کیون اور ویسا کیون؟ یعنی چھ روز مین کیون بنایا -؟ تو اسکے جواب مین ہر عاقل یہی کہے گا - کہ کیا آپ کسی کے مصالح انتظامی کے ٹھیکہ دار ہین جسطرح خدا کی مصلحت تھی اوسطرح بنایا - ہم دیکھتے ہین کہ ذرا ذرا سے کامو مین بھی کوئی کسی کے دخل در معقولات نہین دیتا - بلکہ ایسا کام حمقا کا ہے - نہ کہ ایک حکیم و علیم کے مصالح پر معترض ہونا - اور پھر باوصف جہالت کے - کوئی معمولی آدمی کسی ڈاکٹر یا طبیب حاذق کی مجوزہ مصلحت پر رائے زنی کرے تو لوگ اوسے کیا سمجھین گے یا کوئی محکوم حاکم پر - ملازم - آقا پر - رعایا - بادشاہ پر - جاہل عالم پر مخلوق خالق پر اوسکے مصالح ذاتی مین معترض ہونیکا حق نہین رکھتی - ویسے ہی ہمارے لائق برہمچاری جی کو مصلحت حکیم قادر علی الاطلاق پر اعتراض کرنیکا کیا حق حاصل ہے - مثلاً جب فاعل مختار فعل ہے تو اوسکے کام مین کسی کو دخل نہین ہو سکتا عدالت کی تاریخ مقررہ پیشی یا میعاد فیصلہ کی کمی یا زیادتی پر کسی کو اعتراض کا حق حاصل نہین - یہ مصلحت عدالت ہے جب چاہی فیصلہ کرے خواہ ایک روز یا متعدد ایام مین - کوئی محکوم یا زیردست - ماتحت مزاحمت نہین کر سکتا - پس جبکہ ہم ایک افسر یا حاکم کے امور مین مداخل نہین ہو سکتے تو جو ان حکام دنیا سے بدرجہا قوی و قادر ہے اوسپر اعتراض کرنا عقل سلیم قبول نہین کرتی اس قسم کا اعتراض جہالت و حماقت و سفاہت ہے -

۳ - شاید چھ روز مین خلقت عالم کی یہ وجہ و جہہ ہو کہ جس سے تعین ایام ہفتہ ہو جاے کیونکہ ایام ہفتہ کا اولٹ پھیر خالی از علت نہین - اس سے اسکا بھی پتہ چلتا ہی کہ عجب نہین جو دنیا کی پیدایش کے ساتھ ایام ہفتہ بھی مقرر ہوے ہون -

اس دنیا مین جتنے مذاہب ہین سب مین یہی سات دن مانے جاتے ہین - اگر چھ روز مین خدا دنیا نہ پیدا کرتا تو ضرور تھا کہ ان ایام ہفتہ مین اختلاف ہوتا - جیسا کہ ایام سال مین فرق ہی بعض کے نزدیک تین سو ساٹھ دن کا سال مقرر ہی بعض سال کے تین سو پینسٹھ دن لیتے ہین - وقس علی ہذا -

اگر یہ خیال ہو کہ خدا نے بلحاظ ایام ہفتہ چھ دن مین دنیا کو پیدا کیا تو ساتوین دن کا تقرر فضول تھا - اگر یہ کہین کہ ساتوان روز خدا کے آرام کا تھا - تو یہ کہنا معقول نہین - اسلیے کہ خدا کو مثل انسان کے راحت و آرام کی ضرورت نہین - وہ ان عادات و ستہ ضروریہ وغیرہ اور حدوثات سے مبرا و منزہ ہے - مگر یہ ساتوان دن انسان کی راحت کے لیے قرار پایا ہے کہ اگرچہ روز کاروبار دنیوی مین مشغول رہے - تو ایک روز فرصت پاکر پھر تر و تازہ - توانا ہو جاوے - تاکہ کاروبار مین خلل نہ پڑے - یہ دیکھا گیا ہے کہ جو اہل حرفہ برابر روزانہ محنت و مشقت کرتے رہتے ہین اونکی صحت مین فرق آجاتا ہے - جیسا کہ اہل اسلام مین جمعہ اور عیسائیون مین اتوار - یہودیون مین یوم السبت یعنے شنبہ یوم استراحت مقرر ہے - اور ہندوون مین چونکہ آفتاب یعنے سورج کی پرستش کرتے ہین - اور سورج اتوار کے دن سے متعلق ہے اسوجہ سے اسکی بزرگی ہے - یہی روز تعطیل بھی ہے - وید جو کلام خدا نہین ہے تو اسی سے اوسمین کوئی دن بھی استراحت کا تقرر نہین -

۴ - یا شاید اسوجہ سے کہ عالم امکان جہات ستہ پر محیل ہے - اسی سبب سے اس دنیا کا نام شش جہت بھی ہے - یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسی باعث انسان جو اشرف المخلوقات سے متمتع ہے ضروریات ستہ کا پابند کیا گیا ہے - چونکہ انسان ربع مسکون مین اربعہ عناصر سے خلق ہوا ہے اسلیے اوسکے جسم کے چھ اطراف ہوتے ہین - داہنے - بائین - نیچے - اوپر - آگے - پیچھے -

الزامی جواب (رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۷۵ - پیدایش عالم کا بیان تا سطر ۸) یہ تمام کائنات جو نظر آتی ہے اسکو پرمیشور نے بنایا ہے وہی اوسکی حفاظت کرتا ہے اور پرلے (فنا) کے وقت اوسکے ذرون کو الگ الگ کرکے غیر محسوس کر دیتا ہے اور متواتر اسیطرح کرتا ہے - جسوقت یہ ذرون سے ملکر بنی ہوئی دنیا پیدا نہین ہوئی تھی - اوسوقت یعنی پیدایش کائنات سے پہلے اَسَت (غیر محسوس حالت تھی) یعنی شونیہ اکاش بھی نہین تھا کیونکہ اسوقت اسکا کچھ کاروبار نہ تھا - اوسوقت سَت (پرکرتی) یعنے کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہین وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے - دراٹ (کائنات) مین جو اکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اسوقت صرف پربرہم کی سامرتھا (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر (پرم) بے علت (اکارن) ہے موجود تھی -

اس حوالہ رگوید کے مضمون سے دو امر ثابت ہوتے ہین - ایک تو یہ کہ پرکرتی جسے تمام آریہ ازلی مانتے ہین - ازلی نہین رگوید اونکی غلطی ظاہر کرتا ہے - اور دوسرے نیستی سے ہستی - رہا لفظ کن مع

اسمین اور کوئی وجہ نہین - صرف یہ کہ بغیر قدرت یعنے سامرتھ کے اسکا ظہور ناممکن - اسی امر کن سے خدا قادر مطلق مانا گیا - کوئی دوسرا شخص اس لفظ کن کا استعمال بھی کرے تو کیا نیست سے ہست کر سکتا ہی؟ ہرگز نہین بغیر سامرتھ (قدرت) محال ہی -

بڑے افسوس کی بات ہی کہ وید تو کن فیکون ہی کا دم بھر رہا ہی مگر ہمارے برہمچاری جی قرآن اور وید دونون سے مخالفت کرکے خود رائی پر اڑے ہوے ہین - کیا اب بھی معترض کو اپنی غلطی پر شرم نہ آئیگی -

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۸۷ - سطر ۱ - لغایت ۴ - "چونکہ وہ پُرش پرماتمان یعنی مٹی وغیرہ کُل کائنات فانی سے الگ اور جینے مرنے وغیرہ سے مبرا ہے - اسلیے وہ بذاتہ غیر مولود اور سبکو پیدا کرنے والا ہی - وہی کائنات کو اپنی قدرت سے بناتا ہی اوسکی کوئی علت اولی نہین ہی - بلکہ سبکی اولین علت فاعلی اوسی پُرش پرمیشور کو جاننا چاہیے - یجر وید ادھیاے ۳۱ منتر ۲"

اس منتر سے صداقت کلام مجید کی ثابت ہی کیونکہ "سب سے الگ" والا فقرہ ظاہر کر رہا ہی کہ وہ سرویاپک اور محیط کل نہین ہی - چہ جائیکہ رحم وغیرہ مین موجود ہونا - یہ دیانند جی اور برہمچاری جی کی کورانہ روی ہے - "بذاتہ غیر مولود" سے "لم یلد ولم یولد" کی مطابقت ظاہر ہی - "اور سبکو پیدا کرنے والا ہی" - وہی قادر توانا ہی - اور وہی قدیم بھی ثابت ہوتا ہی - آگے کے فقرون سے "اور وہی کائنات کو اپنی قدرت سے بناتا ہی" یہ فقرہ پورا پورا ہماری کلام کی تائید کر رہا ہی - کہ اپنی قدرت سے بناتا ہی نہ کہ مثل کمہار وغیرہ کے مٹی اور چاک وغیرہ سے - یعنے بغیر آلات واسباب کے بناتا ہی - جیساکہ عہد بغیر قسم کے نہین - ویسا ہی کن بغیر قدرت کے نہین -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۳ - دفعہ ۸۰) "لیکن ابتدائی پیدایش میتھنی نہین ہوتی کیونکہ جب پرمیشور عورت اور مرد کے جسم بناکر اون مین جیو کا تعلق کر دیتا ہی تب اوسکے بعد میتھنی سرشٹی چلتی ہی"

یہ فقرہ بھی بالکل قرآن مجید کے مؤید ہی حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کی حالت سے کسقدر مطابق ہے - اور جسمون کا بنانا بھی کن کی قدرت کو ثابت کرتا ہی کیونکہ مثل بڑھئی - سنگتراش - کمہار - لوہار - وغیرہ کے جسم گڑھکر نہین بنائے ہین - نہ کسی سانچہ مین ڈھالے ہین - اور جیو کا تعلق کر دینا - یہ بھی کن کی قدرت ظاہر کرتا ہے اسلیئے کہ جیو (روح) اور جسم کی کشش باہمی کے لیے کوئی مشین - انجن - رستہ وغیرہ نہین بنایا تھا - بجز قدرت کن کے کچھ نہ تھا"

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۱ - فقرہ ۱۳۰) - **سوال** بیج پہلے یا درخت -

جواب - بیج - کیونکہ بیج - وجہ - سبب - باعث - علت وغیرہ الفاظ مترادف ہین - چونکہ علت کا نام بیج ہے - اسلیے وہ معلول سے پہلے ہوتا ہی -

۵ بذریعہ تربیت نسوان ۱۲

فقرہ ذوالفقار حیدری - اول - ابھی آپ اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۳ مین لکھ آئے ہین کہ پہلے عورت اور مرد کو بنایا تب بیج پیدا ہوا - تو اس حساب سے پہلے درخت ہونا چاہیئے -

دوسرے - ہم اگر بیج کو مقدم مانین - تو غیر ممکن - اسلیئے کہ بیج کیسے بوئے اور بغیر زمین کے کسطرح بوے گئے - اور کسنے سینچا - اور کسِ نے او نھین درست کیا آریون کا ایشور مالی ہے کہ بیلچے - ٹوکری لیئے ہوے - کسانی کرتا رہا"

تیسرے - ایک بیج سے ایک درخت ہوتا ہو - اور ایک درخت سے ہزار ہا بیج پیدا ہوتے ہین - تو کیا آریونکا ایشور عقل سے خالی تھا کہ سہل و آسان کام چھوڑ کر مشکل اور دشوار کام اختیار کرتا"

چوتھے - (کہ بے علم نتوان خدا را شناخت) معلوم ہوتا ہے کہ دیانندجی اگریکلچر (فن زراعت) سے بالکل نابلد اور ناواقف تھے - بلکہ وید کے ایشور کو بھی اس علم سے لاعلمی تھی - یا یہ سمجھو کہ دیانندجی کی آنکھون پر اور کانون پر مہر لگی ہوئی تھی کہ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے تھے اور سنتے ہوے نہین سنتے تھے - تحقیقات سے یہ معلوم ہوا ہی کہ درختون مین بھی نر اور مادہ ہوتے ہین - اس صورت سے پورے پورے مرد و عورت کے تعلق کی مطابقت پیدا ہوتی ہے - اس مطابقت سے موافق حوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۳ کے تخم پر درخت کو تقدم ہونا چاہیئے"

پانچوین - بہت سے ایسے درخت ہین کہ جنکا تخم نہین ہوتا - اور قلم وغیرہ لگائی جاتی ہے - یا داب مثل پھولدار درختون کے لگاتے ہین - تو یون بھی درخت مقدم ہوا"

چھٹے - جسطرح انسان کا بیج انسان کے بعد ہے - اوسیطرح درخت کا بیج بھی درخت کے بعد ہونا چاہیئے - اور بیج کو دیانندجی نے جو علت بیان کیا ہی یہ بھی سراسر غلط ہی کیونکہ علت پر کرتی ہو - نہ کہ تخم - اور جب آریون کے ایشور مین نیست سے ہست اور کُن کی سامرتھ (قدرت) نہین ہی تو پھر دنیا کی پیدایش محال ہوئی - ایک مکھی کا بنانا بھی ایسا ہی دشوار ہوگا جیسا کہ ایک ہاتھی کا"

آریہ - (تہذیب الاسلام صفحہ ۲۸۵ - سطر ۵ سے سطر ۱۱ تک) حکیم نورالدین صاحب قادیانی کے اس جواب کے جواب الجواب "کن کے معنی ہوجا - فیکون کے معنی ہوجاتا ہی اسکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہی - اسیطرح وہ ظہور مین آجاتی ہی" یون کہتے ہین -

"کہان سے ظہور مین آجاتی ہے؟ اللہ کے پیٹ مین سے نکل پڑتی ہی - آنکھ پھوڑ کر نکل آتی ہے یا ٹانگ کے نیچے سے برآمد ہوجاتی ہے - یا کہان سے؟ جب کسی چیز کا بیج ہی ندارد ہے - تو اللہ میان کسکو کہتا ہوگا؟ - کہ - ہوجا - اور کون - ہوجاتا ہوگا - ؟ یہ سب ہوائی باتین ہین"

ذوالفقار حیدری - حکیم صاحب کا کہنا بہت درست ہی - اور اسکو ہم بدلائل عقلی ونقلی ثابت کر چکے ہین - اور الزامی جواب مین اچھی طرح ثبوت دیچکے - اب پھر جواب دینا تحصیل لاحاصل ہی - ہان البتہ یہ بیان کرنا کہ اسقدر مخلوقات کہان سے نکل آئی ہی ضروری ہی - سنیے ہم اہل اسلام بیشک خالق عالم کو بے انتہا صاحب قدرت - قادر و توانا حکیم و مختار - مانا گیا ہے - اور اسکے اختیار مین ہی کہ وہ نیست سے ہست اور ہست سے نیست - کر سکتا ہی - اسکے خلاف کوئی مسلم نہین ہی سبکا یہی اعتقاد ہی

الزامی جواب - اسلامی خدا تو جسم وجسمانیت اور حلول وحدوث سے مبرا ہی اور اسیطرح ضروریات ستہ اور خواہشات نفسانیہ وغیرہ سے منزہ ہی لیکن ویدکا ایشور - نہ مذکر - نہ مونث - نہ مخنث - نجانے کون بلا ہی ؟ جو ایک کلیجے پیدا ہوتا ہی - اور بیشمار مخلوقات یعنی - انسان - حیوان درخت - پہاڑ - چاند - سورج - ستارے - ندی نالے جو دنیا میں - اسقدر ہیکہ دنیا پر مکھی مکڑی - چھوی کی بھی حقیقت نہین - پیٹ کیا ہی شیطانی کنڈ - یا قعر جہنم یا کمہار کی جھیل ہی -

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۸۰ منتر ۱۲ - م اوس پُرش (پرمیشور) کے من یعنے وچار یا غور وفکر کرنے والی سامرتھیہ (قدرت سے) چاند پیدا ہوا اور جکشو یعنے پر نور قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور شروتر یعنے اکاش صورت قدرت سے اکاش پیدا ہوا اور وایو یعنے ہوا صورت قدرت سے ہوا - پران (انفاس) اور تمام حواس پیدا ہوے اور مکھ یعنے اعلی وپرجلال قدرت سے آگ پیدا ہوئی "

برھمچاری جی دیکھیے یہ اشیا کہان سے پیدا ہوئین - ؟ کیا دیانند جی کی لونڈ سے انڈا بچا کیطرح یہ چیزین نکل پڑین - یا یہ بیان رگوید کا غلط ہی تو آپ کا اعتراض اینڈ گروسوامی دیانند جی پر ہے نہ کہ اہل اسلام پر - دیکھیے چاند اس کیطرح آپکے ایشور کا من چیر کر نکل پڑا - اور آنکھ پھوڑ کے کیطرح سورج آریون کے پرمیشور کے چکشو (آنکھ) پھوڑ کر ظاہر ہوا - اور آگ - ایشور کے تنور و کالون مین سے پیدا ہوئی جیسی لوہار کی بھٹی سے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ ایشور کا پیٹ ہی قعر جہنم ہے "

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۸۱ منتر ۱۳) اس ایشور کی نابھی یعنے خلا صورت قدرت سے انترکش (خلا بالائے زمین) پیدا ہوا - اور شیرش یعنے سر کی مثال اعلی وپرتجلی قدرت سے سورج وغیرہ روشنی دینے والے اجرام (لوک) ظاہر ہوئے - اور زمین کی علت صورت قدرت سے پرمیشور نے زمین کو اور اسیطرح پانی کو بھی پیدا کیا - اور اکاش کی علت صورت قدرت سے - دشا یعنے سمات پیدا ہوئین - اسیطرح تمام (لوکون) (دنیاؤن) کی علت صورت قدرت سے - باقی تمام دنیائین اور اونمین جسقدر ساکن ومتحرک کائنات ہی - ان سب کو پرمیشور نے پیدا کیا "

برھمچاری جی آپکی وہی مثل ہی کہ اپنا ٹینٹ نہ نہارے اور کی پھلی" دیکھئے پہلے منتر مین سورج چکشو (آنکھ) سے پیدا ہوا اور اس منتر مین شیر ہش (سر) سے اتنا فرق ۔ یہ اختلاف بیان ۔ خیر اگر سورج کا سر سے ہی پیدا ہونا فرض کرلین تو بتایئے کیا آپکے ایشور کا سر ناریل ہی جسے سورج توڑ پھوڑ کر کھوپرے کی بیٹھ کیطرح نکل آیا کیا ایشور کی آسن تلے گنگا بہی ہی جو اوسنے پانی پیدا کردیا ۔ یا اوسے پانی چھوڑنے کا مرض تھا ۔ کیا ایشور کیصورت قدرت یہ کھل ۔ خولدار یا کنڈھیا جی کے بانسلی ہی کہ جسکے خلا سے سوبلی صدا کیطرح خلا بالائے زمین پیدا کیا ۔ اس بیان خلقت سے یہ ظاہر ہوا کہ ایشور بھی ایک مٹی یا پتھر کی گڑھی ہوئی مورت یعنی مجسم ہی ۔ جب ایشور آپکا مجسم ہی تو وہ بھی قرآنی خدا کا مخلوق ہی ۔

آریہ ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۸۵ ۔ سطر ۱۲ ۔ لغایت ۲۸۶ ۔ سطر ۲ ۔)

"حکیم نورالدین صاحب قادیانی کے اس جواب کا بقول دیانند کے جیسا کہ اونھون نے سیتارتھ پرکاش مین لکھا ہی ابتدا سرشٹی مین بہت سارے آدمیون کا وجود یکدم ہوا تو انکا وجود یکدم ہوگیا اور ۲۴ برس یا ۴۴ برس کے بلکہ اٹھائیس کے جوان پیدا کردیئے" جواب الجواب یہ دیتے ہین کہ :۔

اگر ستیارتھ پرکاش مین سے اپنی من گھڑت عبارت نکالکر ہمین دکھا دو تو اس صلے مین منتر جمع بہتر حورون ایکہزار غلمان ۔ شراب کی نہرون سونے چاندی کے محلون کی باقاعدہ رجسٹری ہم سے کرالو ۔ ورنہ حضرت ابراہیم یا اسکے بیٹون ۔ پوتون ۔ پڑپوتون کیطرح جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ؟ ابتدائی سرشٹی پر منہ کھولا ہو تو اپنے ساتھ گز لیجیے دادا آدم کو کیون بھول گئے میتھنی سرشٹی آپ بھی مانتے ہین ۔ ہم بھی اسپر تو کوئی جھگڑا ہی نہین جھگڑا تو چھو منتر کا ہے"

ذوالفقار حیدری ۔ برھمچاری جی حکیم صاحب کا فرمانا بہت صحیح ہی ۔ مگر آپکی لیاقت مین کوئی شک

نہین کہ	اونکے آگے فروغ پانا	سورج کو چراغ سے دکھانا ۔	

دھینگا ۔ دھینگی ۔ دھندلانا ۔ ہٹ دھرمی ۔ آپکا نام ہی ۔ آپ حکیم صاحب سے کہتے ہین کہ اپنی من گھڑت عبارت ستیارتھ پرکاش مین نکالکر ہمین دکھا دو ۔ لیجیے آنکھین کھولکر ۔ چشمہ لگاکر غور سے دیکھیے ۔ سانچ کو آنچ کیا ۔ ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوئے ابھی آپکی جھوٹی قلعی کھلی جاتی ہی ۔ کچا پلستر چھوٹا جاتا ہے ظاہری لیپ پوت اوڑی جاتی ہی ۔ ستیارتھ پرکاش سملاس آٹھوان صفحہ ۲۹۴ ۔ دفعہ ۲۴۲)

سوال ۔ انسان کی پیدایش پہلے ہوئی یا زمین وغیرہ کی ۔

جواب ۔ زمین وغیرہ کی کیونکہ زمین وغیرہ کے بغیر انسان کا قیام اور پرورش نہین ہوسکتی ۔

سوال ۔ آغاز دنیا مین ایک یا کئی انسان پیدا کیے تھے ۔؟

جواب - کئی - کیونکہ جن جیون کے اعمال ایشوری سرشٹی مین پیدا ہونے کے تھے اونکی پیدائش شروع دنیا مین پیشور نے کی کیونکہ یہ یجر وید مین لکھا ہی اس شہادت سے یہی یقین ہوتا ہے کہ ابتدا مین انیک یعنے سیکڑون ہزارون انسان پیدا ہوی اور دنیا مین دیکھنے سے بھی یقین ہوتا ہی کہ انسان کئی مان باپ کی اولاد ہین -

سوال - ابتدا دنیا مین انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بڑھاپے کی عمر مین ہوئی تھی یا تینون مین

جواب - جوانی کی عمر مین کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا تو اونکی پرورش کے لیے دوسرے انسان درکار ہوتے اگر بوڑھے بناتا تو میتھنی سرشٹی (تعلق مردوزن) نہوتی - اسلیے جوانی کی عمر مین پیدایش کی "

افسوس برھمچاری جی آپکے عقل پر اور آفرین آپکے جھوٹ پر - دیدہ و دانستہ کھلی بات پر پردہ ڈالکر چھپاتے ہین - گویا کہ آفتاب پر خاک ڈالتے ہین - جان بوجھکر جاہل بنتے ہین ع

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

یاد رہی کہ سچائی سے ایمانداری ہی اور سچائی سے اعتبار اور دنیا مین انسان کا وقار وقعت ہی - یہی سچائی سبب ترقی و شہرت ونشر علوم وغیرہ کا ہے سہ

دم از راستی گر زنی صبح وار	ز تاریکی جہل گیری کنار

سولھوین شکل

سولھوان ۱۶ اعتراض

دعویٰ (ہاے اضافت مار گئی!!)

ناوک نے میرے صید نچھوڑا زمانے مین	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

لائق برھمچاری جی نے رسالہ ترک اسلام کے سولھوین اعتراض مین ہی سرخی کا سائین بورڈ لگایا تھا پنڈت لیکھرام مقتول کے قاتل کیطرح اس اضافت کا اشتہار تھا - اس اضافت سے معترض کو ایسی خلش - درد - صدمہ - کھٹک تھی جسکی بیچینی کی سبب سائن بورڈ لگانا پڑا - سہ

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو	یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

سائن بورڈ کی شیطانی انگلی سے برھمچاری جی کو ایسی تکلیف ہوئی کہ چونک کر ہوش مین آگئے اوٹھ کھڑے ہوے - تنقیہ دماغ ہوتے ہی - بیہودہ گوئی اور بدکلامی شروع کردی - گویا ریزش

کے ساتھ لیاقت و تہذیب بھی یہ گئی سے

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا | کہتی ہے تجکو خلق خدا غائبانہ کیا

تہذیب الاسلام مین اس سرخی والے مضمون کی رسی کو جنیو کیطرح بہت بٹا ہے۔ مگر اس تین لڑ کی رسی کا سارا بل کھلگیا بمصداق الٹی آنتین گلے پڑین" چونکہ اس مضمون کی نسبت اور تعلق معترض کیطرف مضاف ہی بنظر ان تعلقات کے حلقون کی زنجیر خود اونھین کے قلادہ گلو ہوئی۔ ع

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

اوس تین لڑ والی رسی کے مقدم و موخر یعنے دونون سرون پر بجائے گرہ۔ موٹے حرفون مین ہائے! اضافت مارگئی !! کے بڑے بڑے دو پھندے لگاکر انکی سلسلہ بندی ختم تو ہوئی مگر سالگرہ کے ڈورے اور شیطان کی آنت کیطرح دو لڑین لام اور فی کی رشتہ حیات کے مانند قطع کرکے صرف من کی ایک لڑ بہت لنبی بٹکر صفحہ ۲۹۵۔ سے ۳۱۲ تک لیگئے ہین۔ یہ ایک لڑ کھچتے کھچتے گھسٹتے گھسٹتے آخر کو گھس گھسا کر لوٹی اور ساری بٹن کھلگئی۔

یہ ایک ایسی لفظ ہی جو کلمہ حق برزبان جاری کیطرح سے ہمارے برہمچاری جی مختون آریہ کے عقل اور لیاقت دونون کو مارگئی۔ اور فی الحقیقت اونکو کہین کا نہ رکھا۔ اور ہر شخص بافہم کی نظر مین اونکی استعدادی حالت کا جلوہ دے دیا افسوس ہی۔ ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

آپنے اس لفظ کا استعمال ہی نہ کیا ہوتا جسنے آپکو ناواقفیت کیطرف مضاف کردیا اور اسطرح سے کہ آپکو اوسکا جنس قرار دیدیا بیشتر انسان کو کلام کرنے اور لفظ کے استعمال کا محل دیکھنا چاہیئے پھر کلام کرنا لازم ہے۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۲۹۷۔ سطر ۱۲) من کی رسی مضاف اور مضاف الیہ کی گردن مین سُو وقت ڈالی جاتی ہی جبکہ دونون ایک ہی جنس کے ہون جیسے خاتم من ذہب یعنے سونے کی انگوٹھی۔ اگر اس رسی کو حماقت کے خرگوش کیطرح چھپا دیا جاوے تو خاتم ذہب فوراً بتادیگا کہ یہان من کی گولی پوشیدہ ہی۔ کیونکہ خاتم یا انگوٹھی سونے کی کسی ڈھیر یا سلاخ مین سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹکر بنائی گئی ہے۔ بنابرین پکار کر کہہ رہی ہے کہ مین سونے کی انگوٹھی ہون۔ مجھے سونے کی سلاخ سے کاٹا گیا ہی۔ جو شخص مجھے کسی اور دھات کیطرف منسوب کرتا ہی وہ جھوٹا ہے"

اور ایضاً صفحہ ۲۹۸ سطر ۱۰۔ سے صفحہ ۲۹۹ سطر ۱۳ تک) کیونکہ جس اضافت کی رسی نے انگوٹھی کو سونیکا ٹکڑا ثابت کیا ہی وہی رسی اللہ کی صفت جگر کے گلے مین پڑی ہوئی کہہ رہی ہے کہ

"عیسی اللہ کا ہم جنس ہے" اللہ میان خود تصدیق کر رہا ہے۔ کہ ابن مریم :- روح منہ (النساء)
"اللہ کی روح ہے"۔ یہان مالک و مملوک یا زید اور گدھے والا تعلق نہین ہے۔ وہ تعلق تو اول ہی سے ظاہر کیا
جاتا ہے۔ یہان انگوٹھی اور سونے اور جنسیت کا تعلق ہے جو مِن سے ظاہر کیا گیا ہے۔ ضمیرہٗ اللہ میان
کے لیے استعمال کیگئی ہے۔ آہ سے گول تخت یا اللہ کو بٹھا دو۔ تو روح من اللہ کا دربار لگ جائیگا
سلیمان کی انگوٹھی کیطرح امین کو چھپا دو۔ تو روح اللہ پکار اوٹھیگا۔ کہ مین اللہ کی روح یا ابن مریم
ہون۔ اب زرا استقبالیہ خاتم الذہب کے ساتھ کر کے نتیجہ نکال لو۔ کہ آیا اس قاعدہ سے اللہ کی روح
کا ٹکڑا یا اللہ کی روح کا حصہ یا اللہ کا تخت جگر سونے کی سلاخ سے انگوٹھی کیطرح لٹکر ایک عورت
کے رحم مین جاکر انسانی جامہ اختیا کر کے لوگون کو پند و نصیحت کرتا ہوا دس سکتا ہے۔ یا مارا جا سکتا
ہے؟ آہ! اللہ میان کو اس اعتناء تنے مارا۔ اللہ کے تخت جگر یا اللہ کی روح کے ٹکڑے کا اصلی
وطن بتاتے ہوئے ہمنے ترک اسلام مین سولھوین اعتراض کا سائن بورڈ
لگایا تھا۔ اور بتایا تھا۔ کہ لخت جگر کے گھر کو کونسی سڑک جاتی ہے۔ ہمارے سائن بورڈ کو ہمارے
دوستون نے شیطانی بوکھلی خیال کر کے بدکلامی کی ہوڑی سے توڑ کر گرانا چاہا۔

قولہ انتھا رضیہ کہی۔ (روح منہ) مین ترکیب اضافی کا قرار دینا ہم نہین سمجھ سکتے کہ کس
عاقل کا کام ہو ... ہمارے ... یہ نہین سمجھ کہ جار و مجرور اور مضاف و مضاف الیہ ایک
چیز ہین۔ ... فسوس کی بات ہے کہ معترض صاحب یہ عبارت لکھتے ہین کہ مِن کی رسی
مضاف اور مضاف الیہ کے گلے مین اسوقت ڈالی جاتی ہے جبکہ وہ دونون ایک ہی جنس کے ہون جیسے
خاتم من ذہب۔ نہین معلوم کونسا عاقل اوسکو مضاف اور مضاف الیہ کی ترکیب کہہ سکتا ہے۔
خاتم ذہب مین بیشک یہی ترکیب ہے۔ مگر خاتم من ذہب یہ ترکیب ہرگز نہین ہے۔ زرا کتب نحو
اوٹھا کر دیکھیے ... یہ ہے کہتے ہین کہ مِن کی رسی مضاف اور مضاف الیہ کے گلے مین اسوقت
ڈالی جاتی ہے جبکہ وہ دونون ایک ہی جنس کے ہون۔ نہین معلوم یہ انحصار کہان دیکھا شاید کسی ویدکی
عبارت ... معترض صاحب ... مقاصد ... بالتحقیق تحریر فرما دیا۔ ایسلیے کہ اگر کچھ غور فرماتے تو
معلوم ہوتا ... عربی مین دس معنون کے لیے آتا ہے۔
(۱) تبعیض (پ۴۔ آل عمران) حتی تنفقوا مما تحبون۔ یہانتک کہ خرچ کرو اوس چیز مین سے کہ دوست رکھتے ہو تم"
(۲) بیان جنس ( ) فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ پس پرہیز کرو نجاست سے اور وہ بت ہین"
(۳) ابتداء (پ۱۵ بنی اسرائیل) من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی۔ مسجد حرام سے مسجد اقصی تک"

(۴) زائد (یہ آیت نہین ہو) لایقم من احدٌ نہ کھڑا ہو کوئی ؎

(۵) بدل ( ) ارضیتم بالحیوة الدنیا من الآخرة کیا راضی ہوے تم ساتھ زندگانی دنیا کی عوض مین زندگانی آخرت کے ؎

(۶) ظرفیت (بابِ جمعہ) اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة جبکہ ندا دیا جاوے واسطے نماز کے روز جمعہ میں ؎

(۷) تعلیل (پ - نوح) مما خطایاهم اغرقوا بسبب اونکی خطاؤن کے غرق کیے گئے وہ لوگ ؎

(۸) بمعنی عن ( ) یا ویلنا قد کنا فی غفلة من هذا افسوس ہو ہم پر تحقیق کہ تھے ہم غفلت [illegible]

(۹) بمعنی با ( ) ینظرون من طرف خفی دیکھتے ہین وہ لوگ نظر خفی سے ؎

(۱۰) بمعنی علی ( ) ونصرناه من القوم الذین کذبوا اور نصرت دی ہمنے اسکو اوس قوم پر جنھون تکذیب کی ؎

ایسی حالت مین انحصار کر دینا اور فقط بیان بعض کا لیے بیٹھنا [illegible] ثابت ہو کہ یہ ثابت ہو گیا کہ من مشترک ہے دس معنون مین اور قاعدہ مشترک کا یہ ہو کہ بغیر قرینہ کے کسی معنے پر یقین کر لینا خلاف عقل ہو لہذا جس طرح قرینہ ہدایت کرے وہ معنی سمجھنے چاہیئے ہین - پس اب ہم کہتے ہین کہ سورہ نساء مین یہ آیت یون ہے انما المسیح عیسی بن مریم رسول الله وکلمته القاها الی مریم وروح منه [illegible] لفظون کے فرمایا ہے سبحانہ ان معنون کو [illegible] اب دیکھنا چاہیے کہ قرینہ کس معنی کی تعین کرتا ہے - انما المسیح کے کلمہ سے یہ ظاہر ہو کہ مسیح عیسی بن مریم رسول ہین خدا کے اور قاعدہ ہو کہ رسول مرسل کا غیر ہوتا ہے اور متحد نہین ہوتا ہو جب یہ انحصر غیریت کو بتلاتا ہو تو ضرور ہوا کہ روح منه مین بھی من کے ایسے معنی لیے جائین جسمین غیریت ہو پس تبعیض اور جنس کا ہونا تو باطل ہوا کیونکہ موافق اقرار معترض اس من کے معنی مقصود مین لہذا زائد بھی نہین ہے اور بدل اور ظرفیت اور تعلیل اور عن اور با اور علی کے معنون مین ہونا ہر ذی عقل پر واضح ہو اور معنی اسکا نرہ عقلا سے خارج ہے - لہذا قرینہ رسول الله جو ضروری ہونے غیریت کے درمیان مضاف اور مضاف الیہ کے اور رسول اور مرسل کے صاف بتلا رہا ہو کہ یہان پر من بمعنی ابتدا ہے اور معنی یہ ہین کہ مسیح روح ہین اوسکی جانب سے اور اوسکی جانب سے ہونا یہ ابتدا و انتہا کے خصوصیت کو بتلاتا ہو اسلیے کہ ہر مالک کو اپنے غلامون سے گو خصوصیت ہو مگر بعض کے لیے کچھ خصوصیات ہوتی ہین جسکے سبب سے وہ اوسکی طرف بالخصوص منسوب ہوتا ہو اس سے یہ خیال نہو کہ یہ خصوصیت فقط حضرت مسیح کے لیے ہے اور انبیا کیلیے نہین - اسلیے خصوصیات مختلف ہوتے ہین کسی کو کوئی خصوصیت ہوتی ہو کسی کو کوئی اور خصوصیت اوس سے زائد ہوتی ہے۔

بہر طور اگر عاقل منصف غور سے دیکھے تو صاف طور سے معلوم ہو جائیگا کہ مِن یہان پر ہرگز بیان
جنس کے لیے نہین ہے اور سب سے زیادہ عجب یہ ہو کہ ہمارے معترض نے اس مقام پر کئی غلطیان کین
ایک تو مِن کو منحصر جنسیت مین سمجھنا -
دوسرے مِن کو اس مقام مین جنسیت کے معنون مین قرار دینا اگر فی الحقیقت
معترض کو اعتراض ہی کرنا تھا تو مِن کو تبعیض کے معنون مین لیا ہوتا تو وہ پھر بھی جیسا ن ہوتا اور
معترض کو اگر مسلم مانا جاتا تو مفید بھی ہوتا - جیسا کہ بعض یہود نے رشید کے سامنے کہا تھا اور
اوسکا جواب پاکر خاموش ہو گیا اگر ایسا ہی کہا ہوتا تو یہ خیال ہم کر سکتے تھے کہ مخاطب کو ہمارے فی الجملہ
عربیت کا مذاق ہے مگر اسجگہ پر غلطی کر دی کیونکہ جنسیت کے لیے قرار دینا تو ایسا بے ربط ہو کہ بتلا رہا ہو کہ مخاطب
کو بالکل دخل عربیت مین نہین ہے -
تیسرے - غلطی یہ ہو کہ مخاطب جنسیت پر بھی قایم نہین ہو بلکہ ابتداے کلام جنسیت کی جانب
مائل ہو اور پھر تبعیض کیطرف متوجہ ہو یہ اضطراب محض ناواقفیت کی دلیل ہو و الا مرحق بین کی
نظر مین کسیطرح مخفی نہین رہ سکتا -

جواب از روے قرآن مجید (دیکھو پارہ چھٹا سورہ نساء رکوع ۲۲)

انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ ج القاھا الیٰ مریم وروح منہ ز فامنوا باللہ ورسلہ قف ولا
تقولوا ثلثۃ ط (حق بات تو اتنی ہی ہو کہ) مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح بس اللہ کے (ایک) رسول ہین اور
خدا کا حکم جو اوسنے مریم کیطرف کہلا بھیجا تھا (کہ بے شوہر حاملہ ہوجا اور وہ حاملہ ہوگئین) اور (ایک)
روح (تھی) جو خاص خدا کیطرف سے (دنیا مین آئی) تو اللہ اور اوسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور تین
(خدا) نہ کہو ط انتھوا خیراً لکم ط انما اللہ الٰہ واحد ط (اس سے) باز آؤ (کہ یہ) تمھارے حق مین بہتر ہو
بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے سبحانہ ان یکون لہ ولد م لہ ما فی السموات وما فی الارض ط وکفیٰ
باللہ وکیلا ہ وہ اس سے بری ہو کہ اوسکے اولاد ہو - اسی کا ہو جو کچھ آسمانون مین ہو - اور جو کچھ زمین
مین ہے اور اللہ سبکا کارساز ہے ع
لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً للہ ولا الملائکۃ المقربون ط مسیح کو خدا کا بندہ ہونے سے
ہرگز (کسی قسم کی) عار نہین اور نہ فرشتون کو جو (خدا کے) مقرب ہین ط ومن یستنکف عن عبادتہ
ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعا ○ اور جو خدا کا بندہ ہونے سے عار رکھے اور بڑائی کی لے تو عنقریب خدا
ان سبکو اپنے پاس کھینچ بلائے گا -

ناظرین۔ ان آیات کے معنی سے صاف صاف ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ خدا کے رسول تھے۔ اور اوسی کے بندے۔ اور مقصود آیت یہ ہی کہ خدا (مصداق لم یلد ولم یولد (س۔ اخلاص ترجمہ۔ نہ اوس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا)" ان افعال سے بری ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اولاد اسلیے ہوتی ہی کہ باپ کی مددگار ہو یہ تو باپ کا فائدہ ہوا اور اولاد باپکے مال ومتاع کی حقدار ہو یہ اولاد کا فائدہ ہوا پس خدا کے یہان یہ دونون باتین نہین۔ وہ اکیلا کارساز ہے۔ اوسکو مددگار درکار نہین وہ تنہا آسمان وزمین کا مالک ہی اوسکی ملکیت کا کوئی شریک وحقدار نہین ہے۔ چنانچہ معترض نے جو اپنا اعتراض گڑھنے کے لیے اس آیت کا ایک جز لیکر دھوکا دیا ہے۔ وہ ہمارے مندرجہ جواب قرآنی سے بدیہی البطلان اور معترض کی فریب دہی ظاہر ہو گئی۔

شاگرد۔ آپکے بیان جواب قرآنی سے یہ تو ظاہر ہوا کہ حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے خدا کے بندے تھے لیکن انجیل شریف سے مسیح کی الوہیت واضح ہے اور عیسائی جو یہ بحث کرتے ہین کہ قرآن مجید نے بائبل کا دودھی کر بیان ہے اسلیے اوسکو سمجھا دیجیے۔

اوستاد۔ اس جگہ مذہب عیسائی کے متعلق ہماری بحث نہین مگر تمہارے کہنے سے ہم تھوڑا سا بیان کرتے ہین جو عیسائیون کا عقیدہ چار انجیلون پر ہے (متی۔ مرقس۔ لوقا۔ یوحنا۔) یہ چارون کتابین جو اسوقت انجیل کے نام سے مشہور ہین۔ الہامی کلام نہین ہین بلکہ حضرت مسیح کے چار شاگردون نے اپنے سنے سنائے واقعات بیان کیے ہین۔ وہ بھی بہت دنون بعد اور بلا ترتیب۔ کسی شاگرد نے کوئی واقعہ کہین بیان کیا اور کسی نے کہین۔ اسلیے ان مین بھی اختلاف ہی۔

(۱) اگر یہ الہامی کلام ہوتا تو ترتیب مین فرق نہ ہوتا۔ اور پھر کوئی جھگڑا بھی نہ تھی۔

دوسرے (۲) ان چارون انجیل مروجہ کا طرز بیان بھی مثل توریت شریف اور قرآن مجید کے نہین ہی کیونکہ توریت مین جو احکام آئے ہین وہ اس طرز پر ہین کہ اے موسیٰ تو بنی اسرائیل سے یہ کہدے۔ اور یون حکم پہونچا۔ اور قرآن مجید مین بھی جہان جہان حکم اور امر ہوا ہی وہان وہان صیغہ خطاب امر حاضر کا وارد ہوا ہی۔ مثلاً قل ہو اللہ۔ قل الروح وقل ان کان۔ قل اعوذ وغیرہ وغیرہ۔ اور ان انجیلون کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا حال بطور قصہ کے شاگردون نے لکھا ہی۔

شاگرد۔ اگر یہ انجیلین وہ نہین ہین جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھین تو وہ انجیل کہان ہی؟

اوستاد۔ حضرت مسیح کے شاگردون نے خدا جانے کسطرح گم کر دیا۔ یا کسی مصلحت سے ایسا چھپایا کہ جسکا پتہ نہین چلتا۔ لیکن اسکے ہم ضرور قائل ہین کہ اصل انجیل جسکو ہم بھی کلام آلٰہی مانتے ہین

ضرور نازل ہوئی تھی۔ ہماری اس بیان کی تصدیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فرماتے ہین۔

دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۷۔ آیت ۱۴۔ مین لکھا ہی "مین نے تیرا کلام اونھین دیا"

اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے شاگردون کو انجیل دی۔

مرقس کی انجیل باب اول۔ آیت ۱۵۔ "اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ"

اس سے بھی ثابت ہی کہ حضرت نے انجیل پر ایمان لانے کو فرمایا پس لامحالہ وہی انجیل اصلی ہوگی اوسوقت یہ انجیلین کہان بیقین یہ تو حضرت کے بعد بہت دن پیچھے لکھی گئی ہین۔ بموجب ان دونون حوالون کے انجیل کا نزول ثابت معلوم ہوتا ہی کہ حضرت مسیح کے جملہ شاگرد جاہل اور ماہی گیر وغیرہ رزیل قوم کے لوگ تھے۔ اونھون نے انجیل پاک کی کچھ قدر و منزلت نہ کی اور اپنی بناوٹی باتون کے چھپانے کو اوسے ضایع کردیا اور محفوظ نہ رکھا جسکا آجتک پتہ نہین۔

ناظرین۔ اہل اسلام اوسی انجیل شریف کو کلام الٰہی مانتے ہین جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردون کو دی تھی "

چنانچہ انجیل لوقا باب اول آیت ۱ سے ۴ تک۔ ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے"

۱۔ چونکہ بہتون نے کمر باندھی کہ اون کامون کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کرین۔

۲۔ جسطرح سے اُنھون نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی۔

۳۔ مین نے بھی مناسب جانا کہ سبکو سرے سے صحیح طور سے دریافت کرکے تیرے لیے اے بزرگ تھیوفلس ترتیب لکھون تا کہ تو ان باتون کی حقیقت کو جسکی تو نے تعلیم پائی ہے جانے"

اس حوالہ سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لوقا کی بھی چشم دید نہین بلکہ سنی سنائی ہوئی بات ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کے بعد بہت عرصہ کا واقعہ ہی جبکہ تھیوفلس تھا۔ اور لوقا نے خود بیان کیا کہ جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے۔ اونھون نے ہمسے روایت کی۔ اس سے بڑھکے ان انجیلون کے اصلی انجیل نہونیکا اور کوئی ثبوت کیا ہوسکتا ہے۔

شاگرد۔ مانا کہ یہ انجیلین وہ اصل انجیل نہین ہے اور سنی سنائی مصنوعی باتین ہین لیکن ان انجیلون مین کوئی بات تو ایسی ہے جس سے حضرت عیسیٰ کو عیسائی خدا کا بیٹا کہتے ہین۔

اوستاد۔ اچھا ہم انھین چارون انجیلون مروجہ سے ثابت کرتے ہین کہ حضرت مسیح نہ خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے۔ بلکہ انسان مثل ہمارے تھے ہان انبیاے سابقین کیطرح ایک برگزیدہ نبی الوالعزم تھے۔

دیکھو متی کی انجیل باب ۳ - آیت ۱۶ - و ۱۷ - (۱۶) اور یسوع بپتسمہ پاکے وہین پانی سے نکل کے اوپر آیا اور دیکھو کہ اوسکے لیے آسمان کھل گیا - اور اوسنے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اوترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا - ۱۷ - اور دیکھو کہ آسمان سے ایک آواز یہ کہتی آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہی جس سے مین خوش ہون"

ناظرین - ایک یہ شہادت حضرت مسیح کے ابن اللہ ہونے کی ہے - اور **مرقس کی انجیل باب اول آیت ۱۰ - ۱۱ -** (۱۰) - اور جون ہی وہ پانی سے باہر آیا اوسنے آسمان کو کھلا اور روح کو کبوتر کے مانند اپنے اوپر اوترتے دیکھا - ۱۱ - اور آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے جس سے مین راضی ہون" یہ دوسری شہادت ہی -

لوقا کی انجیل باب ۳ - آیت ۲۲ - اور روح قدس جسم کی صورت مین کبوتر کیطرح اوسپر اوتری اور آسمان سے ایک آواز آئی - جو یہ کہتی تھی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے اور مین تجھ سے راضی ہون" یہ تیسری شہادت ہی نسبت الوہیت مسیح کے

یوحنا کی انجیل باب اول آیت ۳۳ و ۳۴ - اور مین اوسے نجانتا تھا پر جس نے مجھے بھیجا کہ پانی سے بپتسمہ دون اوسنے مجھے کہا کہ جسپر تو روح کو اوترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی ہی جو روح قدس سے بپتسمہ دیتا ہے - ۳۴ - سو مین نے دیکھا اور گواہی دی کہ یہی خدا کا بیٹا ہی"

یہ آخری شہادت حضرت یوحنا علیہ السلام کی ہے جو حضرت مسیح کے ہم عہد و ہمعصر تھے اور ایک قاعدہ سے حضرت مسیح کے اوستاد بھی تھے - کیونکہ انھین حضرت یوحنا نے حضرت مسیح کو بپتسمہ یعنے اصطباغ دیکر پاک و صاف کیا ہی تب آپپر روح اوتری اور آواز آئی -

شاگرد - جب ایسی ایسی شہادتین کامل اور صحیح حضرت مسیح کی الوہیت اور ابن اللہ ہونے کی موجود ہین تو ہم انکار کی کیا وجہ ہی - ہماری راے مین تو الوہیت بخوبی ثابت ہی -

اوستاد - بفرض محال ہمنے آپکا دعوی تسلیم کرلیا کہ حضرت مسیح خدا اور خدا کے بیٹے ہین - لیکن اب مین چارون انجیلون کی ورق گردانی مین تھوڑا وقت اور صرف کرتا ہون - کیونکہ مین ایسا سادہ لوح نہین ہون جو بغیر تحقیق و تصدیق تسلیم کرلون"

ناظرین - بنظر انصاف و غور یہان کی عبارت ملاحظہ فرمائیے -

متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۹ - مبارک وے جو صلح کرنے والے ہین - کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے"

۲ - متی کی انجیل باب ۶ - آیت ۹ - "پس تم اسیطرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے

تیرے نام کی تقدیس ہو"

۳- **متی کی انجیل باب ۱۰ - آیت ۲۰** " کیونکہ کہنے والے تم نہین - بلکہ تمہارے باپ کی روح جو تم مین بولتی ہے"

۴- **لوقا کی انجیل باب ۱۱ - آیت ۲** " اسنے اونسے کہا جب تم دعا مانگو تم کہو اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو -

۵- **یوحنا کی انجیل باب اول - آیت ۱۲** " لیکن جتنون نے اوسے قبول کیا اوسنے اونھین اقتدار بخشا کہ خدا کے فرزند ہون یعنے اونھین جو اوسکے نام پر ایمان لاتے ہین -

ان انجیلون سے بالا مذکورہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم تمام انسان خدا کے بیٹے ہین - اور ہم سب کا باپ خدا ہے - چارون انجیلین کثرت کے ساتھ اسکی شاہد ہین اگر تمام حوالہ نقل کیے جائین تو طول ہوتا ہے لہذا اسی پر اکتفا کی جاتی ہے - از روے تحریر اقلیدس علم متعارفہ اول (یعنے جو ایک چیز کئی چیزکے برابر ہو تو وہ سب آپس مین برابر ہوتی ہین) - کے ہم اور حضرت مسیح علیہ السلام اور سب انسان برابر ہوگئے - صرف اتنا فرق ہے کہ وہ پیارے بیٹے ہین اور ہم نہین - یعنے وہ نبی ہین اور ہم نہین ہین - پس وجوہات بالا سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام الوہیت سے بالکل خالی تھے -

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ - دیکھو متی کی انجیل باب ۱۹ آیت ۱۶ و ۱۷ - " ۱۶ اور دیکھو ایک نے آکے اوس سے کہا اے نیک اوستاد مین کونسا نیک کام کرون کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤن ؟ ۱۷ - اُسنے اس سے کہا تو کیون مجھے نیک کہتا ہے ؟ نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا پر اگر تو زندگی مین داخل ہوا چاہے تو حکمون پر عمل کر "

اس ثبوت سے بھی بدیہی ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود اقرار کرتے ہین کہ مین نیک نہین ہون مگر خدا - اب اس سے بڑھکے اور کیا ثبوت ہوگا - وہ خود کہتے ہین کہ مین خدا نہین ہون - کیونکہ جو نیک ہے وہ خدا ہے - مجھے صفت الوہیت حاصل نہین ہے - اسجگہ نیک کا لفظ بتا رہا ہے کہ صفات ذمیمہ و صفات سلبیہ جس سے کہ ذات خدا مبرہ و منزہ ہے بلکہ نیک وہ ہے جو صفات ثبوتیہ حسنیٰ رکھتا ہے - اوسکی طرف اشارہ ہے - اسی سے حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی ذات کو صفت نیک سے علیحدہ کیا ہے - یعنے مجھ مین ضروریات ستہ حیات وغیرہ موجود ہین اس سبب سے نیک نہین ہون -

ناظرین - دیکھے - دانایان فرنگ حکماے یورپ امور دنیاوی مین کیسے عاقل او محقق ہین جسکے تمام اہل دنیا قائل - لیکن امور دینی مین کیسے لایعقل ہین کہ آجتک مسئلہ تثلیث و توحید کی تحقیق سے قاصر ہین -

ایک موٹی سی بات بھی سمجھ مین نہین آئی - حضرت مسیح علیہ السلام کا قول اس جگہ بالکل صادق آتا ہے "کہ اے باپ تو نے اپنا بھید عقلمندون سے چھپایا اور نادانون پر ظاہر کیا"

جواب تحقیقی - اب ہم یہ دکھاتے ہین کہ یہ تخصیص کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے لیے نہ تھی بلکہ حضرت آدم کی بنائی پیدائش کے ذکر مین بھی بقید لفظ من لفظ روحی موجود ہے جو برھمچاری جی کی جہالت کو ثابت کر رہا ہے - دیکھیے (پارہ چودھوان سورہ حجر - آیت - ۲۹ - رکوع - ۲ - قرآن مجید مطبوعہ دہلی تفسیر حسینی) "فاذا سویتہ - پس جب درست کردون مین صورت اور ہیئت اوسکی و نفخت فیہ - اور لاڈن مین اوسمین من روحی - اوس روح سے کہ میری پیدا کی ہوئی ہے اور وہ جسم اوس سے زندہ ہو جائے - فقعوا لہ ساجدین - پس ہو اوسکو سجدہ کرنے والے"

شاید اب بھی برھمچاری جی پشیمان نہونگے - اور اپنی جہالت پر اڑے رہین گے - اگر وہان من کو جنسیت کے معنون مین قرار دیتے ہین - تو یہان بھی وہی من روحی موجود ہے پس کیا اسکے معنی بھی وہی ہونگے ہ حالانکہ ایسا نہین ہو - پس اگر اب بھی کچھ شک ہو تو دیکھیے (چوبیسوان پارہ - رکوع - ۱ - آیت - ۱۴ قرآن مذکورہ بالا) رفیع الدرجٰت ذو العرش یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق ۱۵ (ترجمہ لفظی اردو) بلند درجون والا ہے صاحب عرش کا ڈالتا ہو روح کو حکم اپنے سے اوپر جسکی چاہتا ہے بندون اپنے سے تو کہ ڈرا دے دن ملاقات کے سے **تفسیر حسینی** - رفیع الدرجٰت - وہ بلند کرنے والا بندون کے درجون کا دنیا مین تفاوت طبقات کے ساتھ اور عقبیٰ مین مراتب اور مقامات کا تفاوت کرکے یا انبیا علیہم السلام کے درجے بلند کرنے والا ہو حضرت آدم کا درجہ صفوت کے ساتھ بلند کیا - اور حضرت نوح کا درجہ دعوت کے سبب سے اور حضرت ابراہیم کو خلت اور حضرت موسیٰ کو قربت - اور حضرت عیسیٰ کو زہادت اور حضرت محمد مصطفے صلعم کو شفاعت عطا فرماکر ذو العرش - خداوند عرش ہے - یعنے خالق اور مالک اوسکا ہے یا ملک اور سلطنت کا خداوند ہے یلقی الروح - ڈالتا ہو روح کو من امرہ اپنے حکم سے یا بھیجتا ہو جبرئیل کو علیٰ من یشاء جسپر چاہتا ہو من عبادہ بندون اپنے مین سے یعنے رتبۂ نبوت عطا فرماتا ہو جسے چاہتا ہے - لینذر یوم التلاق ۱۵ تا کہ ڈراوے وہ جسپر وحی آئی ہے آدمیون کو ملاقات کے دن یعنے جسدن کہ روحین جسمون سے ملین گی - یا اہل زمین و آسمان وغیرہ"

اب روح کے معنی بیان کیے جاتے ہین - روح بمعنی بندہ[۱] یا مخلوق - یا رسول[۲] - یا وحی[۳] یا حکم[۴] وغیرہ - دیکھیے اسکے معنی بھی قرآن مجید ہی بتلا رہا ہے (پندرھوان پارہ - سورۂ بنی اسرائیل - رکوع - ۹) ویسئلونک عن الروح ط اور (اے پیغمبر لوگ) تم سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہین تو قل الروح

من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۵ (ترجمہ) کہدو کہ روح بھی میرے پروردگار کا ایک حکم ہے
اور تم لوگون کو (اسرار الٰہی مین سے) بس تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے"
چودھوین پارہ آیت ۱۳۴ تفسیر حسینی کے حوالۂ مذکورہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ روح کے کیا معنی ہین۔ روح
بمعنی رسول جو بیان ہوئی اوسی لحاظ سے حضرت جبرئیلؑ کا لقب "روح امین" ہے۔ "یعنے امین وحی" - اور
روح اللہ خاص خطاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جیسے آدم صفی اللہ۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ موسیٰ
کلیم اللہ۔ محمد رسول اللہ۔ اسمٰعیل ذبیح اللہ۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ خطابات مخصصات ہوتے ہین جنسے
اظہار قربت و مرتبت۔ پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اکابرین و معززین و عمائدین کو بادشاہون کیطرف
سے خطابات ملتے ہین۔ تاکہ اونکی افزایش مرتبت و خصوصیت ہو۔
برہمچاری جی۔ اگر آپ اب بھی "روح اللہ" کے معنی حصر کے ساتھ جنسیت ہی کے لیتے ہین "یعنے
اللہ کی روح کا ٹکڑا یا اللہ کی روح کا حصہ یا اللہ کا لخت جگر" تو حضرت آدم علیہ السلام کو بھی بمصداق۔
"من روحی" اللہ کی روح کا ٹکڑا یا اللہ کی روح کا حصہ یا اللہ کا لخت جگر بدرجۂ اولی ماننا پڑیگا
اسوجہ سے کہ حضرت عیسیٰؑ تو صرف بے باپ ہی کے پیدا ہوئے اور حضرت آدمؑ بغیر مان باپ کے اور حضرت عیسیٰؑ مسجود نہین قرار پائے اور
حضرت آدمؑ مسجود ملائکہ گردانے گئے بسبب سجدہ کرنے ملائکہ کے یہ خصوصیت حضرت آدمؑ کی کسقدر خصوصیت و علویت
قربت۔ الوہیت ظاہر کرتی ہے۔ اور باعتبار تسابق زمانہ اور اس سبب سے کہ ابو البشر تھے۔ حضرت آدم ہی
زیادہ اسکے حقدار ہین کہ اللہ کے لخت جگر بلکہ خلف اکبر قرار دیئے جاتے۔ برہمچاری جی کی اس بات مین
صریح غلطی ہے۔ اور نا انصافی۔ اگر معترض نے یہ اعتراض سہواً کیا ہے تو جہالت اور اگر عمداً کیا ہے
تو حماقت پر دال ہے۔ اسوجہ سے کہ علویت آدمؑ کی حضرت عیسیٰ پر ثابت ہے یعنی خلف اکبر ہی زیادہ
احق ہے کہ اوسے خلافت و میراث دیجائے۔ شاید اسی خیال سے خدا نے اپنی ولیعہدی بھی دی
تاکہ انکا استحقاق بمقابل دوسرے کے زیادہ ہو جائے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے واذ قال
ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ ج۔ اور (اے پیغمبر لوگون سے اسوقت کا تذکرہ کرو)
جب تمہارے پروردگار نے فرشتون سے کہا کہ مین زمین مین اپنا ایک نائب بنانیوالا ہون"
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم ط اللہ کے ہان جیسے آدم ویسے عیسیٰ کہ خلقہ من تراب ثم قال لہ
کن فیکون (خدا نے) مٹی سے آدم (کے پتلے) کو بنا کر اسکو حکم دیا کہ (آدم) بن جا۔ اور وہ
(آدم) بن گیا"
اس مثال سے نصاریٰ و یہود دونون کو متنبہ کرنا مقصود ہے نصاریٰ کو اسطرح پر کہ اگر عیسیٰ کا بے باپ کے

پیدا ہونا ان کے خدا یا ابن اللہ ہونے کی دلیل ہے تو آدم کے مان اور باپ دونون نہ تھے اونکو بدرجہ اولیٰ خدا یا ابن اللہ ہونا چاہیئے ۔ اور یہود سے یہ کہنا منظور ہے کہ جس خدا نے بے مان باپکے پیدا کردیا اوسے عیسیٰ کا بے باپکے پیدا کرنا کیا عجب ہی ۔ تو عیسیٰ کی پیدایش مین بدگمانی کیون کرتے ہو پس اس آیت سے خلافت فی الارض حضرت آدم کی ثابت اور دعوی میراث حضرت عیسیٰ کا بے پدری معترض باطل و خارج ہونا چاہیئے ۔

برھمچاری جی ذرا عقل سے کام لینا چاہیئے ۔ خیال فاسد دل سے نکال ڈالیے ۔ وہ بات کیجئے کہ جسمین کچھ بھی ایراد مشکل ہو ۔ یہ اعتراض تو قدیم سے مخالفان اسلام نے کئے ہین اور ایسے ایسے جواب شافی و مسکت دیے گئے کہ پھر اونھین اعتراض نہ سوجھا ۔ اگر آپ اسلامی کتب مناظرہ و مکالمہ دیکھتے تو حاشا یہ جرأت نہ کرتے اور منھ پر مہر سکوت مثل سکوت کا اقرار کے لگجاتی ۔

اب ہم الزامی جواب سے ثابت کرتے ہین کہ آریون کے ایشور کے کتنے ٹکڑے ہین ۔

(۱) الزامی جواب ۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۹۵ ۔ سطر ۳) ۔

"اے اگنی (پرمیشور) ! مجھے وہ اعلی عقل و ذہانت عطا کر جسے دیو (عالم) اور پتر (عارف) بہرہ مند ہین"

اب دیکھنا چاہیے کہ اگنی کے متعلقات ۔ اور منسوب الیہ کتنے ہین یعنی جتنے اس اگنی کے عوامل ہین اوتنے ہی ایشور کے بھی ٹکڑے ہونگے ۔ یہان اگنی پرمیشور کی صفت واقع ہی تو پرمیشور اور اگنی مین باعتبار صفت مساوات ہوئی پس بنا بران پرمیشور مین فضیلت نہ رہی ۔ حالانکہ یہ غلط ہی ۔ کیونکہ درمیان خالق و مخلوق کے کمال فرق ہے ۔ اور اگنی کو اگر نسبت قرار دین تو پرمیشور ۔ آگ کا تنور یا کانون وغیرہ ہوگا ۔ اور دوسری آگ اوسکا ایک جز ۔ یا حصہ یا ٹکڑا ہوگا جیسے خاتم ذہب بقول معترض ۔ پس چراغ ۔ شمع ۔ لیمپ ۔ مشعل ۔ چولھا ۔ بھٹی ۔ سورج ۔ ستارے گیس وغیرہ وغیرہ سب اگنی کے ٹکڑے یا جز ہونگے ۔

۲ ۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۴۸ سطر ۳) "۳۳ ۔ دیوتا ہوتے ہین یعنی ۸ وسو ۱۱ رودر ۱۲ ۔ آدیتیہ ۔ ۱ ۔ اندر ۱ دوسرا ۔ پرجاپتی"

اور پھر صفحہ ۳۴۷ سطر ( ) "یعنی وہی ایک پرمیشور چونتیسوان دیوتا ہے" مین لکھا ہی ۔ دیکھیئے یہان ایشور کے ۳۴ ٹکڑے کیے گئے ۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مثل ۳۳ دیوتاون کے چونتیسوان ۳۴ دیوتا پرمیشور ہے ۔ تو بحیثیت مساوی بقاعدۂ اقلیدس پرمیشور مین کوئی فضیلت

نہین رہی - اور اسطرح پر نسبت جزئی و کلی بھی قایم نہین رہتی - چونکہ ۳۳ دیوتا مخلوقات سے ہین
یعنے - اگنی - آفتاب - سیارے - زمین - پانی - ہوا - وغیرہ کو دیوتا قرار دیا ہی - اور مثل ان تینتیس دیوتاؤن کے
چونتیسوان دیوتا پرمیشور ہی تو ظاہر ہوا کہ پرمیشور بھی انھین کے مقابل قدرت رکھتا ہی - اور اگر یہ کہا
جائے کہ وہ یعنے پرمیشور زیادہ قادر ہی - تو یہ غلط کیونکہ پرمیشور بھی بغیر [illegible] پرکرتی یا جیو کے کچھ
کرسکتا ہے نہ جیو نہ پرکرتی - یون بھی باعتبار مجبوری [illegible] قدرت پرمیشور اور مخلوق یکسان ہوئی
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرمیشور بھی مثل اور دیوتاؤن کے مخلوق ہے - جبکہ آریہ ان مخلوقات
کو دیوتا مانتے ہین تو انکو عناصر پرست کہنا بہت ٹھیک ہی - کیونکہ دیوتا [illegible]

۵ - رگوید مین لکھا ہے کہ پرمیشور [illegible] سرو ویاپک ہی - بقول دیانند جی تو اب غور کرنا
کہ اشیاے عالم کسقدر ہین یعنے حیوانات - نباتات - جمادات - وغیرہ اور [illegible]
حساب سے پرمیشور کے کتنے ٹکڑے ہوے حساب غیر ممکن ہی - چونکہ پرمیشور [illegible] سرو ویاپک ہی
تو ہر غلہ کے ہر ہر دانے مین سرو ویاپک ہوگا - پس جبکہ کھانے والے غلے گیہون [illegible] جوار - چینا
یا جھڑے - وغیرہ چکی مین پیسے جاتے ہین تو کسقدر ٹکڑے پرمیشور کے ہو جاتے ہونگے - اور بعض غلہ ایسے
ہین - جیسے تل - سرسون وغیرہ اور پرمیشور اونمین سرو ویاپک ہی - تو جب کولھو مین انکا تیل نکالا
جاتا ہی تو پرمیشور کے کتنے حصہ یکجا ہو جاتے ہونگے - اور پرمیشور کی کیا حالت ہوتی ہوگی بعض
غلہ دال کے کام مین آتے ہین مثل ارہر - مسور - مونگ - ماش - وغیرہ کے دلنے کیوقت انکے ساتھ
پرمیشور کے کتنے حصے ہوے - اسی خیال سے ماش کی دال مین پرمیشور زیادہ سرو ویاپک ہوگا کیونکہ
یہ مولد ریاح زیادہ ہے اسکا استعمال شاید اہل ہنود مین اسی سے زائد ہے کہ ماش ریاح زیادہ پیدا
کرتا ہے - تاکہ ریاح کے ہمراہ پرمیشور بھی بآسانی خارج ہو جائے - یہ ظاہر ہے کہ پرمیشور ہر خلا حتی کہ
شکم وغیرہ مین موجود رہتا ہے -

۶ - محیط کل ہونے سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ پرمیشور رحم - و شکم و دیگر اعضا جنین خلا ہی موجود رہتا ہی
تو اس لحاظ سے جتنے - مرد - اور عورتین اور اونکے مقامات خلا ہین - پس اوتنے ہی حصے پرمیشور کے
بھی ہوے - کیونکہ ہر رحم مین ایشور موجود - اور ہر مقام خلا - یعنے کنوان - گڑھا - تنور - چولھا - مٹکا
گھڑا - مٹھور - مٹھری - سنڈاس - نالہ - پیپ - پاٹ - صندوق - بکس - الماری - دروازہ - کھڑکی
دالان - کوٹھری - تہ خانہ - بالاخانہ - پاخانہ - اعضاے تناسل - مقعد - وغیرہ وغیرہ مین جب ایشور
ہے اور یہ مقام بند ہوے تو ایشور بھی انمین بند ہوگیا - تو اس حساب سے ایشور کے کتنے ٹکڑے ہوے -

آریہ - تہذیب الاسلام صفحہ ۲۹۹ سطر ۱۳ - لغایتہ صفحہ ۳۰۰ سطر ۳ حکیم صاحب کے اس جواب کے "او بے حیا اخود تمہارا خدا ہر جگہ ہے تو کیا عورت کے رحم مین نہین ہے ؟ کیا اسکی روح وہان سے الگ ہو ؟" جواب مین کہتے ہین کہ :-

اگر حضور کے نزدیک سچی بات کہنا بے حیائی ہے تو مین اللہ میان کیطرح اس بے حیائی پر فخر کرتا ہون کیونکہ جیسا کہ قرآن شریف مین ہے ان اللہ لا یستحی من الحق (ترجمہ) "اللہ میان کو بھی حیا نہین آتا ہے سچی بات سے" یعنے وہ سچی بات بغیر کسی قسم کی شرم کے کہدیتا ہے اسیطرح مین بھی کہتا ہون - کہ پرماتما سب جگہ حاضر ناظر ہے وہ نرکل نہین ہے - اسکا جسم نہین پھر "اسکی روح" کیا معنی ؟ روح تو اکارتی ہے اللہ کی کیونکہ اگر اللہ کے جسم مین روح نہ ہو - تو وہ پالکی یا تخت پر کیونکر بیٹھ سکے ؟

ذوالفقار حیدری - مہاراج برہمچاری جی بہی بات پر غصہ نہ کرنا چاہیے - بلکہ سچی بات کا سچا جواب دینا چاہیے - آپکے یہان آپکے ایشور کو حاضر ناظر نہین مانا ہے - یہ آپکا اعتراض اور مین مانا اور تادنی مسئلہ اس مسئلہ مین تو آپ اسلام کے پیرو ہوجاتے ہین ع

دیوانے کی مطلق العنانی	ہے باعث مرگ ناگہانی

خود روی اچھی نہین - اپنے جادہ مستقیم سے نہ بہکیے - یہ فقرے مین نوبت قدری سے بعید ہین - ڈہلکتا پن اور تلون مزاجی شان عقلا نہین ہے - آپکے یہان ایشور کو سروویاپک مانا ہے - پنڈت لیکھرام مقتول نے مہاراج دیانند سرستی سے دریافت کیا کہ اکاش مین ایشور ایک جگہ کیونکر رہ سکتا ہے ؟ مہاراج دیانند سرستی نے ایک پتھر زمین سے اوٹھا کر بتایا کہ ایشور اسمین بھی سروویاپک ہے تو پنڈت لیکھرام نے اوسوقت یہ سوال پیش کیا کہ جبکہ ایشور پتھر مین موجود ہے تو بت پرستی پر کیون اعتراض ہے ؟ دوسرے آپکے یہان ایشور جیسا کل اوپر حتی کہ عورت کے رحم شکم اور مرد کے اعضا تناسل اور مقعد مین موجود مانا گیا ہے - اسی اعتراض سے بچنے کے لیے آپنے حضرت عیسی علیہ السلام پر اعتراض کیا ہے حالانکہ یہ اعتراض بالکل غلط ہے - ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جیسے ہم رد کر چکے ہین - لو فرضاً ایسا ہی مان بھی لیا جائے - تو بھی کچھ مضایقہ نہین کیونکہ حضرت عیسی بھی آدمی - بشر - انسان ہی تھے - اگر وہ نو مہینے رحم مین رہے تو کیا ہرج ہوا - آپکا ایشور جسے آپ چوبیسون دیوتا (خدا) مانتے ہین وہ آریہ لوگ ہمیشہ سنکھون برس سے باوجود خدا ہونے کے - رحم شکم مقعد وغیرہ کی غلاظت مین آلودہ رہا ہے اور نہ معلوم کبتک رہیگا - آپکا یہ کہنا کہ وہ یعنے پرماتما نرکل ہے اوسکا جسم نہین پھر اوسکی روح کیا معنی ؟ آپ ہی نرکل بھی تسلیم کرتے ہین - اور پھر جسم بھی نہین مانتے

یا نقیض کیسی - اور تضاد کیسا - جب ایشور کو نور کل کہا تو وہ مجسم ہوگیا - کیونکہ نور مجسم اور ممیزہ ومحسوسہ مانا گیا ہے - اگر مجسم نہ مانا جاتا تو ایشور کا نام سوریہ (سورج) نہ ہوتا - کیا سورج مجسم نہین ہے - ضرور ہے - کوئی اندھا بھی ایسا نہ کہیگا کہ سورج مجسم نہین ہے - اور اگنی بھی ایشور کا نام ہے حالانکہ وہ بھی یعنے اگنی (آگ) بھی مجسم ہے - اگر ایشور کو نور کل کہا گیا ہے تو اور نورانی اشیاء - یعنے ستارے - چراغ - شمع - لیمپ - گیس - تنور - بجلی - چولھا - بھٹیاں - انگیٹھی بھاڑ - وغیرہ بمنزلہ جزو ہونگے - جبکہ جزو مجسم ہین تو کل تو بہ نسبت جزو کے کہین زیادہ اور بطریق اولی مجسم ہوگا بمصداق الجنس یمیل الی الجنس اور موافق نسبت کلی و جزئی - ایشور بھی مجسم مانا جائیگا - اور ایشور کو سوریہ - باعتبار صفت کہا گیا ہے تو بھی غلط ہے کیونکہ صفت وہی نور ہوگا اور نور مجسم ہے پس موصوف بھی مجسم ہوا - اگنی اور سوریہ - دونون مجسم اور مخلوق ہین پس ایشور بھی مجسم ہوا اور اگنی اور سوریہ سے باعتبار صفت مساوات ہوئی تو ایشور بھی مخلوق ہوا - کیونکہ خدا کا نام مخلوق سے جدا ہونا چاہیئے - تاکہ امتیاز - وافتراق ہو سکے - اسی وجہ سے خدا کے نام اسم اعظم اور اسماے حسنی کہلاتے ہین - اور اہل اسلام مین اسی امتیاز اور ادب کے لحاظ سے بجنسہ خدا کے نامون پر نام نہین رکھتے اور اگر رکھتے ہین تو فرق امتیازی لگا دیتے ہین - جیسے رحیم الدین - کریم اللہ - عبد الرحمان - عبد الشکور - محمد شکور - وغیرہ وغیرہ - خدا کے اسماء ایسے نہین ہین جو مخلوق کے بھی نام ہون جیسے آگ - سورج - ہوا - مٹی - اینٹ - پتھر - روڑا - پانی - اسلام مین ایسی مثال نکے نام نہین ہین - بلکہ خلاق - غفار - رحمن - قادر - ناظر - حافظ - علیم - حکیم - جلیل - عطوف - ستار - رؤف - رحیم وغیرہ متعدد ہین - اگر تمام عالم مین ڈھونڈھا جائے تو بجنسہ ان نامون مین سے کسی کا نام نہ ملیگا -

پس جب ایشور بباعث نور کل واگنی وسوریہ - وبھومی - جل - اکاش وغیرہ نامون کے مجسم ثابت ہوگیا - تو وہ سرو ویاپک ہونے کی حالت مین اندرون رحم ومقعد وشکم واعضاے تناسل وجسمانی خلاء - کیونکر حلول ودخول کرتا ہوگا - کیونکہ اگر جسم ثقیل رکھتا ہے تو تنگ مقامات مین گذر دشوار ہوگا اور جب بعض جگہ موجود اور بعض جگہ نابود - یعنے غیر حاضر تو صفت محیط کل اور سرو ویاپک کی جاتی رہے گی - اور اگر یہ کہا جائے کہ جسم لطیف رکھتا ہے - مثل - ہوا - روشنی - بو وغیرہ کے تو اس حالت مین اوسکا حلول ودخول ممکن ہے - پس مثل ہوا - اور بو ہونے کے لحاظ سے ایشور روح ہو سکتا ہے - جب ایشور روح ہوا تو اوسے بھی مثل ۳۳ دیوتا کے مخلوق ماننا پڑیگا "

پالکی اور تخت کی نسبت جو برہمچاری جی کا طنزیہ اشارہ ہے - سنیئے پالکی اور تخت پر شاہ وشہریار

راجہ مہاراجہ - امیر دولتمند بیٹھتے ہین - اونکو یہ مقام زیبا ہین -
مگر میلے اور غلیظ پر تو مہتر - بھنگی بھی نہین بیٹھتا - وہ اپنا کام کرکے علیحدہ ہوجاتا ہی لیکن آپکا ایشور
ایسا ہے کہ وہ ذوق وشوق سے وہان باس (مقام) کرتا ہے اور اپنی قوت جاذبہ کو کام مین لاتا ہو
جو اوسمین لا انتہا ہے -
اور بسبب محیط ہونے کے سور - گدھے - کتے - بلی - کتی - چھپکلی - گھوڑے - ٹٹو - پر سواری
کرتا ہے - اوس بیچارے گنہگار کو پالکی کہا نصیب - ع - بد اندر لوزنہ لذات ادرک
غلیظ کے کیڑے کو غلیظ ہی مین رہنا [illegible] ہے -
بباعث ہمہ اوسی اور سرو یا پک ہونے کے جب برسات مین ہر کون پر تنکر کی کو ٹالی ہوتی ہے تو کیسی تان تکر
درمٹون سے ایشور کی قدر کو کی جاتی ہے - توبہ ہے - توبہ -
اور [illegible] (رنڈیون) کے یہان تو آپکا ایشور کی عجب حالت ناگفتہ بہ ہوتی ہوگی بس ایشور کا
[illegible] ہے - [illegible] برہمچاری جی آپکی عقل پر تو پتھر پڑ گئے ہین - دماغی کیڑون سے بچنے
کے لیے اپنا کرم خوردہ [illegible] عقل [illegible] کہ جو آپ وید کے ایشور اور ورفگو دیانندجی
کو گرو مانتے ہین - ذرا مہربانی کرکے سوچ سمجھ لیا کیجئے - بے اندیشہ بات کرنا خلاف عقل ہے - یاد رکھیے
[illegible] جاوے گی جھوٹ بولنے والے پرلعنت ہو -
[illegible] تہذیب الاسلام صفحہ ۱۰۰ سطر ۴ - لغایت سطر ۱۳ "حکیم صاحب کے اس جواب
سن [illegible] دیانند گرو نے لکھا ہے کہ پرمیشور کا نام "کھم" ہے اسلیے کہ وہ مثل خلا محیط ہے" کے
جواب [illegible] لکھتے ہین کہ :-
"گورودم تو آپ لوگون کی موروثی جائداد ہے - مرنے کے بعد بھی نہین چھوڑ سکتے ہو - سوامی جی پر گورودم
کا الزام لگانا نادانی ہے - آپ صریحًا جانتے ہین کہ جسقدر سوامی جی پر گورودم کے خلاف تھے - اتنا شاید آپکا
اللہ بھی بت پرستی کا مخالف نہین ہی - ورنہ مجال نہ تھی - کہ وہ ہندؤن یا بت پرستون کیطرح اپنا مندر یا
بیت اللہ بناتا اور اسکی پرکرما (طواف) کرنے کی لوگون کو تاکید کرتا - ہم مانتے ہین کہ پرمیشور سو یا یک
ہے اور مثل خلا محیط ہے آپکا اللہ بیمارون کیطرح پالکی نشین ہوکر آسمانون کے اوپر معلوم نہین کہان
بیٹھا ہوگا - کہ اسکے دوست کا براق بھی وہانتک نہ جا سکا -
ذوالفقار حیدری - واہ واہ برہمچاری جی آپ اپنے گورو کا نام سنتے ہی جامہ سے باہر ہوگئے
اسلام کسقدر آپکے واسطے جانفشانی کر رہا ہی - لیکن آپ سچی بات کو ٹالکر بغلین جھانکنے لگتے ہین -

سنیے آپنے گرو ہرگز بت پرستی کے خلاف نہ تھے کیونکہ آپکے گرو ہمیشہ شیولنگ (شیو کے عضو تناسل) پوجتے رہے ۔ مہاراج کی عمر اوسط برس کی ہوئی جسمین ۴۹ برس شیو کا عضو تناسل پوجا۔ کچھ آپ ہی نہین پوجا بلکہ لوگون سے بھی پوجواتے رہے۔ اگر کہین پتھر کا نہین ملا تو مٹی کا عضو تناسل بناکر پوجا ۔ مہاراج اور مہاراج کے پتا (والد) اس لنگ یعنے عضو تناسل کے ایسے شیفتہ و فریفتہ تھے کہ توبہ ہی بھلی ۔ اور یہ خدا جانے کیون ؟ ۔

ہمکو ایسے فحش باتون اور اس افحش بت پرستی کا ذکر کرتے سخت شرم معلوم ہوتی ہے لیکن ایشورنے کچھ ایسا سبق پڑھایا ۔ کہ مہاراج نے باوجود وید خوانی اور ویاکرن وغیرہ پڑھنے کے ایسی فحش بت پرستی کو اختیار کیا حالانکہ جاہل سے جاہل شخص بھی ایسی بے شرمی نہ کریگا چارون وید اور ویاکرن دریا برد کردیے ۔ آپکی ذات سے یقین ہے کہ آپ ضرور کٹھ حجتی کرکے دھندلائینگے ۔ جیسے حکیم صاحب کے مقابلہ مین ابتدا سے سرشٹی والے مضمون پر آپنے اعتراض کیا اور دھندلایا کہ ستیارتھ پرکاش مین سے یہ اپنی من گھڑت عبارت نکالکر ہمین دکھادو ۔ حالانکہ ستیارتھ مین بجنسہ وہی عبارت موجود تھی ۔ جیسے ہمنے تیرھوین اعتراض کے جواب مین دکھایا ہے بیشرمی بات ہے انکار ۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔

ہمسے بھی کہنے لگین کہ ایسا کہان لکھا ہی تو ہم حفظ ماتقدم کرکے خود ہی بتائے دیتے ہین ۔ مہاراج کے جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج مین یہ مضمون موجود ہے ۔

ہوم کرنا بھی صریح آتش پرستی ہے جسے ہم بیشتر ثابت کرچکے ہین ۔

عناصر پرستی کا اسی سولھوین اعتراض مین ہم ثبوت دیچکے ہین ۔ جیسے آتش پرستی و عناصر پرستی و لنگ ”یعنے عضو تناسل“ پرستی ۔ وید پرستی ۔ ویسے ہی بت پرستی ۔ اور گاؤ پرستی ۔ اور زن پرستی ۔ اور فرج پرستی وغیرہ ایک ہین ۔ اور محیط کل اور سرو ویاپک کا ماننا تو پورا پورا شرک ہے ۔

شاگرد ۔ یہ سب تو معلوم ہین مگر یہ فرمایئے کہ زن پرستی ۔ اور فرج پرستی کیا ہے ۔

اوستاد ۔ زن پرستی مسلہ نیوگ پرستی ہے کہ جسمین عورت کی خوشی کے واسطے دیوث (بھڑوا) بنجائے ۔ اور فرج پرستی یہ ہے کہ لنگ کی مورت کے نیچے ایک جلہری بشکل فرج ہوتی ہے پس جب لنگ کی پوجا کی تو فرج کی پرستش ہوئی اسلیے کہ لنگ کی مورت بغیر جلہری کے اور جلہری بغیر لنگ کے نہین ہوتی ۔ دونون کا چولی دامن کا ساتھ ہے شیو کے ہر مندر مین دونون موجود ۔ یہ کیون ؟ اسلیے کہ شیو کی میتھنی یعنے ازدواج سے آگاہی ہو ۔ اور شیو کی خواہش پرستی کا نمونہ پیش نظر ہو ۔ اور مہاراج کوئی شوالہ یا مندر کیا بنالے

وہ تو انتہا کے بخیل جز رس پنجوس تھے کوڑی کوڑی جمع کر کے اور مہاراج کی خوراک کا غلہ جو میز بانون کے یہان سے مفت کا آتا تھا وہ غلہ تک نذر کا روپیہ پیسا وغیرہ سب کا سب اکٹھا کر کے آٹھ آنے سیکڑہ پر مہاجن کے یہان رکھوا دیتے تھے۔ خیرات تو سخی اور دریا دل لوگون کا کام ہے۔ نہ کہ مہاراج کے ہم خیال لوگون کا۔ ایسے لوگ ہمیشہ اپنی شکم پروری اور ذاتی منفعت کے آگے دوسرون کی بہبودی نہین چاہتے جنسے اونکے والدین اور اعزا کو عوض راحت کے رنج و ملال جانکاہ پہونچا ہو۔ ایسون سے دوسرون کو کب فائدہ پہونچ سکتا ہے۔

مگر ہان فرخ آباد مین وید کا مندر سوامی جی کی اشتعال سے قایم ہوا قبل وہ مندر بن رہا تھا۔ مہاراج اوسکے مالک سے ملے اور اشتعال دیکر بجائے شیو کے لنگ کی وید استھاپن کرا دیا۔ وید کا مندر قائم ہوگیا۔ پاٹشالہ کی آمدنی رفتہ رفتہ مہاراج کی پاکٹ یعنے جیب خاص مین داخل ہوگئی ایک لاکھ روپیہ مہاراج مانگتے ہی مانگتے مرگئے اگر روپیہ ملجاتا تو مندر بھی بنجاتا۔ اور حسرت بھی مہاراج کے نکلجاتی۔ جیب بھی بھر جاتی۔ لیکن عصمت بی بی از بیچادری کا مضمون تھا گو کہ مہاراج تمام عمر اس امید پر برھمچریہ رہے۔ کہ کسی طرح چار سو برس کی عمر ہو مگر ساٹھ برس تک بھی نہ پہونچے۔ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔ اب بھی اونکے لایق چیلے جو آریہ سماجون کے لیے مکان بنواتے ہین تو اوسمین اندر یا باہر مہاراج کی تصویر ضرور لگاتے ہین۔ بس مورت اور تصویر مین کیا فرق ہے۔ کیونکہ کسی نے مکان بناکے مہادیو استھاپن کر دیا۔ کسی نے رامچندر جی کی مورت رکھدی۔ کسی نے مکان بنواکر ہنومان جی کی مورت رکھدی۔ کسی نے مکان بناکے دیانند جی کی مورت رکھدی۔ کسی نے مکان بناکر وید کی کاغذی مورت رکھدی۔ مطلب سبکا ایک ہی ہے۔ سگ زرد برادر شغال۔ برھمچاری جی ذرا آنکھین کھول کر دیکھیے یہ تمام طریقے بت پرستی مین داخل ہین یا نہین۔

گر شکل پرستی مطلب ہے تو برہمن اپنی پرستش کر
تصویر گلے ہے تو بھی تو گویکر سنگ ورنہ کام نہین

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۳۰۰ سطر ۱۷ لغایت صفحہ ۳۰۲ سطر ۱۴

حکیم صاحب کے اس جواب "اگر پرمیشور اندر بھی ہے۔ اور باہر بھی تو بہ نسبت دیانند کے ہاتھی اور رویل مچھلی مین زیادہ ہوگا تو یہ چیزین دیانند سے اچھی ہوئین" کے جواب الجواب

مین کہتے ہین کہ :-

دپر میشور تو اندر باہر ہر جگہ ہے۔ مگر کمبختی تو اون لوگون کی ہے کہ جنکا اللہ میان کہین آسمانون کے اوپر بیٹھا ہو۔ اور اوسکے درشن کرنے کے لیے لوگون کو براق پر سوار ہوکر لاکھون کھربون۔ اسنکھیون میل کا سفر طے کرنا پڑے اگر کہی ایسے شخص کے اندر اللہ میان ہو تو اوسکو اتنی دور جانے کی تکلیف کیون اوٹھانی پڑے۔ مگر آپکو اللہ کی طرف مخول سوجھا۔ کہ چونکہ وھیل مچھلی دریا سمندر سے بڑی ہوتی ہے۔ اس لیے پرمیشور بھی زیادہ ہوگا۔ اگر شیخ چلی زندہ ہوتا تو آپکے گلے لپٹ جاتا۔ لال بجھکڑ موجود ہوتا تو آپکی بلائین لیتا۔ اور آپکی سمجھ پر مہربان ہوجاتا۔ آپنے کدو مٹر گست مین ... ... تو بھی نہ سمجھا۔ اگر اللہ نے آپکو عقل نہین دی تھی۔ تو کسی سے اودھار ... لیتے۔ جلدی کیون کی کیا آپکے نزدیک کسی چیز کی بزرگی قدو قامت پر منحصر ہے؟ اگر یہی بات ہے۔ تو گدھے گھوڑے بھینس۔ بکری۔ خچر۔ اونٹ۔ آپسے اعلی کیون نہونگے؟ اگر نہین ہین۔ تو پھر ہاتھی کسی رشی سے اعلی کیونکر ہوسکتا ہے؟ آپکو اتنا تو علم نہین کہ

”بے علم نتوان خدا را شناخت“

اور ڈینگ ایسی مارتے ہین کہ پیغمبرون کو بھی بات کرنے لیتے ہین۔ سنئے جتنا جس کسی کو علم الٰہی حاصل ہے۔ اتناہی وہ اعلی ہے۔ جتنا جس کسی کو یہ علم حاصل نہین ہے۔ اتناہی وہ ادنی ہے۔ جتنا جو کوئی عالم فاضل ہے۔ اتناہی وہ اعلی ہے۔ جتنا جو کوئی جاہل اَن پڑھ امّی ہے اوتناہی وہ ادنی ہے۔ جب اعلی پن اور ادنی پن علم الٰہی کی زیادتی یا کمی پر منحصر ہے تو ہاتھی۔ وہیل۔ گدھے۔ خچر۔ گھوڑے۔ اونٹ آپسے اعلی کیونکر ہوسکتے ہین ایشور تو میرے اندر بھی ہے۔ آپکے اندر بھی کتے کے اندر بھی۔ چیونٹی کے اندر بھی۔ مگر اعلی وہی ہے کہ جسکو ایشور کا اعلی گیان ہے۔ آپکے پاس اگر ہیرے کا ٹکڑا ہو۔ اور آپ اوسکی قیمت کو نہ جانین بلکہ نمک کی ڈلی سمجھکر نظر انداز کر چھوڑ دین۔ تو یہ آپکی مورکھتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے گھر مین کوئی نہایت ہی قیمتی چیز موجود ہو۔ مگر وہ اوس سے لاعلم ہو۔ تو اوس چیز کا ہونا یا نہ ہونا اوسکے لیے برابر ہے۔ ہاتھی وہیل مچھلی وغیرہ جب ہین ہی اُمّی یا اَن پڑھ اور گیان رہت تو اونکو ایک رشی سے اعلی کہنا جو کہ ایشور کے گیان سے مالامال ہو۔ کسی امّی اور اگیانی کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ نہ کہ

آپ جیسے لائق آدمیون کا حضور کی تحریر سے صرف کم علمی ہی نہین ٹپکتی بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ آنجناب ایشور کو سروپا پاک نہین مانتے کیونکہ اگر ایسا مانتے ہوتے تو پیغمبر اللہ
کی طرح ہرگز نہ کرتے۔ اور رجاتو ودن کو رشیون سے اعلیٰ کہنے کی بیغمبرانہ جرأت نہ کرتے
معلوم نہین آپ لوگون نے اللہ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ اگر وہ ہاتھی مچھلی میں نہین ہے۔
تو آپ لوگون مین کبھی نہین ہو سکتا۔ کیونکہ آدمی اکثر صورتون مین ہاتھی وغیرہ سے زیادہ ناپاک
ہوتا ہے۔ آپکو چاہیئے کہ کسی رسول کیطرح بیلون یا غبارے بنا لین کیونکہ براق تو ملنے
سے رہا۔ اور مسلمانون کے اوپر جا کر اللہ میان کے درشن کرایا کرین۔ یا کنکوے اوڑایا کرین
اور ایسے چٹ کر اوپر پہونچا یا کرین۔ اور اللہ سے بات چیت کرآیا کرین ؂

ذوالفقار رحیم ہی - واہ وا۔ برہمچاری جی اندر اور باہر کبھی آپ نے
ایک ہی کی ایشور کی نسبت ہم تو کچھ نہین کہہ سکتے آپکا جو جی چاہے کہئیے۔
یہ معاملہ تو ہے ورنہ ان نبیوں کا ہے۔ آپکا یہ کہنا سچ ہے کہ آپ لوگون کی رسائی
وہان تک نہیں پہونچ سکتی۔ انسان کیا بلکہ ملائکہ تک اسجگہ پر و بال رہ جاتے اندر
لنگ وسدھ تک ہے۔ اسلام مین ذات خدا کو مرئی اور قابل حلول نہین جانتے بلکہ
وہ جملہ صفات سلبیہ سے منزہ ہے ؂

در مکان و جہت مدان او را

نیست بروے حلول نیست روا

برہمچاری جی آپ سچ کی بات سنکر بہت از خود رفتہ ہو جاتے ہین۔ اور رجا و بیجا جو منھ مین
آیا بک ڈالتے ہین۔ اور شیخ چلی اور لال بجھکڑ کو مدد کے لیے پکارتے ہین اونکو تو
مرے ہوے زمانہ گذرا۔ ہان دیانند سرسوتی اپنے گرو کو بلایئے انھین بیشک ابھی کم زمانہ
ہوا وہ آپکی مدد کرینگے۔ مگر وہ کیا مدد کرینگے۔ ؏

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

گرو خود درماندہ ہین وہ چیلون کی دستگیری کیا کرینگے۔ بھلا کوئی اس لگی باز
سے یہ پوچھے کہ انسان کے پیٹ مین غلیظ رہتا ہے کہ ایشور؟ عورت کے رحم
مین گندہ پانی۔ اور خون حیض رہتا ہے یا ایشور؟ کہان یہ نجس۔ گندی چیزین کہان
وہ پاک ذات؟ غلیظ مین کرم (کیڑے) ہوتے ہین یا ایشور؟ یہ صفت تو ایشور

کیطرف کوئی بھی بجز سوامی جی یا برھمچاری جی منسوب نہ کرے "گوگا پیر" بھی ایسی الھوری نہین۔ نہ زہر پیرہی ایسے گھنولے ہین۔ کہ پاخانہ اور سنڈاس کو اپنا اجلاس بنالین گندے لتے کو راج گدی سمجھ لین۔ چہ جائیکہ "ایشور" ہمین تو ایسا کہتے ہوے کراہت آتی ہے کہ:- ؎

یار نے وعدہ کیا بیت الخلا مین وصل کا
پنجۂ مژگان سے جھاڑا چاہیے پاخانہ آج

جبکہ ہر مقام خلا مین ایشور موجود رہتا ہے تو خاص بیت الخلا مین تو گھرہی بنا لیا ہوگا برھمچاری جی آپکا یہ فرمانا کہ ایشور سرو یاپک اور محیط کل ہے بہت درست مگر حکیم صاحب کے اس کہنے سے کہ ایشور بہ نسبت دیا نند جی کے ہاتھی اور وھیل مچھلی اور بڑے جسمون مین زیادہ ہوگا پھر کیسے چڑھنا کیا تھا اور پھر اوسکی یہ تاویل کرنا کہ جتنا جس کسی کو علم الٰہی حاصل ہے اوتنا ہی وہ اعلیٰ ہے۔ اور جتنا جس کسی کو حاصل نہین اوتنا ہی وہ ادنیٰ ہے یہ کیسا ہے؟ - اسوجہ سے کہ اگر ایشور علیم نہین ہے - تو جتنے جسمون مین ایشور سرو یاپک ہے تو وہ تمام افراد بھی عالم نہین ہوسکتے کیونکہ دل ودماغ - جو تحصیل علم کے آلہ ہین جنمین قوت حافظہ - مدرکہ - اور بقیہ حواس کا مقام ہے اوسمین بسبب خلا ، اور محیط کل ہونے کے ایشور بھی سرو یاپک اور محیط ہوا - تو بسبب جہالت ایشور کے معمول بھی جاہل ہوگا - اور یا تمام قوتون مین تغیر عارض ہوگا اسلیئے کہ ایشور کے مداخلت بیجا جو خلاف عادت ومخالف راحت حواس بلکہ صبر یہ حائل ہوئی ہے - وہ مانع ومارج ہوگی - پس اس حالت مین چونکہ ایشور جاہل ہے - تو ذہن وحافظہ بھی بسبب تغیر وموانع معطل وبیکار رہے گا - جسکے سبب انسان بھی جاہل رہے گا - کیونکہ جب اوسکے پاس آلہ تحصیل علم ہی ناقص ہو تو طالب علم بھی ناقص ومحروم کیون نہ رہے - نیز بحالت موجودگی ایشور دل ودماغ اور ایشور مین بسبب مخالفت ومداخلت وتغیر عادت نزاع ہوتی ہوگی - اگر ایشور با وصف جہالت غالب آیا - تو بھی مقتضائے جہل یہ ہوگا - کہ جہل بسبب غلبہ کے انسان کو اپنی ہی طرف کھینچیگا - اور اگر دل ودماغ کی قوتین بسبب جہالت ایشور کے غالب آئین تو ایشور کو نکال باہر کیا - اور سرو یاپک کا مقولہ غلط ٹھہرا - اور محیط کل کی صفت خارج ہوگئی - اور اگر ایشور کو علیم مانین تو جہان وہ محیط اور سرو یاپک ہوگا اوسے ضرور علیم ہونا چاہیے - اسلیے کہ جب ایشور قوی ہے تو وہ اپنی علم کیطرف کھینچیگا پس معمول بھی علیم ہوگا

ع وہ بھی دریا ہی جو قطرہ کوئی دریا سے ملے یا اعلی قوت ادنی قوت کو مغلوب کر سکتی ہی۔ بنا بران جب ایشور علیم اور قوی بھی ہی اور یہ بھی ضروری ہی کہ بہ نسبت چھوٹے ظرف یا جسم کے بڑے ظرف یا جسم مین اُسی قدر گنجایش (سمائی) زیادہ ہوگی کہ جتنا وہ بڑا ہی۔ مثلاً ایک حوض چار گز مربع ہی اور اُسمین دو سو من غلہ آتا ہی تو جو حوض آٹھ گز مربع ہوگا اُسمین چار سو من غلہ سمائے گا۔ علی ہذا تو ضرور ہوا کہ ایشور بہ نسبت چیونٹی اور مچھر کے۔ گھونس اور الو مین زیادہ ہوگا اور بہ نسبت گھونس اور الو کے سور اور گدہ مین زیادہ ہوگا اور بہ نسبت سور اور گدہ کے۔ گدھے اور سیمرغ مین۔ ایسے ہی گدھے اور سیمرغ کی بہ نسبت ہاتھی اور وھیل مچھلی مین ایشور سروویاپک زیادہ ہوگا۔

پس ہر قوت اور صفت و خوبی بلحاظ مقدار بہ نسبت چھوٹے جسم کے بڑے جسم مین زیادہ ہوگی تو اس حساب سے ہاتھی اور وھیل مچھلی چونکہ دیانند جی سے عظیم الجثہ اور شدید القوی ہین نظر بران انہین ایشور بھی زیادہ سروویاپک ہی،، تو سوامی جی سے یہ جانور تدریجاً علم و فضل اور قوت و جثہ مین اعلے ہونگے اور دیانند سرستی ادنی۔ اگر یہ کہا جاوے کہ جنمین مادہ قبول اثر کا زیادہ ہی وہی متاثر ہوتے ہین جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ وھیل مچھلی اور ہاتھی مین مادہ قبولیت علم کا نہین ہی اور دیانند جی مین ہی۔ تو ہم یہ کہین گے کہ وھیل مچھلی اور ہاتھی اور دیانند سرستی مین جب ایشور محیط اور سروویاپک ہی اور یہ سب اُسکے مخلوق اور معمول و محاال ہین تو کیا سبب کہ دیانند سرستی کو مادہ قبولیت علم کا دیا گیا اور وہ محروم رکھے گئے۔ تو یہ فعل ایشور کا خلاف انصاف ہوگا۔ مثلاً سیر بھر ہضم کرنے والے کو آدھ پاؤ اور آدھ پاؤ ہضم کرنے والے کو سیر بھر۔ تو یہ بات بھی بیجا ہی۔ اور یا ایک کو دیا جاوے اور دوسرے کو نہ دیا جاوے تو بھی نامنصفی ہی۔ نیز جبکہ ایشور ہی سب کو تین دیتا ہی تو علم بھی دینا اُسی کا کام ہی۔ سیتارتھ پرکاش صفحہ ۲۰ فقرہ ۶۸۵ پدھر) جو ہمیشہ علیم ہی اور سب کو علم دیتا ہی،، پس جب وہ علیم ہی اور سب کو علم دیتا ہی تو ضرور ہی کہ وھیل اور ہاتھی چیونٹی وغیرہ کو بھی علم دے گا۔ کیونکہ اس حوالہ مین لفظ سب کا کلاً حصر ثابت کرتا ہی نہ کہ وہ بعض کو علم دیتا ہی اور بعض کو نہین جیسے سب علیم پائے گئے۔ چہ حیوان چہ انسان۔ اسطرح تو سب برابر ٹھہرے اور اگر فضیلت کا خیال کیا جاوے تو مقدار ظرف کے لحاظ سے کمی زیادتی ہوگی۔

پس جب وھیل مچھلی اور ہاتھی علیم ہوے اور باعتبار جسامت و جثہ اور قوی بھی اعلے تو انکی مقدار علم بھی زیادہ ہوئی۔ پس دیانند سرستی پر ان جانورون کو ضرور فضیلت ہوگی۔ اور مہاراج انکی نسبت ادنی سمجھے جائین گے۔

یہ بھی ظاہر ہی کہ معرفت وعلم الٰہی ہر مخلوق کو ہی ۔ یعنی ہر مخلوق بغیر بتائے اور سکھائے ہوے فطرۃً یہ علم رکھتا ہی کہ میرا کوئی خالق اور معبود ہی ۔ اور ہر مخلوق اپنی اپنی زبان اور اپنے اپنے طریقہ مین اس اپنے خالق کی حمد وشکر (پرستش) ادا کرتے ہین مگر چونکہ تمام مخلوق کی زبانین مختلف ہین اس سبب سے ایک جنس کی مخلوق کا راز اور زبان دوسری جنس کی مخلوق نہین جان سکتی ۔ اس خیال سے ہاتھی اور وھیل مچھلی کو بھی علم الٰہی اور معرفت حاصل ہی ۔ تو اس صورت سے دیانند سرستی اور ہاتھی اور وھیل مچھلی مین مساوات ہوئی ۔ یعنی علم الٰہی دونون کو ہوا ۔ اب فضیلت کی یہ دلیل ہی برہمچاری جی نے صرف علم الٰہی کی کمی وزیادتی پر فضیلت کو مشروط کیا ہی ۔ بنا بران ہم یہ بھی ثابت کرتے ہین کہ دیانند سرستی سے بلحاظ علم الٰہی ہاتھی اور وھیل مچلی کو فضیلت ہی ۔ یہ امر تو فرض شدہ ہی کہ وھیل مچھلی اور ہاتھی اور دیانند وغیرہ کو اپنے اپنے مقام پر علم الٰہی ہی ۔ مگر فضیلت اسطرح ہی کہ ہاتھی اور وھیل مچھلی وغیرہ فطرۃً محدود خیال ہین یعنی انسان کی طرح وسیع الخیال اور کثیر الاشغال نہین صرف انکو فکر قوت اور تحفظ اضرار ۔ اور عبادت الٰہی جو متعلق علم الٰہی ہی مشغلہ ہی ۔ بہ سبب قلت مشاغل وخیال کے ان جانورون کو عبادت الٰہی کا بہت زیادہ وقت ملتا ہی اور انسان چونکہ وسیع الخیال اور کثیر الاشغال ہی اسکی فکرین بہ نسبت اُنکے متعدد ۔ اسکی خواہشین اُنکے مقابل مین دہ چند کیا سو چند ہین اس سبب سے عبادت الٰہی کا وقت انسان کو کم ملتا ہی اور بوجہ وسیع الخیالی کے جمعیت ویکسوئی بہ نسبت اُن محدود خیال جانورون کے انسان کو کم ہی پس جسنے عبادت الٰہی زیادہ کی وہ اعلیٰ اور جسنے کم وہ ادنیٰ ہی ۔ اسطرح بھی ہاتھی اور وھیل مچھلی کو دیانند سرستی پر فضیلت ہوگی اور بہ نسبت دیانند سرستی کے ان جانورون کو اعلیٰ گیان ہوگا ۔

اور اگر یہ کہا جاے کہ دیانند کا علم اکتسابی اور اُنکا غیر اکتسابی ۔ تو علم الٰہی اور معرفت الٰہی بقدر حاجت کافی جسے ہم پہلے بیان کر چکے یعنی اُسے اپنا خالق جاننا اور اُسکا شکر بجا لانا اسمین اکتسابی اور غیر اکتسابی کی شرط نہین ہی ۔ بلکہ یون بھی دیانندجی پر وھیل مچھلی اور ہاتھی وغیرہ کو فضیلت ہوگی ۔ کیونکہ انھین علم الٰہی اکتساب وتحصیل سے حاصل ہوا اور انھین بغیر اکتساب کے ۔

تمام علوم کا جاننا علم الٰہی کے لیے مشروط نہین ہی اور انسان بباعث وسعت خیال کے یہ چاہتا ہی کہ جتنے بھی علوم ہین سب کو تکمیل کے ساتھ حاصل کرے یہ کیون ؟ اسلیے کہ مجھسے بڑھکر کوئی عالم فاضل نہ نکلے نظر بران باوجود کثرت علوم ووسعت خیالات ۔ و نا محدود افکار ۔ شدت خواہشات ۔ جمعیت تعلقات وغیرہ کے سبب یا غیر متعدد علوم کیونکر حاصل کر سکتا ہی ۔ لو فرضنا اگر سب علم حاصل بھی کیے تو علم الٰہی کو ان علوم

سے کیا انتفاع اور مدد حاصل ہوئی۔ بلکہ علم الٰہی کا اکتساب دعمل کم ہوا یعنی عبادت الٰہی بجالانے کا موقع بوجہ اکتساب علوم وغیرہ بہت ہی کم ملا۔

اگر غور کیا جاے تو یہ معلوم ہوسکتا ہی کہ علم الٰہی ان علوم کا محتاج نہین ہی۔

پس یون بھی دیانند سرستی سے ہاتھی اور مچھلی بوجہ زیادتی عبادت اعلی ہوے۔ برھمچاری جی حکیم صاحب کی نسبت آپ کا یہ کہنا کہ "آنجناب ایشور کو سرویاپک نہین مانتے" بہت صحیح۔ سرویاپک ہرگز نہین مانتے کیونکہ سرویاپک ہی کا ماننا داخل شرک و بت پرستی ہی۔ اور سرویاپک کے ماننے کی خرابیان مضمون مندرجہ بالا سے ظاہر ہین کہ دیانند سرستی اسی سرویاپک ہی کے ماننے سے بہ نسبت ہاتھی اور وھیل مچھلی کے ادنی ثابت ہوے۔ انھین وجوہ سے اہل اسلام سرویاپک نہین مانتے سرویاپک ہی سے فاضل پر تفضیل مفضول لازم آتی ہی۔ حالانکہ ایسا نہین ہی انسان اشرف المخلوقات مانا گیا ہی۔ جب خدا باوصف شرافت انسان مین سرویاپک نہین تو اور مخلوق مین کجا۔ اور انسان مین سرویاپک ہونا محال عقلی ہی اسے ہم پیشتر ثابت کر چکے ہین۔ یہان بخیال طول نظر انداز کرتے ہین۔

لاعلمی و کم لیاقتی ہی نہین بلکہ بے عقلی و خام خیالی بھی انھین کی ہی جو خدا کو سرویاپک مانتے ہین۔ ان سے بڑھکر کوئی نہین ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۳۰۳ سطر ۱۳۔ لغایت آخر صفحہ ۳۱۱)

ان صفحات مین جو اعتراض اور خراب باتین درج کی ہین۔ ان سب باتون کا جواب ہم اسی سوشوین تسکل مین مختلف صورتون مین دے آئے ہین۔ معترض نے صرف ضخامت کتاب کی غرض سے وہی باتین مکرر سہ کرر لکھی ہین اسلیے پھر انھین باتون کو دوہرانا باعث طول و تضیع اوقات سمجھکر ما مضی کا ذکر کی طرح نظر انداز و فروگذاشت کرتے ہین۔ صرف اس بات کا جواب جو حضرت مریم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام پر تہمتًا اشارۃً پیش کرتے ہین۔ لیکن اول ہم یہ کہنا مناسب سمجھتے ہین کہ برھمچاری جی عقل کے دشمن اور دیدہ و دانستہ جہالت کی باتین کرتے ہین اور ایسی ناشایستہ اور فحش کلامی کرتے ہین جو اشتعال طبع کا باعث ہی اس کتاب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ برھمچاری جی مین قرآن فہمی اور تحقیق حق کا مادہ نہین ہی بلکہ کسی کتب سماوی کو نہین سمجھ سکتے۔ جس کتاب کو تہذیب کی طرف منسوب کیا ہی پلے درجہ کی بدتہذیب۔ اور اشتعال طبع کے مضامین۔ اور فحش و بدکلامی سے مملو ہی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ معترض نے حکیم صاحب اور مولوی صاحب کا جواب الجواب بنظر تحقیق حق نہین لکھا ہی بلکہ بہ نیت فاسد شر و مجادلہ کی غرض ہی کیونکہ سخت کلامی اسکی شاہد ہی اکثر کم علم لوگون کا یہ قاعدہ ہی کہ جب مباحثہ مین بند اور قائل ہوے تو

ایسے جملہ جنسے اشتعال طبع ہو کہکر روے سخن پھیر دیتے ہین یعنی جھگڑے مین مباحثہ ومناظرہ کو ڈال دیتے ہین تاکہ اس بہانے سے گلو خلاصی ہوجاے۔ برمچاری جی آپ کی یہ سمجھ کہ اسلام ہماری باتون کا جواب نہین دےسکتا بالکل غلط ہی۔ کیونکہ اسلام کا مقابلہ آپ کسی بات مین نہین کرسکتے۔ ذرّہ اور آفتاب۔ قطرہ اور سیلاب کا تقابل دشوار و ناممکن ہی لیکن حمیت اسلام اسکی مقتضی نہین ہی کہ وہ کسی بدتہذیب فاحش لاف گو کے مقابل دوبدو گفتگو اور بدکلامی اختیار کرے۔ شعر

سفلۂ خوش پوش را بر مسند خود جا مدہ
کفش گر زرین بود بر سر نمی باید نہاد

جواب تحقیقی۔ سینے اسلام مین فرشتون کی خلقت بےعیب وپاک اور مثل انسان کے خواہشات وعادات نہین رکھتے اور سلسلۂ توالد وتناسل اُنمین نہین اور اُنکی عمرین بہت طولانی ہین۔ اور وہ ایسے متقی نیک۔ معصوم طاہر ہین کہ جنسے تمثیل دیجاتی اور یہ کہا جاتا ہی کہ فلان صاحب فرشتہ خصلت ملک سیرت ہین۔ تعمیل احکام الٰہی وتسبیح وتہلیل وتحمید وتمجید باری تعالےٰ ہی صرف اُنکا فریضہ اور تمام ملائکہ چہ کروبی چہ قدوسی مین چار فرشتہ مقرب ہین۔ عزرائیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ جبرائیل۔ انمین ہر ایک کے متعلق جداگانہ خدمات مقرر ہین۔ عزرائیل کا کام قبض ارواح۔ اسرافیل کا سور پھونکنا میکائیل کا کام پانی برسانا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کام رسالت (پیام بری) ہی۔ اور حضرت مریم صدیقہ۔ زکیہ۔ تقیہ۔ عفیفہ۔ عصمت دار تھین او۔ ہر پیغمبر کی والدہ ایسی ہی ہوتی تھین اسلیے کہ ان پیغمبرون مین کسی طرح کا عیب حسباً ونسباً نہ ہو بلکہ کسی قسم کی خرابی جو سبب نفرت خلائق ہو اُنمین نہ ہو حتی کہ مکروہ عارضہ یعنی برص وجذام وغیرہ۔ بلکہ ہر فعل اُنکا مستحسن ہوتا کہ امتیاز ظاہری اور مرجعیت ورغبت مخلوق ہو۔ پس بنابران حضرت جبرئیل علیہ السلام اور مریم سلام اللہ علیہا۔ دونون نیک اور طاہر اور عصمت دار تھے۔ اور حضرت جبرئیل جبکہ خواہشات انسانیہ سے مبرّہ ومنزہ ہین تو پھر ان حضرات کی طرف ایسا خیال کرنا جو منافی عصمت ہوسکتا ہی اور بلکہ اپنی ہی بدظنی وبدنفسی کو ظاہر کرنا ہی۔ شعر

بُرے جو ہین سدا نیکون کو بد کہتے ہین دُنیا مین
جو اچھے ہین بدون کو بھی وہ سب اچھا سمجھتے ہین

چونکہ وید یعنی برہمچارجی مذہب مین بیٹی۔ مان۔ بہن وغیرہ سے پرہیز نہین ہی اور اُنکا ایشور خود ایسے ہی کام کرتا ہی اسلیے انھون نے اپنے گندے خیال۔ اور خبث طینتی۔ بدگمانی کے بموجب یہ بہتان لیا۔ افترا کیا۔

الزامی جواب۔ رگوید بھومکا۔ بحاشیہ صفحہ ۱۷۵ سطر ۳) پرجاپتی برہما جو چار منھ والا آدمی تھا اپنی بیٹی سرستی کے پاس بہ نیت بد گیا۔

شاگرد۔ برہما تو آدمی نہین تھا کیونکہ ویدمین برہما کو خلقت کا پیدا کرنے والا مانا گیا ہی تو اس

لحاظ سے ایشور کا یہ کام نہین ہی"

اُستاد - ہم اس بات کو ثابت کیے دیتے ہین کہ برہما ایشور تھا نہ کہ آدمی - اور دیانند جی اس بات کو چھپاتے ہین اور اسی پردہ پوشی کے واسطے اس بات کو "روپک النکار" یعنی تلازمہ بیان کیے گئے ہین - چنانچہ - گوید صفحہ **۱۷۵ سطر ۷** سے سطر ۱۶ تک اسطرح لکھا ہی کہ **تلازمہ آفتاب و شفق** (اسی بنا پر یہ تلازمہ باندھا گیا ہی) وہ باپ (سورج) رہتا (یعنی سرخی نما شفق) مین جو بمنزلہ اسکی دختر کے ہی بکمال سرعت اپنی کرنون سے حلول کرتا ہی اور اسطرح شفق مین سورج کے حلول کرنے سے سورج کی روشنی یا دن جو بمنزلہ اُسکے فرزند کے ہی پیدا ہوتا ہی اس فرزند یعنی روشنی یا دن کی مان اوشا یعنی شفق اور باپ سورج ہی گویا اوشا یعنی شفق کے بطن سے جو سورج کی دختر کے بمنزلہ ہی سورج کی کرن صورت نطفہ سے اُسکا فرزند یعنی دن پیدا ہوتا ہی - علی الصباح یعنی پانچ گھڑی دو گھنٹہ رات رہے سورج کے برآمد ہونے سے پیشتر کسی قدر سرخی نمایان ہو جاتی ہی اُسے اوشا (شفق) کہتے ہین - اُسوقت باپ سورج اور بیٹی شفق کے اتصال سے خوشنما روشنی مثل فرزند پیدا ہوتی ہی جسطرح مان باپ سے اولاد پیدا ہوتی ہی اُسی طرح یہان بھی سمجھنا چاہیے **(اتریا براہمن پنچکا ۳ کنڈکا ۳۳ و ۳۴)**۔

(بادل اور زمین کا تلازمہ) صفحہ ۱۷۵ سطر ۱۹ سے سطر ۲۲ تک - بادل اور زمین کا بھی باپ اور بیٹی کا تعلق ہی کیونکہ بادل یعنی پانی سے زمین کی پیدائش ہوتی ہی اسلیے زمین بمنزلہ اسکے دختر کے ہی بادل اسمین باران صورت نطفہ ڈالتا ہی پانی پڑنے سے زمین بارور ہوتی ہی اور اس سے نباتات وغیرہ بمنزلہ اولاد پیدا ہوتی ہی (یہ بھی ایک تلازمہ ہی) **(نرکتا دھیایہ ۴ کھنڈ ۲۱)** اول تو یہ ترجمہ ہی غلط ہی صرف برہما کا عیب چھپانے کی غرض سے یہ تک لگایا گیا اور رنگ برنگ تلازمہ باندھا گیا ہی ورنہ اصل یہی ہی کہ برہما نے اپنی بیٹی سرسوتی کے ساتھ زنا کیا - ان دونون حوالون سے بھی یہی مترشح ہوتا ہی کہ ویدمین بیٹی کے ساتھ زنا کرنا مثل سورج اور شفق یا بادل اور زمین کے درست ہی - اور ان دونون تلازمون مین یہ غلطی ہی کہ اسباب کا قبل سبب ذکر نہین ہوا حالانکہ یہ نہ ہونا چاہیے تھا - کیونکہ باپ جو سبب ہی اسے مقدم ہونا چاہیے اور بیٹی جو مسبب ہی اسے موخر ذکر کرنا تھا - اسکی خرافت ظاہر ہی کہ قبل باپ پیدا ہوتا ہی نہ کہ بیٹی دوسرے آخری حوالہ مین یہ فقرہ کہ "بادل یعنی پانی سے زمین کی پیدائش ہوتی ہی اسلیے زمین بمنزلہ اسکی دختر کے ہی بادل اسمین باران صورت نطفہ ڈالتا ہی پانی پڑنے سے زمین بارور ہوتی ہی" یہ بھی غلط ہی اسلیے کہ باران علت و سبب نہین ہے بلکہ علت تخم ہی اور پانی - زمین - ہوا - سورج - چاند وغیرہ تخم کو قوت دیتے ہین جو بمنزلہ غذا کے تخم کے ہی - یہ ظاہر ہے کہ بقاے حیات غذا پر منحصر ہے - پس یہ قوتین جو غذا واقع ہوتی ہین اگر بلحاظ بقا و مدار حیات سب موجود بھی ہون تو جبتک

تخم جو علت اصلی ہے وہ نہ ہو تو یہ سب بیکار ہین اور ہرگز صرف ان ہی سے پیداوار نہین ہو سکتی پس تخم بمنزلہ نطفہ اور زمین بمنزلہ عورت قرار پا سکتے ہین۔ لہذا یہ ملازمہ بھی مثل پہلے ملازمہ کے بے اصل اور تنگ بھی بیہودہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیانندجی اور وید دونون علم زراعت وریاضی وغیرہ سے بالکل ناواقف اور بے عقل تھے۔

اب ہم یہ ثابت کرتے ہین کہ برہما آدمی نہ تھا بلکہ برہما ایشور ہے جسنے تمام سرشٹی (کائنات) پیدا کی جسکے منھ سے وید نکلا۔ حالانکہ آریہ اسکے مخالف ہین مگر غلطی پر ہین۔ اور سرسوتی اسی برہما کی بیٹی ہے جو دیوتاؤن مین شامل ہے۔ پس ایشور کا بیٹا جیو اور بیٹی پرکرتی "عورت اور سرسوتی بیٹی ہوئی۔ تو اب ضرور ہے کہ جب اتنا کنبہ ہوا تو ایشور کے مان باپ بھی ضرور ہونگے اور ایشور بھی مثل انسان کے کسی کے قانون قدرت پر چلتا ہوگا اور آریون مین جو قانون قدرت مانا گیا ہے اور اُسکے خلاف ایشور بھی نہین چلتا تو لازمی ہے کہ وہ قانون قدرت کسی اور یعنی ایشور کے باپ دادا یا بادشاہ مالک وغیرہ کا وضع کیا ہوگا۔ کیونکہ واضع قانون۔ اعلی اور افضل عاقل وحکیم ہی ہوتا ہے اور بڑے ذی مرتبہ ذی لیاقت کا یہ کام ہے۔ دیکھئے (کتاب سیتارتھ پرکاش صفحہ ۵ سطر ۱-۲ سملاس اول۔ (ہرکاوٹ محیط ہونے کے باعث برہم (۷) تمام جہان کی بنا کے باعث برہم

(۲) کتاب سیتارتھ پرکاش صفحہ ۱۰ نمبر ۳۱) "برھم" مصدر برھیہ۔ برھی۔ بمعنی بالیدگی سے لفظ برھم مشتق ہوتا ہے جو سب پرحاکم سب سے بڑا۔ لاانتہا طاقت رکھنے والا پرماتما ہے اُس برھم کو ہم نمسکار کرتے ہین۔

(۳) سیتارتھ پرکاش صفحہ ۴۔ (نمبر ۳) سطر ۱۶) اور سب سے بڑا ہونے کے باعث برھم ایشور کا نام ہے (یجروید ۴-۱۷")

ان حوالون سے ثابت ہوا کہ برہما ایشور ہی ہے اور اسی اپنی بیٹی سے زنا کیا اور اس بات کا عمدہ ثبوت یہ بھی ہے کہ مذہب قدیم کے اہل ہنود آجتک اس واقعہ کو سچا جانتے ہین اور جتنے وید خوان علاوہ دیانندجی کے گزرے ہین سب اس حال کی تصدیق کرتے ہین۔ پس کثرت رائے پر اتفاق کرنا اور تصدیق کرنا چاہیے مقابلہ مین ایک فریق مخالف یعنی دیانندجی کے ہزارون لاکھون۔ کرورون آدمی جھوٹا نہین ہو سکتا بلکہ دیانندجی کی دروغگوئی ثابت ہوتی ہے اور خلف لاحق کو سلف سابق پر کسی طرح فضیلت نہین ہو سکتی آریہ۔ تہذیب الاسلام صفحہ ۳۱۰ سطر ۱۷ لغایت صفحہ ۳۱۲۔) مولوی صاحب

کے اس جواب" سوامی جی کی عبارت سیتارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹ سے بھی ثابت ہی کہ پرمیشور ہر ایک عورت کے رحم مین ہی۔ پس آپ اپنی تک بندی ملاکر جواب دین کہ ایشور ہان جگدیشور ہان نراکار رہا آپ کے شکیتمان حیض کا خون تو کھاتا نہ ہوگا۔ البتہ خون سے نہین نہین مین بھولا۔ پاخانہ سے آلودہ تو ضرور ہوتا ہوگا

چیرز کے جواب الجواب مین کہتے ہین

کہ آپ ہی لکھنا اور آپ ہی چیرز دینا معقولیت نہین ہی۔ ہم مانتے ہین کہ ایشور سروویاپک ہی مگر آپ ذرا اپنی عقل پر روغن کرائیے اور ہوش کیجیے کہ سورج کی روشنی خس و خاشاک پر پڑکر کسی چیز سے لتھڑ نہین سکتی تو ایشور جو اس روشنی سے بھی کہین بڑھ چڑھکر سوکشم ہی وہ کسی خراب جگہ پر موجود ہونے کے باعث کیونکر کسی چیز سے لتھڑ سکتا ہی۔ کمبختی تو اللہ میان کی ہی جو نوابون کی طرح عرش لگاکر آسمان کے اوپر بیٹھ رہا ہی۔ اللہ کے عرش کا ذکر آگے آئیگا۔ حضور کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ حضور اللہ میان کو سروویاپک نہین مانتے کیونکہ اگر ایسا مان لین تو اندیشہ ہی۔ وہ پاخانہ سے لتھڑ جاوے۔ رحم مین چلا جاوے وہان غلاظت مین پڑ جاوے۔ مگر اسکی روح کا ٹکڑا یا روح اللہ اگر خون حیض کھالے تو مضائقہ نہین۔ دیکھیے اللہ پاخانہ کی جگہ سے بھاگ گیا۔ اگر دنیا کے پاخانون کا اندازہ لگایا جاوے تو ہزارون میل جگہ ہوگی۔ اللہ اس جگہ سے بھی نکل بھاگے گا۔ عورتون کے رحم کا اندازہ لگایا جاوے اور فی رحم دو انچہ جگہ بھی مانی جاوے تو کرورون مادہ وجودون کے رحم میلون جگہ گھیرین گے۔ اللہ میان یہان سے بھی بوریا بندھنا باندھکر چلدین گے۔ معدہ مین تو وہ کیون جانے لگا۔ ناک مین کیون گھسنے لگا۔ منھ مین تو آنے سے بہت ہی ڈرتا ہوگا مبادا حضرت انسان دانت کے نیچے لیکر چبا ڈالے۔ یا گاے بھینس جگال ڈالے۔ اگر آپ کے نزدیک اللہ میان کو پاخانہ کی بو آتی ہو تو ناک پر رومال اوڑھکر اندر چلا جایا کرے۔ بہرصورت اسکا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ضروری ہی کیونکہ اگر وہ بیمارون کی طرح عرش پر ہی بیٹھا رہے گا تو اندیشہ ہی کہ اسکی تمام سلطنت شیطان کے ہاتھ مین چلی جاوے۔ آپ سنجیدہ باتون پر بھی تمسخر کرنے تالیان پیٹنے پھبتیان اڑانے اور شعر پڑھنے کے نہین رہ سکتے یہ دلگی نہایت ہی معیوب ہی۔ آپ پرماتما کو ہر ایک چیز کے اندر باہر موجود نہ مانین تو کیا آپ کی ایسی باتون سے ویدوکت صداقت چھپ سکتی ہی نہین وہ تو آپ کے قرآن کے اندر سے بھی چلاکر کہدیگی کہ

پرماتما انادی ہی۔ انت ہی۔ اندر اور باہر موجود ہی۔ علیم کل ہی۔ اور وہ اللہ کی روح کی طرح کسی عورت کے رحم مین گھسکر انسانی جامہ اختیار نہین کرسکتا کیونکہ وہ یا اجماہی قرآنی منہ یا از وست کے غلط مسئلہ نے اللہ میان کو ہٹے دیا اسکو اضافت نے گرالیا۔

فقرہ ذوالفقار حیدری - برھمچاری جی آپ مولوی صاحب کے چیز دینے پر ایسے برافروختہ ازخود رفتہ ہوے کہ شدت غیظ وغضب سے بالکل مسلوب الحواس لایعقل ہوکر دوڑے آخر اُلجھکر گرے اور گرنے کی جھانجھ (کھسیانہ پن) مین اپنے مذہبی اصول - وید کے عقائد فراموش ہو گئے اور لگے وید کی دلدل - کیچڑ مین غوطے کھانے - بدحواسی کا برا ہو جسنے آپ سے ان کی کملوا کر ہی چھوڑا - اب اگر دیانند جی بھی آپ کو نکالنا چاہین تو غیر ممکن - بلکہ اُبھرنا تو کیسا اور کیچڑ مین دھنستے ہی جائین گے - بلکہ انکو بھی ڈبو دینگے سنیئے اگر ایشور کو سرودیاپک مانتے ہین تو یہ آپ کی حماقت ونادانی ہی - ہمارا خدا ہمارا اللہ ہرگز ہرگز سرودیاپک نہین - اور نہین ہو سکتا - ماسوا اسکے آپ نے کوئی ثبوت اس بات کا نہین دیا اور نہ آپ دیسکتے ہین - زبانی جمع خرچ آپ اپنے گرو دیانند جی سے کیجیے - کوئی کم علم بھی اس بات کو معقول نہین کہسکتا بقول دیانند جی آپ کی آنکھون پر تعصب کی چربی چھائی ہی آپ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے - سنیئے - ع دعوے بے دلیل قبول خرد نہین - یہ ایک ایسی موٹی بات ہی کہ جسمین زیادہ عقل وعلم کا بھی کام نہین - مگر افسوس آپ نہین سمجھتے - سرودیاپک کے معنی ہمنے اس کتاب مین کئی جگہ اشارۃً بیان کیے ہین - لیکن آپ کے اصرار (ہٹ) سے مجبور ہوکر ہم اسکو بالتصریح وبالتفصیل لکھتے ہین - خیال فرمائیے - سرودیاپک کے یہ معنی ہین کہ ایشور ہر ایک چیز مین موجود ہی - چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہی تو ایشور جو جب آپ کے قول کے مجھ ناچیز انسان کے ہر رگ وریشہ اور ہر خلا مین بھرا ہوا سمایا ہوا موجود ہی - جب ایشور ہمہ تن میرے ظاہر وباطن جسم مین سمایا ہوا ہی تو مین خود گویا ہمہ تن ایشور ہون - پھر آپ میری پرستش کیون نہین کرتے - اور بام رگی مذہب والے جو عورت ومرد کے مقام مخصوص (شرمگاہ) کی پرستش کرتے ہین تو پھر آپ بھی اسکی پرستش کیون نہین کرتے ؟ آپ کو کیا عذر ہی وہان بھی ایشور ہی - آپ کے گرو دیانند جی نے تو تمام عمر مہادیو جی کا لنگ اور عورت کا مقام مخصوص جسکو جلہری کہتے ہین پوجا ہی - تو جیسے مہادیو کا لنگ ویسے اور انسان کا برابر ہی - اور وہان بھی ایشور ہی - اسی طرح سے سب جانورون (ہاتھی - گھوڑا - اونٹ - گدھا - خچر) مین ایشور ہی پس سب کو پوجنا چاہیے اور کسی جانور پر سواری نہ لینا چاہیے -

اسی طرح سور مین بھی ایشور ہی پس آپ کو اُسکی پوجا کرنی چاہیے چنانچہ جب سور مین ایشور سرودیاپک ہی اور وہ میلا - (غلیظ) کھاتا ہی تو آپ مین بھی ایشور سرودیاپک ہی - آپ اور وہ دونون برابر ہوے - پھر آپ غلیظ کیون نہین کھاتے آپ کو کیا عذر ہی ؟ قدیم اہل ہنود جو پتھر - لکڑی - حیوان - نباتات - سیارات وغیرہ کو پوجتے ہین جسکو آپ بت پرستی کہتے ہین تو پھر آپ آخر کس منھ سے اعتراض کرتے ہین بلکہ یہ قصور آپ کا ہی کہ آپ وید اور سرودیاپک کے خلاف عمل کرتے ہین - شعر

کرین کس بت کی پوجا اور لگائین کسکو چندن ہم | صنم ہم دیر ہم بتخانہ ہم بت ہم برہمن ہم

چوری - فریب - ڈاکہ زنی - جعل سازی - زنا - خون - اسکے کرنے مین ہمین کیون سزا ملتی ہی کیونکہ جو کچھ ہی وہ ایشور ہی ہی ہمارے جسم مین تو ایشور ہی کی سرویاپک ہی اور ہم بھی ایشور ہی ہین - ہم ہین اور ہمارے پیٹ مین جو ایشور ہی اسکی غذا گاے - بھیڑ - بکری - مچھلی وغیرہ ہی - اسکے گوشت خوب سیر ہوکر کھاتا ہی -

اور آریون مین جو ایشور سرویاپک ہی اُسے گوشت خوری سے نفرت ہی تو کیا دو ایشور ہین کہ ایک کو گوشت خوری سے نفرت اور دوسرے کو رغبت - یا تو آریون کو بھی گوشت کھانا چاہیے تا کہ ایک ہی ایشور مانا جاسے ورنہ تقسیم مین ایشور کے دو ٹکڑے ہوجائینگے - وید بقول آریون کے - انسانون کی ہدایت کے واسطے الہام ہوا اور یہان جتنے ہین لنکا مین سبھی راوان ہین - یعنی تمام انسان ایشور ہین - تو کیا ایشور اپنی آپ ہی ہدایت کرتا ہی - اور مان - بہن - بی بی - پھوپی - نانی - دادی - بیٹی - اور باپ - بھائی - پھوپا - نانا - دادا - بیٹا وغیرہ سب مین جب ایشور سرویاپک ہی تو سب برابر ہین - پھر بعض سے تعلق اور بعض سے پرہیز کیا معنی - اور پھر برہما پر بیٹی کے ساتھ زنا کرنے کا اعتراض کیسا - اسی مسئلہ سرویاپک کا پورا پورا ماننے والا وہ برہما ہی ہی جو دیوتا مانا جاتا ہی -

ہر ایک انسان مین جب ایشور سرویاپک ہی تو سب ایشور اور سب برابر - اور ایشور علیم بھی ہی تو پھر یہ کیا کہ بعض عالم بعض جاہل سب کو علیم ہونا چاہیے اگر صفت علم ایشور ہی کی عنایت سے ہی تو کسی کو دینا کسی کو نہ دینا کیسا - کیا ایشور بھی معترض کی طرح ہٹ دھرم - اور نا انصاف ہی - نباتات یعنی غلہ ترکاریون وغیرہ مین بھی ایشور سرویاپک ہی جو آپ یہ لوگ غلے ترکاریان کھاتے ہین گویا کہ ایشور ہی کو کھاتے ہین آپ فرماتے ہین کہ "سورج کی روشنی خس وخاشاک پر پڑ کر کسی چیز سے لتھڑ نہین سکتی" یہ فقرہ بھی عجیب گول ہی جو مناسب مطلب اور مخالفت منشا ظاہر کرتا ہی - کجا خس وخاشاک - کجا میلا - غلیظ خس وخاشاک سے لتھڑنا کیسا بلکہ اُلجھنا اگر کہا جاتا تو ٹھیک تھا - کیونکہ خس وخاشاک - کانٹون تنکون سوکھی لکڑیون (کھپریات) کو کہتے ہین - نہ کہ میلے غلیظ کو - کیونکہ مولوی صاحب کا اعتراض یہ ہی کہ جب ایشور سرو شکیتمان ہی اور وہ رحم اور مقعد مین سرویاپک ہی تو خون حیض اور پاخانہ سے تو ضرور آلودہ ہوتا ہوگا - اور ہمارے معترض صاحب اصل مطلب سے گریز کرکے خاشاک و خس کی تمثیل پیش کرنے لگے - حالانکہ جب ایشور سورج کی کرنون اور میلے - غلیظ مین بھی سرویاپک ہی اور سورج کی کرنین میلے - غلیظ پر پڑینگی تو ضرور غلیظ مین آلودہ ہونگی - اسلیے کہ کرنین رطوبتون

جذب کرتی ہین جب کرنین جاذب رطوبت ہوئین تو پھر نہ لتھڑ نا کیا معنی؟ اس جواب سے معترض کی لیاقت علمی ظاہر ہوگئی۔ حکمت سے بالکل بہرہ نہین رکھتے۔ جغرافیہ طبعی بھی نظر سے شاید نہین گزرا ورنہ ایسا نہ کہتے۔ حالانکہ ایف اے اور ہیڈ ماسٹر ہین۔ دیکھا ہر تو مڈل کی بھی استعداد نہین معلوم ہوتی اور اپنے منھ میان مٹھو۔ فاضل بننا چھوٹا منھ بڑی بات ہی۔ علماے ہیئت اور کمسٹری نے سورج کی کرنون سے یہ دریافت کیا ہی کہ سورج بھی انھین چیزون سے بنا ہی جنسے کہ زمین بنی ہی۔ صرف سورج مین کچھ اجزا زائد ہین۔ پس اگر کرنون مین کوئی چیز آلودہ نہین ہوتی اور کسی مادہ کو جذب نہین کرتین۔ یا قبولیت اثر نہین رکھتین تو پھر اتنی مسافت بعیدہ سے بذریعہ اُن کرنون کے کیونکر معلوم ہوا کہ سورج ان چیزون سے بنا ہی۔

پھر ہمارے مہذب معترض لکھتے ہین کہ "نیکبختی تو اسد میان کی ہی جو نوابون کی طرح عرش لگا کر آسمان کے اوپر بیٹھ رہا ہی" کیا خوب؟ یہ اُلٹی گنگا آپ ہی بہاتے ہین۔ جب اسد میان نوابون کی طرح عرش نشین۔ مسند آرا۔ جلوہ گستر ہی تو اسکی نیک بختی ہوئی اور ایشور جو میلے غلیظ مین سرودیاپک ہی اور کیڑہ بنا ہوا ہی اور جو رحم کی کثافت و غلاظت اور مقعد کی گندگی مین آلودہ ہو رہا ہی اس ایشور کی بلا شک کم بختی بدقسمتی ہی کہ مہتر بھنگی سے بھی بدتر ہو رہا ہی ع۔ برین عقل و دانش بباید گریست

بھیا ری جی آپ حاضر و ناظر اور سرودیاپک کو شاید ایک ہی سمجھتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہے بہت بڑا فرق ہی اسلیے کہ حاضر کے معنی یہ کہ اُسکی قدرت ہر جگہ موجود۔ اُسکا حکم ہر جگہ نافذ۔ اور ناظر کے معنی دیکھنے والا۔ یعنی ہر چیز کی خبر رکھنے والا جسے علیم ما فی الضمیر کہتے ہین۔ اور سرودیاپک کے معنی سمایا ہوا۔ حلول بھی اسی کو کہتے ہین پس اس صفت سے وہ مبرا ہی۔

اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہی کہ خدا نہ کسی شی مین سمایا ہوا ہی نہ اُسمین کوئی چیز سمائی ہوئی ہی مثلاً ہمارے جسم مین روح۔ پھول مین بو وغیرہ۔ ناظر یعنی بغیر آلہ (چشم) کے ایسی چھپی ہوئی چیزون کا دیکھنے والا کہ جسے ہمارے ظاہری آلہ یعنی آنکھین اور بصارتین نہین دیکھ سکتین۔ اور وہ پتھر کے کیڑے کا راز اس کیڑے سے بھی زیادہ جانتا ہی۔ اور اسکی روزی مناسب وہین اُسے پہونچاتا ہی۔ انسان کے دلون باخبر رازون سے آگاہ گویا کہ بمصداق و نحن اقرب الیہ من حبل الورید رگ گردن یعنے شہرگ۔ رگ جان سے بھی بہت ہی قریب تر ہی اہر ایسا علیم۔ عالم الغیب جس سے کوئی چھپ نہین سکتا۔ اور جسے کوئی دیکھ نہین سکتا۔ اور وہ بہ سبب اپنے کمال علم قدرت کے بخوبی ہمسے اور ہمارے افعال و رازدلی سے ایسا واقف جو جاننے کا حق ہی۔ جیسے موجود اور یہ معنی کہ

دنیا کو عالم غیب سے عالم شہادت مین لانے والا۔ کتم عدم سے حاضر کرنے والا۔ موجود کرنے والا،،

الزامی جواب۔ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۲۲۳ سطر ۳) سورج تمام دنیا سے رسون کو برابر کھینچتا رہتا ہی (جن ذرون کو سورج اپنی کرنون سے کھینچتا ہی) اُنمین خوشبودار اور بدبودار دونون قسم کے ذرے ملے رہنے کی وجہ سے (کرۂ ہوائی) کا پانی اور ہوا بھی اچھے اور برے گنون (تاثیرات) کی آمیزش سے متوسط گن والے ہوجاتے ہین،، لیجیے آپ کا رگوید کیا کہ رہا ہی کہ جن ذرون کو سورج اپنی کرنون سے کھینچتا ہے اُنمین خوشبودار اور بدبودار دونون قسم کے ذرے ملے رہتے ہین اور آپ کہتے ہین کہ سورج کی کرنین میلی پر پڑکر ٹھہر نہین سکتین تو آپ کا بیان غلط ہی۔ اسوجہ سے کہ کوئی عقلی و نقلی ثبوت آپ نے نہین دیا ہے،،

اب ہم اسکا بھی الزامی جواب دیتے ہین۔ جیساکہ ہمنے غلہ وغیرہ کو بسبب سرودیا یکسم ہونیکے ایشور ثابت کیا ہے۔

الزامی جواب رگوید۔ آدھی بھاشا بھومکا صفحہ ۲۳۔ سطر ۱۹۔ انّ کا نام یہان برہم (بڑا) کہا ہے کیونکہ وہی زندگی کا بڑا سہارا ہے،،

یہ دیکھنا چاہیے کہ برہم ایشور کا نام ہی جو سب سے بڑا ہی اور یہان انّ (اناج غلہ وغیرہ) کو برہم یعنی خدا کہا ہی۔ پس حاصل یہ ہی کہ برہم کے ماننے والے۔ غلہ پرست جنھین شکم پرست کہنا بھی مناسب ہے ہونگے۔ اور برہم (ایشور) مین اور انّ (غلہ) مین بلحاظ صفت وتمثیل وہمنام ہونے کے بھی مساوات پائی گئی۔ اور سرودیا یک نے بھی غلہ کو ایشور ثابت کردیا پس ہمارا دعوی ثابت اور معترض کا اعتراض باطل

سترھوین شکل

سترھوان اعتراض

لمبا جھگڑا

سر چھوٹے	تھین بیچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہے	مین بھی چھوٹا مرے شکوے بھی ہر

ناظرین ہمارے لائق معترض برھچاری جی نے اس اعتراض کی تمہید مین صفحہ ۲۱۴ سے صفحہ ۲۱۸ سطر ۱۰ تک مغربی ہوا کی تاثیر کے متعلق مضمون کیا لکھا ہی بلکہ سر درہوا ہوکر خاک اُڑائی ہی عقل و ہوش کو برباد کیا ہی۔ گرباد آسا چکر لئے ہین حالانکہ اہل اسلام اس باد مخالف کو سموم سرسری جانتے ہین۔ جو آیندہ لے خفیف جھونکے کی طرح ذرا سے عرصہ مین خود ہی روان دوان ہونیوالی ہی اور نتیجہ اور تمہید

یہ شیر بازی کے میدان مین لڑائی کا ڈھچر پھیلا کر نوکار جوڑنے سے منہ الگاتے ہی فرا ٹا بھرا ہی۔

یعنی گریز کی ہی اور خدا کے عرش کی تحقیر و تہجین کے پرخار وسیع جنگل کی طرف رخ کیا ہی حالانکہ عرش تک رسائی ناممکن۔ یہان ہوا نارسا طائر خیال بے پر وبال۔ بوزنہ ادرک پر فتح۔ زیادہ ہوا ہے بلند پروازی سے خود ہی معترض صاحب تھک کر ہوا اور بیٹہ کی طرح گر رہے گئے گو کہ کھا کر پر پرزے نکالے ہین

بپاس ہوا خواہی معترض ہم بھی کچھ مختصر سا حال ہوا کا بیان کرتے ہین تا کہ تیزی باد تند مکالمہ باد مخالف اعتراض کو گرد کر دے۔

خداوند تعالی نے موجودہ مخلوقات کو جو پیدا کیا ہی تو ہر ایک کو جداگانہ ایک خاصیت عطا فرمائی ہی۔ کوئی شی بیکار وبیفائدہ نہین ہی جسطرف آنکھ اٹھا کر دیکھو اسی کی صناعی و قدرت کے گوناگون جلوے نظر آتے۔ رباعی۔ گلشن مین صبا کو جستجو تیری ہی ٭ بلبل کی زبان پہ گفتگو تیری ہی ٭ ہر رنگ مین جلوہ ہی تری قدرت کا ٭ جس پھول کو سونگھتا ہون بو تیری ہی ٭ اسی مضمون کو شیخ سعدی کہتے ہین۔ شعر۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭

لیکن افسوس اس شخص پر جو جنم کا اندھا یا کور مادر زاد ہو جیسے متھرا کے مہراج ویرجانند جو علم دیا کرن کے بڑے واقفکار اور آفتاب مشہور تھے وہ البتہ اس نعمت عظمے سے محروم ہوگا ورنہ اس صحرائے پر فضا وسیع صنع باغبان قدرت کی سیر کرنیوالے اسکے نظارہ فرح بخش سے لطف اٹھا رہے ہین اور اٹھاتے رہینگے اور شعر۔ نا فہم کے سامنے ہی یون نیکی و بند۔ جسطرح چراغ آگے نابینا کے ٭ ایسے لوگون کا کیا ذکر دنیا مین دو طرح کے اندھے ہوتے ہین ایک تو وہ جنکا ذکر ہوا دوسرے یہ جنکی بظاہر دیکھنے کو آنکھین سلامت۔ مگر ہیے کی آنکھین ندارد۔ ایسون کو کور باطن کہتے ہین جیسے گورو مہراج دیانند سرستی جی جو مہاراج ویرجانند مذکورہ بالا کے لائق چیلے تھے۔ مہاراج دیانند جی نے جو کچھ پڑھا وہ انھین سے پڑھا اور بھیک مانگ مانگ کے ایام طالبعلمی پورے کیے اور یہ بات مسلمہ خلائق ہی کہ الولد سر لابیہ وہ بیٹے مین وہ ہوتی ہی جو خصلت ہو پدر مین۔ یعنی بیٹا باپ کے چلن پر۔ شاگرد اُستاد کے پرتو پر۔ صحبت نیک و بد کا اثر شر کا اثر ضرور ہوتا ہی اسی بنا پر مہاراج دیانند جی پر اسکے گرو کا یہ اثر پڑا کہ ہیے کی آنکھین جاتی رہین اور کور باطنی کی طرف موصوف ہو گئے۔ اور اُنھین کی رقمزدہ تمثیل انھین پر صادق آئی کہ دیکھتے ہوئے نہین دیکھتے سنتے ہوئے نہین سنتے۔ بولتے ہوئے نہین بولتے۔ یعنی جاہل لوگ (کور باطن) علم کلام کے راز کو نہین جان سکتے رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۱۔ منتر ۴۔ اسی طرح جو شی خداوند عالم نے پیدا کی اور شناخت

اُسکی تعرف ہا شیاء بانند د ہا اُسکی ضد سے معین کی مثلاً نیکی بدی سے ۔ سخاوت بخل سے ۔ علم جہل سے سچ جھوٹ سے ۔ ایمانداری بے ایمانی سے ۔ اسلام کفر سے ۔ نور ظلمت سے ۔ دن رات سے ۔ خالق مخلوق سے ۔ اعلیٰ ادنیٰ سے ۔ شیرین تلخ سے ۔ پہچانا جاتا ہی ۔ اسی طرح ہر ایک کی خاصیت بھی جدا گانہ ہی مثلاً اسکی ایک ادنی مخلوق سے ہوا ہی جو انسان کی زندگی یا مدار حیات کا اعلیٰ جز ہی اور یہی ہوا چارون طرف چلتی ہی جنمین سے پورب کی ہوا کو پوروائی ۔ پچھم کی ہوا کو پچھوا ۔ دکھن کی ہوا کو دکھنہری ۔ اُوتر کی ہوا کو اوترہری کہتے ہین ۔

شاگرد ۔ یہ فرمایئے کہ ان چارون رُخون کی ہواؤن مین سے کس سمت کی ہوا اچھی ہوتی ہی ؟

اُستاد ۔ پورب رخ کی ہوا جسے پوروائی کہتے ہین بہت خراب ہی یعنی مرطوب ۔ اسکے چلنے سے سُستی ۔ کاہلی ۔ اعضا شکنی ۔ امراض مرطوبہ و باردہ کی پیدایش ۔ لقوہ ۔ فالج ۔ گٹھیا ۔ درد اعضا ۔ جلد بدن کا سرد و سفید ہو جانا ۔ مدتون کی لگی ہوئی چوٹ کو اُبھار دیتی ہی ۔ اس سے ہونٹ اور چہرہ ۔ پاؤن ہاتھ کی کھال پھٹ جاتی ہی اسیلیے پورب کی خلقت بھی کمزور شکم دراز ۔ بودی ہوتی ہی ۔ پورب کے آدمیون کو جو دیکھو تو سر و پا برہنہ ۔ ستر پوشی کو چار ہاتھ کی دھوتی ۔ سر پر بجائے کلاہ ۔ ایک لہراتی ہوئی چوٹیہ یا چوٹی ۔ جوتہ کبھی خواب مین بھی نہین پہنتے ۔ ہان گلے مین نوتار کی ایک رسی پڑی ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ عقل سے خارج کچے تاگے مین بندھے ہوے کسی کے حلقہ بگوش ہین ۔ نہ کلام مین لطف نہ طعام مین ذائقہ نہ پوشاک خوش وضع ۔ فوطے آب نزول سے اسقدر بڑے ہوتے ہین کہ بعض سے آمد و رفت مشکل ۔ اور گلے مین ٹھینگا ٹھیک کا لوا لن رہتی بن جاتے ہین ۔ زیر و بالا کے وزن یکسان ۔ فوتہ خانے کے فوتہ دار یا دار وغہ بنے ہوے ہین ۔ دن کو چبینا ۔ یا ستو نمک ۔ شام کو روٹی کھا کر کھیتی کے کام مین مثل بیل کے جتے ہوے زندگی کے دن سختیون سے کاٹ رہے ہین "

" پچھم رخ کی (مغربی) ہوا کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہی ۔ سبحان اللہ ۔ ہر مرض کی دوا ۔ فرحت بخش ۔ پانی ٹھنڈا کرنیوالی جس سے آنکھون مین تراوت دل خنک ۔ فصل ربیع و خریف کی بڑی مددگار یعنی غلہ کو پختہ کرتی ہی ۔ مولد خون ۔ مقوی رنگ روپ بڑھانیوالی ۔ ہوش حواس بجا کرنیوالی ۔ اسی سبب سے پچھم کے آدمی قوت دار ۔ تیز ۔ چالاک ۔ بہادر ۔ تن و مند بلند بالا ۔ ذکی ۔ عقیل ۔ صاحب علم ۔ خوشرو ۔ سرخ و سفید ۔ خوش وضع ۔ خوش لباس ۔ خوش غذا ۔ خوش خلق ۔ مہذب ۔ شیرین کلام ۔ فصیح و بلیغ ۔ عالی ہمت بلند حوصلہ ہوتے ہین ۔ اور یہ سمت متبرک بھی اسوجہ سے کہ ادھر قبلہ ہی اور پورب والے پچھم ہی کی طرف سجدہ بھی کرتے ہین ۔ آفتاب کا مامن و مرجع یہی پچھم (مغرب ہی) اسطرف سے ہمین بہت کثرت سے

فائدہ دینے والی اشیا پہونچی ہین - ادنیٰ لباس - لطیف میوے - نادر اسلحہ حربی سامان - علوم کی نورانی شعاعین - فنون یعنی حرفت وصنعت کے خزانے - متعدد و بیش بہا ہر قسم کی نفع بخش چیزین ایسی دستیاب ہوئین اور ہوتی ہین کہ جن سب کا شمار دشوار ہی اور وحدانیت کے سکہ کا چلن اسی طرف سے ہوا - بت پرستی یعنی کفر کی بیخ کنی اسی طرف سے ہوئی - اصل توحید کے ماننے والے اسی سمت کے لوگ ہین - اوتر کی ہوا جسے اوترہری کہتے ہین یہ نہ مضر ہی نہ مفید - اعتدال طبع رکھتی ہی - دکھن رخ کی ہوا جسے دکھنہری کہتے ہین یہ ہوا گرم وتند ہوتی ہی - یہ بالطبع حار و یابس ہی - اسکے چلنے سے ذی حیات بیچین - پریشان - ہوتے ہین - جب اس ہوا مین حرارت زیادہ ہوتی ہی تو اس سے بہت انسان ضائع اور بیمار ہوتے ہین - امراض حارہ پیدا کرتی - مسام مین سرایت کرکے جسمانی حرارت کو زیادہ کرتی ہی - اسی سبب سے اس طرف کے آدمی سرخ وسفید رنگ کے نہین ہوتے بلکہ سونلے رنگ کے ہوتے ہین یہ ہوا عورتون کو مفید ہی اور مردون کو مضر - اسی سے بہ نسبت مردون کے عورتین ہر قوت مین زیادہ ہوتی ہین اور مرد کمزور سست ہوتے ہین - اس سمت عورتون کی پیدائش دوچند و سہ چند زیادہ ہی - مرد کم پیدا ہوتے ہین - اس طرف کے جانور دبلے - کمزور ہوتے ہین - چونکہ اسطرف کے آدمی خشک ہوتے ہین اور اُنہین قوت شہوانی بھی کم ہوتی ہی اس سبب سے مہاراج سوامی دیانند سرستی جی بخیل وحریص اور توالد و تناسل کے ناقابل تھے کیونکہ تاثیر آب وہوا لازمی ہی اور مہاراج دکھن ہی دیس کے رہنے والے تھے - جبھی ایسی بے شرمی کی بات جو خلاف مردانگی تھی یعنی نیوگ جائز رکھی - بھلا کوئی مرد اپنی منکوحہ بی بی کو اجازت زناکاری دیگا - ہرگز نہین بلکہ یہ کام خاص الخاص مخنث اور وہ بھی بیغیرتون کا ہی ورنہ اگر نامرد ہی تو عورت کو چھوڑ دے گا مگر یہ بیغیرتی نہ گوارا کرے گا -

شاگرد - مہاراج تو برہمچاریہ اور سنیاسی تھے اسی سبب سے عورت کی طرف توجہ نہ تھی -

اُستاد - تو مہاراج نے خود قطع نسل کی - اور خلاف قانون قدرت کیا اور سرشٹی جو وید کا حکم تھا اُسے نہ مانا - اگر سب ہی برہمچاریہ یعنی اس صفت قطع نسل سے موصوف ہوتے تو ضروری تھا کہ سب ہی اعلیٰ گیانی برہمچاریہ پکارے جاتے - پھر باوجود ایسی اعلیٰ صفت کے سارے آریہ برہمچاریہ کیون نہ ہوے - اگر اسی طرح سب مذہب قدیم کے اہل ہنود بھی برہمچاریہ ہوجائین تو تھوڑے ہی زمانہ مین قطع نسل کے سبب سب کا خاتمہ ہوجاوے - پس لامحالہ قطع نسل اچھی نہین ہی کیونکہ بقائے نسل و توالد میتھنی سرشٹی (تعلق مرد و زن) پر موقوف ہی پس اگر برہمچاریہ اچھا فعل ہوتا تو پھر وید نیوگ (زنا) کی کبھی اجازت نہ دیتا - جو خاص ترقی نسل کی غرض سے ناجائز تعلق یا زنا (نیوگ) جائز کیا گیا

پس اس مہاراج کے برہمچریہ ہونے سے انکی لیاقت و حکمت و پابندی احکام وید صاف ظاہر ہوگئی مہاراج ضرور ان سب کے مخالف - اور جاہل پائے گئے - کیونکہ اگر ہم انکا برہمچریہ ہونا مان بھی لین تو کسی طرح ممکن نہین اسلیے کہ مہاراج جس غرض سے برہمچریہ ہوے وہ حاصل نہین ہوئی کہ مہاراج نے چارسو برس کی عمر نہین پائی - پس مہاراج جب اس حد عمر کو نہین پہونچے تو کوئی عاقل مہاراج کا برہمچریہ ہونا تسلیم نہ کرے گا - محض بناوٹ ظاہری اور فریب دہی تھی اور مہاراج ناقابل توالد و تناسل تھے اسی باعث عورت سے بے تعلق رہے - ظاہرا اس عیب کے چھپانے کو اُسپر برہمچریہ کا گہرا پردہ ڈالا گیا -

شاگرد - اُستاد یہ تو فرمایئے کہ برہمچریہ اور سنیاسی کسے کہتے ہین ؟

اُستاد - فقیرون کی بہت سی قسمین ہین جنکو مین مختصر بیان کرتا ہون - اُ
جٹا دھاری - پرمہی - گرہی - جل باس - کواری - جگ ڈنڈی - اوگھر - کنپھٹ
سرلٹا - برہمچاری - ستی - سنیاسی - پنچ اگنی - مرجلا اکاسی - دودھادھا
انکے علاوہ اور بھی قسمین ہین اور ان سب کا اصل مطلب جوگ ہی - یہ سب
دلدادہ ہین جو اسکی حد انتہا کو پہونچا وہ جوگی کے لقب سے نامزد ہوا -
آجکل ایسے کامل سچے جوگی کہا ب کیا بلکہ معدوم ہین - فی زمانہ فریب
ٹھگ - صدہا سنیاسی - جوگی - مفت خوری - ہتھ پھیری - روپیہ
بن جاتے ہین اور ناواقف جاہلون کو لوٹا کرتے ہین - شعر

وقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع		خود راز

یہ نہین سمجھتے کہ ظاہری لباس دھوکے کی ٹٹی - دم دہ
ہی اس سے بچنا چاہیے مگر اس جوگ کی کاجل والی کوٹھ
ہون - کلنک کا ٹیکا - بجاے قشقہ کھینچا جاے - اپنے

شاگرد - استاد جیون چرتر مین لکھا ہی کہ مہارا
(خدا) کو دیکھ لیا - یہ سچ ہی یا جھوٹ ؟ حوالہ رگو
استاد - یہ محض غلط ہی صرف چیلون کی بنا
مہاراج سچے جوگی ہی نہ تھے بلکہ طامع - فریبی - م
حاصل نہین ہوئی - دیکھو اتھرو وید صفحہ ۸ سطر

کا جوگ حاصل کرنا کسی گرو سے سنا نہین گیا اور نہ کہین جیون چرتر (سوانح عمری) مین دیکھا۔ ۲۱-۲۲ برس کی عمر تک تو مہاراج اپنے گھر ہی مین رہے۔ چونکہ مہاراج عورتون کے ساتھ تعلق کرنے کے قابل نہ تھے اور قوت تناسل و توالد موجود نہ تھی اسی سبب جب والدین نے شادی بیاہ کا اصرار کیا تو مات گھات تک رما درگش) ہو کر گھر سے اسباب لیکر بھاگے۔ گرفتاری کے خوف "پہاڑون پہاڑون جنگلون جنگلون چھپتے پھرے اور فقیری لباس" یعنی سنیاسی۔ جوگی۔ بیراگی کے بھیس "بھردپ" مین پوشیدہ رہے جب ذرا اطمینان ہوا کہ اب کوئی گرفتاری کے تجسس مین نہ ہوگا تو متھرا پہونچکر قیام کیا اور بھیک مانگ کر عمر بسر کرتے رہے اور اسی قیام مین سورداس مہاراج ویرجانند سے کچھ ویاکرن پڑھا۔ تو جوگ کہان حاصل کیا۔ اور جوگ ایسی چیز سہل و آسان بھی نہین جو سال دو سال کے عرصہ مین حاصل ہو سکے بلکہ جوگ بہت دشوار اور نفس کشی اور ترک لذات شہوطی برسا لہا سال کی ریاضت سے بدقت حاصل ہوتا ہی۔

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹ فقرہ ۵۴ "مین یہ لکھا ہو کہ محیط کل ہونیکے باعث ہی ۵۴۔ اور ایشور کا جنم لینا۔ (مجسم ہونا ظاہر ہونا) دلیل سے بھی ثابت نہین ہوتا انتہا اکاش کو کیسے کر حمل مین سما گیا یا مٹھی مین رکھ لیا گیا تو ایسا قول کبھی سچ نہین ہو سکتا محیط کل ہو اسی واسطے اکاش نہ باہر آتا ہی نہ اندر جاتا ہی۔ اسی طرح پرمیشور کے کی وجہ سے اسکا آنا جانا کبھی ثابت نہین ہو سکتا اسلیئے پرمیشور کا جانا آنا جنم لینا کتا۔ بس اس حوالہ سے بھی ثابت نہین ہوتا کہ مہاراج نے ایشور کو دیکھا۔ یہ محض ٹالا رہا ہی"

کا صفحہ ۲۴ سطر ۴۔ شروع فقرہ) چونکہ وہ غیر ذی شعور انات کو دیکھتا اور جانتا ہی مگر اسکو کوئی نہین دیکھ سکتا۔ کیو نے جوگ کے بل سے کسطرح ایشور کو دیکھ لیا۔

کا صفحہ ۱۲۲۔ سطر ۶) یا گیہ ولکیہ جی اگارگی کو مخاطب نے والے برہمن اسکو فنا۔ موٹے پن۔ پتلے پن چھٹائی تعلق۔ آواز۔ لمس۔ بو۔ ذائقہ۔ آنکھ۔ کان۔ دل۔ روشنی موت۔ خوف۔ شکل۔ خلا۔ سماو۔ تقدم۔ تاخر۔ اندرن سوروپ (عین نجات) بتاتے ہین مجسم اشیا کی طرح کو محسوس ہو سکتا ہی۔ وہ حواس کے احاطہ سے

باہر اور سب کا آتما ہی" شتپتھ برہمن کانڈ ۱۴ - ادھیاے ۶ - کنڈکا ۸"

اس حوالہ سے بھی مہاراج کا فریب اور انکے چیلون کا بیان تصدیقی محض جھوٹ بے بنیاد ثابت ہوتا ہی جب وہ یعنی ایشور مثل اشیاے مجسم کسی کو محسوس نہین ہو سکتا تو پھر مہاراج نے ایشور کو اپنے جوگ کے بل سے کسطرح دیکھا - اب ہم ان حوالون کی نقیض بیان کرتے ہین -

پہلے حوالہ سے ایشور کا نورکل ہونا غلط ثابت ہوا - اور ستیارتھ کے مسئلہ سرو ویاپک کو یعنی کہ خدا ہر خلا اور ہر نشیب و فراز مین محیط ہی اور سب کو سہارا دے رہا ہی حتی کہ عورت کے رحم و شکم اور مرد کے مقعد و اعضا سے مین بھی موجود ہی" کو جھوٹا کر دیا - بہ سبب تضاد و اختلاف دونون مشکوک مردود - نہ اسے تسلیم و تصدیق کر سکتے ہین نہ اُسے - اگر ایک کو مانین تو دوسرے کی نقیض ثابت - پس بقول دیانندجی جب تھوڑا سا زہر کسی بہت سے کھانے مین ملکر سب کو ناقص کر دیتا ہی اُسی طرح تھوڑا سا جھوٹ سچی بات کو بھی خراب کرتا ہی جسمین ذرا جھوٹ بھی ہو اُسے سچا نہ ماننا چاہیے" بنابران ہم یہ خیال کر سکتے ہین کہ مہاراج نے موافق - ع بھولا ہوا ہی خواب جو دیکھا تھا کبھی" خواب مین کوئی پہاڑ یا ملیا پہاڑ یا بم پولس یا کوڑا گھر حسب مثل - تیرے کانون مین اونٹ آیا لوگون نے جانا پرمیشور آیا" دیکھا کیونکہ انھین بھی تو [illegible] سرو ویاپک ہی یا گہری نیند اور بھنگ کے نشہ مین پڑے ہون اور تیجر [illegible] سبب شکل کوئی نظر آئی ہو جسے ایشور سمجھکر اپنے چیلون سے کہدیا - ع [illegible] کی دن سے ہمارے ہوگا - یا کسی مورت (بت) کو بہ سبب خیال کے دیکھکر ایشور سمجھ لیا ہو -

شاگرد - چھوٹی تحریر مین لکھا ہی کہ مہاراج دیانند سرسوتی کو شیو کے مندر مین کا برت رکھے ہوئے رت جگہ کر رہے تھے - الہام ہوا کہ بت پرستی نہ کرو اور گواہی نقل رئیس علی گڑھ بانی محمڈن کالج کی پیش کی ہی کہ درحقیقت الہام اسی کو کہتے ہین"

اُستاد - یہ بات بھی بناوٹ کی ہی - الہام کی بھی مٹی خراب کی - الہام کے نام کو بٹہ لگایا - آجتک کسی بت پرست کو الہام نہین ہوا - دوئم جب آپکو بت پرستی نہ کرنے کا الہام ہوا تو آپ کو چاہیے تھا کہ خود بت پرستی چھوڑ کر دوسرون کو نصیحت کرتے - رد بت پرستی مین ساعی ہوتے - اور یہ الہام مہاراج کو تخمیناً بیس برس کی عمر مین ہوا اور خود مہاراج ۴۹ برس کی عمر تک مہادیو کا لنگ پوجا کیے - واہ واہ کیسا الہام تھا - اور گواہی جو پیش کی گئی ہی وہ بھی کچھ موثر و قابل تسلیم نہین - اول تو خان بہادر نے ایسا فرمایا ہوگا [illegible] راوی بھی تھا سید صاحب کا ترجمان کو ہم تو مرا جانتے ہین کہ ملی بھگت ہوگی - کیونکہ دنیاوی معاملات مین سید صاحب بڑے مدبر اور مشہور زمانہ تھے - لیکن مذہبی معاملہ مین انکی گواہی غیر مسلم -

شاگرد۔ استاد آپ نے کیا مہاراج کو دیکھا تھا۔ لیا۔ اُنکا چال چلن جوگیون کا سا تھا؟

استاد۔ اگر تمنے نہین دیکھا ہی تو دیکھو وہ میز پر پوسٹ کارڈ رکھا ہی اسمین مہاراج کی تصویر بنی ہی ایسے دیکھو

شاگرد۔ یہ مہاراج کی تصویر ہی۔ یہ تو ایک قسم کی بت پرستی ہی۔ اور مہاراج کی اہانت ہی کیا جوگیون کی ایسی ہی نشست ہوتی ہی؟

استاد۔ اصل تصویر سے اہانت نہین ہوتی ہی۔ نہ بت پرستی سمجھی جاتی۔ کیونکہ تمنے دیکھا ہوگا کہ اکثر سکون پر بادشاہون کی تصویرین ہوتی ہین۔ اور فی زمانہ ٹکٹ و اسٹامپ سکہ وغیرہ یہان تک کہ اشیائے مستعملہ پر بادشاہ وقت کی تصویرین بنائی جاتی ہین۔ پس اس سے اہانت کیونکر ہوسکتی ہی۔ اسلئے کہ ہر فعل کا مدار نیت کی نیکی و بدی پر موقوف ہی۔ کوئی رعایا اپنے حاکم۔ مالک۔ سلطان کی سوء ادبی کا خواب مین بھی خیال نہ کریگی۔ بجز اطاعت و فرمانبرداری و دعاگوئی کے جو اُسکا فرض ہی پس پھر اہانت کیونکر ہوئی۔

شاگرد۔ یہ مین نے مان لیا کہ بادشاہون کی تصویرین سکہ و اسٹامپ وغیرہ پر ہوتی ہین پھر بادشاہون سے مہاراج کو کیا نسبت ہی ع جائے آداب ہی محتاج کجا شاہ کجا۔ کہان شاہنشاہ کہان منگے فقیر۔ انکی تصویر اُس خیال سے نہین بن سکتی۔ اور اصول مذہب کی رو سے آریہ لوگ سے انکار کرتے ہین تو پھر انکی تصویر بنانا۔ بنوانا۔ آریہ سماج کے دروازون پر لگانا۔ تریون وغیرہ پر چھپوانا اس بات کو ظاہر کرتا ہی کہ آریون کو ہر وقت اور ہر کار روبار منظور ہین۔ ورشن کی نیت سے تصویر بنانا شامل بت پرستی ہی۔

ٹھیک تمہارا کہنا درست ہی۔ آریہ ضرور بت پرست ہین!

شاگرد۔ یہ تو فرمایئے کہ کیا جوگی اسی طرح بیٹھتے اور یونہین جاپ کرتے ہین۔

استاد۔ یہ جوگیون کی نشست نہین ہی بلکہ یہ متھرا کے چوبون کی یا مندرون کے مہنتون کی بیٹھک ہی اول جوگیون کی نشست اسطرح ہوتی ہی کہ دونون پاؤن کے تلوے پیش نظر سیدھے اور دونون ہتھیلیان نظر کے سامنے رہتی ہین اور یہ بات بغیر ریاضت حاصل نہین ہوتی اور جوگیونکا بدن ایسا فربہ نہین ہوتا بلکہ اُنکا بدن سخت ہوتا ہی۔ اور دبلا۔ نہ انکی غذا ایسی لذیذ۔ مرغن ہوتی ہی کیونکہ جوگی غالب الجوع رہتے ہین اور اچھی لذیذ غذا کھانا مغلوب الحواس کا کام ہی۔ **شعر۔**

اندرون از طعام خالی دار۔
تا درون نور معرفت بینی۔

شاگرد۔ اس تصویر مین مہاراج انگلیون پر کیا گن رہے ہین؟

استاد۔ اپنے چیلون کے دکھلانے کو تو اوم۔ اوم جپ رہے ہین مگر ہمارے خیال مین اپنا روپیہ بمبئی والے سیٹھ کے یہان آٹھ آنہ سیکڑہ جو جمع کیا ہی اس روپیہ کے سود اور روز کی آمدنی کا حساب لگا رہے ہین۔ کیونکہ مہاتما۔ رشی۔ جوگی وغیرہ کو نہ مالے کی ضرورت ہی نہ شمار کی حاجت ہی نہ مثل اہل اسلام کے تسبیح کی ضرورت ہی نہ وقت کی پابندی ہی اُنکا جاپ ہر جگہ ہر وقت ہر کام مین جاری رہتا ہی اور انکی سانس بغیر جاپ کے ایک بھی خالی اور ضائع نہین جاتی اور اہل ہنود کے جوگی یا مہاتما یہ مشق کرتے ہین کہ ہر سانس کے ساتھ رام رام یا تت ست یا اوم اوم وغیرہ آتے جاتے یعنی سانس کی رفتار ہی سے ان اسما کے تلفظ کو ادا کرتے رہتے ہین۔ اسی طرح اہل اسلام یا ہو۔ یا اللہ۔ یا الا اللہ۔ یا حق وغیرہ۔ اُسی طور سے ادا کرتے رہتے ہین یہ مشق ہر وقت ہر اندرونی و بیرونی سانس کی آمد و رفت پر جاری رہتی ہی۔ علاوہ اس مشق کے مہاراج نے کبھی حبس دم کی بھی مشق نہین کی۔ اس امر کی تصویر شاہد ہی دیکھو مہاراج کی ناک کا نتھنا پھڑک رہا ہی اور اُٹھا ہوا ہی۔ (باقی آیندہ (دوسری جلد ملاحظہ ہو)

شاگرد۔ یہ سب درست مگر یہ تو فرمایئے کہ مہاراج نے کبھی جھوٹ تو نہین بولا۔؟

اُستاد۔ یہ بھی تمنے ایک ہی کہی۔ مہاراج کی تمام عمر جھوٹ ہی بولنے مین گزری جسکی مین چند مثالین انھین کے جیون چرتر سے بتاتا ہون۔ اول مہاراج کا جھوٹ جو جدید تحقیقات سے از روے تاریخ ثابت ہی اسے بیان کرتا ہون۔

(۱) مہاراج دیانند جی نے اپنے باپ کا نام چھپایا۔ اور اپنی مان کا نام بتایا اور بر وقت دریافت یہ کہا کہ مین نے اس غرض سے باپ کا نام چھپایا تا کہ مجھے گھر سے آکر پکڑ نہ لیجا ئین۔

(۲) چونکہ اصل مین مہاراج مسمے بھر بھجن کا پڑھی قوم "جنکا پیشہ ناچنے گانے کا ہی" کے بیٹے تھے اور کاٹھیا وار کے علاقہ ریاست موروی رامپور گانون مین مابین سمت ۱۸۸۱ پیدا ہوے تھے اور یہان آپ نے اپنے باپ کا نام امبا شنکر اودیچ ذات کا برہمن متمول زمیندار جمعدار بتلایا۔

(۳) اصل رہنے والے تھے کاٹھیا وار کے اور یہان بتلایا گجرات۔

(۴) مہراج نے بیان کیا کہ مین پانچ برس کی عمر مین دیوناگری پڑھتا تھا۔ انکا یہ غلط ہی کیونکہ ہر جگہ یہ قاعدہ ہی کہ کم عمر بچون کو بنظر سہولت خاص اسکی مادری زبان سکھاتے اور اسی کے دیس کے مروجہ خط کتابت لکھاتے پڑھاتے ہین۔ بنابران مہاراج نے اگر کاٹھیاواری۔ یا گجراتی زبان کا حاصل کرنا بیان کیا ہوتا تو درست بھی تھا۔

(۵) مہاراج نے اپنے فرضی باپ سے کہا تھا کہ مجھے بغرض تحصیل علم کاشی جی بھیجدو باپ نے اجازت نہین دی

مگر جب مہاراج گھر سے بھاگے تو کاشی جی نہین گئے جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ مہاراج نے تحصیل علم کے حیلہ سے کسی عیب کو چھپانا چاہا تھا۔ اگر سچا ارادہ مطابق اظہار ہوتا تو سیدھے براہ راست کاشی جی ہی جاتے اور وہان پڑھتے۔ حالانکہ وہان نہین گئے۔ جس سے انکا جھوٹ بولنا ظاہر ہی،،

(۶) جب سوامی جی کے پتا (یعنی والد) تلاش کرتے کرتے میلے مین گرفتار کیا اور لعنت ملامت کی اور کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اسوقت مہاراج نے اپنے باپ سے ازراہ فریب یہ کہا کہ میرا قصد تو خود ہی بعد اس میلے کے گھر جانے کا تھا۔ حالانکہ پھر گھر نہین گئے اور ساتھ سے بھاگ گئے۔ اگر مہاراج کا کہنا سچ تھا تو ضرور گھر جاتے پھر بھاگنا کیسا؟

(۷) صفحہ ۱۵۲ سطر ۳ جیون چرتر مین لکھا ہی "جب مہاراج قصبہ کوٹھ کانگڑھ۔ ریاست احمد آباد علاقہ ملک گجرات مین پہونچے تو اس جگہ بہت سے بیراگی جنکے پھندے مین ایک رانی پھنسی ہوئی تھی ملے ان بیراگیون نے سوامی کو گیرے لباس مین دیکھکر انسے تمسخر شروع کیا۔ اور انھین اپنے دام تزویر مین پھنسانے کی کوشش کی،، یہ مضمون دیکھکر خیال ہوتا ہی کہ اگر ان بدمعاش بیراگیون نے مہاراج کو دام تزویر مین پھنسانے کی کوشش کیون کی۔ کیونکہ مہاراج کے پاس نہ تو کچھ مال نقد و زیور وغیرہ سے تھا جسکی طمع سے انھین شریک کرنا چاہا نہ مہاراج عورت ہی تھے کہ جنھین اپنے قبضہ مین لاکر اپنی حرص کو پورا کرتے۔ اس جگہ زیادہ اس باب مین غور کرنا مناسب نہین سمجھتے صرف مہاراج کے جھوٹ کی طرف محمول کرتے ہین۔ شعر

بے خودی بے سبب نہین غالب ؛ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

(۸) صفحہ ۱۵۴ سطر ۱۴ جیون چرتر "والد کے پانون پر گر پڑے اور کہا کہ لوگون کے بہکانے سے مین اس طرف نکلا ہون" مہاراج کے اگلے پچھلے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ مہاراج نے جھوٹ بولا لوگون کے بہکانے کا بیان محض غلط ہی۔ کیونکہ جیون چرتر مین نہ کہین بہکانے والے کا نام ہی نہ کہین ذکر ہی،،

(۹) صفحہ ۱۴۸ سطر ۱۴ جیون چرتر "اکیس برس کا بالک مرتیو کی اوشدھی (نہ مرنے کی دوا جیسے آبحیات یا جیون بوٹی) تلاش کرنے کے لیے گھر سے نکلا تھا۔ پندرہ سال کی سخت محنت۔ جفاکشی صحرانوردی اور سفر کے بعد بھی کچھ پتہ منزل مقصود کا نہ ملا تو قدرتی طور پر ایک طرح کا افسوس دامنگیر ہوا۔ اور خودکشی کی سوجھی،،

اس مضمون سے ثابت ہوتا ہی کہ علم جوگ مہاراج کو کچھ بھی حاصل نہین ہوا۔ اور اپنی لائقی سے ایسے مجبور ہوے کہ جان دینے کی ٹھان لی۔ جب علم جوگ کچھ بھی حاصل نہین ہوا تو مہاراج کا جوگی۔ بیراگی سینیاسی بنتا سراسر جھوٹ۔ فریب۔ اور خودکشی کا ارادہ محض جہالت۔

(۱۰) صفحہ ۱۷۰ سطر ۱۳ مین لکھا ہی کہ مہاراج سارا دن سفر کرتے رہے سورج غروب ہو گیا چارون طرف اندھیرا چھا گیا۔ اور کئی گھنٹون تک آبادی کا نشان نظر نہ آیا۔ اور ایسا پر خار جنگل ملا جسمین گزر نا ممکن تھا جس سے سارے کپڑے پھٹ گئے جسم زخمی ہو گیا۔ اتنے مین بالکل اندھیرا چھا گیا۔ اور چارون طرف سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آتا تھا لیکن اس خوفناک مقام اور تاریک و تار وقت مین آگے بڑھے تھوڑی دیر مین انکی نظر کئی جھونپڑون اور کٹیون پر پڑی اُنکے اردگرد گوبر کے انبار دکھائی دینے لگے اور ایک شفاف چھوٹی سی ندی کے کنارے بکریان چر رہی تھین جھونپڑیون کے اندر ڈگمگاتی سی روشنی بھی نظر آتی تھی اور اس عبارت کے شروع یعنی صفحہ ۱۷۲ سطر ۱ مین لکھا ہی کہ یہ جنگل شیر ریچھ۔ اور ہاتھی وغیرہ بہت سے درندون سے بھرا پڑا ہی“ یہ بیان بھی مہاراج کا جھوٹا ہی کیونکہ رات کو ایسے خوفناک جنگل جسمین درندے ہون وہان اندھیرے مین بکریون کا چرنا۔ بالکل بے تکی اور خلاف قیاس بات ہی اور جبکہ اُنکے چرواہے وغیرہ جھونپڑیون مین رہتے ہون سراسر یہ بیان جھوٹ ہی۔

(۱۱) ۱۷۴ جیون چرتر مین لکھا ہی کہ ”سوامی جی نے کہا کہ مین فقط دودھ پیتا ہون“ یہ بیان بھی غلط ہے کیونکہ لفظ فقط انحصار تخصیص ہی ظاہر کرتا ہی یعنی بجز دودھ کے اور کچھ نہین کھاتا پیتا حالانکہ یہ غلط ہی اور چیزین بھی کھاتے پیتے تھے۔ یہان کوئی تاویل نہین ہو سکتی۔

(۱۲) صفحہ ۱۷۷ جیون چرتر سطر ۵ مین لکھا ہی کہ ایک شخص پنڈت امرلال بڑا سخی تھا اور مہاراج زندگی بھر اسکے ممنون احسان اور معترف رہے اور سخاوت کی مدح و ثنا کی ہی اور پھر خود ہی سخاوت اور اہل سخا کی مذمت کی ہی اور دان پن وغیرہ کی نہایت بُرائی بیان کی ہی اور خود اس خوبی سے محروم اور پرہیز کرتے رہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ یا تو مدح و ثنا سخاوت کے جھوٹ۔ یا مذمت وغیرہ۔ دونون بیانون مین سے ایک ضرور جھوٹا ہی۔

(۱۳) صفحہ ۱۸۱ سطر ۵ جیون چرتر) **بساکھ سمت ۲۰ سے بساکھ سمت ۲۴ تک** متھرا مین مہرشی ورجانند سرسوتی کے پاس اڑھائی سال تعلیم پاکر آپ نے اپنا برھمچرج آشرم سمپورن کیا۔ یہ مضمون بھی غلط بیان کیا کیونکہ بساکھ سمت ۲۰ سے بساکھ سمت ۲۴ تک جسے اڑھائی سال بتایا گیا ہی۔ چار سال ہوتے مین ”دروغ گو را حافظہ نباشد“ کا مصداق ہی۔

(۱۴) پھر صفحہ ۱۸۱ سطر ۸ مین لکھا ہی کہ ”ماہ بساکھ سمت ۱۹۲۰ بکرمی کے اخیر وہان سے آگرے کی طرف روانہ ہوئے“ جب بساکھ سمت ۲۰ بکرمی کے اخیر وہان سے روانہ ہوئے تو پھر تعلیم ہی کس زمانہ مین پائی۔ یہ بیان تمام جیون چرتر کی جھوٹی قلعی کھولتا ہی۔ مہاراج کا سارا بیان جھوٹا ہوا جاتا ہی۔ سطر ۵ کے مضمون سے سطر ۸ مضمون کی مخالفت مہاراج کو جھوٹا ثابت کر رہی ہی۔

(۱۵) (صفحہ ۱۸۲ سطر ۱۴ جیون چرتر) "آپ آگرے مین دو سال کے قریب رہے۔ یہان سے ویدون کی تلاش مین (سمت ۱۹۲۱) دھولپور تشریف لے گئے"

نمبر ۱۳ صفحہ ۱۸۱ کے مضمون مین ڈیڑھ سال کا دھوکا۔ اور نمبر ۱۴ صفحہ ایضاً سطر ۸ مین "بیساکھ سمت ۱۹۲۰ کے اخیر آگرہ کی روانگی۔ حالانکہ نمبر ۱۳ مین چار سال کے زمانہ کو اڑھائی سال بیان کیا۔ بیساکھ سمت ۱۹۲۰ سے بیساکھ سمت ۱۹۲۴ تک متھرا مین تعلیم پائی۔ پھر سمت ۱۹۲۱ مین دھولپور گئے۔ اس مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو مہاراج متھرا مین رہے وہ اور کوئی ہونگے اور جو دھولپور گئے وہ اور ہونگے۔ یا یہ بیان خواب کا ہی یا بھنگ کے نشہ کی بہک ہی۔ ویدون کی تلاش مین دھولپور جانا۔ اس فقرہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ مہاراج وید نہین پڑھے تھے۔ ہان ویاکرن کا پڑھنا ثابت ہوتا ہی اور ایک پستک تو انھون نے مہابھاشیہ کا ۳۵ روپیہ چندہ کر کے متھرا مین مول لیا تھا اور سوامی ورجانند سے پڑھا تھا۔ مگر کسی وید کا نہ خریدنا ثابت ہی نہ پڑھنا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ مہاراج کی وید خوانی دھوکے کی ٹٹی اور یہ بیان سراسر جھوٹ۔ شعر

	نہ محقق بود نہ دانشمند		چارپایے برو کتابے چند

(۱۶) (صفحہ ۱۸۴ سطر ۶) آپ شیومت کے پیرو تھے چنانچہ وہ خود لکھتے ہین کہ "وہان (جیپور مین) مین نے برہم ویشنومت کا کھنڈن کر کے شیومت کی استھاپنا کی۔ جیپور کے راجہ مہاراجہ رام سنگھ نے بھی شیومت کو گرہن کیا" ابھی تک آپ بت پرستی ہی کر رہے ہین اور بت پرستی ہی کی ہدایت و اعلان فرما رہے ہین حالانکہ جب ورجانند سوامی سے رخصت ہوے تو بیڑا اٹھا کر اور عہد کر کے چلے تھے کہ بت پرستی نہ خود کرونگا نہ لوگون کو راغب کرونگا بلکہ بت پرستی کو رد کرونگا اور دنیا مین ایک ایشور کی وحدانیت پھیلاؤنگا واہ مہاراج آپ نے اپنے گرو سے خلاف عہدی کی جھوٹا بیڑا اٹھایا۔ آپ سے زیادہ جھوٹ بولنے والا کون ہوگا۔ والد حقیقی سے وہان جھوٹ بولے۔ والد مجازی یعنی استاد سے یہان۔

(۱۷) (صفحہ ۱۸۶ سطر ۵ جیون چرتر) پادری رابنس صاحب کو ملنے گئے تو آپ نے سوال کیا کہ "برھما کا اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کرنا کیا درست ہی؟" سوامی جی نے جواب دیا اس نام کا کوئی اور شخص ہوگا مہرشی برھما ایسے شخص نہین تھے!! یہ جواب مہاراج کا محض غلط تھا۔ اسے ہم ثابت کر چکے ہین کہ برھما جی نے اپنی لڑکی سرسوتی کے ساتھ زنا کیا۔ کیونکہ دیانندجی نے وید سے اسکا کھنڈن (رد) نہین کیا۔ نہ وید مین دو برھما کا کہین ثبوت ہی۔ برھما جی نے ازروے وید مسئلہ تناسخ کی پابندی کی ہی۔ مہرشی برھما جی پورے پورے وید کے ماننے والے تھے۔ سوامی جی کی غلط فہمی ہی اور وید سے لاعلمی۔ جبکہ ان دونون مسئلہ تناسخ و نیوگ کو درست سمجھتے ہین تو پھر برھما جی کو کیون مجرم قرار دیتے ہین۔ اس سے مہاراج دیانندجی کا

سراسر جھوٹ اور صریح انکار ثابت ہوتا ہی۔ ہم اچھی طرح سے اب بھی اسے ثابت کر سکتے ہین۔ مہرشی برھماجی سے اگر غلطی سرزد ہوئی تو اسکے چھپانے سے ویدک دھرم پر کیا نقص لازم آتا۔ جو مہاراج نے جھوٹ اور لاعلمی کے پردہ سے چھپانا چاہا۔ کیا عالمون سفا صنلون۔ رشیون سے غلطی نہین ہوتی کیونکہ حسب مثل الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کوئی انسان اس سے نہین بچ سکتا۔ سوامی جی کا یہ فقرہ کہ اُس نام کا کوئی اور شخص ہوگا۔ کسقدر مہاراج کی جہالت و لاعلمی ظاہر کر رہا ہی جس سے بجز احتمال شک اور کچھ نہین پایا جاتا۔ ایسے جواب سے کیا حاصل جس سے معترض کی تشفی و تسکین کافی نہ ہو۔ بلکہ ایسے جواب سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ مخاطب نے تسلیم کر لیا اور اپنی عدم تحقیق ظاہر کر دی“

(۱۸) (صفحہ ۱۹۳۔ سطر ۷۔ جیون چرتر) گرہستی جو جاتے ملنے وہ کچھ نہ کچھ بھینٹ چڑھاتے تھے جسکو شام کے وقت سوامی جی حاضرین و غربا مین تقسیم کر دیتے تھے،، یہ بھی بالکل جھوٹ ہی کیونکہ ہم بیشتر ثابت کر چکے ہین کہ مہاراج بخیل تھے اگر سخی ہوتے تو ضرور کوئی خیرات خانہ بنواتے یا اپنے متمول چیلون کو دان پن خیرات وغیرہ کی ہدایت کرتے اور سود کے لالچ مین بمبئی کے سیٹھ کے یہان ۶ رسیکڑہ پر بھینٹ کا روپیہ جمع نہ کرتے۔ اور دان پن کی مذمت نہ کرتے۔ بھلا روپیہ پیسہ خیرات کرنا کجا۔ مہاراج نے کبھی کسی بھوکے کو چنگی بھر بھی اناج نہین دیا حتیٰ کہ اپنے ملازمون کو کبھی علاوہ تنخواہ کے ایک وقت کھانا یا بھینٹ کی کوئی چیز غلہ۔ ترکاری۔ گھی۔ دودھ۔ کپڑا وغیرہ تک نہین دیا۔ بلکہ جو کچھ اپنے صرف سے بچتا تھا اُسے جمع رکھتے تھے اور ننانوے کے پھیر سے نجات نہ ملتی تھی۔ اسلیے یہ بھی جھوٹ اور گپ ہی۔

(۱۹) (جیون چرتر صفحہ ۱۹۱۔ لغایت ۱۹۴۔) سے ثابت ہوتا ہی کہ ہردوار کے کُمبھ کے میلے مین سوامی وشودھانند ڈنڈی سنیاسی سے بموجودگی مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جمون و کشمیر درباب بت پرستی جو مباحثہ ہوا اسمین دیانندجی ضرور ہار گئے کیونکہ اگر نہ ہارتے تو انکے چہرے پر اُداسی اور سوختگی نہ ظاہر ہوتی اور ہزارون آدمیون کی گالیان کبھی نہ سنتے اور اپنا اسباب کبھی نیلام نہ کرتے۔ اور ندامت و ہراس کی شدت اور سبکی و ذلت کے خیال مین جب یہ غور کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ تو دل نے یہی مشورہ دیا کہ ابھی اور تپ (عبادت کرو) اور ودیا و چار (و تحصیل علم کرو) کیونکہ ابھی تم مباحثہ و مقابلہ کے لائق نہین ہو۔ اسلیے کہ اگر دیانندجی سچی جیت گئے تھے تو پھر اس دل کے مشورت ”جو خاص تحصیل علم اور ریاضت،، کی بابت ہوئی کیا ضرورت تھی

فقرہ ذوالفقار حیدری۔ افسوس مہاراج نے اپنے دلی مشورت پر عمل نہ کیا اور تحصیل علمی نہ کی۔ اور اس نیک مشورے کو نہ مانا۔ اور اس ہدایت کو یون مٹی مین ملایا کہ دن دن بھر ریت مین پڑے رہتے تھے۔ گویا کہ خاک کے پردے مین ہارنے کی شرمندگی چھپاتے تھے۔ اب لاکھ مہاراج بھسم

(راکھ بھبھوت) لگا کر۔ لنگوٹ کسکر اپنی وضع بھیس بدل کر موافق مثل ۔منڈ ابیراگی۔ ایسی دوا۔ نہین پہچانی جاتی۔ بہروپ نکالین تو کیا ہوتا ہی۔ جو ہونا تھا سو ہوا بعد چندے پھر وہی نہ حیا نہ شرم وہی نٹ کرم اگر کوئی عزت مند ہوتا تو منہ خاک ہو جاتا۔ اور گڑیون والے اکھاڑے کے پہلوانون کی طرح گرکر گرے اور پھر خاک جھاڑ کر اُٹھ کھڑے ہوے اور خم ٹھونک کر مقابلے کو تیار نہ ہو جاتے۔

شاگرد۔ استاد آپ تو کہتے تھے کہ مہاراج بھینٹ کا روپیہ پیسہ چیز بست شام کو بھوکے۔ مسکین و غربا کو بانٹ دیا کرتے تھے تو مہاراج کے پاس پھر اسقدر اسباب کہان سے آیا۔ کیونکہ جب مہاراج میلے مین آئے ہین تو ایک بیبی دو گوش صرف تونبا وغیرہ ساتھ تھا کوئی چھکڑا۔ بہلی ساتھ نہ تھی۔ نہ کسی رئیس کے بھینٹ دینے کا اس جگہ ذکر ہی کہ فلان فلان نے فلان فلان شی مہاراج کو نذر دی۔

صفحہ ۹۴ مین جو لکھا ہی۔ اونی کپڑے۔ دوشالے۔ ریشمی کپڑے۔ پیتامبری دھوتیان۔ پلنگ نواڑی۔ برتن۔ململ کے تھان۔ نقدی روپیہ۔ یہ مال اسباب کہان سے آگیا۔ کیا مہاراج کے پاس عمرو کی زنبیل۔ یا مداری کا تھیلہ۔ یا بھان متی کا پٹارہ تھا اسلیے کہ پیشتر کے بیان سے یہ بیان خلاف ہی۔ دوسرے سنیاسی کے پاس ان چیزون کا ہونا نادرست اور ناجائز ہی۔

اُستاد۔ مہاراج سنیاسی ہی کب تھے۔ کیونکہ سنیاسی ایسے افعال نہین کرتے نہ وہ اچھی لذیذ غذا کھاتے نہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے بلکہ ریاضت یعنی عبادت الٰہی کرتے۔ نفس کشی۔ ترک لذات حبس دم کرتے ہین۔ بستیون۔ آبادیون میلون سے دوری رکھتے۔ گوشہ گیری کرتے ہین نہ کہ مہاراج کی طرح مخلوق کا دل دکھاتے ہجو و توہین و بدی کرتے۔ بدمعاش بدچلن بیراگیون کے دام تزویر مین پھنستے۔ کما کھاتے مال اسباب ٹھگتے۔ سیر و تماشا کرتے۔ کھنڈن منڈن (رد و قدح) کرتے پھرتے ہین۔ شاید وہ بدمعاش بیراگی "جنکے ساتھ ایک رانی تھی اور جنکا بیان مہاراج نے پہلے کیا ہی جو قصبہ کوٹ کام گڑھ علاقہ احمد آباد کی ریاست مین جمع تھے اور چار مہینے تک انکے پاس رہے تھے جنکے دام تزویر مین مہاراج پھنسے تھے" اس میلے مین آئے ہون اور انھین نے یہ مال ہتھ پھیری ٹھگ ودیا کا مہاراج کے پاس رکھا ہو۔ اس خیال سے یہ سارا بیان جھوٹ اور لغو ہے۔

(۲۱) بنارس کے مباحثہ مین مہاراج کا اپنی جیت بیان کرنا سراسر جھوٹ ہی حالانکہ مہاراج کی وہان بھی ہار ہوئی تھی۔ ہم اس مضمون کو اول لکھ چکے ہین اور ثابت کر چکے ہین کہ مہاراج ہار گئے اور مہاراج کے پیچھے تالی پٹ گئی

(۲۲) مہارانی اوپی کو مہاراج نے بتایا کہ یہ پاتال یعنی امریکہ کے راجہ کی بیٹی تھی جسے ہم کلمبس صاحب کے

بیان سے غلط ثابت کرچکے ہین - یہ بھی بالکل جھوٹ اور سراسر گپ بھنگ کے نشہ کی الاپ - خواب کی بڑابڑاہٹ -

شاگرد - آپنے مہاراج دیانند سرستی کے جو جھوٹ بیان کیے سب درست ہین کیونکہ آپنے اُنھین کی کتابون سے انکی کذب بیانی ثابت کی ہے مگر اسنے بھی زیادہ اور شاکوئی جھوٹ انکا بیان کیجیے جسمین کچھ دلچسپی بھی ہو اور جھوٹ بولنے مین بہ نسبت اور لوگون کے انکی فضیلت بھی ظاہر ہو -

اُستاد - سنو بھائی یہ جھگڑا ہے اسکے بیان کرنیکو زمانہ چاہیے کیونکہ ابھی تو مین نے صرف جیون چرتر مصنفہ آریہ سماج ہی (صفحہ ۴۹ تک) سے علاوہ اور افعال ناشائستہ کے صرف جھوٹ ہی لکھے ہین ابھی وہی ناتمام ہے جیون چرتر مصنفہ پنڈت جگن ناتھ مرادآبادی اور کتاب ستیارتھ پرکاش اور کتاب رگوید بھومکا بھاشیہ اور کتاب بھرم نیوارن وغیرہ مین جو مہاراج کی بدکرداریان اور دروغ بیان درج ہین سب باقی ہین -

شاگرد - آپکے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جھگڑا کبھی ختم ہی نہو گا خیر اسے رہنے دیجئے - آئندہ دیدہ خواہد شد -

اُستاد - برھمچاری جی نے اپنے سترھوین اعتراض کی تمہید مین طول طویل جھگڑا چھیڑا ہے اور نتیجہ مین معراج پر اعتراض کیا ہے مگر ناقص ہے کیونکہ جلد اول تہذیب الاسلام مین پورا مضمون ختم نہین ہوا ہے دوسری جلد مین اُسکا بقیہ لکھا ہے ایک مضمون دو ٹکڑے شاید اس غرض سے کردیے ہون کہ پڑھنے والون کو مضمون آئندہ کا شوق ہو اور انکی دوسری جلد کی بھی خواہش کیجائے - چونکہ عدم تکمیل مضامین سے دیکھنے والونکو انقباض خاطر ہوتا ہے اور سلسلہ کلام مین ابتری ہوتی ہے - لہذا ہم اچھا نہین سمجھتے کہ جواب کے بھی دو ٹکڑے کرین - انشاء اللہ دوسری جلد مین معراج والے اعتراض کا جواب تکمیل کے ساتھ دیا جائیگا - واللہ المستعان وعلیہ التکلان

(حصہ اول ختم ہوا)

تقریظ و قطعہ تاریخ مترشحہ خامۂ گوہربار - شہسوار معرکۂ فصاحت یکہ تاز عرصۂ بلاغت - ناظم بے عدیل و ناثر عدیم المثیل - جناب مولانا سید محمد ناظم علی صاحب المتخلص بہ عدیل پرشین ٹیچر کرسچن ہائی اسکول لکھنؤ

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ذرا دیکھنا تو کیسے کیسے کڑیل چھیتے نوجوان پرارمان خون تمنا مین نہائے - لباس یاس مین کفنائے پڑے ہین جنکی بالین پر حسرت ڈھاڑین مار مار کر روتی ہے - آرزو سر پیٹ پیٹ کر جان کھوتی ہے - الامان الامان - جسطرف نگاہ اُٹھا کر دیکھیے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہین - ہر طرف سینہ فگار ہین - کوئی سسک رہا ہے - کوئی تڑپ رہا ہے - کسی کے برچھی کلیجے کے پار ہے کسی کا دل کسی کا سینہ فگار ہے - بابو رام گوپال صاحب کی تیغ بیدریغ مسلوبہ ذوالفقار حیدری نے تو غضب ڈھا دیا - سترھاؤ کر دیا - ولی سے

ہر عضو تن عاشق ناکام جُدا ہے
اس بُرش شمشیر جفا کو کوئی دیکھے

اللہ ری ترشے جھل بل اور اُف رے ترا دم خم - جو وار ہے وہ پورا ہے جو زخم ہے وہ کاری ہے نا حق شناس چارہ سازونکی عقل تدبیر و علاج سے عاری ہے - گویا ہر لب زخم بزبان حال گویا ہے - ولی سے

سمجھ سکے گا اُلٹ پھیر میرے زخمونکے
شعور اتنا تو کر جا کے چارہ گر پیدا

قابل مصنف نے خصوصیات علم مناظرہ کو جو اسکا مقصد اعظم اور غایت مرام ہے اُسکے سرانجام دینے مین مبحوث عنہ تک مین اس خوبی کے ساتھ ملحوظ رکھا ہے کہ محل بحث مین فروعی عوارض ور دقائق بھی مشکل نظر انداز ہوئے ہین - اللہ اللہ فضل و کمال کے کیا کیا جوہر دکھائے ہین کہ بڑے بڑے مبصرونکی آنکھین چوندھیائی ہین - جنکی تردید اور عارضی تاویلات کی بھی کس شان و شوکت سے کاٹ چھانٹ کی ہے - کہ حق شناس جسقدر نظر فخر و مباہات سے دیکھین کم ہے - اقلیم مناظرہ پر پورا قبضہ کرلیا - آریونکو موت کے گھاٹ لگا دیا - خدا سے دعا مانگین کہ ہر مرد میدان صفا اس ذوالفقار کو قبضہ مین لاکر ممالک نا حق شناسی کو سر کرے - دشمنون کو زیر و زبر کرے - آمین

قطعہ تاریخ

بر سر اعدا شکستہ ہمچو گوپال گران
خامۂ آن رام گوپال آسمان افتخار

وہ چہ جوہر ہائے تیغ علم و فضل خود نمود
ذوالفقار حیدری آہیخت بہر کارزار

قلب اہل آریہ از ہیبتش گشتہ دو نیم
سینۂ اہل جفا از ضربتش گشتہ فگار

سال طبعش این ترا وید از رگ کلک عدیل
از نیام طبع است واشد چہ بیرون ذوالفقار
۱۹۰۶ء

قطعہ تاریخ چکیدہ قلم بلاغت رقم شاعر شیوا بیان - ادیب فصیح اللسان ابو الکمال مولوی سید محمد علی صاحب المتخلص امید امیٹھوی نقشہ نویس دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنؤ

زہے این جان فزا و روح پرور نسخۂ شافی
کہ باشد اہل توحید و صفا را غمگسار دل

خہے این شاہد زیبا ز حسن و صورت معنے
ببرد از طالب صدق و صفا صبر و قرار دل

فدایش جان - ادا از حسن معنی دل فریب جان
دل او را خواستگار و او بخوبی خواستگار دل

ز گلہائے براہین و دلائل ریخت صد گلشن
پئے اثبات توحید اہل دین را در کنار دل

بگفت امید سال طبع این تفریق کفر و دین
شد این احقاق حق ابطال باطل آشکار دل
۱۳۲۴ھ